تاریخ

عروجِ عہدِ سلطنتِ انگلشیہ ہند

بعہدِ شہنشاہی

حضرت علیا ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند بالقا

مؤلفہ

خان بہادر شمس العلماء محمد ذکاء اللہ

اس حصہ میں لارڈ ڈلہوزی کے عہد سنہ ۱۸۴۸ء سے سنہ ۱۹۰۱ء

حالات لکھے گئے اور ایام غدر سنہ ۱۸۵۷ء کی تاریخ بہت بسط و تفصیل سے

کی ہے

سنہ ۱۹۰۴ء

دہلی میں محمد عطاء اللہ کے اہتمام سے ہو کر شائع ہوئی
مطبع شمسی میں طبع ہو

(کل جلدونکی قیمت مع محصول ڈاک گیارہ روپیہ)

اشتہار

ہندوستان مین مسلمانون کے عہد سلطنت...

پانچ جلدون سے کم کسی خریدار کو کمیشن نہین دیا جائیگا۔ مگر جو پانچ جلدین یا اس... خط و کتابت کے ذریعہ سے کمیشن ٹھیرا لے۔ جو شخص کل تاریخ خریدے گا اس... گیارہ روپیہ لیے جائینگے +

محمد عطاء اللہ۔ دہلی چیلو...

جلد اول

قیمت عہ محصول ۲ر صفحہ ۵۱۰

اس جلد مین تمہید لکھی ہے کہ مصنف نے کسطرح اس کتاب کو تصنیف کیا ہی مقدمہ ہی جس مین تاریخ کی حقیقت بتائی ہی اہل عرب کے زمانہ جاہلیت کا بیان اور مسلمانون کے ۱۱۸ فرمانروا خاندانون کا حال۔ ملک سندھ کی فتح و خاندان غزنی کی تاریخ اور خاندان غوری کی تاریخ +

جلد دوم

قیمت عہ محصول ۱مر صفحہ ۴۰۶

سلاطین خلجیہ۔ سلاطین تغلق اور سیدون و لودیون کے بادشاہون کا حال اس جلد مین بسط کے ساتھ لکھا ہی +

جلد سوم

قیمت عہ محصول ۲ر صفحہ ۵۰۰

بابر نامہ۔ شگرف نامہ ہمایون۔ رزم نامہ شیر شاہی

جلد چہارم

قیمت للعہ محصول ۲ر صفحہ ۷۹۶

(۱) تاریخ سندھ (۲) تاریخ کشمیر (۳...
مالوہ (۵) تاریخ خاندیس (۶) تاریخ...
سلاطین جونپور۔ دوسرے حصہ مین (۱...
(۲) تاریخ سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور...
شاہیہ احمدنگر (۴) تاریخ سلاطین...
تاریخ سلاطین عمادیہ ملک برار (...
ملک بیدر (۷) ضمیمہ تاریخ دکن (...

جلد پنجم

قیمت ۱۴ر محصول ۵ر (اقبالنامہ...

جلد ششم

قیمت ۱۴ر محصول ۱ر (کارنامہ...

جلد ہفتم

قیمت عہ محصول ۲ر (ظفرنامہ...

جلد ہشتم

قیمت عہ محصول ۲ر ...

قیمت عہ محصول ...

۱

باب اول صفحہ ۱-۲۹ تک

مضمون | صفحہ

باب دوم صفحہ ۲۹-۶۰ تک

باب سوم ۶۰ صفحہ سے ۹۷ تک

باب چہارم ۹۷ - ۱۱۲ صفحہ تک

باب پنجم ۱۱۲ سے ۱۲۹ صفحہ تک

باب ششم صفحہ ۱۲۹-۱۵۱ تک

باب ہفتم ۱۵۲ سے ۱۷۹ صفحہ تک

باب دوم ۳۱۱ آغاز بغاوت

باب سوم بغاوتوں کا ہونا ۳۳۲

باب چہارم مئی ۱۸۵۷ء ۳۴۶

حصہ پنجم ۳۶۴ ممالک شمالی و مغربی کا غدر

سرکشی - جون جولائی مین لوگون سے ہتھیار لینا - طرفین کے لشکر کی تعداد -

باب چہارم ۱۸۵۷ - ۵۹

دہلی کا محاصرہ اور دہلی کا انگریزون کا فتح کرنا

انگریزون کا مقام دھلی مین - ۹ - جون کو پہلا حملہ - ۱۰ تا ۱۲ جون - ہندوراؤ کی کوٹھی پر حملہ - ۱۲ - جون کو باوڑہ پر حملہ - اور مٹکف صاحب کی کوٹھی مین انگریزی سپاہ کا زیادہ رہنا - دفعتہً حملہ کرکے شہر کے لینے کی تجویز کا پیش ہونا - رات کو شہر پر حملہ - حملہ کے ارادہ کی ترمیم اور ۱۳ - جون - ۱۴ - جون کو کونسل ادف وار وجنگی کونسل کا انعقاد - ہاروے گریٹ ہیڈ صاحب کے خیالات ۱۶ - جون کو کونسل کا دوسرا اجلاس - بریگیڈیر ولسن کی رائے - جنرل ریڈ کی رائے کا خلاصہ - دفعتہً حملہ کرنے کا ارادہ ترک کرنا - ۲۷ - جون کو عیدگاہ پر حملہ -

۲۳ - جون جنگ پلاسی کی صدی کا آخر روز - چیمبرلین صاحب کا انگریزی لشکر مین آنا - ۲۶ جون و ۳ جولائی کے درمیان پنجاب سے کمکون کا آنا - دفعتہً حملہ کرکے شہر کے لے لینے کا خیال پھر زندہ ہونا - کرنیل بیرڈ سمتھ دہلی پر حملہ کرنے کے اسباب - حملہ کا سوال - باغیون کی توپون کا عمل اور انگریزی لشکر پر اثر - ۴ جولائی کو میجر کوک کا باغیون کو شکست دینا - سر ہنری برنارڈ کی وفات جنرل ریڈ - ۹ - جولائی کو باغیون کا حملہ مونڈ کے پکٹ پر - لفٹنٹ ہلس او رمیجر ٹومبس - سبزی منڈی مین لڑائی - ۱۴ - جولائی کی لڑائی - ۱۷ - جولائی جنرل ریڈ کا مستعفی ہونا - بریگیڈیر ولسن کی سپہ سالاری پہاڑی کے چھوڑکر چلے جانے کا سوال - بیرڈ سمتھ کا اظہار اس رائے کے برخلاف - ۱۸ - جولائی کو باغیون کا حملہ - پہاڑی کے مورچہ پر اور سبزی منڈی پر - باغیون کا لڈلو کیسل مین مقیم ہونا - پہلی اگست کی لڑائی - ۷ - اگست و بریگیڈیر شوورس کا حملہ باغیون پر لڈلو کیسل مین - محاصرہ کے حادثات و تفریحات دمی نوشی - ہندوستانیون کی مارات شہر کے اندر کا حال - ۷ - اگست جنرل نکلسن گشتی لشکر کی ہڈسن صاحب کا سفر رہتک کی طرف - دہلی مین انگریزی لشکر - نجف گڈھ کی لڑائی - جنرل ولسن کی مشکلات - دہلی کے لے لینے کی تیاریان -

بیٹری نمبر ۱ یا بریڈ بیٹری - نمبر ۲ بیٹری نمبر ۳ - بیٹری نمبر ۴ - ۱۱ ستمبر کو قلعہ شکن توپون کی مار - انجینرون کا فصیل کے شگافون کا امتحان کرنا - حملہ کرنے والے کولم - پہاڑی پر محکمہ مخبری - دہلی کے

لے لینے کی یورش کشمیری دروازہ کا حال - کولم نمبر ۴ - نکلسن صاحب کا زخمی ہونا کیمبل کا کولم ولسن صاحب کا مذبذب ہونا - رزرو کولم - ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کے دن کی لڑائی کا نتیجہ - آج کے دن کا انگریزی سپاہ کا نقصان - ۱۵ ستمبر ۱۸۵۷ء - گوروں کی مے نوشی - ۱۶ ستمبر کو کشن گنج کا باغیوں سے خالی ہونا - ۱۷ و ۱۸ ستمبر ۱۸۵۷ء - ۱۸ ستمبر ۱۸۵۷ء - ۱۹ ستمبر - ۲۰ ستمبر - قلعہ کا حملہ کر کے لینا و سلیم گڈھ کی فتح - دہلی کا بادشاہ - مرزا الٰہی بخش و بہادر شاہ - ۲۰ ستمبر بادشاہ دہلی - باغی سپاہ کا دہلی سے جانا - مرزا الٰہی بخش کی سازش - ہوڈسن صاحب - ہوڈسن صاحب کا سوار ہونا بادشاہ کے پکڑنے کے لیئے - بادشاہ کا قیدیوں کی طرح گرفتار ہونا - بادشاہ کے بیٹوں اور پوتے کی گرفتاری ۲۲ ستمبر جان نکلسن کا واقعہ ناگزیر - فتح کی خوشیاں - فتح کرنے والی سپاہ کی ستائش و آفرین - جنرل اور ڈرائٹ او نرابل گورنر جنرل ہند مع کونسل نمبر ۱۲۲۷ مورخہ ۲ - اکتوبر ۱۸۵۷ء مقام فورٹ ولیم -

باب پنجم ۶۵۹-۶۹۶

ایام غدر میں دہلی اور بہادر شاہ کی سلطنت کے مختلف حالات

گائے بیل - دیوان خاص میں بادشاہ کا اجلاس - بادشاہ کی سواری شہر کی دکانیں کھلوانے کے لیئے - تلنگوں کا شہر میں آنا لوگوں کا قتل کرنا - بہادر شاہ کی بادشاہی کا ڈھنڈورا شہر میں لوٹ مار - بادشاہ پاس باغی رجمنٹوں کی عرضیوں کا آنا اور ان پر بادشاہ کا حکم صادر ہونا - نجیت سنگھ راجہ جیسلمیر کے نام فرمان - گلاب سنگھ مہاراجہ کشمیر کے نام فرمان - دہلی میں باغی سپاہ کا جمع ہونا فہرست باغی سپاہیوں کی - دہلی میں وہابیوں اور جہادیوں کا جمع ہونا - انگریزوں پر جہاد کا فتوے - پنڈتوں کی منادی انگریزوں سے لڑنے کے لیئے - باغی سپاہ کا حال روپیہ کے اعتبار سے اور انکی تنخواہ کا انتظام - سپاہ کی رسد کے لیئے اہتمام - بادشاہ کا جنگی انتظام اور اسکے احکام بادشاہ کے ملکی انتظامات -

حالات متفرقہ ۶۹۶-۷۰۱

ایک جاسوس کا مارا جانا - ایک جمعدار کا مارا جانا - میدان جنگ سے انگریزوں کے سروں کا کٹکر شہر میں آنا بادشاہ اور شہزادوں اور ملازمین شاہی اور اہل شہر کی حالت زار - انگریزی کیمپ سے

ایک باغی کا آنا اور مارا جانا آگرہ کی فتح - مرزا الٰہی بخش اور بادشاہ - کالے خان - باغپت کا لوٹنا باغی سپاہ کا حال -

باب ششم ۱۰۷ - ۸۷

ایام غدر کے اور اسکے بعد چند مدت کے دہلی کے متفرق حالات

دہلی کے باشندون کا شہر سے نکل جانا اور شہر کا خالی ہونا - عورتون کا کنوؤن مین ڈوب کر مرنا - اہل شہر اور خاصکر مسلمانون کا مارا جانا - شاہزادون اور رؤسا عظام کا پھانسی پانا - مسلمانون کا گرفتار ہونا اور مقید ہونا - شہر مین انگریزی سپاہ کی یغماگری اور پرائز ایجنسی کا تقرر - انگریزی سپاہ مین بعض سچے پکے مسلمان - ہندوؤن سے جرمانہ لیکر انکو اپنے گھرون مین آباد کرنا - شہر مین مسلمانون کا آباد ہونا - شہر کی مسجدون اور مندرون کا حال - شہر کے جانورون کا حال مسلمان کس کس طرح لٹے اور انکی دولت کن لوگون کے ہاتھ لگی - گورنمنٹ کا خیرخواہون کے اسباب کا معاوضہ دینا - دہلی کے مکانون کا مسمار ہونا اور جلنا - مسلمان عورتون کا حال اور شہر آشوب - دلی کے شاہجہان آباد کا نام لارنس آباد رکھنا چاہیئے - بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے جرائم کی تخفیفات +

باب ہفتم ۱۵۱ - ۱۳۸

لارڈ کیننگ کی پالیسی اور واقعات کلکتہ

لارڈ کیننگ اس زمانہ کے حالات کو کماحقہ نہین سمجھے - گورنر جنرل کا اہل کلکتہ کی درخواست وولنیٹر ہونے کا نامنظور کرنا اور بارکپور اور داناپور کی سپاہ سے ہتھیار نہ لینا - جنگ بہادر - وولنیٹر ہونے کی درخواست کا منظور ہونا - بارکپور اور کلکتہ اور دمدمہ مین سپاہ سے ہتھیارون کا لینا - ۱۵ - جون کو شاہ اودھ کو فورٹ ولیم مین لے جانا - ۱۷ - جون کو سر ہیرڈک گرینٹ کا کلکتہ مین آنا - ۱۸ - جون کو وحشتناک خبرون کا آنا - رحم دلی کا ایکٹ - ہتھیارون کا ایکٹ - مارشل لا سے ۱۲ - اگست کو گورنر جنرل کا انکار کرنا - اوٹرم وہیل و سر کولن کیمبل کا آنا -

باب ہشتم ۱۵۱ - ۱۷۸

پٹنہ آرہ بنگال مغربی بہار

روہنی مین میک ڈونلڈ - پٹنہ - داناپور کی چھاونی و ڈویژن - پٹنے کی خصوصیات --

مسٹر ولیم ٹیلر مسٹر ٹیلر کو انگریزون کا سہارا دینا۔ ۷۔ جون کو پٹنے مین اول گڑبڑ وقت کا
آنا اور ٹیلر صاحب کی تدابیر۔ مسٹر ٹیلر و لفٹنٹ گورنر ہیلی ڈے۔ میجر جنرل ہوئٹ۔ گورنمنٹ کا
میجر جنرل کے بیان کا یقین کرنا۔ گورنمنٹ کا عذر اس کام کے نہ ہونے کا۔ پٹنہ مین آدمیونکا
برانگیختہ ہونا۔ اضلاع مین ہلون کا اٹھنا۔ ٹیلر صاحب کی ذی شان کارپردازی۔ ٹیلر صاحب
لوئڈ صاحب کو اپنا ہم خیال نہین بنا سکے۔ ٹیلر صاحب کی مشکلات۔ ۲۳۔ جون کو تازہ بغاوت کا
ظاہر ہونا۔ ۳۔ جولائی کو پٹنہ مین بلوہ۔ مسلمان جنہون نے ٹیلر صاحب کی امداد کی۔ میجر ہومز صاحب
دیناپور کی سپاہ سے کیا ہتھیار لیئے جائین گے؟ گورنمنٹ کے فیصلون کا خلاصہ۔ میجر جنرل
ہوئڈ کا فیصلہ کہ ہتھیار نہین لینے چاہیئن۔ سپاہیون سے پرکشن کیپس (ٹوپیان) لینی۔
میجر جنرل کا سپاہ کے توسدانون کا خالی کرانا۔ بغاوت ہونا اور اسکا نہ رکنا۔ باغیون کا آرہ کی
طرف جانا۔ تعاقب کا نہ ہونا۔ سگولی مین سپاہ کی بغاوت۔ ٹیلر صاحب نے کیا کیا۔ داناپور کا
حال۔ کنور سنگہ۔ ۱۲۔ جولائی کو سپاہ کا آرہ کی کمک ومدد کے لئے جانا۔ باغیون کا سون سے
پار جانا۔ آرہ و مسٹر وائی کرس بوئل صاحب۔ ۲۸۔ جولائی۔ ۲۹۔ جولائی کپتان ڈن بار
صاحب بہم قلعہ آرہ کی قلعہ نشینون کے بچانے کے لیئے۔ آرہ کا قلعہ اور باغیون کا اسپر حملہ۔
قلعہ کی رسد۔ میجر و لنسنٹ آئر۔ گج راج سنگھہ کی لڑائی ۲۔ اگست کو۔ ائر صاحب کی اور فتوح
و لنسنٹ آئر اور ٹیلر۔ ٹیلر صاحب کے ذمے بڑی جوابدہی کا ہونا اور ایک مشکل کام کا سہل کرنا
مسٹر ٹیلر کا موقوف ہو جانا۔ اس حکم کے نتائج پر نظر۔ پورہین۔ گیا مین حکم مذکور کے نتائج
منی صاحب کا خزانہ چھوڑنا۔ حالات کا مقتضا یہہ تھا کہ خزانہ چھوڑ دیا جاتا۔ گیا سے منی صاحب کا
روانہ ہونا اور پھر پشیمان ہو کر واپس آنا۔ منی صاحب کا کلکتہ جانا۔ مسٹر ٹیلر کی موقوفی۔

باب نہم ۹ ۷۷-۸ ۷۷

آگرہ و گوالیار

ممالک مغربی وشمالی۔ جان کالون صاحب۔ میرٹھ کی بغاوت۔ جنرل کونسل کا طلب کرنا۔
ابتک کالون صاحب اس نازک زمانہ کی حقیقت حال کو سمجھے نہین۔ گوالیار و بھرت پور سے
کالون صاحب کا امداد طلب کرنا۔ علی گڈھ کی بغاوت کی خبر کا آنا۔

بلند شہر مین پوری - سپاہیون کا مین پوری مین بغاوت کرنا - اٹاوہ - مسٹر کولون صاحب کا اشتہار - متھرا - بھرت پور کی سپاہ کی سرکشی - متھرا کی بغاوت کا اثر کولون صاحب پر - آگرہ مین سپاہ سے ہتھیار لینا - والینٹر کا بھرتی ہونا - کولون صاحب کی ذلت و دشواریان - گوالیا کنٹنجنٹ - لیڈیون کا گوالیار محل مین بھیجنا - سرکشیون کی خبرون کا آنا - ۱۴ - جون گوالیار -

باب دہم ۷۸۸-۷۹۳ا

جھانسی و بندیل کھنڈ

جھانسی کی چھاونی - رانی پاس میرٹھ کے ۱۰ - مئی کے واقعہ کی خبر پہنچنا - چھاونی مین آتش زنی - رانی پاس تین انگریز کا صلح کے لیے بھیجنا اور انکا مارا جانا - قلعہ پر باغیون کا از سر نو حملہ کرنا - رانی کا شرائط صلح پیش کرنا - اہل قلعہ کا قتل عام ہونا - سپاہیون کا رانی کو رشوت دینا - نوگاؤن - یا ناؤ گاؤن مین سپاہ کی سرکشی - انگریزون کا مفرور ہونا - ۱۶ - جون کو مفرورین کے مصائب چھترپور سے چلے جانے کے بعد باندہ مین مفرورین کا پہنچنا - نمبر ۵ ہندوستانی پلٹن کا وفادار رہنا

باب یازدہم ۷۹۳ا-۸۰۵ا

سنٹرل انڈیا ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی) مالوہ -

۲۵ - اپریل کو سب سے اول بغاوت کا شگوفہ کھلنا - سنٹرل انڈیا اور اسکی چھاونیان - خالص ہندوستانی سپاہ اندور کا مقام بلحاظ انگریزی ملک - ہلکر - کرنیل ڈیورینڈ کا سپاہ منگا بلانا - مئو مین سپاہ کا بغاوت کی طرف میلان - کرنیل ٹریورس کا اندور مین آجانا اور کل سپاہ کا کمانڈر مقرر ہونا - وحشت ناک خبرون کا آنا - کرنیل ڈوبرٹن کا کولم - دہلی کی فتح کی خبر کا اندور مین آنا - اندور کی رسیڈنسی - سعادت خان کے سبب سے بلوہ کا ہونا - سپاہ جو رسیڈنسی کی محافظت کے لیے بھیجی گئی تھی باغی ہو گئی - باغیون کا حملہ رسیڈنسی پر - ٹریورس صاحب کا دوبارہ حملہ کرنے کے لیے بیفائدہ کوشش کرنا - رسیڈنسی مین تھوڑے آدمیون کا رہ جانا - سپاہ مئو مین ہنگر فورڈ کا مئو سے باغیون کا بھگانا - ہنگر فورڈ اور ہلکر - ڈیورینڈ صاحب کا حرکت کرنا - ہلکر خیر خواہ تھا یا بدخواہ - ہلکر رسیڈنسی مین کیون نہین آیا -

---

باب دوازدہم ۱۸۰۵ - ۱۸۱۱

راجپوتانہ اور جارج لارنس

کرنیل جارج لارنس - کرنیل جارج لارنس اور میرٹھ کی بغاوت - راجپوتانہ کی حالت - اجمیر کی حالت - کرنیل لارنس کا ڈیسہ سے یوروپین سپاہ کا بلانا - ۲۳ مئی کو کرنیل لارنس کا راجاؤن کی طرف مخاطب ہونا نیمچ ونصیر آباد مین بالکل ہندوستانی سپاہ کا ہونا - نصیر آباد کی سپاہ کی سرکشی - نیمچ - ڈیسہ سے سپاہ کا آنا اور نصیر آباد اور نیمچ مین اسکا مقیم ہونا - جنرل لارنس کے لفٹنٹون کے نام یعنی نائبون کے نام میجر ولیم ایڈن و رام سنگھ راجہ جے پور - جودھپور - بھرت پور اور الور - اودے پور - خلاصہ -

باب سیزدہم ۱۸۱۱ - ۱۸۱۷

آگرہ اور ساسیہ

باغیون کا فتحپور سیکری آنا - اور آگرہ مین ہندوستانی راجاؤن کی سپاہ کا لانا - ۴ جولائی کونسل کی تدابیر و تجاویز - کوٹہ کی سپاہ کی بغاوت - باغیون کا قریب آنا - ۵ جولائی - جنگ ساسیہ - برٹش سپاہ کا قلعہ مین آنا - قلعہ مین انگریزون کا زندگی بسر کرنا - علی گڈھ پر لشکرکشی لفٹنٹ گورنر کی وفات +

باب چہاردہم ۱۸۱۷

ممالک شمالی و مغربی

سیندھیا کی سپاہ کا اضلاع مین بھیجنا - گوالیار کی سپاہ کے دستون کا بغاوت کرنا - ضلع کے وولنٹیر - سہارنپور - مظفرنگر - رہیلکھنڈ - ۳۱ مئی کو بغاوت کا ہونا - اصلی تیاریان اور ارادے وعزم - میکنزی کے کام - محمد شفیع کا کرنیل میکن زی کو دغا دینا - خان بہادر خان - شاہجہان پور - چھاونی مین قتل - بداؤن - مرادآباد - دوسرا امتحان - ۲۳ مئی کو تیسرا امتحان بریلی کی بغاوت کی خبر کا آنا - اور اسکا سپاہ پر اثر کا ہونا - شیکسپیر کا رئیسون اور زمینداروں سے امداد کی درخواست کرنا اور فساد کا بڑھنا - بجنور کا جیلخانہ ٹوٹنا - شیکسپیر صاحب کا کنوے مین خزانہ کا ڈالنا - محمود خان کا خزانہ کے لئے بجنور آنا - پامر صاحب کا ضلع مین فساد مٹانا - بریلی کی بغاوت کا اثر بجنور پر - نواب کا بجنور مین آنا - بجنور مین نواب محمود خان کی عملداری - رہیلکھنڈ مین خان بہادر خان کی عملداری - فتح گڈھ سے کانپور کو کشتیون مین بیٹھ کے فرنگیون کا جانا -

حصہ دوم تاریخ بغاوت ہند

باب اول ۷۹۳ - ۸۱۷ -

اودھ و سر ہنری لارنس

باب دوم ۸۱۸ - ۸۵۹

لکھنؤ کے محصور ہونے کا حال ۔

ملیٹری پولس کے سوارون کی بغاوت - پولس کے باغیون کا تعاقب سرہنری کے افکار کانپور کے باب مین - باغیون کا چنہٹ پر آنا - جنگ چنہٹ - گومتی کے لوہے کے پل پر سپاہ کا متعین کرنا - نتائج جنگ چنہٹ - مچھی بہون کا چھوڑنا - رسیڈنسی کے مورچے - رسیڈنسی کی آبادی کی تفصیل ایشیائی اور یوروپین سپاہ کا مقابلہ - باغیون کے کام چنہٹ کی فتح کے بعد - مشکلات محافظت رسیڈنسی مشکلات جنکا مقابلہ کرنا پڑا تھا - اول محاصرہ سے نکلکر باہر جانا - ہنری لارنس کے مرنے کا حال جو ولسن صاحب نے لکھا ہے - بریگیڈیر انگلس - میجر بنکس - رسیڈنسی کا حال ۲۰ جولائی کو حملہ اول - میجر بنکس کی وفات - مختلف مورچون پر باغیون کے حملے - باغی زینے کام مین لائے - پہلی دفعہ انگد کا آنا اور پھر جانا اور جواب لانا - ۲۹ جولائی جھوٹی امیدین - ۲ - اگست کو خبر کا آنا - رسیڈنسی کی سپاہ کی حالت سرنگون کا لگانا - باغیون کا اپنا بیٹری بنانا - ۱۰ - اگست کو باغیون کا دوسرا حملہ - محاصرہ سے نکلکر لفٹنٹ ہچن سن کا حملہ اور ساگو کی چوکی - انگد کا واپس آنا - انگد کا بیان اور رسیڈنسی کا حال - ۱۸ - اگست کو تیسرا حملہ - مورچون کی بیرونی عمارت کا مسمار کرنا - برگیڈ میس - سرنگون کا لگنا - ۱۳ - اگست کو دشمنون کی بیٹری لکہنؤ دروازہ پر لگانا - انگد کا چٹھی لے جانا - تازہ سرنگون کا لگنا - ۴ ستمبر کو بنئی بیٹری بیلی دروازہ کا تباہ ہونا - محصور سپاہ کی حزم و احتیاطین - ۵ ستمبر کو باغیون کا چوتھا حملہ - انگد کا خوشخبری لانا - ۲۲ ستمبر کو کمک کی سپاہ کا قریب آنا - کمک کا آنا اور ریلیف کا ہوجانا - خلاصہ - ہندوستانی سپاہ پنشندار - محاصرہ لکہنؤ مین جانون کا زیان -

ضمیمہ باب اول جسکو پہلے باب دوم سے پڑھنا چاہیئے ۸۶۰ -

نیل و ہیولوک - اوٹرم

برگیڈیر جنرل نیل کا کانپور مین آنا - کانپور کی ایک جانب مین سپاہ کے قیام کے مقام تجویز کرنا - جنرل ہیولاک صاحب کا دریا سے پار اودھ مین جانا - سپاہ کی تفصیل - سپاہ کا آگے بڑہنا اور اناؤ پر لڑنا - سپاہ کا آگے بڑھنا اور بشیر گنج کی پہلی لڑائی اور نتیجہ جنگ - جنرل ہیولوک کے خیالات اور سپاہ کا گھٹنا اور جنرل کا واپس آنا - نیل صاحب کا نپور مین - نیل صاحب پر جن خیالات نے اثر کیا اور خط و کتابت نیل اور ہیولوک کی - ہیولوک صاحب پر تھوڑی کمک کا آنا اور بشیرت گنج کی دوسری لڑائی - ہیولوک صاحب کی بشیرت گنج سے دوبارہ مراجعت - بھورباچو کی لڑائی اور جنرل

ہیولوک کا کانپور مین آنا - کانپور مین نیل صاحب کی کاربردازی - ۱۸ - اگست کو پھر حملہ - کانپور مین جنرل ہیولوک کا سپاہ کی سپہ سالاری لینا اور بھٹور کی لڑائی میجر جنرل سر جیمس اوٹرم انگلش مین کے خصائل کی برگزیدگی - جنرل ہیولوک کی مشکلات - کپتان گورڈون کا گنگا کو صاف کرنا - کانپور کی تیاریان - سر جیمس اوٹرم سپاہ کی تعداد جو لکھنؤ کے محصورین کے لیئے روانہ ہوئی گنگا پار سپاہ کا جانا - دشمنون کا منگل وار سے باہر نکالنا - ۲۲ ستمبر سپاہ کا آگے بڑھنا اور لکھنؤ کا فتح کرنا ؀

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	سہارہ	سہارا	۸۸	۳	سے	سے سپاہ
۶	۴	گورنمنٹ	گورنمنٹ کے	۸۸	حاشیہ	کھونا	ہونا
۷	۱۵	جون ہین	جون مین	۹۲	۹	ہوئے	ہونے
۲۳	۱۷	کو	کے	۹۳	۱۲	وھاتی	دھانی
۳۹	۸	سکتی	سکتی تھی	۱۰۳	۱۷	ایسی	ویسی
۳۹	۱۸	چیاپین	چیپلن	۱۰۳	۲۰	پرسیڈینٹ بھی	پریسیڈنٹ
۴۱	۹	ہڑبرٹ	ہربرٹ	۱۰۴	۴	ایسی زبان	ویسی زبان
۴۲	۸	اددرس	اڈورڈس	۱۰۶	حاشیہ	ڈاک	واک
۴۳	۲۰	دوست محمد	سلطان محمد	۱۱۰	۲۳	کنیک	کینگ
۴۸	۵	چاہیئے	دو	۱۱۳	۴	نقین	نقین نکھین
۵۱	۱۰	ڈلنگٹن	ولنگٹن	۱۱۴	۴	دربار	دریا
۶۰	۱۱	ملادیا	برٹش گورنمنٹ نے ملادیا	۱۱۵	۱۱	جنسے	جس سے
۶۵	۱	احکام	حکام	۱۲۰	۲۳	حں	حق
۷۸	۷	تھے	نہ تھے	۱۲۲	۲۱	کہ کہ	کہ
۸۶	۴	ویانت	ڈیانتدار	۱۲۶	۱۹	الدھا	اندھا
۸۷	۱۹	بھوپال	بھوٹان	۱۳۱	۲۰	ستارہ	سنتارہ

(اس غلط نامہ کو ہر شخص اپنی کتاب میں درست کر لے)

۱۳۳	۷	واٹرگرز	ڈائرکٹرز	۲۶۷	۷	انکے	انکی
۱۳۵	۱۷	ہوتاہے	ہوا	۲۸۵	۶	انکو	ایران کو
۱۴۳	۱۴	کنبے	کنپنی	۲۸۶	۱۱	اٹھ نذر	آٹھ ہزار
۱۴۶	۸	کے کل	کوکل	۲۸۷	۱۰	چرز	چیرز
۱۶۴	حاشیہ	عہدنامہ	عہدنامہ پر	۲۹۴	۹	بھگایا	بہکایا
۱۶۸	۱	طرف رعیت	رعیت کی طرف	۲۹۵	۱۰	بناے	بتاسے
۱۷۶	۱	کھی	رکھی	۲۹۵	۱۴	بنی	بیٹنے
۱۸۰	۲۱	سوال	سولی	۲۹۶	۷	ہرگر	ہرگز
۱۹۲	۴	بٹرد	بیرڈ	۳۱۰	۲۰	طفر	ظفر
۲۰۵	۱۶	مین	مین تو	۳۴۰	۲۲	آس	اُس
۲۱۱	۴	ہزو	مزو	۳۴۰	۲۳	اسلیے	اسے
۲۱۴	۲۲	مرمنہ	مزمنہ	۳۴۰	۱۵،۱۶	بیار	بیمار
۲۱۴	۲۳	تجمل	تحمل	۳۴۹	۱۵	کھٹلی	کھٹکتی
۲۱۵	۲۰	گی	گئی	۳۵۴	۲	جمیت	محبت
۲۱۷	۱۶	کا	کام	۳۶۹	۱	فعل	مغل
۲۲۲	۲۱	مین	مین نہ	۳۶۹	۱۵	مرزانیلی	مرزاسلیم
۲۲۶	۷	کیا	انکار کیا	۳۹۲	۱۳	وفاواری کہ	وفاداری کا
۲۲۶	۱۷	نے وکے	کے دنے	۳۹۵	۱۰	جبر	خیر
۲۳۸	۲۱	مدارس	مدراس	۴۰۱	۱	پڑی	بُری
۲۴۰	۱۰	کر	لڑ	۴۱۱	۲۱	انرے	اتر
۲۵۰	۲۳	لوٹہ	کوٹ	۴۱۴	۲۳	کنیبرسٹر	کنیبرڈیہڑ
۲۶۸	۱۱	بڑے	سبق پڑھے	۴۲۲	۱	کون وکٹر	کون ڈکٹر
۲۶۹	۳	رشتین	نوشتون	۴۲۲	۴	لو	نو
۲۷۳	۷	کے	کے لیے	۴۴۴	۱۴	ہوشیاری	ہوشیاری اسے
۲۷۵	۱۰	قرض	قرض	۴۴۸	۶	سے	اسے

۴۴۴	۱۲	نیر	خیر
۴۴۹	۱	سے جو	سے
۴۶۴	۱۸	۲-مئی	۲۰-مئی
۴۷۷	۲۰	انتظام	انتقام
۵۰۴	۷	آگ	اگ نہ
۵۱۳	۱۸	بھی	یہی
۵۲۵	۴	شب	سب
۵۲۵	۲۳	کی ممبر کا سر	کے ممبر کے سر پہ
۵۵۵	۲۳	بچون کا	بچون پر
۵۳۹	۲۰	برودسٹ	پرو دوسٹ
۵۴۸	۱۱	جبر	خیر
۵۵۵	۲۳	اپنا	اپنا شبہ
۵۷۱	۱۴	غلنری	غلزی
۵۹۹	۱۲	نہ تھی	تھی
۶۱۵	۵	چھاونی	چھاتی
۶۱۵	۱۶	پرہ ٹیر	پریڈ
۶۱۶	۲۳	مدد کر	مدد کے
۶۳۲	۱۰	اسکے	انکے
۶۴۴	۱	جز لید	جنرلیڈ
۶۴۴	۵	جانتے	جانتے تھے
۶۴۶	حاشیہ	۲-ستمبر	۲۰-ستمبر
۶۵۲	۸	پان	نان
۶۵۸	۱۸	پروبائن	پروبائین
۶۷۴	۲۰	لایا	آیا
۶۷۶	۲۱	پنڈتون	ہندوون
۶۷۷	۸	ہندوستانون	ہندوسلمانون
۶۸۲	۱۴	کی	کے
۶۸۲	۲۳	سیاہ	سیاہ کے
۷۰۱	۱۶	ہلی	اہلی
۷۰۴	۱۵	بیابان ہین	بیابان
۷۰۴	۲۷	تاقون	ناقون
۷۰۷	۲۲	بعض	لیٹن
۷۰۸	۴	دالے	والے
۷۱۵	۱۶	لڑا	لٹا
۷۱۶	۱۲	اعنقاداً	اعتقاداً
۷۲۱	۶	ربعیۃ	رابعہ
۷۲۸	۱۹	دولو	وہ تو
۷۲۸	۲۲	مجروح	عروج
۷۵۱	حاشیہ	کولی	کولن
۷۶۰	۱۴	جہادیون	جہادیون کا
۷۶۳	۷	بڑی	بُری
۷۶۳	۱۸	دن	اُن
۷۶۵	حاشیہ	سپاہ	سپاہ کے
۷۷۲	حاشیہ	آرہ کے	آرہ کا
۷۷۲	۶	بڑا	بُرا
۷۷۵	۳	چھپر	چھپرا
۷۷۵	۸	حج	جج
۷۷۹	۶	ساینفک	سائنٹیفک
۷۸۲	۱۳	تمہارا	+
۷۹۱	۸	جٹایا	چٹایا

۷۹۷	ا	حاشیہ	چیزون	خبرون
۷۹۷	ا	۱۲	بڑی	بُری
۸۰۳	ا	۴	سڑادین	سزادین
۸۰۳	ا	۶	ڈویزان	وڈبرن
۸۰۶	ا	۱	رسیڈینسی	پریسیڈینسی
۸۱۱		۱	سوم	سیزدہم
۸۱۷		۹	چہارم	چہاردہم
۸۱۸	ا	۲۳	اہس	اہن
۸۲۳	ا	۷	تو	نہین تو
۸۲۶	ا	۲۰	وقت	اسی وقت
۸۲۷	ا	۱۲	اسکی	انکی
۸۳۱	ا	۲۰	انگریزی	انگریز
۸۳۲	ا	۱۲	نہ مرنے	نہ لڑتے
۸۳۳	ا	۱۴	کیا	کنبا
۷۹۶		۱۴	ہین	ملتے
۷۹۸		۱۶	عرض	غرض
۸۰۱		۲۳	ہجنس	ہجینس
۸۰۴		۱۶	کوجب	جب
۸۱۱		۲۲	ساتھ	ہاتھ
۸۱۳		۱۸	مہمان	مسلمان
۸۱۶		۲۰	ہندوستان	ہندوستانیون۔
۸۱۹		۱۴	اس کام	کام
۸۳۰		۱۲	لے	نہ لے
۸۶۶		۲۰	چوتھا	چوتھائی
۸۶۸		۱۳و۱۰	بیٹون	بیٹیون

۸۷۲	۱۹	ڈرانا	اڑانا
	حصہ سوم تاریخ بغاوت ہند		
۴	۱۷	سپاہیون	سپاہون
۷	۲۰	سیپر	سینیر
۸	۲۲	منگوائین	سنگوائین
۱۴	۱۶	پرسات	برسات
۱۷	۱۴	اُس	اُس سے
۲۷	۱۳	سے	سے شق
۲۹	۹	نیکس	بکس
۳۱	۱۶	اورسیگے	اسکے ساتھ
۳۲	۱۶	پاس	پاس سے
۴۹	۱۶	راہٹی	راہیتی
۵۴	۱۶	اسکی جگہ	اس جگہ
۵۷	۲۲	ںا	نا
۵۸	۹	سرانیڈنٹ	سپرنٹنڈنٹ
۶۴	۲۲	لیورپ	یورپ
۸۷	۲۲	بیگیچ	+
۸۸	۱۹	عزا	غزا
۹۰	۲	ہوی	ہوئین
۹۷	۱۲	ایا	دیا
۹۹	۳	پڑا	بڑا
۱۱۲	۱۴	سئومین	متو
۱۱۲	۲۲	ہ	نہ
۱۱۵	۴	ہردربار	سب دربار
۱۲۰	۱۶	کے	کی

۱۲۱	۱۴	گستی	گشتی
۱۲۵	۴	چلا	نہ چلا
۱۳۱	۲۳	حصہ	حصہ گذرا
۱۴۱	۱۵	کیسے لئے	لیے
۱۴۵	۶	تھے	تھا
۱۴۸	۱۹	وہ	وہ ٹھیرا کہ
۱۴۸	۲۳	کروے وکرے	کردیا وکی
۱۵۱	۱۹	دفنت	دفنت پر
۱۵۴	۷	لڑائی	گڑوی
۱۵۷	۱۲	کوٹھ	گونہ
۱۶۵	۲۱	تعداد ایک	ایک
۱۶۸	۱۵	ہوپ گرینیٹ	

خطابات ملنے کے سبب سے ہوپ گرینیٹ کو سر ہوپ گرینٹ اور سر کولن کیمبل کو لارڈ کلائیڈ لکھا کریں گے۔

۱۸۳	۱۲	آگئی	سپاہ آگئی
۱۸۵	۲۰	ہیجر	ہیچر
۱۸۷	۲۰	تسلیم	نہ تسلیم
۱۸۸	۱۵	نیڈ	میڈ
۱۹۳	۱۰	لی	پھانسی لی
۲۰۰	۱۰	لے	نے
۲۰۷	۵	بڑی موئند تھی	بڑے موئند تھے
۲۱۲	۱۹	اینی	آئینی
۲۱۳	۱۰	ایکسٹ ال	ایکٹ
۲۱۳	۲۱	کی	ہوئی
۲۱۵	۲۳	ہی	ہی مین

۲۱۶	۲۳	زراعت	پنجم زراعت
۲۱۸	۱۳	اس	اس کے
۲۱۸	۱۸	سنہ ۱۸۵۷	سنہ ۱۸۷۵
۲۱۹	۲۲	افغانستان ترکستان کو چھوڑا	افغانستان کو چھوڑ کر ترکستان
۲۱۹	۲۳	مئی	مین مئی
۲۲۱	۲	بھرتی	پھرتی
۲۲۱	۵	ایلبرٹ	ایلبرٹ
۲۲۲	۲۱	ہونے	مقرر کرنے
۲۲۳	۴	خبرلون	جرمون
۲۲۳	۱۵	ہوگیا	ہوگئے
۲۲۴	۱	وو	وہ
۲۲۴	۱۳	تعلیم	تعلیم کی
۲۲۵	۲	وسر	سر
۲۲۵	۹	وافقیتون	واقفیتون
۲۲۶	۶	سنہ ۱۸۸۰	سنہ ۱۸۸۶
۲۲۷	۱۴	حملہ آور	حملہ آوری
۲۲۸	۱۶	وہ	کہ وہ
۲۲۹	۲۲	سام	سیام
۲۳۰	۲۰	وسکونت	وسکونٹ
۲۳۲	۶	شورش	شوورس

حصہ سوم

باب اول

لارڈ ڈیل ہوزی

۱۲ جنوری ۱۸۴۸ء کو کلکتہ مین نئے گورنر جنرل انگلستان کے مشہور مدبر لارڈ ڈیل ہوزی رونق افروز ہوئے اسوقت انکی عمر ۳۶ سال کی تھی اب تک ہندوستان مین ایسا کم عمر کوئی گورنر جنرل نہین آیا تھا۔ گو وہ اپنے ساتھ ہندوستان کے انتظام کرنے کا تجربہ نہین لائے تھے مگر طبیعت رسا و فہم و ذکا وہ رکھتے تھے کہ تھوڑے دنون مین گورنمنٹ ہند کے رموز و اسرار سے ماہر اور اسکے کلیات و جزئیات سے واقف ہو گئے۔ انکے عہد ہشت سالانہ نے یہان تینون موسمون گرمی جاڑے برسات کی کیفیت دکھائی نبرد آزمائی و معرکہ آرائی مین گرمی کی کیفیت و ہندوستانی رئیسون کے ساتھ انکے ملکون کی ضبطی مین اپنی سرد مہری سے سردی کی سیر دکھائی اور رفاہ عام و آسائش عباد و معموری بلاد مین برسات کا تماشا دکھایا کہ سارے ملک کو نہال کردیا۔ انگریزی عملداری کی تاریخ مین کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا کہ اس مین لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت کی برابر صلح و جنگ کے نیک شجر برابر پھلے ہون اور پولیٹکل واقعات عظیم پیش آئے ہون اور انتظام سلطنت کی ترقیان جلد جلد ہوئی ہون۔

سارے ہندوستان مین ان کے عہد حکومت کے اول چند مہینون مین امن امان رہا جب انہون نے اپنے جلیل القدر عہدہ کا کام لیا ہے تو یہان تجارت کی بڑی کساد بازاری تھی۔ کلکتہ مین بمبئی مدراس مین تاجر تجارت کیا کرتے تھے جوا کھیلتے تھے آپس مین رشک و حسد کے مارے رقابت مین نمود و نمائش مین بہت بیجا صرف کرتے تھے اس سال مین انگلستان مین تجارت کے بازار کے مندا ہونے نے ہندوستان کی تجارت کو بھی ٹھنڈا کردیا تھا وہان کے ایک بڑے

بینک کے دوالہ نکلنے نے کلکتہ کے یونین بینک کا دوالہ نکالا تھا جسمین یہان کے اچھے اچھے ساہوکارونکی
کوٹھیان بیٹھ گئین۔
بڑے بڑے دولتمند مفلس اور ہزارون کاریگر بیکار ہو گئے۔ انگریزون کی ساکھ مین فرق آیا
گورنر جنرل نے اس حالت کو زیادہ بگڑنے نہین دیا خوب سنبھالا۔

لارڈ ڈیل ہوزی کی ابتدائی تدابیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ادنے ادنے باتون پر بھی غور کیا کرتے
تھے اُنہون نے حکم صادر کیا کہ گورون کی ہر بارک مین پنکھے لگائے جائین اور اُن کے جھلنے کے
لیئے قلی نوکر رکھے جائین اور اُنکا سارا خرچ سرکاری خزانہ سے اُٹھایا جائے۔ انکو اعلے درجہ کے نوکرون
کی جماعت پر بھی خیال تھا کہ اپریل ۱۸۴۸ء مین حکم نافذ کیا کہ سرکاری کامون مین مقدمات کی پیروی
کرنے کے لیئے کل مجسٹریٹون اور حاکمون کو خزانہ سرکاری سے پیشگی روپیہ معقول وجوہ کے بیان کرنے پر
ملجایا کرے اور ہارنے کی صورت مین وہ ان سے واپس لیا جایا کرے۔

اول کھانڈ کے جنگلون مین معاملات نے ہتھیارون کی چمک دکھلائی مگر وہ آسانی سے فرو ہوگئی
بمبئی مین یہ واقعات رونما ہوئے کہ ستارہ کا راجہ فنا ہوا۔ نربدا پر کوئلے کی کانون نے اپنا کالا منھ دکھایا
محکمہ خفیفہ کی عدالتین بھی جاری ہوگئین۔ مرہٹے ٹھگون کے گروہ کے سردار نارا کوجی مانگڑیا کے تانتیا
نے پھانسی پائی انہنے اپنے ہمسایہ مین لوٹ مار کی بڑی اودھم مچائی تھی۔ ایک نیا فرقہ بدمعاشوں کا
لاہور اور انبالہ کے درمیان ٹھگی کرتا تھا جہان مسافرون کو تنہا بے پناہ دیکھتا اُنکا گلا چند روپیون کے لیئے
گھونٹتا انکے گروہ آٹھ یا چھ بدمعاشون کے ہوتے تھے اپریل سے پہلے ایسے بس گروہ شکار کئے گئے
اور انسے زیادہ اور گروہ جو ایک مقام سے دوسرے مقام مین چھپتے پھرتے تھے انکی تلاش مین تگاپو و
جستجو ہو رہی تھی غرض پنجاب مین سب طرح سے ٹھگون کی پکڑ دھکڑ مین اہتمام ہو رہا تھا۔

لارڈ ہارڈنگ جیسے جنگ مین مستقل مزاج تھے ایسے ہی فتح پانے کے بعد معتدل طبع تھے انہون نے
سکھون پر فتح حاصل کرکے مہاراجہ رنجیت کی مملکت مین سے بیرونی اضلاع کو جدا کرلیا اور پنجاب کو چھوڑ دیا کہ
اس مین مہاراجہ کے جانشین فرمانروائی کیا کرین اور یہ ارادہ کیا کہ کم سن راجہ کو شتر بے مہار سپاہ کے
ہاتھون سے سلامت و محفوظ رکھین۔ کل پنجاب کے ضبط کرنے مین جو صبر و تحمل گورنمنٹ نے اختیار کیا
وہ اسکا ایک تجربہ تھا مہاراجہ دلیپ سنگہ کی مہاراجگی کا اشتہار دیا گیا اور پنجاب ان کے حوالہ ہوا فوج

مطلق العنان نے سلطنت مین ہل چل ڈالکر اُسکو فنا ہونے کے قریب پہنچا دیا تھا اُسکی تنبیہہ کی گئی اس اشتہار مین فتحمند نے بیان کیا کہ اگر اس نیک وقت کو جس مین سکھون کی قوم کو فوجی بدنظمی اور بدعملی سے بچا دیا گیا ہے اسنے رائگان کیا اور انگریزی سپاہ سے اُسنے از سرنو جنگ دشمنانہ اختیار کی تو آیندہ گورنمنٹ ہند اپنے اغراض مفاد وسلامتی کے لیئے ضرورت اور عادات کے موافق انتظامات وبند وبست کریگی بس اس اشتہار مین ایک امر مشتبہ بیان کیا گیا تھا جسکے نتائج پہلے ہی سے اپنا سایہ دکھلا رہے تھے - غالبًا یہ نظر آتا تھا کہ اس تجربہ مین کہ جسکا کرنا بمقتضاء انصاف مناسب تھا کامیابی نہین ہوگی بس آیندہ سلطنت کی بقا مشیت ایزدی کے موافق سکھون کے ہاتھ مین تھی کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ آپ کرلین اُنکو بتلا دیا گیا تھا کہ وہ اپنی قومی آزادی کو کس طرح قائم رکھ سکتے ہین اور کام کا سارا اختیار اُنکے ہاتھون کو دے دیا گیا تھا -

اسکے ماسوا لارڈ ہارڈنگ نے یہ ایک اور کام کیا تھا کہ ملک کی اندرونی انتظامات مین مداخلت کرنے سے کنارہ کشی کی تھی مگر اُنہون نے فوج محافظ مقرر کی جو زبردست سلطنت کی طرف سے زبردست سلطنت کی محافظت کرے اس انتظام کو انگریزی مین پروٹیکٹرایٹ کہتے ہین - اُنہون نے مہاراجہ کے دربار کو اختیار دیا کہ وہ اپنے دستور وآئین کے موافق بندوبست سلطنت کرین برٹش گورنمنٹ نے انکو سرکش سپاہ کے تحکم سے محفوظ کر دیا ہے انگریزی سپاہ کے موجود ہونے سے سکھون کی سپاہ خائف رہتی تھی اگر کسی وقت دربار مین کوئی صاحب دانش اور وطن سے محبت رکھنے والا پیدا ہوتا تو وہ سکھون کی سلطنت کو انگریزی فوج کی محافظت کی بڑی جوکھون سے نکالکر مدتون تک اُسکو زندہ وسلامت رکھتا مگر کوئی شخص ایسا پیدا ہی نہین ہوا کہ حکومت کرنے کی قابلیت اور منتظم ہونے کی لیاقت رکھتا - برائے نام ریجنٹ (نائب السلطنت) مہاراجہ دلیپ سنگھ کی مان تھی شرق ومغرب مین بہت سی عورتین ایسی ہوئی ہین کہ اُنہون نے وہ کام کیئے ہین جو مرد بادشاہون سے بھی نہین ہو سکے مگر ایسی عورتون مین سے دلیپ سنگھ کی مان نہین تھی - یہ کہنا سچ کے خلاف نہین ہے کہ وہ اپنی ذات سے بہ نسبت ملک کے زیادہ محبت رکھتی تھی وہ اپنی قوم کے سر پر ایک بد بلا تھی یہ اسکو اختیار تھا کہ وہ اپنی پسند سے اپنا وزیر جسکو چاہے مقرر کرے سوا اسنے ایسا وزیر اپنی پسند سے مقرر کیا جسنے سکھون کی سلطنت کو

خودکشی کا صدمہ پہنچایا بیشک ایسی ضرورت کی حالت مین وزارت کے کامون کے لیئے کسی ایسے دانشمند کا مقرر کرنا نہایت مشکل تھا جو اسکی لیے موزون وموضوع ہوتا۔ مگر جب سرے سے بہت سے دانشمند آدمی موجود ہی نہ ہون تو انمین کسی دانشمند کا انتخاب ہی نہین ہوسکتا آوہ کا آوہ ہی بگڑا ہوا تھا۔ والدہ دلیپ سنگہ نے اپنا عاشق زار لال سنگہ وزارت کے لیئے پسند کیا۔ لال سنگہ سے دونو دربار ورعایا کو نفرت تھی اس لیئے اسکی وزارت نہین چل سکتی تھی اگروہ قابل اور دیانت دار بھی ہوتا تو یہ وقت ایسا تھا کہ اس مین اسکی وزارت کا کام نہین چل سکتا تھا غالباً وہ پنجاب مین مستحکم سکھ گورنمنٹ کے دوبارہ قائم کرنے کے لیئے بدتر ونالائق وزیر تھا مگر اسکے حق مین یہ انصاف بھی کرنا چاہیئے کہ اسکے آگے کیسی کیسی دقتین پیش آرہی تھین سپاہ موقوف اور جاگیرین ضبط ہوگئی تھین خزانہ خالی پڑا تھا جسکا ناپسندیدہ تخفیفون سے پر کرنا پڑا تھا لال سنگہ مین بھلا یہ صفات کہان تھین کہ وہ رنج آمیز حاجتون کے رفع کرنے کے لیئے فروتنی اختیار کرتا اور سلطنت کی اشد ضرورتون کے دور کرنے کے واسطے اپنے تئین فدا کرتا۔ اگرچہ اس ملک مین پولیٹکل نیکی کم لوگ سمجھتے ہین مگر وہ کسی مستقل طریقے کو قومی بہبودی وبھلائی کے لیئے اختیار کرتا تو یقینی لوگون کے دلو نمین اسکی نسبت کسی تعظیم کا خیال پیدا ہوتا مگر وہ تو یہہ غضب کرتا تھا کہ اورونکو مفلس بنا کے اپنے تئین متمول کرتا اپنے رشتہ دار اور دوستون کی حرص وآز پورا کرنے کے لیئے بھلے مانسون پر دست دراز کرکے تباہ کرتا وہ حکمرانی محض اسلیئے کرتا کہ عزوجاہ حاصل ہو خود بد تھا بد آدمیون سے یارانہ رکہتا تھا کہ اسکی شہوت پرستی ونفس پروری کے کام نکالین وہ انگریزون کے دلون کے خوش کرنے کے واسطے اُنکی نہایت آؤبھگت وتواضع وتعظیم کرتا کہ وہ اُسے دیکھ کر ششدر رہجاتے تھے تمام سپاہ محفوظ کی خاطرداری مین مکارم اخلاق کو دکھاتا مگر وہ اس امر واقعی کو کسی طرح مخفی نہین رکھ سکتا تھا کہ اسکی وزارت سے سکھون کی مستحکم وہموار گورنمنٹ نہین قائم ہوسکتی۔

برٹش گورنمنٹ کے ذمے لال سنگہ کی وزارت کی ناکامیابی کی جوابدہی کچھ نہین ہے اس کو وزارت کے لیئے رانی نائب السلطنت نے پسند کیا تھا انگریزی گورنمنٹ کو بے چون وچرا اسلیئے پسند کرنا پڑا تھا کہ عہدنامہ کے بموجب وہ لاہور کی سلطنت کی اندرونی نظم ونسق مین کسی قسم کی مداخلت اور دست اندازی نہین کرسکتی تھی مگر اب سنگینون کی نوک سے بدأطوار حکمران اور

زشت کردار وزیر کو سہارا دیتے تھے اسلیئے وہ ان کی بدکاریون کی معاون تھی اگر یہ انکو سہارا
نہ ملتا تو وہ مدت تک زشت افعالی کے مرتکب نہین ہو سکتے تھے عہد و پیمان صرف سال حال کے
لیئے تھا اس تھوڑی مدت میں بہت کم احتمال یہ تھا کہ لال سنگہ تمام ان مشکلات اور خوفون کو جو اسکے
منصب وزارت کو چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے بہا دیگا یا اڑا دیگا۔

بہت جلد یہ بات ظاہر ہو گئی کہ لال سنگہ جیسا اپنے ملک کے ساتھ جھوٹا دغاباز تھا ایسے ہی وہ
برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تھا جسکا حال ہم نے مفصل گلاب سنگہ و امام الدین و کشمیر کے معاملات
مین لکھا ہے جسکا نتیجہ یہ تہا کہ وہ وزارت سے معطل ہوا اور مقید ہو کر جلا وطن ہوا اسکی معزولی
کے ساتھ معاً تجربہ اول ختم ہوا جو قومی آزادی کی بنا پر سکھون کی استوار و مستحکم گورنمنٹ کے
دوبارہ قائم کرنے کے لیئے کیا گیا تہا۔

اب ایک دوسرے تجربہ کا امتحان شروع ہوا۔ پنجاب مین ایک پنجابی بھی ایسا نہ تھا کہ جس کے
ہاتھ مین عنان سلطنت بے خوف و خطر دے دی جاتی جیسی کہ انگریزی فوجی قوت اس لیئے
درکار تھی کہ سکھونکی دنگئی فوج کو ڈراتی و دباتی رہے ایسی ہی انگریزی فراست و کیاست و دیانت
کی حاجت اس وجہ سے تھی کہ وہ سکھون کی غلط صلاح و مشورون کو پاکیزہ بنائے لارڈ ہارڈنگ کے
سامنے ایسے معاملات پیچ در پیچ پیش آئے کہ انکو مجبوری اپنی پہلی مرضی کے خلاف حکم دینا پڑا
کہ برٹش گورنمنٹ سکھون کی سلطنت کے معاملات اندرونی مین مداخلت کرے اور سکھون کی
گورنمنٹ خودکشی سے یون بچائی جائے کہ ایک پنجابی گورنمنٹ مقرر ہو جسکا پریسیڈنٹ ایک انگریز مدبر
ملکی مقرر ہو۔ خالص پنجابی گورنمنٹ کی جوکھون پھر نہ اٹھائی جائے پس انہون نے ایک کونسل
ریجنسی مقرر کی جسکا پریسیڈنٹ انگریزی رزیڈنٹ مقرر ہوا جسکے معنے یہ تھے کہ پنجاب کا اصلی فرمان روا
برٹش رزیڈنٹ ہوا۔

یہ پنجاب کی بڑی خوش نصیبی تہی کہ اسکی گورنمنٹ کے اول پریسیڈنٹ کرنیل ہنری لارنس صاحب
مقرر ہوئے۔ اس پاک نفس کی ذات اوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ کی جامع تہی ان مین بڑا کمال
یہ تھا کہ اسنے مشرقی خصائل کو جو مغربی خصائل سے مغائر ہوتی ہین اس طور سے مطالعہ کیا تہا کہ وہ
ان کے کامون کی نیت و علت کو فوراً سمجھ جاتا تہا وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کا قائم مقام مقرر ہوا اور

سلطنت کے پرانے کاروبار مین بالکل مختار تھا اس کے ماتحت بہت سے انگریزی اور سکھ گورنمنٹ کے پرانے افسر تھے جو انکی ہدایتون اور حکمون کے موافق کام کرتے تھے۔ بظاہر انکے انتظام وبند وبست سے سب راضی خوشی معلوم ہوتے تھے اور رانی اور اسکا عاشق زار دونو اپنا انتقام لینا چاہتے تھے۔

۱۸۴۷ء مین پولیٹکل افق پر کوئی گھٹا نہ تھی کونسل ریجنسی ہنری لارنس کے ماتحت اسطرح گورنمنٹ کامون کو انجام دے رہی تھی کہ سب جگہہ ملک مین امن آمان تھا انتظام ہوتا جاتا تھا۔ سکھون کی سپاہ اپنی قسمت پر راضی خوشی بیٹھی ہوئی تھی اسکے انگریزی افسر اسکے فائدون اور آسائش اور آرامون کے لیے بڑی کوشش کرتے تھے وہ بتدریج اپنی اطاعت ڈسپلن کی عادت ڈالتی جاتی تھی۔ انگریزی افسر لاہور پشاور اٹک بنو۔ ہزارہ مین سکھون اور پٹھانون کی رجمنٹون کو قواعد چپ چاپ سکھاتے تھے اور سکھون کے اعلے عہدہ دارون کو نیک گورنمنٹ کے سبق پڑھاتے تھے کرنیل ہنری لارنس کا عقل دوراندیش جانتی تھی کہ یہ ساری ظاہری جلوہ نمایان مین باطنی حالت کچھ اور ہی ہے۔ خالصہ کی شکستہ حال سپاہ اپنی اکثر شکستون کو یاد رکھتی ہے وہ یہ خیال کر رہی ہے کہ ہم اپنی کھوئی ہوئی عظمت وشان کو پھر حاصل کرین گے ہماری مردہ امیدین پھر زندہ ہوکر ہم سے ایسی سعی وکوشش کرائین گے کہ ہم کامیاب ہونگے۔

انگریزی قوم کو اپنے نفس سے ایسی محبت ہے کہ ہندوستان مین سب جگہہ اپنی استیلا واستعلاکی مداخلت کو یہہ یقین کرتی ہے کہ ہندوستانی اسکو اپنے لئے بڑی برکت اور نعمت سمجھتے ہین اسی سبب سے برخود غلط ہوکر مغالطہ اور دہوکہ مین آجاتی ہے مگر فرزانہ یگانہ لارنس اس دھوکہ مین کب آنے والا تھا اسکی عقل دوراندیش خوب سمجھتی تھی کہ خواہ ہم کیسی ہی نیک نیتی اور صلح جوئی سے کام کرین مگر یہ نہین ہوسکتا کہ یہان انگریزی سپاہ مقیم ہو اور اسکو خالصہ سپاہ دیکھکر دل مین جلے نہین اور سکھون کے دربار کی جگہہ انگریزی افسر کام کرین وہ اسکو دیکھکر حسد وبغض وانتقام کے درپے نہو۔ یہ تعجب ہے کہ یہ امن آمان بظاہر نظر آرہا ہے آئندہ حال خواہ کچھہ ہی ہو بالفعل تو سب طرف ہر طرح خوش حالی نظر آتی تھی اور اسکے قائم کرنے مین انگریزی عہدہ دار ہمہ تن ساعی تھے۔ سول کے انتظام مین جب ہی انگریزی مداخلت ہوتی تھی کہ رعایا کی کثرت منفعت کے لیے اسکی اشد ضرورت ہوتی تھی۔ ریذیڈنٹ

کے ماتحت زیادہ تر بڑے بڑے لائق افسر صاحب سیف والقلم تھے جنکے نام نامی یہہ ہین اڈورڈس

نکلسن رے نلڈ ٹیلر۔ لیک۔ لمسڈن۔ ہیجر۔ جارج لارنس۔ جیمس ایبٹ اور سول افسر۔ تھوڑے سے
یہہ تھے جنکے نام وہبس ایگنیو اور اڑتھر کوکس تھے۔ انہین بعض افسرون کے کارہا نمایان سے
تاریخ بھری ہوئی ہے۔ گورنر جنرل اور رزیڈنٹ اور اس کے افسر سرتاپا انسانیت کی روح بن رہے
تھے بچہ کشی وستی و بردہ فروشی کی جان نکال رہے تھے۔ زراعتی اضلاع مین بیگارین رعایا کے گرفتار
ہونے کے دستور مٹا رہے تھے۔ دیوانی و مالی قوانین و آئین کو رعایا کی بہبودی و آسودگی کے لیے کامیابی
کے ساتھ از سر نو تبدیل و ترمیم کر رہے تھے پرمٹ و کسٹم کی محصول کے نئے قواعد بنائے گئے تھے جنسے
رعایا کو بہت فائدے حاصل ہوتے تھے مالگزاری اراضی بڑھانے کے جائز قاعدے بنائے
گئے تھے اور بے ضرورت خرچ تخفیف مین اسطرح آئے تھے کہ سررشتون کی کارروائی مین کوئی خلل نہیں آتا
تھا اس سبب سے بڑی بچت ہوتی تہی اور کسی کارروائی مین خلل نہین آتا تھا۔ اہل زراعت کی مدد کی جاتی تھی کہ وہ کنوئین
بنائین اپنی اراضی مین آبپاشی کرین اور اپنی زراعت کے پیداوار کو بڑھائین جس سے انکو خود بھی فائدہ پہنچے اور سرکار کو بھی نفع حاصل ہو
اہل زراعت کے لیے نفع رسانی کا یہ سامان تیار ہو رہا تہا سپاہ کی خوشحالی کے لیے یہ قاعدے
مقرر ہوئے تھے کہ انکو تنخواہ اور پنشن باقاعدہ ملا کرے اور انکو یقین دلایا جائے کہ غارتگری سے
جو فائدے بے قاعدہ حاصل ہوتے تھے اب اسنے زیادہ فائدے وقت پر تنخواہ ملنے سے اور
اُن کے حال پر انگریزون کی شفقت و عنایت کرنے سے حاصل ہونگے۔
جتنا برس بڑھتا گیا اتنی خوشحالی بڑھتی گئی اس مین کچھ کمی نہین آئی جون مین رزیڈنٹ نے رپورٹ
بھیجی کہ سپاہی جو موقوف ہوگئے تھے اُنہین سے اکثر ہل چلانے اور پیشہ و حرفہ کرنے لگے ہین اور
اہل زراعت کو برٹش حکومت سے روز بروز زیادہ فائدے پہنچتے ہوئے نظر آتے ہین لیکن
لارنس صاحب نے اس امر واقعی کو بھی دیکھ لیا کہ اگرچہ پنجاب مین ایک حشر برپا کرنے کا عزم شکستہ
ہوگیا ہے مگر وہ مردہ نہین ہوا سب طرف بہت سے شرارے اُڑ رہے ہین جب انکو کوئی
ایسی جگہ ملجائیگی جسمین جلنے کی قابلیت ہوگی تو شعلہ انگیزی ہونے لگیگی اُنہون نے لکھا کہ اگر
ہر سردار اور سکھ دانائی اور بے ریائی سے جو اُسکی تمام مراسلت سے عیان ہوتی ہے یہ اقرار
کرے کہ مین اپنے ملک کی پست حالی سے راضی ہون تو ہماری بڑی نادانی و حماقت ہے کہ اسکی
بات کا یقین کرین اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس مین شبہ کرین کہ اس گروہ مین سے جو ہماری

نعرلفیہین بڑا غلو کرتی ہے بہت سے آدمی ایسے ہین کہ وہ ہماری فتح کی برداشت نہین کر سکتے جبتک وہ ہماری اطاعت مین آتے جاتے ہین اسیقدر اپنے زوال حکومت پر طیش آتا جاتا ہے - ہمارے کیمپ مین ایسے آدمیون کی کمی نہین کہ وہ سر ہلا ہلا کر کابل کے حادثہ عظیم کا ذکر کرتے اور یہہ پیشین گوئی نہ کرتے ہون کہ انگریزون کا یہان بہی قتل عام ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کابل مین ہوا تہا اور اونکو وہی مصائب یہان پیش آئینگے جو وہان آئے تھے - مگر پنجاب و کابل کی حالتین متماثل و متشابہ نہین ہین کابل مین انگریزی عہدہ دارون کو غالب خیال یہ تہا کہ وہ امن و عافیت مین ہین مگر پنجاب مین انگریزی عہدہ دارونکو یہ یقین نہ تھا کہ ملک کا بندوبست ہو گیا ہے اور ہم نے جو پنجاب پر قبضہ کیا ہے وہ رعایا اور سردارون وامیرون کو پسند ہے اگرچہ بفضل الٰہی وہ ایسی بہترین کوشش کرتے تھے جو کامیابی کی مستحق تھین مگر وہ یہ خوب جانتے تھے کہ ہم جن امیدون مین بیٹھے ہین وہ ایک نہ ایک دن خاک مین ملینگی اور اور سارے تجربون مین ہمین ناکامیابی ہوگی - وہ اپنی خوش حالی مین بد اقبالی کی ساعت سے مقابلہ کرنے کو آمادہ رہتے تھے انگریزون کے پیچھے کوئی کھٹکا ایسا لگا ہوا نہ تہا جیسا کہ مہارانی والدہ دلیپ سنگہ کا وہ بڑی بے چین طبیعت کی رانی تھی وہ جانتی تھی کہ انگریزون نے مجھے حکومت سے محروم کیا ہے اور مجھے عاشق زار سے مہجور کیا ہے وہ میرے بیٹے کو اپنے ہاتھ کی کاٹ کی پتلی بنا رہے ہین اسلیئے اسکو انگریزون سے سخت نفرت قلبی تھی وہ انگریزون کی اکھاڑ پچھاڑ مین اور رزیڈنٹ کے قتل کی سازش کرتی تھی مگر وہ مخفی نہ رہتی تھین کھل جاتی تھین جسکی سزا اسکو یہ دی گئی کہ وہ شیخوپور مین جو سب سے زیادہ پرامن حصہ ملک کا مسلمانون کی آبادی کا تھا جلاوطن کی گئی جب اسکے بھائی نے لاہور سے جانے کا حکم سنایا تو وہ ذرا چین بجبین نہین ہوئی اور سفر کے لیئے جلد تیار ہوئی -

اب ایک بڑا تغیر یہ ہوا کہ لارڈ ہارڈنگ ولایت روانہ ہوئے اور لارڈ ڈیل ہوزی اُن کی جگہ گورنر جنرل مقرر ہوئے اور سر ہنری لارنس بھی اُن کے ساتھ ولایت گئے - مارچ مین اُن کی جگہ سر فریڈرک کری آئے - لارڈ ہارڈنگ ایک لائق عیسائی لڑنے والے اور ایک لائق عیسائی مدبر تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ پنجاب کا جو تعلق برٹش سے ہوا ہے وہ سکھون کے لئے ایک برکت اور نعمت ہو اور انکی قومی آزادی برقرار رہے یہ انکی سچی دلی تمنا تھی اس مین کوئی پولیٹکل

ایچ پیچ نہ تھا یہہ بات نہ تھی کہ فقیر ڈالتا ہے کچھہ اور نکالتا ہے کچھ -
لارڈ ڈلہوزی نے دیکھا کہ پنجاب مین ہر ایک طرح سے امن و عافیت ہے اسپر یہ نیا سال سنہ ۱۸۴۸ء
بڑا مبارک آیا ہے انگریزی افسر ہنری لارنس کے شاگرد رشید ملک کی بہبودی اور آسودگی کے لیے
بڑا اہتمام کر رہے ہین - ہر ضلع مین بندوبست مالگزاری ہو رہا ہے ملک کے لیے دیوانی - فوجداری
مالی دستور العمل تیار ہو گئے ہین - غرض پنجاب کی حالت ایسی تھی کہ گورنر جنرل نے ولایت کی چٹھیون
مین لکھا کہ مین پنجاب کی حالت سے مطمئن و رضامند ہون مگر مئی مین پنجاب سے ایسی خبرین کلکتہ
گئین کہ اُنکو پریشانی آمیز مکاتبت کرنی پڑی -
ستمبر سنہ ۱۸۴۴ء مین ملتان کے لائق اور مستعد دیوان ساونمل کو ایک آدمی نے جان سے
مار ڈالا اسکی جگہ اسکا بیٹا مولراج گدی پر بیٹھا - مولراج نے یہہ بڑی شہرت پائی کہ وہ حکمرانی مین
بڑا صائب الراے اور روشن خیال اور منصف مزاج ہے اسکی یہہ شہرت بھی ہوئی کہ وہ بڑا دولتمند
ہے - اس ملک مین دولتمندی کی شہرت بڑی خطرناک ہوتی ہے - لوگون کو یقین تھا کہ
ساونمل نے بھی ملتان مین بڑے خزانے دولت کے جمع کیے ہین جب اسکا بیٹا جانشین ہوا
تو لاہور کے دربار نے اس سے جانشینی کا نذرانہ ایک کروڑ روپیہ مانگا مولراج نے عذر کیا کہ مین یہ زر
کثیر نہین ادا کر سکتا مگر پھر آپس مین یہہ فیصلہ ہوا کہ جو روپیہ پہلے مانگا گیا ہے اُسکا پانچوان حصہ
مولراج ادا کرے یہہ روپیہ وہ ادا کر دیتا اگر پنجاب مین ہلچل نہ پڑ جاتی اور دربار پریشان حال نہ ہوتا
جب سکھون کی گورنمنٹ دوبارہ قائم ہوئی تو مولراج سے نذرانہ کا اٹھارہ لاکھ روپیہ اور خراج کی
باقیات کا روپیہ طلب کیا گیا کہ وہ لاہور کے خزانہ مین داخل کرے گا تو وہ ملتان مین اپنی دیوانی پہ
بدستور مقرر رہے گا اگر اس روپیہ کے ادا کرنے مین دیر لگائے گا تو سپاہ اُس پاس بھیجی جاویگی کہ وہ بالجبر
روپیہ وصول کرے - مولراج نے اس روپیہ کے ادا کرنے سے انکار کیا - سپاہ بھیجی گئی اُسنے جھنگ پر
مولراج سے شکست پائی جس کے سبب سے اسکی دیوانی کے علاقہ سے ضلع جھنگ الگ کر لیا گیا اور
باقی ملک پر نہائی خراج بڑھایا گیا - جب اس طرح دھمکایا گیا تو اُسنے برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ وہ
اس معاملہ مین مداخلت کرکے اسپر مہربانی کرے وہ اپنی ثالثی سے اسکا فیصلہ کر دے اُسکو مین منظور کرونگا
نتیجہ اسکا یہ تھا کہ سنہ ۱۸۴۷ء کے موسم خزان مین مولراج لاہور مین آیا اور اسنے وعدہ کیا کہ جسقدر روپیہ کا

مطالبہ ہے اسکو باقساط ادا کرونگا۔ اسپر یہ جرمانہ کیا گیا کہ ملک کا ایک حصہ جسپر وہ زر مالگذاری وصول
کرتا تھا علیحدہ کر لیا گیا اور باقی ملک اسکو تین سال کے لیئے دیا گیا۔ اس انتظام سے وہ راضی ہوگیا
لیکن وہ یہ چاہتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ اس انتظام کی ضامن و کفیل ہو مگر برٹش گورنمنٹ نے اس کی
اس درخواست کو منظور نہین کیا وہ ملتان کو واپس چلا گیا ایک سال سے کچھ زیادہ مولراج
اس ملک مین جو اسکو دیا گیا تھا صلح و آشتی کے ساتھ رہا۔ برٹش عہدہ دارون نے ملتان کے
مقدمات مین کسی طرح کی مداخلت نہین کی۔ یہ ملک مستثنی تھا کہ اس مین اضلاع پنجاب کی طرح
بندوبست مالگزاری نہ کیا جائے اور سسٹم کا جو نیا دستور العمل بنایا گیا ہے وہ اس مین جاری نہ
کیا جائے۔ لاہور کے دربار سے جو اسکا معاہدہ ہوا تھا وہ اس کی شرائط کو بڑا سخت سمجھتا تھا انکی
سختی کی نسبت کمی کے ترقی کرانے کے لیئے وہ ۱۸۴۷ء کے اخیر مین پھر دار السلطنت مین آیا۔ اسنے خراج موعود
مین کمی کے ہونے کے لیئے دربار سے سازشین کرنی شروع کین جب کوئی انتظام اسکی خاطر خواہ
نہین ہوا تو اسنے دربار کو اطلاع دی کہ وہ اپنے دیوانی کے عہدہ سے جسمین اسکا کچھ فائدہ نہین ہے
مستعفی ہونا چاہتا ہے۔ جن شرائط پر عہدہ دیوانی مجھے بالفعل دیا گیا ہے اسکے موافق مجھے دیوان
رہنا پسند نہین ہے اوپر جو خراج کی افزائش ہوئی ہے وہ مجھے ناگوار ہے میری صحت اچھی نہین
اور میرے خاندانی جھگڑے ایسے ہین کہ جنہون نے میری زندگی کو تلخ کر دیا ہے نئے رزیڈنٹ سے
میری درخواست یہ ہے کہ مجھے جاگیر مرحمت ہو اور پہلے حساب کے دینے پر مجبور نہ کیا جاؤن۔
یہ درخواست اسکی بمقتضائے طبع بشری تھی اسکی دولت پر اسکے رقیب اُدھار کھائے بیٹھے تھے جس سے
اسکی طبیعت برافروختہ ہوتی تھی۔ رزیڈنٹ صاحب نے اسکی درخواست سننے کے لئے کانون مین
پٹیان دے لین دربار نے اس سے کہا کہ وہ اپنا استعفے حسب ضابطہ بھیجدے وہ منظور کیا
جاویگا۔ مگر اسکے بھیجنے مین وہ خود خوب غور و تامل کر لے۔ مولراج نے استعفا بغیر کسی شرط کے
بھیجدیا۔ دربار نے اسکی جگہہ سردار کھان سنگہ کو مقرر کر دیا کہتے ہین کہ وہ بڑا بہادر سپاہی
اور عقلمند تھا اسکی تنخواہ اس عہدہ دیوانی کے لیئے مقرر کر دی اور اسکے ساتھ سرکار کمپنی کے
سول ملازم ونیس اگنیو صاحب کو اور بمبئی کے ایک فوجی افسر لفٹننٹ انڈرسن کو ہمراہ
کیا اور پانچ سو سپاہ قلعہ کی محافظت کے لیئے انکے ہمراہ کی۔ گرمی سے بچنے کے لیئے افسر

دریا کی راہ سے گئے اور سپاہ خشکی کی راہ سے اسلیئے افسرون اور سپاہ مین راہ مین کوئی اتحاد و موانست نہین پیدا ہوئی جسکا نتیجہ یہ پیدا ہوا۔ ۱۸- اپریل کو یہ دونو ملکر ملتان کے قریب عید گاہ مین جسکا ایک حصار بنا ہوا تھا خیمہ زن ہوئے اس تاریخ مولراج انگریزی افسرون سے بڑی فروتنی اور انکسار کے ساتھ ملا اور یہ انتظام کیا گیا کہ دوسرے روز نئے دیوان کو قلعہ حوالہ کیا جائے۔

۱۹- اپریل کو لچھمن یا کھان سنگہ کے ساتھ دونو انگریزی افسر قلعہ مین گئے مولراج گھوڑے پر سوار انکے ساتھ تھا اسنے انگریزی افسرون کو قلعہ کی کنجیان حوالہ کین قلعہ کی محافظت دو گورکھون کی کمپنیون کو سپرد ہوئی اور مختلف مقامون پر سنتریون کا پہرہ جما یا قلعہ مین جو ملتانی سپاہ پہلی تھی اسکو جمع کرکے اگنیو صاحب نے انسے خوش کن باتین بنائین اور انکی بدستور نوکری رکھنے کا وعدہ کیا۔ جب سب طرح کا انتظام ہو گیا تو کھان سنگہ کے گروہ نے اپنے کیمپ کی طرف راہ لی قلعہ کے باہر کے دروازہ کے نزدیک خندق پر جو سپاہی کھڑے ہوئے تھے انمین سے ایک سپاہی نے جسکا نام امیر چند تھا اگنیو صاحب کے بازو کے نیچے نیزہ مارا۔ وہ اپنے شائستہ گھوڑے سے گرے صرف اُن کے پاس لکڑی ہتھیار تھا جسسے اُنہون نے اس لچے حملہ کرنے والے پر ضرب لگائی اسنے مدد کے آنے سے پہلے تین دفعہ اُنپر تلوار کا وار کیا اس اثنا مین مولراج اپنے گھوڑے کو لپکا کر اپنے خاص عام باغ مین اپنی جان بچانے کے لیئے یا دغا دینے کے لیئے چلا گیا۔ کھان سنگہ و رنگ رام مولراج کے سررشتہ دار نے ہاتھی پر اگنیو صاحب کو ڈالکر عید گاہ مین پہنچایا۔ مولراج کے سوارون مین سے ایک سوار نے لفٹنٹ انڈرسن کا تعاقب کرکے سخت زخمی کیا اور مردہ جانکر چھوڑ کر چلا گیا گورکھی سپاہیون نے اُنکو ڈولی مین ڈال کر عید گاہ مین پہنچایا۔ اگنیو صاحب نے اس حال مین بھی اپنی خستہ حالی اور اپنی جان جوکھون کی رزیڈنٹ کو رپورٹ بھیجی اور جنرل کورٹ لنڈ کو ڈیرہ اسماعیل خان مین اور لفٹنٹ اڈورڈس کو بنون مین اطلاع دی۔ ان اشراف زخمیون کو امید تھی کہ عید گاہ مین ہم اپنی محافظ سپاہ سے دشمنون سے مقابلہ جب تک کرین گے کہ ہماری امداد آجائیگی مگر انکی سپاہ نے اپنی نامردی سے یا دغا بازی سے اپنی امید مین انکو نا امید کر دیا۔ اگنیو صاحب نے اس اپنی روحانی و جسمانی تکلیف مین بھی اپنے دل کی مضبوطی کو دکھایا کہ اُنہون نے مولراج کو لکھا کہ اس دغا بازی کا سبب بتلائے اور مجرمون کے گروہ کو

ہٹنے کا ارادہ اُسنے نہین کیا پہلے دسمبر مین لارنس صاحب سے یہی درخواست کیہ کی تھی کہ میری طاقت ایسی گھٹ گئی ہے اور دل ایسا بیٹھ گیا ہے اور صحت ایسی بگڑ گئی ہے کہ مجھ سے اپنے عہدہ کا بار اُٹھ نہین سکتا اس سے مجھے رہائی دیجیئے اور استعفا لیجیئے اور اس استعفٰی کو لاہور کے دربار سے مخفی رکھیئے۔ وہ چاہتا تھا کہ مین چپ چاپ انگریزون کو ملتان کا صوبہ حوالہ کرون مگر یہ راز جو لارنس نے مخفی رکھا تھا اور استعفٰی کا حال کھلنے نہین دیا تھا وہ بدنصیبی سے فریڈرک کری صاحب کے آنے سے کچھ دیر کے بعد اسطرح کھلا کہ انگریز کے آنے سے پہلے جسکو یہ صوبہ چپ چاپ حوالہ کیا جاتا ایک سکھ سردار دیوان مقرر ہوکر ملتان مین لاہور سے آیا کہ وہ ایک عام پسند دیوان مولراج کی جگہ مقرر ہو اور وہ اسپر ایسے طعن وتشنیع کرے جیسے کوئی سخت دشمن کرتا ہے۔

اب اسکے برخلاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سکھ کے قائم مقام ہونے سے جو مولراج کے دل مین شعلہ غضب اوٹھا تھا اسپر انگریزون کی ملاقات نے اونکا جھلا - ۱۸ - کو جو اگنیو صاحب سے ملاقات ہوئی تھی تو انہون نے مولراج سے صرف سال گذشتہ ہی کا حساب نہین مانگا بلکہ گذشتہ چھ سالون کا حساب طلب کیا یہ اسکی امید کے برخلاف تھا وہ یہ جانتا تھا کہ مجھ سے صرف ایک سال کا حساب مانگا جائیگا اسلیئے وہ بہت ناک بھون چڑہا کر اور ناراض ہوکر صاحب کے پاس سے چلا گیا۔ اسوقت سے اسکے سینہ مین انتقام وکینہ کے خیالات کا جوش اٹھا جس دن مقتول افسر قلعہ مین گئے ہین تو اسنے انکو سمجھایا کہ اب اپنے ساتھ کے محافظ سپاہیون کو کم کر دیجے مگر جب اس سے اپنے محافظین کے گھٹانے کی درخواست کی گئی تو اسکے ماننے سے انکار کر دیا۔

پھر یہ بہہ صاف معلوم دیتا ہے کہ اسنے مجرمونکے گرفتار کرنے مین اور انکو جرم سے باز رکہنے مین کچھہ کوشش نہین کی اور اسنے اپنے ملازمین کو سزا نہین دی بلکہ انعام دیا جب غدر سنگہ اگنیو کا سر کاٹ کر مولراج کے پاس لایا تو اسکو ایک ہاتھی اور بہت سا روپیہ اور صاحب ممدوح کا گھوڑا انعام دیا ان افسرون کے مقتول ہونے سے پہلے نہ پیچھے اسنے ایمانداری سے یہہ کوشش کی کہ اسکے نام پر جو یہہ الزام لگایا گیا تھا اسکو مٹائے۔ اسنے صرف ایک خط ۱۹ - کو لکھا جسمین اس نے اپنے تئین یون بچایا کہ ڈنگئی ومفسد سپاہ نے مجھے دہمکیان دے کر بالجبر آپ کی ملاقات سے روک رکھا ہے۔ اب بجائے اسکے کہ وہ ان افسرون سے ملاقات کرنے جاتا اپنی مان پاس گیا

گرفتار کر کے ہمارے حوالے کیجیئے یہ بھی اپنے اوپر مہربان کرنے کے لیئے لکھا کہ آپکی نسبت ہم کو اس سازش مین شریک ہونے کا ذرا بھی شبہ نہین مولراج نے اسکے جواب مین لکھا کہ قلعہ کی سپاہ ساری سرکش ہوگئی ہے نہ مین مجرمون کو حوالہ کرسکتا ہون نہ خود آسکتا ہون بہتر ہوگا کہ آپ اپنی امان کے لیئے خود سامان کرلین ایک دن تک قلعہ اور عیدگاہ کے درمیان گولہ اندازی ہوتی رہی عیدگاہ مین تھوڑی سی سپاہ تھی وہ بھی بھاگ گئی۔

۲۰- اپریل کی شام کو ایک وحشیون کا گروہ غل مچاتا اس شوق مین کہ جو کام بعض نے ایک دن پہلے پہلے شروع کیا ہے اسکو پورا کرے وہ عیدگاہ کی بڑی برج کے اندر داخل ہوئے وہان انڈرسن صاحب نزع کی حالت مین پڑے ہوئے تھے اور اگنیو صاحب سے جو انکی نسبت کم زخمی تھے وداع ہونے کے لیئے ہاتھ ملا رہے تھے۔ اس گروہ نے اول حملہ اگنیو صاحب پر کیا پہلے انکو خوب گالیان دیکر دل کی بھڑاس نکالی اور پھر غدر سنگھ نے قتل کے لیئے تلوار اٹھائی اگنیو صاحب نے آخر الفاظ یہ کہے کہ اگر تیری مرضی ہو تو مجھے مار مگر میری موت کا انتقام لینے والے انگریز بہت ہین۔ تلوار کے تیسرے وار مین انکا سر فرش پر غلطان ہوا انکے زخمی دوست بھی نصف درجن تلوارون کے زخمون سے فنا ہوئے انکی زخمی لاشین باہر گھسیٹی گئین اور مرے پر سو درے ہوئے اور طرح طرح کی ان کی تفضیح کی گئی۔ مردون کے سر مولراج کے قدمون مین ڈالے گئے پھر اور آدمیون نے انکو ٹھکرایا ابر باروت ملی گئی اور وہ آگ پر جلا کر خاکستر کیئے گئے انکے جسم بے سر قبر مین دفن ہوئے قبرین بھی دو دفعہ اکھیڑی گئین اور کفن اتارا گیا۔

یہ تحقیق نہین ہوتا کہ اس کام مین مولراج کا کسقدر حصہ تھا آدمی کے دل کی تہ کی بات تحقیق نہین معلوم ہوتی اور انگریزون اور ہندوستانیون کے دلون مین تو ایسا تفاوت ہے کہ ہمیشہ ان کے دلون کی باتون کے سمجھنے مین آپس مین غلط فہمیان ہوتی ہین۔ یہ باتین تو بتاتی ہین کہ مولراج نے یہ سازش نہ خود بنائی تھی نہ اسکو آگے بڑھایا تھا کہ امرتسر مین اور بنارس مین اپنا روپیہ امانت رکھا تھا اور خراج کی باقیات کا روپیہ اس بلوہ کے شروع مین لاہور بھیجا تھا اور اسکی ظاہری درخواست یہہ تھی کہ اسکا اپنے عہدہ کی خدمات سے رخصت دی جائے جان لارنس اس اپنے یقین کا اقرار کرتے ہین کہ اس سال کے مارچ کے مہینے تک اسنے جو درخواست استعفے کی خوشی سے چند مہینے پیشتر کی تھی اس سے

اور اس سے صلاح پوچھی کہ اس حال مین کیا کرنا چاہیئے تو بہاؤن مل کی بیوہ نے کہا کہ تو مرد کی طرح کام کر اپنے امیرون و سردارون سے صلاح لے عورتون کے پاس صلاح لینے کے لیئے نہ آ اسپر مولراج نے ۲۰- اپریل کو اپنے سردارون کے گروہ کو بلایا انہون نے آنکر اسکو جنگ پر اُبھارا اور سکھون نے اسکی کلائی مین لڑائی کا کڑا پنہایا دوسرے دن صبح کو اسنے اپنا خزانہ اور اپنا کنبے کو قلعہ مین بہیجدیا اور اشتہار جاری کردیئے کہ سب آدمی اسکی حمایت کے لیئے اور انگریزون سے لڑنے کے لیئے تیار ہون۔ نئے ملازم رکھنے اور سامان حرب وضرب وخزانہ جمع کرنا شروع کیا اسکے تمام قوار جو پڑے سوتے تھے وہ بیدار ہوگئے نہ اسکو خود اور نہ اورون کو یہہ سان گمان تھا کہ وہ ایک بڑی قومی تحریک کا محرک ہوگا اور قسمت اسکو ایک بڑا بہادر بنادیگی۔ اسی شام کو کہ اگنیو صاحب کے ایلچی رحمت وعنایت کی درخواست کر رہے تھے اسکے نوکر انکو قتل کرنے کے لیئے جارہے تھے۔

مولراج کی باتون کو خواہ کیسی ہی سچے طور پر مطالعہ کیجیے مگر اس مین شبہ نہین ہوسکتا کہ اس شب مین جو افسر قتل ہوئے اُنکی جوابدہی اسکے ذمے ایسی ہی ہے گویا کہ یہ قتل اسکے ہی حکم سے ہوا ہے اور پیچھے جو اسنے کو تک کیئے تو پھر شبہ کو ذرا جگہہ نہین ملتی کہ اگر وہ پہلے بودا بھی تھا تو اب وہ سلح سپاہ کے پیشوا ہونے مین پختہ ہوگیا۔ اس نے اپنے جاسوس کل صوبے مین بھیجدیئے کہ ہندو مسلمان دونو کو سمجھائین کہ فرنگیون سے جہاد کرنے پر آمادہ ہون۔ شہر مین یہہ خوشیان لوگ منا رہے تھے کہ دو فرنگیون کو ذبح کیا ہے تمام افسر قلعہ کے استحکام مین اور اسباب حرب ضرب ورسد کے بہم پہنچانے مین جلدی کر رہے تھے۔

دوسری سکھون کی لڑائی

مولراج کی سرکشی سے سکھون کی دوسری لڑائی شروع ہوئی اسکی سرکشی بظاہر ایک مقامی سرکشی اور ایک افسر کی سرتابی اپنے راجہ کی اطاعت سے معلوم ہوتی تھی لیکن اسکو صحیح طور سے بغور دیکھو تو اسکی تہہ مین بڑے دقیق وعمیق معانی نظر آئین گے۔ یہہ امر تو بہت صحیح نہین معلوم ہوتا کہ مولراج کو مقابلہ کرنے کے لیئے اسکے اپنے کینے اور انتقام سے زیادہ اورونکی سخت عداوت نے برانگیختہ کیا ہو لیکن اس مین شبہ نہین کہ جب اسنے ملتان مین علم بغاوت بلند کیا تو اسنے پہلے سوچ لیا تہا کہ سارا ملک بغاوت کے لیئے تیار بیٹھا ہے۔ ہنری لارنس نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ انگریزون کی مداخلت کرنے سے سکھ برافروختہ خاطر ہوتے ہین وہ سب ملکر اُن کے خارج کرنے کے لیئے کوشش

کرین گے سو بعض اضلاع بیرونی کی وحشت ناک خبرین مخفی عداوت کی ایسی آرہی تھین کہ وہ اس پیشین گوئی کی تصدیق کر رہی تھین انگریزون کی بھڑکانے والی مداخلت سے سکھ ایسے کھسیانے ہوتے تھے کہ قریب تھا کہ سب ملکر انگریزون کے خارج کرنے مین کوشش کرین رزیڈنٹ نے عمدہ افسرون کا ایک گروہ پنجاب مین ایسا مقرر کیا تھا کہ کسی اور افسرون کے گروہ نے اسکی برابر بہبودی انام و رفاہِ عام مین کمتر کوشش کی ہوگی۔ اس مین شبہہ نہین کہ انہون نے اپنا کام بڑا شوق و محنت و جانفشانی سے کیا اور اس مین مشقت شاقہ اپنے اوپر اُٹھائی وہ خیر اندیشی نے جو عیسائی مذہب کے ساتھ مخصوص ہے یہہ طبع بشری کا مقتضا ہی نہ تھا کہ اگر انگریز ایسے کام کرتے کہ وہ سکھون کو خوش گوار معلوم ہوتے تو وہ اُن کے کرنے والون سے موانست کرنے لگتے انگریز تمام دنیا کے حصون مین حکمرانی کرنے کے عادی ہین اور ہر رنگ و ہر مذہب کے آدمیون کے معاملات مین مداخلت کرتے ہین انکی مداخلت غالباً جو عام ناپسندی و ناراضی پیدا کرتی ہے اسکے جاننے مین سہل انگاری کرتے ہین وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ اگر ہمارا مقصد نیکی کرنا ہے تو ضرور ہمکو اعتبار حاصل ہوگا وہ یہ نہین خیال کرتے ہین کہ ہمارے خیر اندیش طریقے بھی مثل ہماری گول ٹوپیون و کوٹ پتلون کے قومی مذاق کے موافق نہین ہوتے اور اگر وہ موافق ہون تو بھی اجنبیون کی مداخلت بالکل ناگوار اور بدمزہ معلوم ہوتی ہے اس مین شبہہ نہین کہ پنجاب مین جو انگریزی افسر مقرر ہوئے انہون نے نہایت شوق سے پنجابیون کی بھلائی اور بہبودی کے لیے کام کیے مگر پنجابیون کو تو انکا ہونا ہی انکے دلین کانٹے چبھونا اور ہر جسم پر زخم لگاتا تھا اگر انگریزون مین خرق عادت کرنے کی اور فرشتون کے سے کام کرنے کی قوت ہوتی تو بھی انسے عام ناراضمندی اور ناخوشی کے مجموعہ مین کچھہ کمی نہ ہوتی۔

غالباً انگریزون سے بھی غلطیان اور خطائین صادر ہوتی تھین۔ پنجاب مین جو انکے منتظم ہونے کا زمانہ تھا اسکی شروع مین یہ امر ناگزیر تھا کہ خیر اندیش جہالت اور زورمند حیثیت چالاک ناتجربہ کاری ہو پنجاب کے دوسرے انتظام پروٹیکٹرایٹ کے اصلی منصبے مین جو مداخلت کی حد مقرر کی گئی اُسسے آگے قدم بڑھایا گیا اس زمانہ مین بہت سے منتظم ایسے تھے کہ وہ حد ایرا نپنے مآل کار کو چھوڑتے تھے۔ انگریزی عملداری کی بڑی نشانیان تھیوڈی لائٹ (آلہ پیمائش) جاسوس کنپاس اور زمین پیما جریبین ہین اب پنجاب مین اُن رازدار آلات نے اپنا مُنہہ دکھایا اور غیر مہذب مُلک مین شش تقسیم لگا غیر

اور زاد پیمانہ ناپنے شروع کیئے جنکو امیر و غریب اپنے تئین جلد نہین سمجھا سکتے تھے کہ وہ ہماری بھلائی
کے لیئے کام کر رہے ہین وہ تو ان مین کچھ اور فیہ سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ دال مین کالا کالا ہے۔
یہہ کام کرنے والے بھی بعض اوقات ناتجربہ کار ہوتے تھے ایک نوجوان ان سایین مسٹر ہڈسن
جنکے کارہا نمایان کا آگے بیان ہوگا لکھتے ہین کہ میری ملازمت پر دو برس گذرے ہین مین راوی
کے بائین کنارے پہاڑون کے نیچے ملک کے ایک حصہ کی پیمایش کرتا ہون مین ہر روز صبح سے
شام تک کنپاس و جریبون و قلم و پنسل سے کام کرتا ہون اور اپنے کام کے پورا کرنے کے لیئے ندی
نالون کے پیچھے جاتا ہون وادیون مین مستغرق رہتا ہون پہاڑون کے غارون مین جاتا ہون۔
مین نے کبھی پہلے اس قسم کے کام مین کوشش نہین کی اسلیئے ابتدا مین میرا کام مجھے بڑا دق و حیران کرتا تھا
اگر مجھ سے ایک دن یہ کہا جائے کہ تم ایک جہاز بناؤ اور قوانین کا مجموعہ مرتب کرو اور بڑی کچہریون مین
اجلاس کرو تو مجھے اسپر کچھ تعجب نہ ہوگا حقیقت مین ہندوستان مین یہ دستور ہوگیا ہے کہ ہر انگریز
اپنے تئین اپ ہی آپ کام سکھائے اور اچھی کام کرنے کو ہو بیٹھے اس قسم کی تعلیم نے افسرون کا گروہ
ایسا پیدا کیا ہے کہ جسکی نظیر دوسری دنیا نے نہین پیدا کی جوان انگریز اجنبی آدمیون مین بھیجے جاتے
ہین کہ اپنی نوجوانی کی خود اعتمادی سے طرح طرح کے کام سیکھین وہ اس نو آموزی مین ایسی موٹی موٹی
غلطیان کرتے ہین جو انکے حق مین زہر ہوتی ہین جب سال گذرتے ہین تو ہر سال افسرونکو معلوم ہوتا ہے
کہ اجنبی آدمیون مین منتظم بن کر ان کے معاملات و مقدمات کا فیصلہ کرنا کیسا مشکل کام ہے۔ سرکاری
ملازم اپنی ان غلطیون اور خطاؤن کے خیال کرنے سے لرزتے ہین جو انہون نے اس حال مین کی ہین
کہ گورنمنٹ کی شاگردی بغیر اُستاد کے کی ہے اور ہزارون روپیہ خرچ کر کے اپنے تئین سکھایا ہے
حالت موجودہ مین رعایا کی مزاج شناسی مین بڑے بڑے تجربہ کار و آزمودہ کار ناکامیاب رہتے ہین
مگر انگریزون کے لیئے یہ امر ناگزیر تھا کہ وہ جنکو سکھ گورنمنٹ کے افسرون کے اوپر بٹھائے وہ رعایا کے
مزاج شناس تھوڑے اور انتظام کے کام سے کم واقف تھے وہ لائق کارگزار تھے اور اپنے کام مین
تھکنے نہ تھے ایماندار کوشش سے کام کرتے تھے مگر وہ غلطیان اور خطائین اس سبب کرتے تھے کہ
وہ دیکھتے بہت تھے اور کام بہت کرتے تھے اور اس دانشمندانہ پولیسی کو سمجھتے نہ تھے کہ آنکھین بند کر کے
الگ ہو بیٹھے ابتدا مین انگریزی حکام کو مولراج کی سرکشی صرف ایک مقامی بلوہ سکھ گورنمنٹ کے خلاف

معلوم ہوتا تھا انکو یہہ خیال نہ تھا کہ انکے خلاف یہہ فساد برپا ہوا ہے جھوٹ کے پاؤن تھین ہوتے یہہ جھوٹی بات بہت دنون تک قائم نہین رہ سکتی تھی اب اُنکو ہر روز یہہ ظاہر ہونے لگا کہ غالباً فرنگیون کے ساتھہ دوسری دفعہ جنگ آزمائی کے لیئے سکھ تیار ہو رہے ہین دربار کے سکھ افسرون نے اس یقین کے اظہار مین کچھہ تامل نہین کیا کہ مولراج سے لڑنے کے لیئے سکھ سپاہ کا بھیجنا اسکی دالبتون کی تعداد کا بڑھانا ہے اور سکھہ سپاہ کے ساتھہ تھوڑی سی انگریزی فوج کا بھیجنا اسکا جوکھون مین ڈالنا اور لڑائی مین ہلڑ مچانا ہے لوگ کہتے ہین کہ اگر اسوقت ملتان مین گورنمنٹ ایک لشکر جرار اپنا بھیجدیتی تو وہ ملتان کی سرکشی کا سر کچل دیتی اور سارے پنجاب مین بغاوت کو دبا دیتی مگر یہ فرضی صورتین اور انکے فرضی نتیجے میری نظر مین وقعت نہین رکھتے اسلیئے مین اکثر انکو قلم انداز کرونگا۔

لاہور مین جب رزیڈنٹ فریڈرک کری صاحب کو ملتان کی خبر پہنچی تو انکو بڑا غصہ آیا اور انہون نے اس شور و شر کے دور کرنے کے لیئے چھہ ہزار سپاہ اور اٹھارہ توپون کے تیار رہنے کا ملتان جانے کے لیئے حکم دیا مگر اسکی روانگی کے لیئے کمانڈر انچیف کے احکام کا انتظار کیا اُسوقت سخت گرمی کا موسم آن پہنچا تھا اس سبب سے یا کسی اور وجہ سے فوج کی روانگی ملتوی کردی گئی اور ۲۷ تاریخ کو یہ حکم ہوا کہ سردست فوج لاہور مین رہے جب موسم اچھا آئیگا تو اسوقت لشکر کشی کی جائیگی جب رزیڈنٹ نے دربار سے کہا کہ مولراج کی سرکشی کا سر کچلیئے تو سرداروں نے کہا کہ یہ کام ہمارے بس کا نہین رزیڈنٹ صاحب نے لفٹنٹ اڈورڈس افسر بندوبست بنون کے نام حکم جاری کیا کہ وہ فوراً دریا رسندہ سے عبور کر کے ملتان جائے اور اپنے دوست خان بہاولپور کو لکھا کہ وہ اپنی سپاہ کو لفٹنٹ اڈورڈس کی کارروائی مین شریک کرے

لفٹنٹ اڈورڈس جو بعد ازان سرہربرٹ اڈورڈس ہوئے اُسوقت ٹانک و بنون مین بندوبست کا کام کر رہے تھے اُنہون نے اپنے کام کو چھوڑا اور بنون مین مسلمانون کی سپاہ بھرتی کی اور اس سپاہ کو ہمراہ لیکر دریا رسندہ سے عبور کیا۔ اس دریائے سندھ کے کنارہ پر جو سرکشی ہوئی تھی وہ دبا گئی ۱۸ مئی کو سرکشون سے اول لڑائی ڈیرہ غازی خان مین ہوئی۔ لونگا مل حاکم ڈیرہ غازی خان نے جب سُنا کہ جنرل کورٹ لینڈ کے پاس سورج مکھی پلٹن کی کمک آئی ہے تو اسنے ڈیرہ غازی خان مین اپنے مقامات کو مستحکم کیا اس سے جلال خان لغاری اس ضلع کا ایک زبردست تمن دار ال گیا اسکا جانی دشمن کوڑا خان قوم کھوسہ کا سردار تھا جسنے پندرہ روز ہوئے تھے کہ لفٹنٹ اڈورڈس کی اطاعت

قبول کی تھی اور صاحب ممدوح نے اسکے بیٹے غلام حیدر خان کو بڑا گراں بہا خلعت عنایت کیا اور اسکو جنرل کورٹ لنٹنڈ پاس بھیجا جو ڈیرہ دین پناہ مین مقیم تھے اس نوجوان بلوچی سردار نے جنرل صاحب سے اجازت لیکر ڈیرہ غازی خان پر چڑہائی کی اور اپنے باپ کے خیل کو ہمراہ لیا اور دل مین اسنے ٹھان لیا کہ فتح حاصل کیجیے نہین جان دیجیے اسکا باپ بھی یہان اس سے آن ملا ان دونون باپ بیٹون نے اپنے دشمن جلال خان سے لڑائی کی بڑی تیاری کی اب لونگال کے ساتھ اسکا چچا چیتن مل حاکم سنگڑ و منگروٹا مل گیا - یہ دونو شہر سے باہر اپنی کل سپاہ اور ایک توپ اور پانچ زنبورکین لیکر لڑنے کے لیئے نکلے رات کے پچھلے پہرہ مین کھوسی دشمنون سے لڑنے آئے دشمنون نے خوب لڑکر کئی دفعہ انکو پس پا کیا جب صبح ہوئی تو بوڑھا کوڑا خان گھوڑے سے اترا اور ننگی تلوار ہاتھہ مین لی اور اپنی قوم کو للکارا کہ اگر سچے کھوسی ہو تو میرے پیچھے چلے آؤ اور گھوڑون کو چھوڑدو کہ وہ دشمن پاس چلے جائین - قوم نے اسکا حکم بسر وچشم مانا اور دشمن پر سخت حملہ کیا تین گھنٹہ تک لڑائی جاری رہی - کھوسون کو فتح ہوئی انہون نے دشمنون سے انکی ایک توپ اور پانچ زنبورکین چھین لین اور اسکو بالکل مغلوب کیا لونگال کو گرفتار کیا - سرکشون کی چالیس لاشین میدان جنگ مین پڑی تھین اور کھوسون کے پندرہ آدمی ضائع ہوئے جنمین کوڑا خان کا بھتیجا محمد خان تھا اس کے شکست دینے سے مولراج کا عمل دخل ستلج کے پار نہین رہا اور فتح کے صلہ مین کوڑا خان اور اسکے بیٹے کو عالیجاہ کا خطاب ملا اور لارڈ ڈلہوزی نے کوڑے خان کی حسن خدمات کی قدر شناسی فرمائی اسکی پنشن مقرر کی اور اسکے وطن مین ایک بڑا باغ ہمیشہ کے لیئے معافی مین دیا اور اسکی جاگیر برقرار رکھی -

لاہور کے حکم پہنچنے سے پہلے لفٹننٹ اڈورڈس مع پندرہ سو سپاہ اور دو توپون کے دریا سندہ سے عبور کرکے ملتان کی طرف روانہ ہوئے لیہ مین داخل ہوئے وہ ملتان کے زخمی افسرون کی کمک کیلیئے روانہ ہوئے تھے جب ان کے قتل ہونے کی خبر ملتان سے آئی اس سے وہ رکے اور مولراج کے نزدیک آجانے سے وہ پھر سندھ کے پار چلے گیئے چند روز مین اس عالی ہمت نوجوان کی امداد کے لیئے کرنیل کورٹ لنٹنڈ دو ہزار پٹھان اور چھہ توپین لیکر چلا آتا تھا راہ مین وہ لڑائی ہوئی جسکا اوپر بیان ہوا ۲۰ مئی کو یہ دونو کرنیل اور لفٹنٹ آپس مین مل گیئے -

ایڈورڈس صاحب اور ریزیڈنٹ لاہور نے جو نواب بہاولپور پاس خطوط بھیجے تھے کہ وہ اپنے لشکر سے

امداد کرین تو اسکے جواب باصواب نواب نے بھیجے اور اپنا ایک بڑا لشکر جرار جنگ پسند داؤد پترون کا
انگریزون کی مدد کے لیئے بھیجدیا جون کی سخت گرمی مین لفٹنٹ اڈورڈس اور کورٹ لینڈ دونو
اپنی دوست کی سپاہ سے مصافحہ کرنے کے لیئے چلے۔ ۱۸۔ جون کو چناب کے باہین کنارہ پر وہ
کینری مین جو ملتان سے ۷۰ میل پر بہاولپور کی سپاہ سے ملے جو نو ہزار تھی اور اس پاس چھوٹی
چھوٹی دس توپین تھین مولراج کے جنرل رنگ رام کے پاس سات ہزار جرار فوج اور دس
توپین تھین غرض دونو طرف سپاہ اور توپون کی قوتون مین مساوات تھی مولراج کی سپاہ نے حملہ
کیا تو لڑائی صبح بہت سویرے سے تین بجے کے بعد تک جاری رہی بہاولپور کی سپاہ پر لڑائی کا
بڑا زور تھا اسکے داہین بازو کے پاؤن اکھڑ گئے تھے لفٹنٹ اڈورڈس نے سبحان خان کی
رجمنٹ کو حملہ کا حکم دیا وہ بڑا توانا بھاری بھرکم سپاہی تھا وہ پھرتی سے جھاڑیون کو پھلانگتا ہوا
اپنی سپاہ کو لے گیا اور دو توپون کو سنگینون کی نوکون سے اتار کر زمین پر گرا دیا۔ اب کل انگریزی
سپاہ دشمن کی طرف آگے بڑھی اور اُسنے حملہ کیا طرفین کے توپچالون نے اپنے زور برابر دکھائے
ساڑھے تین بجے سورج مکھی پلٹن اور سبحان خان کی مسلمانون کی پلٹن کے لفٹنٹ اڈورڈس
کمانڈر بنے اور دشمنون پر حملہ کیا دست بدست لڑائی ہوئی دشمنون کی صفین ٹوٹین تھوڑی دیر
لڑکر وہ میدان جنگ سے بھاگین انکا جنرل رنگ رام تو بہت پہلے سے بھاگ گیا تھا۔ انگریزی
سپاہ نے دشمنون کا تعاقب کیا۔ چناب سے چار کوس پر نیمبر مین دشمنون کے خیمون اور
میگزین اور اسباب جنگ کو لے لیا۔ انگریزون کی طرف ۲۸۷ سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے اور
دشمنون کے پانچ چھ سو مردے میدان جنگ مین نظر آئے اور چار سو کے قریب زخمی ہوئے اس
کینری کی لڑائی سے سندھ اور چناب کے درمیان کا کل ملک اور چناب اور ستلج کے درمیان کا
تقریباً سارا ملک مولراج کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ۲۰۔ جون کو صبح کو شجاع آباد کے قلعہ دار نے
لفٹنٹ اڈورڈس کی اطاعت قبول کی چودھریون اور ساہوکارون نے حاضر ہو کر مہربانی اور
شفقت کے لیئے التجا کی صاحب ممدوح نے اپنر لطف و کرم کرنے کا وعدہ کیا اور بہاولپور کی سپاہ کو
حکم دیا کہ وہ قلعہ پر قبضہ کرلین۔
انگریزی سپاہ نے آگے بڑھکر چند قلعے لے لیئے۔ ۲۸۔ جون کو شیخ امام الدین چار ہزار سکھون کی

[illegible]

سپاہ لیکر انگریزی سپاہ سے آ نکر ملا جس سے سپاہ کو بڑی تقویت ہوئی۔ مولراج کو شکستون سے بڑی مایوسی ہوئی تھی مسلمان سپاہی سکھون کی عداوت کے سبب سے اسکی سپاہ مین تھوڑے رہ گئے تھے اسلیئے اسنے چاہا کہ مین اپنے تئین دشمنون کے حوالے اس شرط سے کردون کہ جان کی امان پاؤن۔ اس حوالہ کرنے کو بھی وہ اپنی موت جانتا تھا اسنے اپنے مشورہ کارون کو بلایا اس کے ارادہ کو سن لین اسنے بعض اپنے جان نثار دوستون سے کہا کہ وہ پہلے ہی سے اسکی کریا کرم کی رسم ادا کردین لیکن مہاراج سنگھ سکھون کا بڑا معظم و محترم گرو جو پٹھان کوٹ مین گرفتار ہونے سے بچ گیا تھا ملتان مین آیا اسنے اپنے تقدس اور مذہبی جوش کے سبب سے ملتان مین ہرم ہرم کی دھوم مچوادی۔ جوتش سے حساب لگا کے مولراج کو سمجھایا کہ یکم جولائی ایسی اچھی لگن ہے کہ اگر آپ خود سپاہ کے سپہ سالار بنکر جائین گے تو آپ کی سپاہ بر دشمن کا فتح پانا ناممکن ہو جائیگا۔ مولراج کو اپنے دوستون کے صلاح و مشورہ سے اور گروجی کے الہام غیبی سے ایسی تقویت ہوئی کہ اُس نے پھر لڑائی پر اپنی قسمت آزمائی کی۔ یکم جولائی کو وہ سڈو اسام بین جو ملتان سے کچھہ دور نہ تھا اپنی بارہ ہزار سپاہ اور گیارہ توپین دشمن کی اٹھارہ ہزار سپاہ کے مقابلہ مین لایا جس کے افسر لفٹننٹ اڈورڈس۔ کورٹ لینڈ۔ امام الدین تھے داؤد پترون کی سپاہ کا افسر لیک صاحب تھا یہ دونو لشکرون مین کچھہ دیر تک توپ بازی خوب ہوئی پھر ایک نوجوان والنٹیر کوئن نے کورٹ لینڈ کی ایک رجمنٹ کو لے جاکر دشمن پر بڑے زور شور سے حملہ کیا اور مولراج کی لڑائی کا دم نکال دیا جس ہاتھی پر مولراج بیٹھا ہوا تھا اسکے ایک گولہ لگا ہاتھی گرا اسپر سے مولراج گرا پھر ڈری ہوئی بھیڑ ون کی طرح فوج ملتان کی طرف بھاگی دشمن نے شہر کی دیوارون تک ان کا تعاقب کیا دو توپین چھین لین مولراج نے بھی گرنے کے بعد اپنے تئین سنبھالا اور گھوڑے پر سوار ہو کر مفرور فوج کا سردار بن کر ملتان کے حصار مین گیا اور وہان اپنے تئین بند کیا حصار ایسا مضبوط تھا جسکی فتح کے لیئے ایک باقاعدہ فوج کی ضرورت تھی۔

مدت سے سر فریڈرک رزیڈنٹ کو صاف معلوم ہوتا تھا کہ ملتان کی بغاوت کل ملک کی بغاوت کی بسم اللہ ناوقت ہوئی ہے وہ اس بغاوت ملتان کے دبانے مین پھرتی و مستعدی سے تدبیر مین کرتے تھے کہ مبادا وہ سارے ملک مین نہ پھیل جائے سکھون کی دغابازی سے یہ اندیشہ تھا کہ وہ

کہین لاہور مین ظہور نہ پائے اس خوف کے مارے وہ لاہور سے ملتان کی کمک کے لیے سپاہ بھیجنے سے جھجکتے تھے کہ کہین خود لاہور کے بچانے کے لیے سپاہ کی ضرورت نہ ہو۔ انہون نے اپریل کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ گوف سے عرض کی کہ وہ کافی سپاہ اور قلعہ شکن توپین فیروزپور سے ملتان بھیجدین جو وہان سے صرف سولہ منزل پر ہے لیکن لارڈ گوف نے اُنکی درخواست اس سبب سے منظور نہین کی کہ سپاہ بھیجنے کا یہ گرمی کا موسم نہین تھا اس مہم کے لیئے اسکا بھیجنا سپاہ کی صحت کے لیے خطرناک تھا لارڈ ڈیل ہُوزی نے بھی لارڈ گوف کی رائے سے انکار نہین کیا پس سر فریڈرک کو اپنے حکام بالا کی مرضی کی متابعت کرنی پڑی۔

مئی کے مہینے مین رزیڈنٹ کی آنکھون کے سامنے لاہور مین شرارت کے شرارے اٹھنے شروع ہوئے مہینے کی ابتدا مین بُری بُری افواہین اڑنی شروع ہوئین کہ سکھ سردارون اور رانی نے انگریزون کے قتل کرنے کے لیئے سازشین کین ہین۔ سب سے پہلے ساتوین غیر آئینی رسالہ کے ہندوستانی افسرون اور سارجنٹون نے اصل حال سازش کا بتلایا رزیڈنٹ نے ۸ مئی کو پندرہ مجرم گرفتار کیے جنکے دو سرغنہ تھے ایک گنگا رام رانی کا وکیل اور دوسرا کانھ سنگھ سکھون کے توپخانہ کا سابق کرنیل ان کو تو فوراً پھانسی دیگئی اور تیسرا اور سرغنہ تھا مگر اسنے مناسب وقت پر اپنے جرم کا اقرار کرلیا اسلیئے وہ بچ گیا۔ یہ معلوم ہوا کہ جاسوس ہندوستانی سپاہ کو بہکا کر سازش مین شریک کرنا چاہتے ہین کہ ان کے ذریعہ سے تمام انگریزی افسرون کو قتل عام کرڈالین۔ مگر اس کوشش مین وہ ناکام رہے سات ہزار سپاہیون مین سے صرف بیس ۲۰ نمک حرام نکلے دربار کا صرف ایک ممبر تیج سنگھ بالکل سازش کی لوث سے پاک صاف رہا۔ یہ سب سازش کرنے والے رانی کے گرگے تھے انہون نے اقرار کیا کہ اس سازش کے بانی مبانی مہارانی تھی اُن کے خطوط اُن کے پاس تھے۔ رزیڈنٹ نے مہارانی کے باب مین یہ فیصلہ کیا کہ وہ سکھون کے ساتھ نہ رہنے پائے اور پنجاب سے وہ باہر ضرور بھیجی جائے دربار کے بعض ممبر اور دو انگریزی افسر شیخوپورہ بھیجے گئے وہ ایک فرمان لے گئے جسپر مہاراجہ دلیپ سنگھ کی مہر تھی جس مین حکم تھا کہ اب مہارانی یہان رہنے نہ پائے اس حکم کو سنکر اسنے کچھ حیل وحجت نہین کی اور کہا کہ میری طرف سے رزیڈنٹ کا شکریہ ادا کیا جائے کہ انہون نے مجھے سرکار کمپنی کی عملداری مین بھیجدیا مین اُن دشمنون کی رسائی سے بچ گئی جو میری جان کے خواہان تھے وہ مع اپنے زنانہ ملازمین کے

فیروز پور بھیجی گئی اور یہان سے بنارس۔

اب کل ملک مین بڑے بڑے سردار اور امیر اپنے تئین انگریزون کے پنجے مین سے نکلنے کے لیئے بڑی بخت تدابیر سنعدی و جد و جہد سے کر رہے تھے اور اپنے بانی مذہب کے نام سے سچے سکھون کو بلا رہے تھے کہ آؤ اور اپنے ملک مین عیسائیون کی بیخ کنی کرو۔ جو امیر تخت کے قریب تھے وہ اس کام مین زیادہ سرگرم تھے۔ چتر سنگہ کی بیٹی کی جو شیر سنگہ کی سگی بہن تھی مہاراجہ دلیپ سنگہ سے سگائی ہوئی تھی۔ یہ سردار اپنے ارادون اور سازشون کو چھپائے رکھنے کا جب تک ارادہ رکھتے تھے کہ انگریزون کے پامال کرنے کے لیئے ایک ہی وقت مین سارا ملک کھڑا ہو۔ ہزارہ مین چتر سنگہ سازشین کرتا تہا اسکی دغابازی پر ایبٹ صاحب نے اپنے شبہات رزیڈنٹ سے بیان کیئے مگر وہ اس مقولہ کے قدرشناس نہ تھے کہ بولنا چاندی ہے اور چپ رہنا سونا ہے لاہور مین ان کے شبہات نامقبول ہوئے۔ اگرچہ شبہہ کرنا اچھا ہے مگر اس مین شک نہین کہ اپنے شبہہ کو ظاہر کرنا بھی بھلا ہے اگر اس زمانہ مین کری صاحب سردارون کی وفاداری مین اپنا شبہہ ظاہر کرتے تو صحیح پولیسی کے برخلاف کام کرتے اور ایک بلڑ مچوا دیتے وہ اپنے دلمین خواہ کچھ ہی یقین کرتے ہون مگر وہ ریجنسی کے سردارون پر اپنا اعتبار ظاہر کرتے تھے انہون نے شیر سنگہ کو ایک لشکر کے ساتھ ملتان روانہ کیا اس مین یہہ انہون نے دانائی اور فرزانگی کی تہی کہ سکھ دربار کی حکمرانی کی شکل کو اور پنجابی گورنمنٹ کے ہاتھون سے سرکشی دبانے کو بظاہر دکھلایا۔ ایک دغاباز کو جسکی دغابازی اب تک ظاہر نہین ہوئی تھی سرکشی کے مرکز مین بھیجنا خطرناک تھا مگر جہان وہ اب تھا وہان بھی اسکا رہنا خوفناک تھا اور بھیجنے مین یہ امید تہی کہ سکھ سپاہ کو جو کہ لوٹنے کا بڑا شوق تھا وہ ملتان کی لوٹ کی آس مین انگریزون کے پاس رہے گی۔ اب انگریزی اضلاع مین سپاہ کی تیاریان کارزار عظیم کے لیئے شروع ہو گئی تھین جو اُس وقت کے لئے موزون تھین۔

قلعہ ملتان کی فصیل کا دروازہ ایک میل اور بلندی چالیس ۴۰ فیٹ کے قریب تہی اور اسکے مناسب فصیل کا آثار تہا تئیس برج تھے اور اسکے گرد خندق بیس فیٹ چوڑی تھی اس قلعہ کے نیچے شہر تھا جسکی فصیل کا محیط دو میل کے قریب تہا قلعہ مین ملتانی دو ہزار منتخب سپاہ تھی اور دس ہزار سپاہ شہر کی اور اُسکے

شیر سنگہ کا برگشتہ ہونا

باہر کے اٹون مین مقیم تھی قلعہ کی فصیل پر باون توپین چڑہی ہوئی تھین اور اسکو اینٹون کے بڑے اونچے پزاوے اور درخت اور باغ گھیرے ہوئے تھے - رزیڈنٹ کی سٹڈ ہیام کے فتح کے مژدہ سننے سے خاطر جمع ہوئی - اڈورڈس صاحب نے جولائی مین رزیڈنٹ کو لکھا تھا کہ جب بھاری توپون کا مورٹر کا توپخانہ اور سیپر مائی نر ماتحت میجر نے پیر صاحب کے اور چند آئینی رجمنٹین زیر حکم ایک جوان برگیڈیر کے بھیجدین تو دو ہفتے مین مولراج کا فیصلہ ہم کردین گے اب پھر اُنہون نے رزیڈنٹ کو لکھا کہ اب مین اپنی حد پر پہنچ گیا ہون حملہ کا وقت آگیا ہے تو رزیڈنٹ فریڈرک کری نے شملہ پر کمانڈر انچیف سے کچھ نہین پوچھا اپنی جوابدہی پر ضروری کمک بھیجنے کے لیئے تیاریان کین - گورنر جنرل بھی اپنے ایجنٹ کی اس تدبیر پر کچھ نہین بولے لارڈ گوف بھی اپنے خیالات سالقہ کے پابند رہے لیکن اب انہون نے رزیڈنٹ کے ہاتھون کو تقویت دینے کا ارادہ کیا جولائی کے اخیر مین سات ہزار سپاہ جسمین تہائی گورے تھے لاہور اور فیروزپور سے ایک لائق توپخانہ کے افسر سمسن وش کے زیر حکم روانہ ہوئی اکثر گورون کی سپاہ مع ۳۲ قلعہ شکن توپون کے دریا کی راہ سے روانہ ہوئی اور ہندوستانی سپاہ گھوڑون کے توپخانون کے ساتھ چناب اور جہلم کے گرم ریگستان کی راہ سے گئی اگرچہ انگریزون کو گرمی اور بہت سے ہودے ڈراتے تھے مگر اس سفر مین سپاہ کو کچھ تکلیف نہین ہوئی - ۱۸ - اگست ۱۸۴۸ء کو

ہاروی کا برگیڈ یا لاہور کا مع وش صاحب کے سر بلند قلعہ کے روبرو آیا اسنے دو دن پہلے سرکشون کے ایک چھوٹے سے گروہ کو شکست دی تھی ۲۴ - اگست کو ملتان کے سامنے سب سپاہ تقسیم ہوئی ۴ - ستمبر کو قلعہ شکن توپین بھی آن پہنچین دوسرے دن جرنیل نے مہاراجہ دلیپ سنگہ اور ملکہ معظمہ کی طرف سے اہل قلعہ کو طلب کیا کہ وہ ۲۴ گھنٹے کے اندر قلعہ خالی کرین مولراج اور اسکے چند معاونین کو سوا اور سب کو بغیر کسی مزاحمت کے جانے کی اجازت ہے یہ تو مورخ کے صاحب نے لکھا ہے مگر سٹروٹر صاحب کہتے ہین کہ محصورین صرف ملکہ معظمہ کے نام سے طلب ہوئے تھے جس سے شیر سنگہ کی سپاہ اور سرداروں کو ملال ہوا کہ اب مہاراجہ دلیپ سنگہ کچھ چیز نہ رہے کہ اسکے نام سے کہا جاتا کہ قلعہ حوالہ ہو -

اور قلعہ خود بلندی پر ایک میدان مین تھا - انگریزی سپاہ مع دوستون کی سپاہ کے اٹھائیس ہزار اسطرح اسکو گھیرے ہوئے تھی کہ قلعہ کے شرقی کونے سے دو میل کے فاصلہ پر وش صاحب کا

برگیڈیر اور کچھ قریب جنوب مشرق مین اڈورڈس اور لیک کی سپاہ ہین اور اس کے قریب جنوب مین امام الدین
کی کشمیری سپاہ اور اس سے آگے مغرب مین شیر سنگہ کی سپاہ یہ سپاہ اگرچہ رنگ برنگ کی تھی مگر اسکے
سپہ سالار لائق تھے۔
۷ ستمبر کو شہر کی فصیل سے بارہ سو گز کے فاصلہ پر بعض بھاری توپین اور ہوٹزر (غبارے) لگائے گئے
ونش صاحب نے اپنے پہلے حملون کو بدلکر شہر کے قریب جانے کا کام بتدریج شروع کیا کچھ دنون
تک سپاہ خندقون کے کھودنے مین اور آگے کے اٹون مین سے دشمنون کو نکالنے مین مصروف رہی
دوسرے کام مین وہ ہمیشہ کامیاب نہین ہوتی تھی - ۱۲ ستمبر کو برگیڈیر نے اپنے سامنے کے
مورچون پر حملہ کیا اور ایسی فتح حاصل کی کہ اسکا توپخانہ شہر سے چھ سو گز کے فاصلہ پر آ گیا دشمنون کے مورچے
مردون سے بھر گئے اور حملہ آورون کے دو سو ۲۸ اسی آدمی مجروح و مقتول ہوئے اڈورڈس کے کیمپ پر
دشمن نے ایک بے سود حملہ کیا ۱۴ ستمبر کو محاصرین نے ہمتد گرڑھی کو فتح کیا جسکے سبب سے قلعہ و شہر پر
توپین بغیر کسی آڑ کے چلنے لگین - جب سب طرح سے شہر کے لینے کی تیاریان ہوئین تو شیر سنگہ کی سکھون
کی سپاہ دشمنون سے جا ملی - اس ملنے کا خوف تو پہلے ہی لگ رہا تھا اس لیئے انگریزی لشکر گاہ
مین سے کسی شخص کو اسپر تعجب نہین ہوا کل سپاہ کا دل مولراج کے ساتھ لگا ہوا تھا - شیر سنگہ نے اپنی
دورنگی عجب طرح کی دکھائی وہ پہلے بہت دفعہ خود بخود انگریزون کی خدمات خیر خواہانہ کر چکا تھا اسکو
سکھ ایسا حقیر جانتے تھے کہ کہتے تھے وہ مسلمان ہو گیا ہے اڈورڈس صاحب سے وہ اپنے باپ
چتر سنگہ کا ذکر کر چکا تھا کہ اسنے اب پرانے آدمیون کی سرکشیون کے منصوبون سے دست کشی کی ہے
اور سچائی سے اقرار کیا ہے کہ وہ اب سکھون پر بالکل اعتبار نہین کرتا مگر یہ سب باتین بنانے
فریب دینے کے لیئے تھین اسنے اپنے بھائی کو لکھا تھا کہ مین ۱۴ ستمبر کو جا کر مولراج سے مل جاؤنگا
چنانچہ اسنے یہی کیا - اس تاریخ کی صبح کو کوچ کے لیئے دہرم کا دھونسا بجایا - دربار کی کل فوج نے
شہر مین داخل ہونا چاہا مولراج کو اس حرکت کی اصل حقیقت معلوم نہین تھی اسلیئے اسنے اول فوج کو
شہر مین داخل ہونے کی ممانعت کی مگر جب اسکو شیر سنگہ کے ارادے پر سچی آگہی ہوئی تو سپاہ کے
داخل ہونے کے لیئے شہر کے دروازے کھول دیئے - غرض جسکا بلاپ کا اندیشہ و خوف مدت سے
لگ رہا تھا وہ ظہور مین آیا انگریزی جنرل نے بہت جز بز ہو کر بضرورت محاصرہ اوٹھا لیا اب یہی بات تمام دنیا پر

آشکارا ہو گئی۔
اب ناممکن تھا کہ یہہ جھوٹی کہانی مانی جاتی کہ ملتان کا فساد ایک مقامی سرکشی ہے اور لاہور ہی گورنمنٹ انگریزی سپاہ کی مدد سے اپنی سرکش رعایا سے لڑتی ہے خود اس گورنمنٹ کے جو بڑے سردار تھے وہ انگریزون سے لڑنے کو تیار ہوئے اور مہاراجہ کے نام سے قومی علم بلند کیا اب یہ آشکارا ہو گیا کہ یہہ جنگ جو ہونے والی ہے وہ انگریزون اور سکھون کے درمیان ہی کچھ دیر تک یہہ امید رہی کہ سکھون کے خاندانون مین آپس مین بڑی پرانی پھوٹ چلی آتی ہے وہ آپس مین متفق نہین ہونگے۔ کچھ وقت تک یہہ معقول یقین رہا کہ سکھون کے ساتھ پنجابی مسلمان رعایا کی عداوت بآسانی برقرار رکھی جا سکے گی مگر فرنگیون کے ساتھ لڑنے کے لیئے یہہ سب خاندانی بغض و کینے و مذہبی مخالفتین بالائے طاق رکھ دی گئین۔ اب جاڑا ابھی قریب آ گیا تھا کمانڈر انچیف خوش تھے کہ مجھے جاڑے مین بڑا اشکار کھیلنا ہے قبل از وقت کوئی فتح نہین ہو گئی کہ میرے لیے کام کرنے کو باقی نہین رہتا اب میدان جنگ مین لشکر جرار مجھے لے جانا ہے۔

اب صرف ملتان ہی جنگ و پیکار کا مرجع و مرکز نہین تھا بلکہ سارا پنجاب انگریزون سے بگڑ بیٹھا تھا۔ ہزارہ مین چتر سنگھ نے اپنے ارادون اور منصوبون پر جو پہلے پردہ ڈھک رکھا تھا اسکو اٹھا دیا اور اپنے سامنے کے ہولناک دریاؤن مین اپنے تئین بہادرانہ ڈال دیا۔ شیر سنگھ نے اپنے باپ پاس جانے کے لیئے ملتان سے سفر کیا اسکا اول ہی سے یہ قصد تھا۔ پنجاب میں سب طرف سکھون کے سردار و پیشواؤن نے مہاراجہ دلیپ سنگھ کے نام پر علم کھڑا کیا اور سکھون کو انگریزون سے لڑنے کے لیئے بلایا۔ وہ یہہ چاہتے تھے کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کسی طرح ہمارے ہاتھ آ جائے تو ہماری قومی قوت مین جان پڑ جائے۔ مگر رزیڈنٹ لاہور نے دلیپ سنگھ کو قیدیون کی طرح پہرہ چوکی مین رکھ چھوڑا تھا کہ وہ سکھون کے ہاتھ نہین آ سکا جسسے سکھون کی قومی قوت کا بول بالا ہوتا

اس زمانہ مین کلکتہ کے اندر گورنر جنرل تشریف فرما تھے اور دور سے ان واقعات کا اپنی نظر دوربین سے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے اور کوئی اپنا ارادہ ایسا ظاہر نہین کرتے تھے کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ پنجاب کے فتح کرنے کے لیئے کسی اچھے موقع کی گھات لگا رہے ہین ان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس جنگ کی جسکا ہونا ناگزیر تھا انہون نے پہلے سے تیاریان نہین کین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شعلہ اٹھکے

سو ہم گر ہا ہین انکی یہ خواہش تھی کہ جس مدت تک ممکن ہو اس فساد کو سکھون کی اندرونی ملک کی سرکشی جانین اور یہ نہ خیال کرین کہ غاصب اجنبی قوم کے برخلاف ایک قوم لڑنے کو کھڑی ہوئی ہے بلکہ چند باغی سرداروں نے اپنے مہاراج کے برخلاف سرتابی کی ہے لیکن جب ان کی آنکھیں کھلین اور اپنا اول سانس لیا تو وہ اس نازک زمانہ کی حالت کو صحیح صحیح سمجھے اکتوبر کی ابتدا مین جو بارک پور مین ان کی دعوت ہوئی تو یہہ تقریر زبان فیض ترجمان سے فرمائی کہ مین اپنی طرف سے تو یہی چاہتا تھا کہ صلح و امن امان رہے اور مین نے اس کے لئے بڑی سعی کی لیکن اگر ہندوستان کے دشمن یہی چاہتے ہین کہ لڑائی ہو تو خیر لڑائی ہی سہی ہم بھی موجود ہین مگر یہہ یاد رہے کہ جب سکھون سے لڑائی ٹھن جائے گی تو پھر انتقام لینے مین کمی نہین ہوگی۔ چند روز بعد انہون نے کلکتہ سے بدیٹ موڑی اور شمال مغرب کی طرف منھ کیا اور لڑائی کی تدبیرون مین اپنی طبیعت کا سارا زور اور ذہن کی کل قوت لگادی اور اس کی اُدھیڑ بُن مین رات دن رہنے لگے۔

اس توقف سے فریڈرک کری اور اڈورڈس صاحب کی بلند پرواز تدابیر پر قنیع ہو گئین سکھون کو ہر جگہہ انگریزون کی حکومت سے دلی نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ جب وہ یہہ دیکھتے تھے کہ جن عہدون پر ہمارے شرفا و اکابر و مہاراجہ رنجیت سنگہ کے مشیر کام کرتے تھے اب اُن پر گورے جلد کے کافر کار فرما ہین۔ جب وہ یہہ دیکھتے تھے کہ انہون نے مسلمانون کو جنکو ہم ذلیل جانتے تھے خالصہ شریف کی برابر کر دیا ہے تو وہ طیش مین آکر لال پیلے ہوتے تھے۔ اور اُنکی چھاتی پر سانپ لوٹ جاتا تھا۔ سبراؤن مین اپنے سردارون کی دغا و فریب سے شکست پاکر زیر دست ہونے سے ششدر رہ جاتے تھے مگر انگریزی متابعت نہین اختیار کرتے تھے۔ ہنری لارنس کے اخلاق گرامی کے زور سے کچھ تھوڑے دنون وہ چپ رہے انکے چلے جانے پر انکو معلوم ہوا کہ وہ ہمارے لیئے ایسا جال بچھا گئے ہین کہ ان کی عدم موجودگی مین بھی اسکا توڑنا آسان نہین ہے صاحب ممدوح کے اسسٹنٹون اور چھوٹے چھوٹے افسرون نے صلاح و تنظیم مین لگو گرم کوشش نیک نیتی سے کی مگر اُنہون نے اپنی ان نئی رعایا کی دلداری کا اور ان کے خیالات و تعصبات کا پاس و لحاظ بہت ہی کم رکھا وہ جب منجر نے پھر کے اور سرویرون کے تھیوڈی لائٹ پیمائشی جریبون کو دیکھتے تھے تو جانتے تھے کہ ہمارے لنگڑے حقوق اور قومی آزادی مین مداخلت بیجا کی جائیگی۔ روز بروز سکھ انگریزون

ملتان کی مہم کا ازسرنو آغاز

زیادہ متنفر ہوتے جاتے تھے وہ شمشیر بدست بیٹھے رہتے تھے کہ کوئی پیشوا ان کا بنکر شیر سنگہ کی طرح مخاطب ہوکر بلائے تو اس کی پیروی کے لیئے دوڑے چلے جائین۔ شیر سنگہ سکھون کی مخاطبت مین یہہ تین باتین کہکر داعی ہوا تھا اول انگریزون نے عہدنامہ کی شرائط کو ایفا نہین کیا ملک کی مائی جی مہارانی کو مقید کر کے ہندوستان مین دیس نکالا دیا۔ دوم سکھون اور مہاراجہ رنجیت سنگہ کی اولاد پر ایسے ظلم وستم توڑے کہ اُن کے دھرم کو بگاڑ دیا سوم ہماری سلطنت کی شہرت مٹادی اب ہم کو چاہیئے کہ فرنگیون کو جہان پائین وہان انکو قتل کرین اور ان کے ڈاکون کو بند کردین ان خدمات کا تو اب اُنکو یہہ ملے گا کہ دھرم نامآگروا نبر کرہ یا کرینگے اور انکا مرتبہ بلند ہو گا اور بڑے انعامات ملین گے۔

۴ ستمبر کو جنرل وش نے آخر کو سورج کنڈ مین جب تک ٹھیرنے کا ارادہ کیا کہ ملتان کے ازسرنو محاصرہ کرنے کا وقت آجائے۔ اب ان کو اپنی سپاہ کے لیئے مولراج کی دغابازی اور بہادری کا خوف ہی تھوڑا تھا وہ انکو ستاتا تھا اور اسکی سپاہ ان کے لشکر کے حال ومقام کے دریافت کرنے کے لیئے آتی اور لشکرگاہ کے ضعیف مقامات پر حملہ آور دفعتہً ہوتی تھی اور انگریزی رسد کے بند کرنے کے لیئے انکی سپاہ کی ٹکڑیان جاتی تھین اور جرنیل اور اڈورڈس صاحب اور سپاہ کے افسرون کی جانون کے تلف کرنے کے واسطے سازشین جرأت کے ساتھ ہوتی تھین اور ہندوستانی سپاہ سے خفیہ معاملات ہوتے تھے مگر بحیثیت مجموعی مولراج اتنا نقصان پہنچاتا نہ تھا جتنا خود اُٹھاتا تھا۔ اسباب حرب سے لدی ہوئی کشتیان جو ملتان کو جاتی تھین انکو دریاء چناب کے دُخانی جہاز روک لیتے تھے چارسو اونٹ اناج سے بھرے ہوئے اڈورڈس کے پٹھانون کے ہاتھ لگے اور دو لاکھ روپیے جو لاہور سے شیر سنگہ کے پاس جاتے تھے وہ برٹش کیمپ مین اسوقت آئے کہ جرنیل وش بہاولپور والون سے روپیہ اُدھار لینے کو تھے۔ اگرچہ کورٹ لینڈ کے کئی سو سپاہی بھاگ گئے تھے مگر جو باقی تھے وہ پکے دوست تھے۔ اکتوبر کے شروع مین قلعہ سے شیر سنگہ کے مع سپاہ سمیت چلے جانے سے مولراج ضعیف ہوگیا تھا اور اس قلعہ مین ایک دوست کی اس پرانی بے اعتباری کو جو انہون نے دلوائی کچھ بعد مین اسکو اڈورڈس صاحب کے خط نے اور جلاد بیدی ان ہون نے اس خط کے لفافہ پر

سکھ راج لکھا اور اسکے اندر یہہ تحریر کیا کہ مین اپنے دوست شیر سنگھ کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ اسنے مولراج کو دغا دیکر میری اعانت کی ان جاسوسون مین سے ایک جاسوس نے جو دغابازی مین دورنگی کرے یہ خط مولراج کو دیا اس دورنگی سے فائدہ اُٹھانے مین صاحب ممدوح نے دریغ نہین کیا جب مولراج اس دھوکہ مین آگیا اور شیر سنگھ سے بدظن ہوگیا تو اُسنے آگے سفر کیا کہ وہ آگے شمال کی طرف چلکر سپاہ خالصہ کو برانگیختہ کرے اور خالصہ کی ایان کی حمایت اسطرح کرے کہ دہات کو غارت کرے اور مساجد کو مسمار اور مسلمانون کو جو راہ مین ملین انکو قتل یا دق کرے تاجرون اور کاروانون سے سخت محصول لے۔

شیر سنگھ کے چلے جانے کے بعد جسکو انگریزون نے روکا نہین مولراج نے آخر اکتوبر تک یہ کام کئے کہ اپنے قلعہ کے برج وبارہ کو مستحکم کیا اور اپنی فوج مین سپاہیون کو بھرتی کیا اور نئے دوستون کے بہم پہچانے مین سعی کی۔ جب اسکی اپنے قلعہ کی سپاہ کی افزائش ہوئی اور سب طرح اپنے معاملات کی صورت بہتر دیکھی اور انگریزون کے سکون کو انکے ضعف پر محمول کیا تو انگریزی لشکرگاہ کا محاصرہ کرنے مین کوشش کی محاصرین کو محصورین بنانا چاہا اس نے نومبر کے شروع مین شہر سے باہر ایک خشک نہر پر اپنے توپخانے جمائے اور انگریزی کیمپ کے ایک حصہ کو ایسا ستایا کہ اول اُسنے توپون کو خاموش کرنا چاہا پھر یہ قرار پایا کہ سنگینون سے حملہ کرنا چاہیئے۔ ۷۔ نومبر کی صبح کو جو گہنٹہ حملہ کرنے کا ٹھیرا تھا اس سے پہلے ادورڈس صاحب کے آگے کے مورچون پر بڑے زور شور سے دشمن نے حملہ کیا جسکی فوج کی تعداد اس سبب سے اور زیادہ ہوگئی تھی کہ کورٹ لینڈ کے سکھ کی آدھی رجمنٹ دفعتہً انگریزون سے دغابازی کرکے دشمن سے جا ملی تھی۔ اُدورڈس صاحب کی سپاہ سے دشمن کی لڑائی دست بدست ہوئی کورٹ لینڈ نے اپنے سکھون کو اپنی وفاداری کے ثبوت کے لیئے کبھی یہان کبھی وہان بلایا غل شور مچا کے اُنہون نے آگے کا گھیر گھیر لیا اور ان کی مدد کے لیئے بہاولپور والے دیتر آئے انہون نے دشمنون کو اُن کے مورچون تک بہگادیا۔ اسی طرح چارون طرف سے دشمنون کو زعم مین کیا کہ وہ ملتان سے جو چھ توپین لائے تھے انمین سے ایک بھی واپس نہ لیجا سکے۔ دشمن ایسے اوسان باختہ بھاگے کہ کئی سو مردے اور زخمی میدان جنگ مین چھوڑ گئے اس سورج کنڈ کی فتح کے بعد جنرل وش کو پھر دشمن کے کسی حملہ کا خوف ان ہفتون مین نہین رہا

جنکے بعد ملتان کا از سر نو حملہ شروع ہوا - اڈورڈس اور لیک نے تو ستلج وچناب کی راہ کو کھلا رکھا اور خیر خواہ شیخ امام الدین نے ضلع جھنگ کے ہمسایہ سے سرکشون کو باہر نکالا اور ہربرٹ نے پیر نے مٹی بھرے تھیلے اور بہت سی لکڑیون کے گٹھے مورچون کے اونچا کرنے اور کھائیون کے بھرنے اور فصیلون کے مضبوط کرنے اور گڑگجون کے بنانے کے لیئے آیندہ حملہ کے واسطے جمع کیئے باقی سپاہ فرصت سے بیٹھی ہوئی ان واقعات کے تغیرات کو دیکھ رہی تھی اسکو تعجب ہوتا تھا کہ روڑی مین بمبئی کی سپاہ جو ملتان کی کمک کے لیئے روانہ ہوئی کیون اتنی مدت سے رکی ہوئی ہے پشاور کی مجالس باہمی مین مباحثہ کرتی تھی اور اُن اتفاقات کو دیکھتی تھی کہ جنکے سبب سے ہربرٹ صاحب کے ہاتھ نے اٹک کو کتنی مدت تک دشمنون کے ہاتھ مین جانے نہین دیا وہ ان علتون پر غور کرتی تھی جنکے سبب جہلم کی طرف جرنیل گلاب سنگہ نے کرنیل سٹین بیچ کے ساتھ سپاہ کو بھیجا تھا اور جرنیل گوف صاحب کی حرکت کو دیکھ رہی تھی کہ بہاول پور کی لڑائی کے بعد جو راوی کے داہین کنارہ پر ہوئی تھی انہون نے سکون اختیار کیا

باب دوم

سکھون کی دوسری لڑائی

ملتان کے محاصرہ کے التوا نے برٹش گورنمنٹ کو خواب گران سے بیدار کیا اور فیروزپور مین وہ لشکر جرار جمع ہوا جسکی قسمت مین لکھا تھا کہ وہ پنجاب کو دوبارہ فتح کریگا اسکے مختلف دستے الگ الگ ستلج کے پار اُترے ۱۳- نومبر ۱۸۴۸ء کو سپاہ کے ہیڈکوارٹرس لاہور مین آئے اسوقت مشکل سے کہا جاسکتا ہے کہ رزیڈنسی کی دیوارون کے باہر ایک بسوہ پر بھی انگریزون کا رعب داب اثر کچھ تھا - بہت سے باہر کے مقامات پر نامہاد پنجابیون مین انگریزی افسر ہر مشکل کا مقابلہ کرکے فقط اپنی جرأت ہمت وشجاعت سے اپنے تئین سنبھالے ہوئے تھے یہ شجاعت انکی جبلت مین انگریزی قوم ہونے کے سبب سے تھی اسکے سوا ان کے لیئے کچھ اور کام کرنے کے لیئے ہی نہین تھا اب انگریزون کو پنجابی اپنا دوست نہین جانتے تھے انکو ان غاصب فرنگیون کے خارج کرنے کی ایک عام آرزو تھی اور اسکا ایسا شوق دامنگیر تھا کہ گرو گوبند کے چیلے وہ قومی ومذہبی عداوتین بھول گئے جو اپنے

ہمسایہ کے افغانون کے ساتھ رکھتے تھے ان سے امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے ستلج کے بائین کنارہ پر ۱۲۔ نومبر کو لارڈ گوف سپاہ سے آنکر ملے وہ ایک بڑے کاردان اور آزمودہ کار سپہ سالار تھے وہ چند سال کے اندر دنیا کے مختلف حصون مین اس قدر زیادہ لڑائیان لڑی تھے کہ کوئی زندہ لڑنے والا ایسا نہ تھا جو ان کی برابر لڑائیان لڑا ہو وہ دوراندیش اور فوجی سائنس دان نہ تھے مگر ہمیشہ خوش نصیب ایسے رہے کہ انکے یہ عیب ڈھکے رہے اب انکو وہ جنگہاے عظیم لڑنی پڑین جنکی برابر وہ پہلے لڑائیان نہین لڑے تھے شاید انکو اس ملک کا علم بہی کم تھا اور انکو ان لڑائیون کے عوارض ضروریہ کا علم بہی تھوڑا تھا مگر سب آدمیون کو انپر بھروسہ و اعتبار تھا ہندوستان بہن جنگی غلطیون کے ایک سلسلہ سے فتوح حاصل ہوئی تھین کہ اگر ان مین جنگی سائنس کی نمود و شیخی کام مین لائی جاتی تو وہ فتوح ہی نہین حاصل ہوتین لارڈ گوف صاحب سپاہی تھے جو سپاہی ان کے ماتحت لڑائی لڑتے وہ اسکے سفید بالون کی عزت و تعظیم کرتے اور انکی مردانہ وضع اور آزادانہ طبع کو عزیز رکہتے انکی تیز مزاجی سے محبت کرتے جس کے سبب سے انکا لشکر آفات و مشکلات مین پھنس جاتا اور وہ فتوح کو بڑی گران بہا قیمت پر خریدتے۔

کمانڈرانچیف کی آمد لڑائی کے شروع ہونے کی نشانی تہی ان کی ذات خاص کے ماتحت ۸ہزار سے زیادہ سپاہ تہی اور نومبر سوکے قریب تھین انہون نے دیکھا کہ چناب کے داہین کنارہ پر شیر سنگھ مقیم ہے اس پاس پندرہ ہزار سپاہ ہے اور بڑا زبردست توپخانہ ہے۔ لارڈ گوف کی طبیعت عجلت پسند تھی کیمپ مین ایک دن آنے کے بعد رام نگر مین معرکہ جنگ برپا کیا اور فتح حاصل کی مگر یہہ پہلی فتح ان فتوح مین سے تھی جنہون نے اس تمام فوج کشی کو ملال انگیز بنایا تھا دشمن نے دریا کے دوسری طرف اپنا توپخانہ چھپا کر لگا رکھا تھا اور بڑی دانائی سے یہ تدبیر کی کہ انگریزی سپاہ کو اسکی زد مین لایا چناب کے وار انگریزی لشکر کی سمت مین دشمن کی کچھ فوج تھی کمانڈرانچیف نے اس طرح لڑائی شروع کی کہ سپاہ کو دریا چناب کے دوسری طرف بھگا دے اسکے نکالنے مین انگریزی لشکر کے سوار اور توپخانہ دشمن کی مخفی توپون کی زد مین آگیا اور دشمن کا داؤن چل گیا جو سپاہ آگے بڑھی اُسپر غنیم کی اٹھائیس توپون کے گولون کی مار

پڑنی شروع ہوئی سوارون کو حکم تھا کہ جب موقع ہاتھ آئے تو وہ آگے بڑھکر دشمنون پر حملہ آور
ہون انکا ایک موقع ملا وہ دشمن کے بڑے گروہ پر حملہ آور ہوئے تو سکھون کے توپخانون نے انپر
برابر آگ برسائی بہت سے سوار توپون کے گولون سے بہت سے سکھون کے شمشیرزن
سپاہیون کی تلوارون سے قتل ہوئے اور بہت سے توڑے دار بندوقچیون کی گولیون کی آگ سے
ٹھنڈے ہوئے دشمن ایسی زمین پر مقیم تھے جسکے سبب سے انگریزی سپاہ کو دردناک صدمہ پہنچا تھا
اور اسکے سبب سے بہادر اور بعض اچھے سپاہی تلف ہوئے وو ۲ بڑے نامور دلاور افسر
کرنیل لفٹنٹ ولیم ہیولڈک اور جرنیل کیورٹن میدان جنگ مین کام آئے اس فتح
مین انگریزون کو کچھ فائدہ نہین حاصل ہوا تھکی ہوئی افسردہ خاطر شکستہ دل سپاہ
اپنے کیمپ مین اپنے نقصان پر افسوس کرتی ہوئی آئی وہ یہہ پوچھتی تھی کہ اس فتح سے ہمارا
مطلب کیا نکلا ہے۔

دشمن چناب کے بائین کنارہ سے نکالا گیا اب یہہ ارادہ ہوا کہ اسکے داہین طرف حملہ کیا جائے
۲۔ دسمبر کو میجر جنرل سر جوزف تھیک ویل آٹھ ہزار سپاہ لیکر چناب کے پار وزیرآباد مین گئے
پیچھے اور سپاہ مین آن کے ساتھ ہلتی گئین بہت سی بے نتیجہ چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوئین
۲۸۔ دسمبر کو لارڈ گوف اپنی سپاہ کے ساتھ چناب کے پار گئے اور چناب کے داہین کنارہ پر
مقیم ہوکر رام نگر کے جزیرہ اور توپخانہ پر اپنی توپون کی باڑین مارنی شروع کین۔ بریگیڈیر گوڈبای نے
دریا سے عبور کرکے جنرل تھیک ویل سے اپنی آمدورفت جاری کی جنرل گلبرٹ سوارون کا بریگیڈ
لیکر دریا کے پار اترے۔ ان لشکرون کی حرکت سے شیرسنگہ نے رام نگر مین اپنے مورچون کو چھوڑا
اور بہت سا لشکر لیکر اسنے شادلالپور مین جنرل تھیک ویل کے لشکر پر حملہ کیا جنرل تھیک ویل کو
دشمن کے حالات سے بہت کم خبرین دی گئی تھین اور انکو ہدایتین ایسی ایسی کی گئی تھین جنکی
پابندی کے سبب سے وہ بے اختیار تھے جنگ مین ان کے ۲۱ آدمی مقتول اور ۵۱ آدمی مجروح
ہوئے اور انسے زیادہ آدمی دشمنون کے مارے گئے کوئی اس سے بڑا مقصد حاصل نہین ہوا
بلکہ اچھے موقعے ہاتھ سے نکل گئے۔ کمانڈرانچیف نے بڑی طمطراق سے کہا کہ سپاہیون کا وسیع
اجتماع جو اس ضرورت کے سبب سے ہوا تھا کہ دریا چناب سے پار جاکر سرکش راجہ شیرسنگہ اور مہاراجہ کو

جو انگریزون سے بے باکانہ کارزار کرتے ہین شکست دیکر پراگندہ کردے سو خدا قادر مطلق نے اپنی خوشی سے کامیاب نتیجہ اسکے ہتہیارون کو عنایت کیا یہہ اہم واقعات دہشتناک نتائج عظیمہ رکہتے ہین مگر نتائج تو صرف یہہ تھے کہ چناب کے کنارہ سے جہلم کے کنارہ پر میدان جنگ بدل گیا اگر جنرل تھیسک ویل با اختیار ہوتے تو وہ جنگ کے کرتبون کو کام مین لاکر دشمن کا تعاقب کرنے اور اسکو اپنی توپون سمیت سلامت جانے نہ دیتے ۔

سر ہنری لارنس کا ولایت سے آنا

اسوقت ہنری لارنس صاحب ولایت سے پنجاب مین آگئے انہون نے ایک برس کی رخصت بیماری لی تھی اور دوسرے برس رخصت لینے کی اجازت تھی مگر انکو ملتان کے ہنگامہ کی خبر پہنچی تو اُن کے دل مین اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کا وہ ولولہ ہوا کہ اپنی صحت کو بھول گئے اور جسم ناتوان اور دل توانا کو لیکر لنڈن سے اکتوبر مین روانہ ہوئے اور دسمبر کے شروع مین بمبئی مین آئے اور بڑے دن سے دو دن پہلے ملتان مین پہنچ گئے لوگ کہتے ہین کہ اگر وہ پنجاب سے نہ جاتے اور لاہور مین ہوتے تو ۱۸۴۸ء مین مولراج کی سرکشی سے تمام ملک مین بغاوت کا ہلڑ نہ مچتا ۔ مگر اُن کی صحت ایسی بگڑ گئی تھی کہ اگر ولایت نہ جاتے تو مر جاتے ۔ اب انہون نے اپنی جان جانے کا خطر کچھہ نہین کیا اور پنجاب مین اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے چلے آئے ۔ پنجابی لارنس صاحب کے اقبال کے قائل تہے کہتے تھے کہ جب تک وہ پنجاب مین رہے کوئی دنگہ فساد انکے اقبال سے نہین ہوا اُن کے جاتے ہی سارے ملک مین بغاوت پہیل گئی اب پھر ان کے آنے سے ان کے اقبال سے امن آمان ہو جائیگا یہ افواہ تہی کہ مولراج کا ارادہ ہے کہ جب سر ہنری لارنس آجائینگے تو مین اپنے تئین ان کے حوالہ کردونگا مجھے امید ہے کہ وہ میرے ساتھ ایسی شفقت آمیز باتین کرینگے کہ کوئی اور انگریز نہین کریگا لیکن گورنر جنرل نے ۱۲ ۔ دسمبر کو ایک خط ہنری لارنس کو لکھہ بہیجا تہا کہ مین تم کو اطلاع دیتا ہون کہ مولراج خواہ کچھہ ہی شرائط پیش کرے مین سوا اس شرط کے کہ وہ بغیر کسی شرط کے اپنے تئین حوالہ کرے نہین سنونگا بس خط نے پہلے ہی سے اس معاملہ کا فیصلہ کردیا تھا ۔

جنرل وش صاحب سورج کنڈ مین تین مہینے تک خالی بیٹھے رہے بمبئی کی سپاہ کا انتظار کرتے رہے جب وہ ۲۱ ۔ دسمبر کو ان پاس پہنچ گئی تو سترہ ہزار انگریزی سپاہ اور چونسٹھ توپین

ان پاس ہو گئین انہون نے ۲۷ دسمبر کو محاصرہ شروع کیا اور اسکے اہتمام مین ایک گھنٹہ ضائع نہین کیا
اول نواح شہر کو دشمنون سے خالی کرانا شروع کیا مولراج کے باپ ساون مل کے مقبرہ کو اور نیلی
مسجد کو جس مین عورتین اور گرد بھرے ہوئے تھے اور مولراج کے خاص عام باغ کو لے لیا یہہ سب مستحکم
مقامات بغیر لڑائی ہاتھ آئے۔ دوپہر بعد چار بجے کل حوالی شہر ماری سیتل سے نہر تک انگریزون
کے قبضہ مین آگیا اور انکی سپاہ کا بہت تھوڑا نقصان ہوا۔

اس فتحیابی کی کم امید تھی اس سے جنرل کی ہمت بڑھی اسنے قلعہ کے تسخیر کرنے سے پہلے شہر کی
فتح کا ارادہ کیا۔ توپین چھہ سو گز سے ایک سو گز کے فاصلہ تک لگائی گئین۔ دوسرے روز دن رات
قلعہ اور شہر پر گولون کا مینہہ برسایا گیا۔ مولراج نے ان کا جواب دیا انگریزی لشکر پر اسکا اثر کم ہوا
۲۹ کو مورٹر توپون نے شہر پر وہ گولون کی بوچھاڑ ماری کہ جنکا مقابلہ نہ پتھرون سے نہ گوشت
وخون سے دیر تک ہو سکتا تھا۔ شاید کوئی گولہ اپنے نشانہ سے خطا کرتا ہوگا ایک مکان سے دوسرا
مکان جلتا چلا جاتا تھا۔ بہادر محصورین اپنی توپون سے ضعیف سا جواب دیتے۔ انکی دو ہزار
منتخب سپاہ نے باہر نکل کر سیدی رتی لال کی بیدہ پر جہان پول صاحب جہازی افسر تھے حملہ
کیا۔ اڈورڈس کے پٹھانون نے انکو ہٹا دیا اسوقت ہنری لارنس اپنے شاگرد رشید اڈورڈس
کی بہادری اور کار ہا نمایان دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔

دوسرے دن نئے توپخانون سے اسی گز کے فاصلہ سے شہر پر گولہ زنی ہوئی محصورین کے لیئے
یہہ دن مہلک تھا۔ قلعہ شکن توپین چار گھنٹے تک برابر گولون کی قے کرتی رہین جن سے دشمن
ہلاک ہوتے رہے۔ دشمن بھی گولہ کے جواب مین گولہ مارتے تھے دفعتہً دوپہر کو گرد و خاک
مین دھوان اٹھا اور ایسی آواز مہیب ہوئی کہ سب چھوٹی آوازین اس مین دب گئین۔
لفٹنٹ نیوال نے مورٹر لگا کے ایک گولہ تاک کر ایسا مارا کہ جامع مسجد کا ایک برج اڑا جسکے
نیچے مولراج کا میگزین رکھا تھا اسکے اڑنے نے بہ تدریج دھوان نکلتے ہوئے شکستہ عمارات
کو ہوا مین اڑا دیا کئی سو گز کی بلندی پر بڑے بادل کی طرح دھوان پھیلا اور دشمن کے کیمپ پر
چند سکنڈ تک چھایا رہا اور پھر اس کے بھاری ٹکڑے زمین پر گرنے شروع ہوئے اور انگریزی
لشکر مین فتح کا غل آسمان پر پہنچا اس میگزین کے اڑنے سے چار لاکھ پونڈ باروت اڑی

پانچ سو آدمی مرے اور ایک قدیمی عمدہ عمارت تباہ خاک سیاہ ہوئی - زمین کئی میل تک لرز گئی اور گرد مین جو استحکام کیا تھا اسکو جھر جھرا کیا - اسکے بعد پھر توپون کی لڑائی شروع ہوئی - دشمنون کی توپین ایسی کڑکین گرجین کہ گویا کچھ ہوا ہی نہ تھا -

دوسرے دن وہی بات رہی جو ایک جانب کو مضبوطی کے ساتھہ مایوس کرتی تھی اور دوسری جانب کو پہلے سے نوید فتح سناتی تھی دن کو دوپہر کے قریب شہر کے گودام مین آگ لگی اور اس کے ہزارون من تیل سے اور اناج سے اور جلنے کے قابل چیزون سے شعلے اُٹھے جنہون نے انگریزی توپچیون کو نشانہ مارنے کی جگہہ بتلائی ۱۸۴۹ع کے نوروز کو یہہ آگ روشن تھی سارے دن انگریزی سپاہ نے گولہ زنی کی اور خونی بُرج مین دڑاڑ ڈال دی - مگر قلعہ کا استحکام ان دڑاڑون سے گولون کی آتش باری پر خندہ دندان نما کرتا تھا - دہلی دروازہ کی طرف کی فصیل ڈہا دی - جان بینٹ نے انگریزی جھنڈا ایک بلندی پر قائم کیا مگر دشمنون نے دھجیان اڑادین پھر کپتان لیتھ نے یہہ کام کیا تو دشمن شہر کی تنگ گلیون مین بھاگے مولراج نے قلعہ کے دروازے بند کر دیئے کہ شہر کے مفرور اسکے اندر نہ داخل ہون - ۲ جنوری ۱۸۴۹ع کو انگریزون کا شہر پر قبضہ ہو گیا -

اسوقت اس شہر کا حال ایسا تھا جسکے دیکھنے سے ڈر لگتا تھا - بڑے بڑے مکانات ان گولون سے اپنا منھہ کالا کیئے ہوئے تھے جو ایک سو بیس گھنٹے تک موسلادھار مینھہ کی طرح انپر برستے رہے کوچے گلیون مین جا بجا مُردے پڑے تھے زندہ آدمی بھی سنگینون سے مقابلہ کرنے کو موجود تھے جو آدمی زندہ رہے اُن مین سے چند آدمیون نے سپاہ کی اس بے دریغ لوٹ کو دیکھا ہوگا جسکو جنرل نے مِتین اندیشی کرکے منع کردیا تھا - مولراج قلعہ مین محصور تھا تین ہزار چیدہ سپاہ اس پاس تھی - ۴ جنوری کو قلعہ کا چارون طرف سے گھیرا کیا بہت دنون تک مولراج اور اسکے بہادر ملازمین نے قلعہ کی محافظت ان توپون کی مار سے کی جو بار بار توپچیون کو توپون سے ہٹاتے تھے تقریباً سب مکان بے سقف ہو گیے مولراج کے لیئے بھی سوا اسکے دروازہ کے کوئی بچنے کی جگہہ نہین رہی اس دروازہ کی چھت مین بمب کا گولا اندر نہین جاتا تھا مولراج نے دو دفعہ سے زیادہ جنرل سے سوال جواب کیئے مگر جنرل نے یہی جواب دیا کہ بغیر کسی شرط کے اپنے تئین حوالہ کرو - قلعہ بڑا مستحکم تھا قلعہ نشینون کی ہمت کو مایوسی بڑھا رہی تھی - قلعہ شکن توپین قلعہ کے نزدیک زیادہ ہوتی جاتی تھین مگر ان کے گولے جو قلعہ پر مارے

جاتے تھے وہ اسکی اینٹ مٹی کی دیوار مین پھنس رہ جاتے تھے پار نہ جاتے تھے دشمنون کے توپچی اپنے
خوفناک کام سے انگریزی سپاہ کو تنگ کئے جاتے تھے محصورین کو اس توپخانہ نے بہت ستایا
جس مین ہندوستان کی بحری سپاہ کے توپچی تھے - ان بہادر ملاحون پر جو دشمنون کو بھنبوڑ اور
بھون رہے تھے دشمنون نے وہ گولون کی بوچھاڑ ماری کہ توپخانہ کا مورچہ چوبی جو کچی کھالون سے
ڈھکا ہوا تھا جلکر خاک ہوگیا بڑی شکل سے اس مورچہ سے باروت اور توپون کو نکالا اس زمانہ
مین محاصرین نے سرنگین لگانی شروع کین مگر گولہ زنی ایسی جاری رہی کہ دشمن کو سرنگون کی کارگری کا
انتظار نہین کرنا پڑا - ۱۷ و ۱۹ - جنوری کو قلعہ کی فصیل مین دراڑین پڑ گئین جنپر اہل قلعہ نے اپنے
کتے اور گھوڑے آسانی سے دوڑائے - اب محصورین کا قافیہ ایسا تنگ تھا کہ انکو سوا اسکے
کوئی چارہ نہ تھا کہ کیا سرت ناک دشمن کو اپنے تئین حوالہ کرین یا موت و زندگی کے لیئے ایک دفعہ
اسپر حملہ کرین ۱۹ - کو مولراج سے اُنہون نے یہہ بات بیان کی اسپر وہ آمادہ ہوگیا تھا مگر اس نے
انسے اجازت چاہی کہ تیسری دفعہ پھر ایلچی انگلش کیمپ مین بھیجے - ۲۱ - کو ایلچی آیا اور اسنے درخواست
کی کہ مولراج کی جان بخشی کی جائے اور اسکی عورتون کا احترام کیا جائے جسکا جواب جنرل
وش نے یہہ دیا کہ مولراج کی جان بخشی میرے اختیار مین نہین مگر عورتون کی عزت کی جائیگی
برٹش گورنمنٹ مردون سے لڑتی ہے عورتون سے نہین - مولراج اپنے تئین حوالہ کرنے کے لیئے
۲۲ - کی صبح کو بلایا گیا کہ وہ آنکر لڑائی کی قسمت کا فیصلہ کرے وہ نو بجے ریشمی لباس پہنے ہوئے
اور ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑے پر سوار آیا اور اسنے اپنے تئین جنرل صاحب کے حوالہ کیا اور
اسکی تمام سپاہ نے اپنے سارے ہتھیار انگریزی افسرون کے سپرد کر دیئے -
کہتے ہین کہ ملتان کا جو چوبیس روز تک محاصرہ رہا اس مین ۶۷ توپون نے مختلف قسم کے گولے ۴۱ ہزار
پانسو ۹۶ مارے - محاصرین کے آدمی ۲۱۰ مقتول اور ۹۸۲ مجروح ہوئے جنمین ۵۵ افسر تھے مضبوط فصیلون مین جو
انگریزون کی آتش فشانی نے رخنے ڈالے تھے وہ تعجب خیز تھے - لوٹ وہان بہت تھی مگر اُسکی ٹوکی سپاہ کو ممانعت تھی جسکی سبب سے
اس کے دل مین لوٹ کا ارمان ہی رہا کہ وہ ملتان مین ہاتھ نہ آئی - زمین کے اندر گڑھے ہوئے تھے مسجدون
صحنون مین اور محلون مین بہت سی چیزون کے ڈھیر لگے ہوئے تھے انمین ریشمی کپڑے اور شال
روپیہ تلوارین جنکے قبضے چاندی کے تھے زرین تلوارین جواہر نگار - اناج - تیل - افیون - نمک

گنا کہ یہ سب چیزین مولراج اور ان کے باپ کی جمع کی ہوئی موجود تھیں علاوہ ان کے ایک سلاح خانہ پورا کامل تھا جس مین سب طرح کے ہتھیار تھے اور بہت سا اور سازوسامان حرب تھا مگر جنرل وِش کی سپاہ ان سب چیزون کی لوٹ سے محروم رہی لاہور کے دربار کی باقیات مین وہ دی گئیں شہر پر جو تاوان جنگ کی بابت دو لاکھ روپیہ جرمانہ کیا گیا تھا وہ سپاہ کے حصہ مین آیا۔

۲۶۔ جنوری کو ایک بڑا المناک واقعہ یہہ تھا کہ اگنیو اور اندرسن کی لاشین قبر سے نکال کر بسا ہیانہ عزوشان کے ساتھ وہان دفن کی گئیں، جہان فصیلون مین شگاف ڈالکر انگریزی سپاہ داخل ہوئی تھی اور مولراج مقید ہوکر لاہور بھیجا گیا۔

چیلیان والا کی لڑائی

ہم نے شاہ دولا پور کی لڑائی کا حال لکھا ہے جو جنرل تھیکویل اور شیر سنگھ کے درمیان ہوئی تھی جسکا نتیجہ یہ تہا کہ چناب کے کنارہ سے میدان جنگ جہلم کے کنارہ پر اس طرح بدل گیا کہ شیر سنگھ بغیر کسی سزا یابی کے چناب سے موضع رسول میں چلا گیا۔ یہ مقام عجب استحکام رکھتا ہے وہ جہلم کے کنارہ پر ہے۔ لارڈ گوف نے یہ سنکر کہ شیر سنگھ سے چتر سنگھ ملنے آتا ہے چتر سنگھ سے لڑنے کا ارادہ اس سے پہلے کیا کہ وہ شیر سنگھ سے ملے شیر سنگھ کی سپاہ مین مختلف درجون کے سو سردار تھے اور چالیس ہزار سپاہ تھی جس نے قواعد یورپین افسرون سے سیکھی تھی۔ جنرل تھیک ویل سے شیر سنگھ جسطرح بچ کر جہلم کے قریب جا پہنچا اور وہان ایک مقام اس نے اختیار کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مین جرنیل ہونے کی لیاقت تھی اس مقام کے باہین طرف ایک بہت نیچی پہاڑی اور دریا جہلم کی بڑی دھارتھین اور اسی دریا کے کرارے تھے اور اس کی بائین سمت بہت سے دیہات اندر تھے جو بڑے گھنے جنگل سے گھرے ہوئے تھے گویا وہ سپاہ کے قدرتی مورچے اور دمدمے چیلیان والا ہیں پہاڑی سے جنوب مین تین میل کے اندر تھے۔ دشمن کی سپاہ کے مزاجون سے ناآشنائی تھی اور اسقدر وقت نہین ملا کہ دشمن کے مقام کی آگاہی حاصل کی جاتی کمانڈر انچیف نے ایک اونچے ٹیلہ پر سے دشمنون کے بکٹ کو نکال دیا اور اسپر چڑھ کر دشمن کی سپاہ اور اُسکی توپون کی خوب سیر کی کہ بڑی شان وشکوہ سے وہ مقیم ہے اور جنگل مین توپخانے چھپے ہوئے لگے ہوئے ہین۔

جب شہر ملتان فتح ہو گیا تو سر ہنری لارنس خوشی خوشی فیروزپور مین لارڈ ڈلہوزی کو یہ مژدہ سنانے گئے

اور ان سے صلاح مشورہ کرکے اور لارڈ صاحب کے تمام خیالات پر خوب آگاہی حاصل کرکے لاہور مین جلد آئے اور زیڈنٹ کو تمام باتین بتلا کے شام کو چلکر ۱۰ جنوری ۱۸۴۹ء کو کمانڈر انچیف کے خیمہ گاہ مین آئے - اسوقت وہ کسی خاص عہدہ پر اس لیئے نہین سمجھے جاتے تھے کہ ان کے قائم مقام کری صاحب کے رزیڈنٹی کے عہدہ کی میعاد آئیندہ مہینے مین ختم ہونے والی تھی مگر وہ ہر عہدہ کے ملنے پر راضی تھے جو لارڈ گوف ان کو دیدین وہ ان کے اونر یری ایڈی کیمپ یا سپاہ جو اُن کے آگے تھی ، ماتحت عہدہ دار بہی سمجھے جاتے - ہنری لارنس جب کیمپ مین آگئے ہین تو تین دن بعد چلیان والا کی لڑائی ہوئی اب ایسا وقت آگیا تھا کہ اگر کوئی بہت تند و تیز مزاج افسر بہ نسبت لارڈ گوف کے ہوتا تو وہ بھی سکھون کی سپاہ سے ایک عام لڑائی لڑنی واجب جانتا یہ سچ ہے کہ قلعہ ملتان کے فتح ہونے کے بعد وش صاحب کی فوج کا بڑا حصہ فارغ ہو جاتا اور وہ جہلم کے کنارہ پر آنکر انگریزی سپاہ کی بڑی قوت بڑھا دیتا لیکن سکھ سردار اس سبب سے جلد لڑائی کرنی چاہتے تھے اور انگریزی سپاہ کو ملتان کی سپاہ کے انتظار کی تکلیف دینی نہین چاہتے تھے گوف صاحب کے پاس ایک لشکر جرار ایسا تھا کہ ہر کارزار کے لیئے کافی تھا وہ جنگ کے لئے بیتاب تھا - ایک مہینے سے زیادہ دنون سے وہ خواب راحت مین سوتا تھا اور تمام ہندوستان التوا ر جنگ سے مضطرب تھا اس لیئے گوف صاحب نے لڑائی کی تیاری کی جس ملک مین اور جس زمین مین سکھون کی سپاہ مقیم تھی اسکا حال تحقیق کیا اُس نے فن جنگ کے صحیح اصول کے موافق حملہ کا نقشہ بنایا اور خوب اچھی طرح جرنیلون کو ہدایتین کر دین کہ تم فلان فلان مقام پر اپنے حصہ کا کام کرنا ۱۳ جنوری کی دوپہر کو سب سامان جنگ تیار ہو گیا تھا اور یہہ ارادہ تھا کہ کل صبح کو بہت سویرے لڑائی شروع ہو لیکن سکھون کے سردار یہہ نہین چاہتے تھے کہ انگریزی جنرل کو صبح سے شام تک فرصت دین کہ جس مین زمانہ حال کے اصول جنگ کے موافق رزم آرا ہو اس لیئے انہون نے جب دن بہت جا چکا تھا یہہ مصمم ارادہ کیا کہ اگر ممکن ہو تو اسی وقت لڑائی شروع کر دینی چاہیئے وہ اپنے سپاہیون کو خوب جانتے تھے انہون نے چند توپین آگے بھیجین اور انگریزی کیمپ کی طرف چند گولے پھینکے - ان کا داؤن چل گیا - گوف صاحب کی تیز طبعی کب اجازت دیتی کہ ان کے

لشکر مین دشمنون کے گولے آئین اور وہ ان سے لڑنے مین ذرا بھی تامل کرین انہون نے اپنی بھاری توپین آگے چیلیان والا کے سامنے بھیجین اور انہون نے دشمن پر جو دکھائی نہین دیتا تھا گولے چلا۔ دو طرفین کے توپخانون نے سارے جنگل مین ایک ہولناک غل غپاڑہ مچا دیا ایک گھنٹے تک یا اس سے کچھ زیادہ تک ہلکی بھاری توپین بڑا غل مچاتی رہین - انگریزی توپچیون کو یہ ہدایت تھی جہان سے دہوئین اور شعلے اُٹھتے ہوئے دیکھین وہان نشانہ بنا کے گولے لگائین -
اب جاڑے کے دن کے دو پہر کے بعد تین بجے تھے اسوقت لارڈ گوف کے واسطے مفصلہ ذیل تین باتین تھین جنمین سے اُنہون نے بمقتضاء اپنی آتش مزاجی و دلاوری کے ایک بات کو پسند کیا مگر اسکا پسند کرنا حالات کا مقتضاء نہ تھا اول یہہ کہ سپاہ کو دشمن کے سامنے سے ہٹا لینا یہہ تو نہ لارڈ گوف کی نہ اور کسی افسر کی عزت کا مقتضاء تھا دوم سپاہ کا وہان قائم رکھنا جہان وہ تھی اس حالت مین رات کے حملہ کی بہت سی جوکھون مین پڑنا تھا اس مقام کا حال معلوم نہ تھا اس لیئے صرف یہ تیسری صورت اختیار کرنی پڑی کہ ایک گھنٹے تک لڑائی لڑی جا سکے برٹش برگیڈون نے دشمن کے قلب لشکر پر بڑی تیز آتش فشانی کی جہان اسکی توپین بہت سی لگی ہوئی تھین لیکن دشمن نے بھی جواب مین اپنی توپون کے گولے اور بندوقون کی گولیان ایسی تیزی سے چلائین کہ اسنے انگریزی لشکر کو بہت نقصان پہنچایا ۲۹ ۲ سپاہی اور ۲۹ افسر بالکل ہلاک یا کام کے ناقابل ہو گئے برگیڈیر جنرل کیمبل (جو پیچھے لارڈ کلائیڈ ہوئے) اور سر والٹر گلبرٹ اور برگیڈیر ہوگن اور برگیڈیر پینی کوک مین سے ہر ایک نے دشمنون پر سخت حملے کیے اور وقت پر میدانی توپخانہ آن پہنچے کہ دشمن نے جو چھ توپین چھین لی تھین ان مین سے دو واپس لے لین پہر لڑائی بڑی گھمسان جب تک رہی کہ رات ہو گئی پھر طرفین سے فیر ہونے موقوف ہوئے گوف صاحب گھوڑے پر سوار وہان گئے جہان ان کی درماندہ خستہ حال سپاہ مقیم تھی مگر وہ فتحمند تھی سکھون کو اخیر مین شکست ہوئی تھی - ان کا میسرہ جہلم کی طرف واپس چلا گیا فتحمندون کو انکی چالیس توپون کے قریب ہاتھ لگی تھین اگر سپاہ بھوکی پیاسی تھکی ہوئی نہ ہوتی تو بہی رات کو دشمن کا تعاقب کرنا مصلحت و مناسب نہین ہوتا اب یہہ بات باقی تھی کہ چیلیان والا سے پرے جو زمین ایک میل پر ہاتھ لگی تھی اُسپر قبضہ رکھا جائے - جنرل کیمبل نے لارڈ گوف کو یہہ صلاح

دی کہ سپاہ پیاسی ہے جسکو چیلیان والا مین پانی ملیگا اس لیئے وہ واپس چلے تو اس کا جواب پیر کہن سال نے یہہ دیا کہ پانی کی خاطر کیا مین رجمنٹون کو قتل ہونے دونگا ؟ ہرگز نہین ہنری لارنس بھی ان کے ساتھ متفق الراے تھے مگر آخر کو کیمبل کی صلاح ماننی پڑی اور لشکر الٹا بڑی تاریکی مین چیلیان والا کے ہمسایہ مین آیا اس رات کو چند ہی ایسی رجمنٹین ہونگین جنکو پیٹ بھر کے کھانا ملا ہو مہاوٹ کی بارش بھی شروع ہوگئی تھی اسکی تکلیف سے تھوڑے ہی آدمی بچے ہونگے - جنگی اسپتالون مین بہت سے زخمیون کو چند گھنٹون کے بعد پانی ملا اور سرجن اور مددگار جتنے کہ زخمیون کے لیئ درکار تھے وہ موجود نہ تھے مگر میدان جنگ مین زخمی پڑے تھے جنکی تکالیف کو اسپتال کم نہین کرسکتی سکھون کی سپاہ کی ٹکڑیان اندھیری رات مین چھپکر ان توپون کو لے گئے جو انگریزون نے لی تھین اور جس آدمی کو انہون نے زندہ پایا مار ڈالا چند زخمی جنمین ایسی طاقت تھی کہ وہ جنگل مین جاکر چھپے دشمنون کے نظر سے بچے رہے اور زندہ باقی رہے -

یہ رات بڑی مصیبت سے کٹی اور اس مین بڑی خرابی اور پریشانی رہی اگرچہ لشکر کی تعداد کم ہوگئی تھی اور سب بھوکا تھا اور مینھ اسپر برابر برس رہا تھا مگر جب دن ہوا تو پہلے دن کی فتح کی جو اسکو سختی سے حاصل ہوئی تھی پیروی کرنے کے لیئے جنگ کے واسطے تیار ہوا - وائٹ کے سوارون کو اب معلوم ہوا کہ شب گذشتہ مین اسپر کیا بلا آئی تھی لارڈ گوف نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اسکے سامنے تین چار میل تک سکھون کی سپاہ کے خیمے ڈیرے پڑے ہین توپخانے سپاہ کے آگے بڑھائے ایک کیمپ بنایا اور خیمے منگا کے لگائے گئے تو بہت سے تھکے ہوئے سپاہی ان کے اندر آرام سے کچھ گھنٹے سوتے اور باقی سپاہی زخمیون کی تلاش مین گئے اونکو لائے اور مردون کو دفن کیا چیلین وٹنگ کو دو یا تین دن تک بہت کام کرنا پڑا ایک خیمہ مین تیرہ افسرون کو جو ۲۴ پیادہ پلٹن کے تھے دفن کرنا پڑا یہ سب افسر ایک قبر مین دفن ہوئے میجر کرسٹی اپنے سپاہیون کے ساتھ ایک قبر مین سوئے بڑی خندق مین ۲ سو گورون کی قریب دفن ہوئے - اگر چیلیان والا کی لڑائی کو فتح کہین تو وہ اسقدر نقصان اٹھانے کے بعد شکست سے کم نہ تھی - تین گھنٹہ کے اندر ۹۳ افسر انگریز اور ہندوستانی ۳۵ سارجنٹ یا حولدار اور ۱۱۵ گورے مردہ ہوئے - ایک سو سپاہی اور چار سارجنٹ گم تھے جنمین سے چند ہی زندہ پھر آئے زخمیون کی فہرست مین ۹۴ افسر ایک وارنٹ افسر لو ۹ سے سارجنٹ یا حولدار

۲۶۶ سپاہی تھے یہ نقصان ستلج کی لڑائیون سے زیادہ تھا علاوہ اسکے چار توپین اور کئی کلر دشمنون
ہاتھون مین گئے۔ انگریزی سپاہ نے جتنی توپین لی تھین ان مین سے بارہ تو لشکرگاہ مین آئین
اور باقی توپین پھر انگریزی لشکر پر ایک لڑائی مین چلین جس مین اسکو بڑی فتحیابی ہوئی۔ شیر سنگھ
کی شکست کھانے مین کوئی معقول شبہہ نہین ہوسکتا باوجود خطاؤن و غلطیون کے انگریزی سپاہ نے
میدان جنگ سے شیر سنگھ کو ہٹایا اور اسکا نقصان اپنے نقصان سے دوچند کیا مگر نتیجہ جنگ ایسا
مشتبہ تھا کہ ادھر کمانڈر انچیف اپنی فتح سمجھے اور تمام احاطون کی چھاؤنیون مین اسکی خوشی مین توپون کی
سلک ہوئی اور شیر سنگھ اسکو اپنی فتح سمجھا رسول کی بلندیون پر اسنے اپنی فتح کی توپین چھوڑین۔
نومبر مین لارڈ گوف ایک بڑا لشکر جرار شاندار اپنے زیر حکم لیکر جسکی تمام شعبی باساز و سامان
تھی اس کے ساتھ سوار و باربرداریون کے جانور و میگزین و توپین کافی تھین۔ غرض ایسی
سپاہ تھی جو ہر جگہہ جاکر جو کام وہ چاہتی کرسکتی تھی لیکن وہ اول لڑائی ۲۲- نومبر کو رام نگر مین لڑی
جسکا خاتمہ نقصان پر ہوا اور سب سے زیادہ بھاری نقصان یہہ تھا کہ کیورٹن اور ہیولاک کی جانین
گئین دوسری لڑائی ۳- دسمبر کو شادلاپور مین ہوئی جس مین گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے
بڑی دلیری سے فتح کا دعوے کیا مگر اس نے غنیم کو یہہ ترغیب دی کہ وہ چناب کے کنارہ سے
اپنی دانائی اور ہوشیاری کے سبب سے جہلم کے کنارہ پر چلا گیا اور پہلے اچھے مقام سے دوسرے
بہتر مقام مین مقیم ہوا چیلیان والا مین تیرہوین جنوری ۱۸۴۹ع کو لڑائی بیڈھنگے طور پر ہوئی اگرچہ
سپاہ کے بڑے حصہ نے اپنی دلدوری و بہادری دکھاکر فتح حاصل کی مگر وہ شکست سے بدتر تھی
پیادون کا بریگیڈ جو اسطرح حملہ کرنے کے لیئے دوڑا جیسا کہ کتا شکار پر دوڑتا ہے مگر وہ دشمنون کی
توپون کے نیچے تھکا ہوا ہانپتا آیا اور بہت نقصان اُٹھاکر واپس گیا سوارون کا بریگیڈ جو آگے
بڑھا تو اُسکے آگے لڑنے والے نہ تھے اور اسکے پیچھے اسکے سہارنے والے نہ تھے اور توپین
پیچھے ایسی لگی ہوئی تھین کہ ایک گولہ ان کی حمایت مین نہین چھوٹ سکتا تھا کمانڈ (حکم) کا لفظ سنا
گیا یا غلط سنا گیا یا ممکن ہے کہ بالکل نہ سنا گیا مگر کان اس کے سننے کے لیئے تیار رکھے وہ
مبارک مراجعت کا ہے جسنے چودہوین ڈرائیگون کو سخت نقصان پہنچایا اس کے پیچھے تین رجمنٹون کے
کلر چھن گئے اور دشمنون نے چار توپین چھین لین اور ۸۹ افسر اور ۲۳۵۰ سپاہی مرے یا

[illegible]

زخمی ہوئے۔ اس پریشان حال جنگ مین بارہ توپین انگریزون کو ہاتھ لگین جسکو گورنر جنرل اور
کمانڈر انچیف نے سرکاری مراسلات مین دوسری فتح ظاہر کیا مگر گورنر جنرل نے ایک خانگی خط
مین لکھا کہ تین لڑائیون مین جو قابل اطمینان نہین نہین فتوح الم ناک حاصل ہوئین۔
اب تک لڑائی کے جاری رکھنے مین اعلے درجہ کے سول اور ملٹیری حکام نے کام کئے تھے ان سے
تھوڑا سا اطمینان حاصل ہوتا مگر ایک اور گروہ کارکن تھا جسکا غریب سا نام رزیڈنٹ کے اسسٹنٹون کا
تھا وہ پنجاب مین مدبر سپاہیون کا اور سپاہی مدبرون کے اسکول کا بانی مبانی تھا یعنی صاحب السیف
والقلم و صاحب القلم والسیف کا۔ وہ پنجاب کے اضلاع بیرونی مین مقیم تھے انہون نے اس تاریک
زمانہ مین عزت کا جامہ پہن لیا ان کے بزرگون سے جو کوتاہیان ہوئین ان کا وہ تدارک کرتے۔
ہربرٹ ایڈورڈس صاحب نے جو اپنے ضلع بنون مین اور اسکے باہر کام کیے وہ پہلے بیان ہو چکے
ہین اب جارج لارنس ایجنٹ رزیڈنٹ نے پشاور مین بھی اور جیمس ایبٹ صاحب نے ہزارہ مین
اور ہربرٹ صاحب نے قلعہ اٹک مین اور رینلڈ صاحب نے ڈیرہ جات مین اور جان لارنس نے
جالندھر دوابہ مین کارہائے نمایان کئے لکھے جاتے ہین انمین سے اکثر کی مراسلت اور آمدورفت
بیرونی دنیا سے منقطع و مسدود تھی وہ اس سپاہ سے کام کرتے تھے جسپر اعتماد و اعتبار تھوڑا سا
ہوسکتا تھا یہہ سب افسر اس پنجابی آبادی سے گھرے ہوئے تھے جنکے حال دریافت
کرنے کی فرصت انکو نہین ملتی تھی وہ اپنی جگھون پر جمے ہوئے تھے اور یہہ توقع کرتے تھے
کہ وہ سرکشی کو دبا دین گے یا اسوقت تک اسکو معطل رکھین گے کہ ان کے اعلے درجہ کے
حکام کابل واقعات پر آگاہی حاصل کرکے میدان جنگ مین علم بلند کرین گے اب ہم اعلے درجہ کے
حکام کے احکام کے اجرا اور رد و بدل سے اور غیر مطمئن کارزارون اور فتوح سے قلم کو کوتاہ کرکے
ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین کے مستحکم ارادون کا اور ان کے نڈر ہونے کا ان کے مستعد
و جید ہونے کا انکی استقامت و راست صواب کا بیان کرتے ہین انمین سے بعض آپسمین
رشتہ خاندانی رکھتے تھے اور سب آپسمین دوستی اور ہم خدمت ہونے و ہمدردی کا پیوند رکھتے
تھے اول ہم جارج لارنس کا حال لکھتے ہین۔
ملتان مین افسرون کے قتل ہونے کی خبر ۲۲ اپریل کو پشاور مین پہنچی وہان میجر جارج لارنس اسسٹنٹ تھے

یہان سکھون کے دس ہزار سپاہی سلح اور چھتیس توپین موجود تھین اول ان پر اس خبر کا کوئی اثر پڑتا ہوا نظر نہین آتا میجر صاحب نے بہی کوئی کام ایسا نہین کیا کہ جس سے فوج کی ایمانداری اور وفاداری پر شبہ ہوتا گو ان کو معلوم ہو گیا تہا کہ ملتان سے جاسوس آ کر سپاہ کو اغوا کر رہی ہین اور بعض متعصب سکھ انگریزون کو گالیان دے رہے ہین اور سپاہیون کو سمجہا رہے ہین کہ وہ اپنی پہلی شکستون کی بے عزتی کے داغ کو مٹائین۔ رزیڈنٹ نے میجر صاحب کو ہدایت کی کہ وہ مسلمانون اور پٹھانون کی سپاہ سکھون کے مقابلہ کے لیئے بھرتی کرلین میجر صاحب نے فوراً چھ سو مسلمان بھرتی کر لیئے کہین کہین شورش برپا ہوئی کئی جگہہ قتل کی وارداتین واقع ہوئین سب کا تدارک قرار واقعی کیا گیا۔ ۲۵۔ جون کو لفٹنٹ اڈورس کی فتوح کی خبر آئی جسکی خوشی مین توپون کی شلک ہوئی۔ میجر صاحب نے رزیڈنٹ کو لکھا کہ پشاور مین امن امان قائم رکہنے کے لیئے وہ سپاہ بھیج رہین مگر ان پاس سپاہ کہان تھی جو وہ بھیجتے۔ ۲۷۔ جولائی کو ایک جاسوس جو فقیر کے بھیس مین تھا پکڑا گیا وہ سپاہ کو اغوا کرتا تھا کہ انگریزون کو پنجاب سے باہر نکال دین۔ اس فقیر نے اقرار کیا کہ مین مولراج کا ملازم ہون اور اس نے مجھے دوست محمد خان کے پاس بھیجا تھا کہ اگر امیر پنجاب سے انگریزون کے نکالنے مین اس کی امداد کرے تو اس کے عوض مین ملک پشاور امیر کو دیدیا جائے گا۔ دوست محمد خان نے یہ کہکر مجھے رخصت کیا کہ مین برٹش کا دوست ہون اور آیندہ مولراج سے مین خط و کتابت کرنی نہین چاہتا۔ ۸۔ اگست کو اس فقیر کو پھانسی دیگئی غرض اب سارے ملک مین بغاوت پھیل گئی۔ دسوین اگست کو جارج لارنس صاحب نے سکھون کے گورنر جرنل گلاب سنگھ اور سکھ رجمنٹون کے تمام کرنیلون کو جمع کر کے ملاقات کی اور ان سے مخاطب ہو کر یہہ کہا کہ آپ صاحبون کو چاہیئے کہ خیرخواہی و وفاداری مین ثابت قدم رہین اور پنجاب مین جو آپ ہی کے مہاراجہ کی سلطنت ہے اسکا باقی رکہنا آپ ہی صاحبون اور سکھون کی فوج کے اختیار مین ہے اگر آپ صاحب نمک حلال رہے تو تمام خوف و خطر مٹ جائین گے اور اگر آپ بیوفائی اور بدخواہی کرین گے تو پھر کسی طرح پنجاب کی خودمختاری اور آزادی نہ بچ سکیگی۔ ان سردارون نے اس تقریر کے جواب مین اپنی اور فوج کی نیک خواہی و ہواخواہی نیک اندیشی اور وفاداری پر ثابت رہنے کا وعدہ کیا اور موجودہ انتظام پر اپنی رضامندی اور خوشنودی کا اظہار کیا۔ جلسہ برخاست ہوا۔ چتر سنگہ نے میجر صاحب سے

منافقانہ خط وکتابت کی پشاور مین بغاوت کے دبانے کے لیئے فوج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ پشاور کی
فوج نے چڑھی ہوئی تنخواہ مانگی وہ میجر صاحب نے ادا کی مگر باوجود اس کے تمام فوج فساد پر آمادہ ہوئی
اور یہہ معلوم ہوا کہ شب کے آٹھ بجے سکھ کی رجمنٹون کا یہہ قصد ہے کہ رزیڈینسی پر حملہ آور ہون۔
مگر یہہ خبر صحیح نہین نکلی۔ میجر صاحب نے سلطان محمد خان بارک زئی کو لکھ بھیجا کہ اپنے آدمیون کے
ساتھ جو لائق کار ہون حاضر ہو چنانچہ وہ تہوڑی دیر مین ایک سو ساٹھ سوار اور سات سو سپاہی
ساتھ لیکر حاضر ہوا جس سے مخالفین کو ایسا خوف ہوا کہ تھوڑی دیر انہون نے اپنے ارادے مین توقف
کیا۔ چتر سنگہ کا ایک خط پکڑا گیا جس سے معلوم ہوا کہ سلطان محمد خان جسپر سر ہنری لارنس نے بڑے
احسانات کیئے تھے اور ایک قیدی سے جاگیر دار بنایا تھا اسنے سب احسان فراموش کیئے وہ
چتر سنگہ کی سازش مین شریک ہو گیا اس زمانہ مین چتر سنگہ گورنر ہزارہ نے اپنے علاقہ مین علم
بغاوت بلند کیا اور بنون اور پشاور کی سکھ سپاہ کو اپنی مدد کے لیئے طلب کیا اب تک پشاور کو تو میجر
لارنس نے سنبھالا مگر بنون کی سپاہ چتر سنگہ سے جا ملی۔ کچھ پہلے سے دوست محمد خان نے
یہہ دیکھ کر کہ پنجاب کی بغاوت کے دبانے مین انگریز کچھ حرکت نہین کرتے یہہ سمجھا کہ انمین قوت نہین
ہے اسلیئے وہ اپنے قدیمی دشمنون سے مل گیا کہ پشاور اسکو پھر وہ دیدین اور اسنے اپنی سپاہ خیبر کی
راہ سے بھیجدی کہ وہ ان کے مذہب کے سخت دشمنون کے ساتھ متفق ہو کر انگریزون سے لڑے جنکے
ہتھیارون نے چند سال تک اسکو سلطنت سے محروم رکھا تھا چتر سنگہ نے پانچ ہزار پیدل
اور چھ سو سوار اور سولہ توپین نوشیرہ مین بھیجین مسٹر ایبٹ اور لفٹننٹ نکلسن نے حتی المقدور
چتر سنگہ کی پیش قدمی کو روکا مگر انکی فوج بجز چند نو بھرتی کے مسلمان سپاہیون کے دشمن سے
جا ملی اس لیئے یہہ افسر بھی بمجبوری واپس چلے آئے۔
اکیسوین ستمبر کو پشاور مین خبر آئی کہ شیر سنگہ لشکر سمیت مولراج سے جا ملا جس سے خوف وخطر زیادہ
ہوا میجر صاحب نے اول اپنے بال بچے و میم صاحبہ کو کوہاٹ روانہ کیا جہان دوست محمد خان انسے
بہ تواضع پیش آیا اور انکو یقین دلایا کہ تمہاری سب طرح محافظت کی جائیگی۔
۲۴ ستمبر کو میجر لارنس نے گورنر جنرل کا اشتہار مشتہر کیا کہ سکھ سرداروں کے علاقے ضبط کیئے گئے
جس سے بڑی کھل بل و ہل چل پڑی اسی روز میجر صاحب نے اٹک جانے کے لئے ایک اسپی بگھانہ

جانے کا حکم دیا کہ وہاں جاکر چتر سنگھ کا مقابلہ کرے کہ وہ دریا کے پار ہونے کا قصد نہ کرے اس توپخانہ کی روانگی میں کوئی مزاحمت نہیں پیش آئی۔

بنوں میں کرنیل ہومس اور راہ ریورہ میں افسر بھی سکھوں کی فوج کے ہاتھ سے مارے گئے تھوڑے دنوں کے بعد فتح محمد خان ٹوانا جسکو میجر اڈورڈس نے بنوں کا حاکم مقرر کیا تھا اسکو قلعہ دلیپ گڈھ میں سکھوں کی سپاہ نے گھیر لیا سکھوں نے ملک محمد خان سے کہا کہ اپنے تئیں اور قلعہ کو حوالہ کرے۔ فتح خان نے اپنی سپر اور تلوار لیکر حکم دیا کہ قلعہ کا دروازہ کھول دو پھر وہ باہر گیا اور اسنے للکار کر سکھوں سے کہا کہ مجھے کتے کی طرح نہ مارو اگر تم میں سے کوئی آدمی ایسا ہو کہ دو آدمیوں کے برابر ہو وہ میرے سامنے آئے سکھ سپاہی چلاتے ہوئے اسپر لپکے کہ تو ہی وہ ہے کہ جسنے ہمارے کنور پشور سنگھ کو قتل کیا تھا اب ہم تجھکو مارینگے اسپر گولیوں کی باڑ چلاکر مار ڈالا میجر اڈورڈس صاحب لکھتے ہیں کہ اس نے بڑی بہادری و شرافت سے اپنے وعدہ کے پورا کرنے میں جان دی اس نے جس قلعہ کی محافظت کا وعدہ کیا تھا اسکی دہلیز پر جان دی جس سے میرے دلمیں اسکی محبت اور احسان مندی کی قدر و منزلت ایسی پیدا ہوئی کہ وہ اور ہندوستانیوں کی محبت و احسانمندی کی قدر و منزلت سے زیادہ تھی جسنے ۱۸۴۸و۱۸۴۹ء کی لڑائیوں میں میرے دل میں افزائش پائی تھی انگریزوں کی مخالفت کا وہ طوفان اُٹھا کہ والی کشمیر بھی برٹش گورنمنٹ کی طاعت میں مذبذب ہوگیا۔ بنوں کے سرکش ہوجانے سے چتر سنگھ کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ سپاہ کے ساتھ نکلسن اور ایبٹ سے لڑنے آیا وہ اپنی نئی بھرتی کی سپاہ سے عہدہ برانہ ہوسکے مگر ہربرٹ صاحب پشاور سے مستحکم قلعہ اٹک کے لیے کمک لایا جس نے سکھوں کو کچھ دنوں تک اس قلعہ پر قبضہ نہ کرنے دیا۔ میجر لارنس اور ان افسروں کی جو ان کے ساتھ تھے حقیقتہً حالت بڑی نازک ہو رہی تھی میجر صاحب نے اپنی دانائی اور فرزانگی سے سپاہ کو اپنے قابو میں رکھا مگر آخر کار ان کو کوئی اور چارہ نہ رہا کہ وہ سلطان محمد خان کی محافظت میں کوہاٹ کو چلے گئے۔

۱۳۔ اکتوبر ۱۸۴۸ء کو چتر سنگھ پشاور میں داخل ہوا سلطان محمد خان نے شہر سے باہر جاکر اس سے ملاقات کی چتر سنگھ نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر میجر لارنس کو مع اہل و عیال وہ اسے حوالہ کردے تو پشاور کا وہ گورنر کردیا جائے گا۔ سلطان محمد خان اس بات پر راضی ہوگیا اور میجر لارنس کو پشاور میں

بلایا وہ میجر صاحب کو کوہاٹ مین چھوڑ کر پشاور روانہ ہوئے اور پشاور سے چند میل کے فاصلہ پر چتر سنگھ سے ملاقات کی ہر ایک سردار نے ان کو نذر دی اور بارہ توپون کی سلامی اُتاری میجر صاحب نے اس اپنے اعزاز و احترام کو چتر سنگھ سے کہا کہ بے معنی ہین مین تو ایک قیدی ہون اسپر چتر سنگھ نے کہا کہ آپ سے کوئی نزاع و تکرار نہین ہے ہم آپ کے اور آپ کے بھائی کے نہایت ممنون ہین کہ ہمیشہ ہمارے ساتھ بھلائی کی ہے آپ کو اپنے ساتھ رکھنا اپنے نفع کے لئے ہے ہم آپ کی عزت ایسی ہی کرین گے کہ گویا آپ ہی پشاور کے گورنر ہین۔ غرض اس طرح سے میجر صاحب مع اہل و عیال چتر سنگھ کے معزز قیدی ہو گئے۔

اکتوبر کے آخر مین ہربرٹ نے اٹک مین ایبٹ و نکلسن و ٹیلر نے دریاے سندھ و جہلم کی مرتفع زمینون مین اپنی بہادری سے انگریزی رعب داب کا اثر لاہور سے باہر باقی رکھا اور ملتان کے آگے جنرل وش کا کیمپ تھا۔ نکلسن صاحب تو گھوڑے پر سوار ہو کر پٹھان سواروں کے ساتھ لاہور روانہ ہوئے اور ہربرٹ صاحب اٹک کے قلعہ سے جو دغابازون سے بھرا ہوا تھا بچ کر نکل گئے۔

جارج لارنس نے لفٹنٹ ہربرٹ صاحب کو اٹک مین نکلسن صاحب کی جگہہ بھیجا تھا یہہ مقام بڑا اہم بات ان دریاے سندھ کے پایاب مقام مین ہے وہان یہہ معلوم ہوتا تھا کہ افغانون کا حملہ ہونے کو ہے اور چتر سنگھ نے ہزارہ مین علم بغاوت بلند کر رکھا تھا انہون نے سات ہفتہ تک اس اجاڑ قلعہ کو اپنے قبضہ مین رکھا اس مین ان پاس تھوڑی سی سپاہ افغانون کی تھی جس نے کہا کہ جسوقت دوست محمد خان یہان آئے گا تو ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائین گے۔ جب یہہ امیر آ گیا تو انہون نے یہہ سمجھ کر کہ ہمارے کل اہل و عیال امیر کے قبضہ مین ہین صاحب ممدوح سے کہدیا کہ اب ہم آپکے لئے کچھ نہین کر سکتے تو انہون نے قلعہ کو چھوڑ دیا

ان صاحب کا حال تعجب سے خالی نہین وہ زمانہ حال مین بھی جنوا پر آنکھین لگائے رہتے تھے حکام بالادست نے انکی لیاقتون مین ہمیشہ غلط فہمی کر کے انکی قدر شناسی نہین کی۔ وہ بڑے مہربان اور شیر دل تھے انہون نے سر ہنری لارنس کے خصائل کو ایسی خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کے کسی اور دوست نے نہین بیان کیا وہ ہزارہ مین اپنا مقام رکھتے تھے جہان کے باشندے

وحشی اکھڑ تھے اطاعت کرنی نہین جانتے تھے ایک وقت مین سکھون کی دس رجمنٹین وہان ان کے محکوم رکھنے کے لیئے بھیجی تھین وہ ان کے زور ظلم و ستم سے کبھی مطیع نہین ہوئے مگر وہ صاحب ممدوح کی پدرانہ شفقت کے دلدادہ ہو گئے اور انکے حامی و مددگار ہو گئے۔ صاحب ممدوح نے بہت مہینون تک سری کوٹ کے قلعے کو اپنے قبضے مین رکھا ہر روز چتر سنگھ کی سپاہ سے مقابلہ کرتے رہے۔ جنگ کے آخر مین اُنہون نے اس قلعہ کو چھوڑا۔ اس کے بعد جو پانچ برس یہان فرمانروا رہے تو انہون نے اسکے وحشی اور پراگندہ حال باشندون کو پنجاب کے اور سب ضلعون سے زیادہ خوشحال بنا دیا اگرچہ ان کے حسن خدمات کا صلہ گورنمنٹ نے نہین دیا مگر انہون نے اپنے ساتھ رعایا کے دلون کے گرویدہ ہونے کو گورنمنٹ کے صلہ سے زیادہ گران بہا جانا۔ اور اس ضلع کی رعایا سے بہت برسون کے لئے جدا ہو گئے تو وہ اس پتھر کو دیکھ کر جسپر وہ کچھ دیر بیٹھے تھے فرزندانہ محبت سے کہتے تھے کہ اسپر ہمارا باپ ایبٹ بیٹھ کر ہمارے بچون کو مٹھائیان کھلایا کرتا تھا۔ یہہ بات بالکل سچ ہے کہ جس آدمی مین شیر کی سی بہادری اور عورت کی سی نرم دلی اور بچے کی سی سادگی ہوتی ہے تو وہ بہت ہی کم اپنی صلہ یابی اور قدرشناسی سے محروم رہتا ہے۔

جب اڈورڈس صاحب ڈیرہ جات سے ملتان گئے ہین تو صاحب ممدوح کو اپنی جگہہ مقرر کر گئے انکو جس کام کی ضرورت پڑی اُسکو انجام دیا انہون نے اپنے رذیل پٹھانون کی نو بھرتی سپاہ سے سرحد کو سکھون کی سپاہ سے خالی کرالیا نواب ٹونک سے لوہے کا ڈھلا ہوا توپخانہ مستعار لے لیا اور اس سے قلعہ لکّی کا محاصرہ کر لیا جس مین سکھون کی دو رجمنٹین اور دس توپین تھین لوہے کے گولے تو پاس نہ تھے پتھر کے گولے بنا کے ان ہی شکستہ توپون سے چلائے سپاہ مین ایک گورہ نہ تھا اور نہ کمک آنے کی امید تھی مسلمانون کی آبادی مین گھرے ہوئے تھے ایک سپاہ وادئیے فرم کی راہ سے کابل سے آنے والی تھی اسکو دھمکا رہی تھی مگر باوجود ان باتون کے کبھی ہٹنے کا خیال ہی نہین کیا ایک مہینے کے محاصرہ کے بعد قلعہ کو لے لیا اور اسکو اپنا مطیع بنا لیا جس سے ہمیشہ کے لیئے آن روے سندھ کے اضلاع پر انگریزون کا قبضہ ہو گیا۔ صاحب ممدوح کو سی ایس آئی کا خطاب مل گیا اور وہ ہندوستان کے بہادرون مین شمار ہوئے اس وجہ سے ۱۸۷۹؁ء مین ویسٹ منسٹر ایبی مین وہ دفن ہوئے جو خاص قبرستان بڑے نامور آدمیون کے لیئے ہے

ابوالحسن ۱۲۹۶ء
۱۰

نکلسن۔کوک۔ہلسٹڈن۔لیک نے بھی اچھے اچھے کام کیئے۔

جب ملتان کا ہنگامہ برپا ہوا تو انہون نے گورنر جنرل بے جالندھر کے برگیڈیر لاہور کے رزیڈنٹ پر سخت تقاضا کیا کہ فوراً لڑائی شروع کرنی چاہیئے ورنہ سارے پنجاب مین سرکشی کی آگ لگ جائیگی معلوم نہین کہ کس سبب سے انکی رائے سے اتفاق نہین ہوا اور وہ نتایج جو انہون نے بیان کیئے تھے نہین مانے گئے۔انکو بڑا شوق تھا کہ وہ ملتان بھیجے جائین مگر بغاوت اُسی وقت سے سب جگہہ پھیل گئی کہ انکو ملتان سے زیادہ جالندھر کی خبر گیری کرنی پڑی اور ملتان کے جاسوس انکے قریب آگئے وہ جانتے تھے کہ پنجاب مین سب جگہہ سرکشی کا اثر جالندھر کے دوابہ اور فیروزپور پر ہوگا اسکے لئے انہون نے تیاریان شروع کین۔اب ہم لکھتے ہین کہ ان کی منصبی حالت کیا تھی۔

یہ صوبہ دو سال سے کچھ زائد دنون سے انگریزون کے قبضہ مین آیا تھا یہہ زمانہ ان کامون کے لیئے بہت تھوڑا تھا کہ جری وجید سپاہی جنہون نے انگریزون سے لڑنے کے لیئے ہتھیار اُٹھائے ہون صلح جو اور امن پسند بنا لیئے جائین۔پرانے انتظام کی خرابیان جڑ پیڑ سے اکھیڑ دی جائین اور اُسکی جگہہ نئے انتظام کے بہتر دستور اور پاکیزہ قانون کی جڑ جمائی جائے اگرچہ لارنس صاحب لاہور جانے کے سبب سے اکثر یہان سے غیر حاضر رہے مگر وہ ان کامون مین کامیاب ہوئے اور وہ اپنی ان ریاضتون سے متمتع بھی ہوئے۔یہ ناممکن ہے کہ ایک گورنمنٹ کا نظام دور کیا جائے اور اسکی جگہہ دوسرا انتظام قایم کیا جائے اور بہت سخت گیری اور نہایت تشدد نہ کیا جائے اس تغیر مین گورنمنٹ کے ہزارون اعلےٰ عہدہ دار وذی منصب اپنے جاہ ومنصب سے بالضرور محروم کیئے جاتے ہین امن وعافیت کے ہو جانے سکے سبب سے سینکڑون سپاہیون کا رزق چھین جاتا ہے صدہا جاگیردار اور معافی دارون کی اچھی یا بری حکمرانی کے حقوق تلف ہو جاتے ہین۔جان لارنس کی طبیعت اس طرح کی تھی کہ اگر کسی کام کرنے سے ضروری انضافاً فائدہ عام ہو تو وہ اسکے کرنے مین خاص آدمیون کے نقصان پر ذرا خیال نہین کرتے تھے۔تعجب تو اس بات پر ہے کہ ایسی حالتون مین ناراضمندی اسقدر زیادہ نہ تھی جسقدر شکر گزاری ان تبدیلیون کی کم تھی جو انہون نے فرزانگی واعتدال کے

ساتھ کین تھین - بہت سخت سرکشیان اور رنگے فساد اسلیئے نہین ہوئے کہ وہ جوا جو ہلکا تھا مگر گردن کو زخمی کرتا تہا اتار دیا جائے بلکہ وہ بہت تھوڑے ہوئے اور بُری طرح ان کی حمایت کی گئی اور وہ جلد بآسانی فرو ہو گئی -

جالندھر کے دوابہ مین سپاہ اس کام کے لیئے کافی نہ تھی جسکی توقع تھی کہ کرنا پڑیگا خود جالندہر مین چاہیئے ہندوستانی اور ایک گورے کی رجمنٹ تھی کچھ غیر آئینی سوار تھے اور ایک توپخانہ تھا اس کے سوار اور ہندوستانی سپاہ کے دستے تھے جو مختلف مفید مقامات پر جیسے کہ ہوشیارپور اور کانگڑہ مین مقیم تھے اور دو مقامی جنگی پولس کی سپاہین تھین جن مین سکھ اور پہاڑی راجپوت بھرتی تھے وہ جان لارنس کے بہت کام کرتے تھے اور ان کے حکم کے اشارہ پر چلتے تھے یہ کل سپاہ اس صوبہ دوابہ کی حفاظت وحراست کے لیئے تھی اور ان مین سے بہت سے حصے باری دواب مین جنگ کے زمانہ مین بلائے گئے تھے - اگنیو صاحب کے مارے جانے کے بعد ایک یا دو ہفتے کے اندر مئی مین طوفان اٹھا وہ سرحد کے پرے سے یہان بھی آیا ملتان سے جاسوسون نے آنکر پہاڑی اضلاع مین گشت کیا اور وہان کے راجاؤن کو بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کو ترغیب دی کہ اسکے سارے حقوق واستحقاق پھیر حاصل ہو جائین گے - اس زمانہ مین بھائی مہاراج سنگھ بھی یہان نمودار ہوئے وہ ایک گرو تھے جو اس سازش مین کہ لاہور مین رزیڈینٹ کی آنکھون کے سامنے ہوئی تھی شریک تھے اور واجب القتل ٹھیر چکے تھے وہ اپنے تقدس کو کام مین لائے اور بیاس کے شمال مین کئی سوا اپنے چیلے جمع کر لیئے اسکی حرکتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکا ارادہ یہ تھا کہ انگریزی عملداری پر حملہ کرے مگر دریا کے پایاب مقامات کی نگرانی اس کی قدرتی نگہبانی کر رہی تھی وہ چناب کی طرف چلا گیا وہان ان مسلمانون نے جنکو یہہ معلوم ہو گیا تھا کہ سکھون کی عملداری سے انگریزون کی عملداری اچھی ہے اسپر حملہ کیا اور اسکو اور اسکے سینکڑون چیلون کو پانی مین دھکیل دیا جیسا دیکھنے مین آیا تھا ایسا کہا گیا کہ وہ اپنی مشہور سپاہ وخچر سمیت پانی کے اندر ڈوب گیا مگر گرو جی کی قسمت مین کتے کی طرح مرنا لکھا تھا وہ اپنے جادو کے زور سے کبھی یہان کبھی وہان نمایان ہوتے رہے جب تک کہ انکو دین سٹارٹ صاحب نے گرفتار کیا جسکا ذکر آگے آئیگا

اگست کے آخر مین دوسری یورش ہوئی ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست نورپور تھی اسکے وزیر کے
بیٹے رام سنگہ نے آوارہ گردون کا ایک گروہ جمون کے پہاڑون سے بلاکر جمع کیا اور راوی سے
عبور کیا اور شاہ پور کے قلعہ کو لے لیا اور دھونسہ بجا کے اشتہار دیا کہ انگلش راج رخصت ہوا
اور خود نورپور مین فرمان روا بن بیٹھا چارلس ساﺅنڈرس ڈپٹی کمشنر ہوشیارپور جو ایک متحمل دانشمند
حاکم تھے فشر کے غیر آئینی سوارون کو لے جاکر عین مقام پر جا پہنچے اور ان کے پیچھے برنز صاحب
ڈپٹی کمشنر کانگڑہ اور خود جان لارنس کمشنر بھی آموجود ہوئے اور سپاہ زیادہ ہوگئی اور ۱۸ ستمبر ۱۸۴۸ء کو نورپور
حملہ کرکے لے لیا بہت لوٹ ہاتھ لگی اور رام سنگہ مشکل سے سکھون کی سپاہ مین جو سوال
مین تھی بھاگ گیا۔

یکم نومبر کو خبر آئی کہ سرحدی قلعہ پٹھان کوٹ کو ایک ہزار مفسدون نے جو باری دواب اور کشمیر مین
جمع ہوئے تھے محاصرہ کر لیا ہے۔ یہہ قلعہ بڑا تھا سپاہ اس مین تھوڑی تھی صرف کانگڑہ کے
پچاس سکھ اور تھوڑے سے پولس کے آدمی اس کے محافظ تھے سکھون سے کچھ بعید نہین تھا کہ
وہ قلعہ کو مفسدون کے حوالہ کر دین اہل قلعہ کے لیے پانچ روز کی خوراک اور میگزین تھا ایسی
حالت مین خوف کا ہونا لازمی تھا۔ ہربرٹ صاحب رات بھر سفر کرکے قلعہ نشینون کی کمک کے
لیے پہنچ گئے اور مفسدین کو بھگا دیا وہ دینا نگر مین سکھون کی سرحد مین چلے گئے۔ جان لارنس
نے بھی رات بھر سفر کیا اور بیاس کے پار گئے اور سرکشون کو سوتے ہوئے جا پکڑا اور انکو
پراگندہ اور منتشر کر دیا۔ جان لارنس اپنی رپورٹ مین لکھتے ہین کہ ان کے ساتھ کے سکھون نے
گو جانتے تھے کہ سکھون سے لڑنے جاتے ہین اپنی بڑی مستعدی اور عالی حوصلگی ظاہر کی
یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ میدانی رعایا جیسی انگریزی عملداری سے خوش تھی ایسی ہی پہاڑی
رعایا اس سے ناخوش تھی۔ پہاڑی راجہ اپنے پرانے حقوق کے جاتے رہنے سے بڑی
آزردہ خاطر اور دل شکستہ تھے شعلے جنسے دہوان نکل رہا تھا وہ ایک ہی وقت مین
سب طرف بھڑک اٹھے۔ کوہستانی ملک کی دوسری انتہا پر کیوٹوچ منس کے راجاون
نے علم بغاوت بلند کیا اور تیرا مین اپنے سارے بزرگون کے مقامات پر اور پاس کے
قلعون پر قبضہ کر لیا اور توپین اس خوشی مین چھوڑین کہ انگریزی راج جاتا رہا اسی ہفتہ مین

جی سون کے راجہ نے پہاڑون مین اور دتارپور کے راجہ نے اور اناہ کے بیدی نے میدان مین سرکشی اختیار کی - لارنس صاحب نے سپاہ کے دو حصے کرکے ایک کو برنز صاحب کے ماتحت کیوٹوچ کے راجاؤن کے مقابلہ مین بھیجا اور خود پانچسو سکھ اور چار توپین لیکر جی سون کے وادی مین اور سرکشون کے دبانے کے لیئے روانہ ہوئے دونو مہمون مین پوری فتح ہوئی - برنز صاحب نے بھی اپنے دشمنون کو گرفتار کیا اور انکے قلعون کو لے لیا اور لارنس صاحب نے بھی یہی کیا اور پھر تھوڑی سے سپاہ کے دو حصے کرکے ایک حصہ سے ایک پہاڑ پر قبضہ کرلیا جسپر دشمن قابض تھا دوسرے حصہ سے قلعہ کو منہدم کردیا اور دونو راجہ اسکے ہاتھ آگئے - اناہ کا بیدی بڑا خوفناک دشمن تھا اسکے پاس بہت ملک پہاڑ اور میدان مین تھا وہ بڑا اولوالعزم معزز تھا سکھون کا اعلے درجہ کا گرو تھا گرونانک کی اولاد مین سے تھا اور بڑی لڑائی مین اپنے بھائی کو مارکر یہہ جاہ ومنصب پایا تھا اور وہ اس سبب سے انگریزون سے زیادہ عداوت رکھتا تھا کہ انہون نے رسم دخترکشی کو جسکو وہ مقدس سمجھتا موقوف کیا تھا بہت سے اسکے چیلون نے اسکے ساتھ لڑنے سے انکار کیا اور سکھ انگریزون کے ساتھ اس سے لڑنے کے لیۓ ایسے ہی تیار رہے جیسے کہ پہاڑی راجاؤن کے ساتھ تو وہ اپنے مستحکم مقام کو چھوڑکر شیر سنگہ کے کیمپ مین چلا گیا - سب سے پہلے فوج کشی کی خرابیون مین وہ شریک ہوا آخر کو اس نے انگریزون کو اپنے تیئن حوالے کیا اور باقی زندگی انگریزی پنشن پاکر بسر کی سکھون کے ملک مین جب بیدی بھاگ گیا تو لارنس کی فوج کشی کا خاتمہ ہوا - یہہ فوج کشی تیرہ روز رہی لیکن اس مین کامیابی پوری ہوئی اسکا پیمانہ اور لڑائیون کی نسبت چھوٹا تھا جس لشکرکشی مین خونریزی نہین ہوتی اسپر مورخ متوجہ نہین ہوتا لیکن اگر مرض کا روکنا شفا پانے سے اچھا ہوتا ہے اور جان ومال کا بچانا ان کے ضائع کرنے سے بہتر ہوتا ہے تو اس دلیل کے موافق مورخ کی توجہ ایسی فوج کشی پر ہونی چاہیئے جس مین خونریزی نہ ہو - اسوقت سے پھر جالندھر مین توپ نہین چلی - چیلیان والا کی لڑائی ایسی پریشان ہوئی تھی کہ اس کے اثر سے پھر دوابہ مین سرکشی ہوتی مگر یہہ جان لارنس صاحب کی مردانگی اور فرزانگی تھی کہ اسکا اثر دوابہ مین نہ ہوا انہون نے تھوڑی سی سپاہ سے سارے ملک کا بندوبست کرلیا - سکھون کو برخلاف انکے

مذہبی تعصب کے سکھون سے لڑایا۔ ان ہی کی جوتی ان ہی کے سر پر لگائی اب ہم پھر چیلیان والی
لڑائی کی طرف رجوع کرتے ہین۔

کبھی انگلستان مین ہندوستان سے کسی لڑائی کی ایسی کاری منحوس وحشت ناک خبر نہین گئی تھی جسپر
وہان کے آدمیون کا غصہ و رنج بے ٹھکانے آیا ہو پرانے آزمودہ کار سپہ سالار کی تمام خدمات
گذشتہ اور ذاتی شجاعت و دیانت اور سارے اوصاف جمیلہ و صفات حمیدہ تمام غیظ و غضب
طیش مین فراموش ہوگئین اور سینکڑون انگریزون کو گھرون مین جب گذشتہ غصہ اترا تو آیندہ خوف
چڑھا وہ اس خیال سے کانپنے لگے کہ خوفناک دشمن ایسے جنرل سے جو ٹھیا پھوس ناقابل و خود پسند
و خودرائے ہے لڑائی لڑنے آئے جو سب لڑائیون کی سرتاج ہوگی غرض اس جنگ کی خبر ولایت مین
اعلےٰ گورنمنٹ کو پہنچی تو ایک عام پریشانی خاطر ہوئی اور تمام ملک مین کل افسران جنگی نے (لارڈ ڈیوک
ڈلنگٹن سے لیکر ادنےٰ افسرون تک) ناک بھون چڑھائی اسکو جنرل گوف کی بدسلیقہ اور بے
ترتیب جنگ آرائی پر محمول کیا اور نیپیر صاحب کی تقرر کے لیئے غل مچایا۔ یہہ فاتح سندھ
نہایت عجلت کے ساتھ ہندوستان بھیجا گیا کہ وہ ان خرابیون کا تدارک کرے جو جنرل گوف سے
ہوئی ہین اور سکھون کے ساتھ لڑائی کو ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کے ساتھ ختم کرے لیکن
جلدی اور تیزی اور گرمی بالکل وقت اور فاصلہ کو معدوم نہین کرسکتی گو یہہ پیر دلاور جو بہت سی
لڑائیان لڑا تھا اور بہت سی فتح حاصل کین تھین اپنے عہدہ سے دفعتہً معزول ہوا مگر اس نے
اپنے سفید بالون کی شرم رکھنے کے لیئے بہت جلد نہایت عزت و حرمت کے ساتھ جنگ کو
ختم کردیا۔ چیلیان والا کی خونریزی سے سپاہ کا اپنے سپاہ سالار پر اعتماد و بھروسہ کم ہوگیا
تھا مگر اسے لڑنے والون کی ہمت جراءت مین لرزش نہین آئی تھی ان مین وہی ہمت مردانہ فتح
حاصل کرنے کے لیئے چلی جاتی تھی اس جنگ نے برٹش سپہ سالار کو جان خراش سبق پڑھاکر
غمزدہ و دانشمند سپہ آرا بنادیا۔ ابھی ان کے قائم مقام نے انگلینڈ سے پیٹھ پھیری نہ تھی کہ جنرل
گوف نے ایک جنگ عظیم الشان مین وہ فتح پائی کہ نہ نیپیر نہ ولنگٹن اسکی جگہہ یہان آنکر اس سے
کامل اثر پیدا کرنے مین سبقت لے جاسکتے تھے۔

کمانڈر انچیف کے کیمپ مین مولراج کے حوالہ کرنے کی خبر پر سب کے کان لگے ہوئے تھے کہ

وہ کب آتی ہے چیلیان والا کے منحوس حادثہ کے بعد لارڈ گوف اپنے مقام کو مستحکم کر رہے تھے اور ملتان سے کمک آنے کے انتظار مین بیٹھے تھے جب قلعہ ملتان انگریزون کو حوالہ کیا گیا تو بارہ ہزار سپاہ کو فراغت حاصل ہوئی جسکو جنرل وش ساتھ لیکر بہت جلد جہلم کے کنارہ پر آگئے جسنے گوف صاحب کی سپاہ کو بڑھا دیا گلاب سنگھ نے جسکو انگریزون نے کشمیر کا مہاراجہ بنایا تھا دس ہزار سپاہ بھیجی گو اپنے محسنون کے ساتھ وفاداری مین وہ مذبذب ہو گیا تھا مگر اپنی سیان پتا سے نہین چوکا اپنے لئے ایسا موقع رکھا کہ جو جانب غالب ہو اسکی طرف ہو جایئے۔ شیر سنگھ جنرل وش کے قریب آنے کی خبر سنکر وزیر آباد کی طرف چلا اسکا مقصد یہہ تھا کہ چناب سے عبور کر کے لاہور جائے لیکن انگریزی سپاہ لاہور بھیجی گئی کہ وہ اس سمت مین اس کے بازگشت کو روکے اور چناب کے پایاب مقام پر قبضہ کرلے اس سپاہ نے سکھون کو چناب سے عبور کرنے کو روک دیا اس طرح روکنے سے شیر سنگھ گجرات مین مقیم ہوا جہان اس سے اسکا باپ آنکر مل گیا۔ اب ایک بڑی لڑائی قریب ہونے کو تھی جوان سب لڑائیون سے مختلف رنگ رکھتی تھی کہ ابتک سکھون کے ستلج پار اترنے سے ہوئین تھین اس مین ایک عجیب حیرت انگیز تماشا تھا گو غیر متوقع نہ تھا کہ سکھ و افغان جنمین موروثی عداوت چلی آتی تھی وہ پہلو بہ پہلو انگریزون سے جو دونو کے دشمن تھے جنگ آرا ہوئے۔ سکھ سردار سازش اور آمیزش کر رہے تھے کہ امیر کابل سے مددلین تھوڑے دنون یہہ امید رہی کہ امیر دوست محمد خان بوڑھا تجربہ کار دانشمند سکھون کے ساتھ ایسی صورت مین شریک نہ ہوگا کہ جس مین چند روزہ فتح ہو اور آخر کو اس مین بالکل مایوسی ہو نہ درازی عمر نے نہ تجربہ نے نہ پہلی شامت زندگی کے سبق نے جو اسکو سکھایا گیا تھا فائدہ اوٹھانے دیا اسکو تو اس توقع نے دیوانہ بنا رکھا تھا کہ پشاور اسکو دوبارہ ہاتھ لگ جائے وہ سکھون کے جل و دھوکہ مین آگیا کہ افغانون کی سپاہ لیکر خیبر مین آیا اور سندھ پر اسنے سفر کیا اور اٹک کو دھمکایا جو اسکے قریب آنے سے فتح ہو گیا اس نے اپنے بیٹے اکرم خان کو تین ہزار درانی سپاہ کے ساتھ شیر سنگھ کے لشکر مین بھیجا کہ وہ اسکے قدیمی دشمن فرنگیون سے لڑے جن کے ہاتھ مین برسون تک اسکی قسمت کا فیصلہ رہا تھا۔ ۲۱۔ تاریخ کو جو جنگ عظیم ہوئی اسنے دوست محمد خان کو اپنی پیرانہ سالی کی حماقت کا دل پر نقش ہوا ہوگا اس تاریخ وہ لڑائی ہوئی

تھی کہ جسکو گورنر جنرل نے بڑے زور شور سے یہہ کہاکہ یہہ پہلی دفعہ ہے کہ سکھہ اور افغان بر سے باندھ باندھ کر انگریزون کی قوت سے لڑنے آئے ہین یہ موقع ایسا تھاکہ ہم اپنے سب اسباب و وسائل کو جو ہمارے پاس ہون دکھائین ہتھیارون کی بزرگی ایسی نمایان کرین کہ وہ ہر دشمن کو ڈرائین اور دفعتہً ان کی صف بندی کو توڑ کر انکے پوچ ہونے کو ہلاک کرنے سے ثابت کرین یہ فتح اپنی اس موقع کے سبب سے اور دشمن کے مقابلہ کے سبب سے قابل یادگار ہے وہ فتح کامل حاصل ہوئی اعلے درجہ کی امید خاطر خواہ برآئی اس مین کچھ مبالغہ او فضیلت نہین ہے اور نہ مراسلہ لکھنے والون نے اپنی غرض کے سبب سے ڈینگ اور شیخی کی ہے۔ یہہ لڑائی گجرات مین ہوئی تھی جہان دشمن چلا گیا تھا لارڈ گوف نہایت تحمل و تامل سے ایسی جنگ عظیم لڑے جیسی کہ لڑنی چاہیئے ان کے لشکر جرار کا ہر ہتھیار موثر و کارگر ہوا ہر ایک اپنی موزون جگہہ پر تھا اور آپس مین ایک دوسرے کا مددگار تھا اور اپنی شان و شوکت دکھار ہا تھا۔ صبح کے اجالے سے کچھ پہلے توپون کی مار مار ہوئی یہان بنگالی توپخانہ نے جو اپنی کار پردازی و مہلک کاریگری دکھائی وہ کہین اور نہین دکھائی تھی سکھہ سپاہ بڑی مستقل تھی اور خوب اپنے ہاتھون سے کام کرتی تھی مگر انگریزی توپون سے وہ برابر آگ برستی تھی کہ جسکے سامنے دشمن نہین ٹھیر سکتے تھے ۔ دوپہر کو دشمن میدان جنگ سے ابتر و پریشان ہوکر بھاگے ان کے مورچے چھن گئے ان کی توپین اسباب حرب و خیمے ڈیرے مع سامان لے لیئے گیے ان کے بھگوڑے گروہ کا فتحمند تعاقب کرتے تھے دوپہر کے بعد سے انہون نے اپنے بھاگنے سے سخت سزا پائی ۔ سپاہ مظفر و منصور کی جانون کا نقصان بہت کم ہوا۔ اس جنگ گجرات مین لارڈ گوف پاس بیس ہزار سپاہ اور سو توپین تھین جنسے سکھون کی پچاس ہزار اور ساٹھ توپون پر حملہ کیا۔ ان کے صلاح کار سر جان چیپ انجنیر اور ان کے داماد سر پیٹر ٹسک گرینٹ تھے انہون نے جب تک کہ توپون نے جن میں انگریزی سپاہ کی قوت تھی اپنا پورا کام نہین کیا سپاہ کو متحرک نہین کیا۔ چناب جہلم کی پہلی لڑائیون نے لارڈ گوف کو سبق پڑھا دیا تھا کہ انہون نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی ترتیب کو میدان جنگ مین بدل دیا تھا سکھون کی توپون کو جب انگریزی توپون نے بند کر دیا تو پھر پیادون کی لڑائیان شروع ہوئین اور سکھون کی

بچاس ہزار سپاہ نے خوب بہادرانہ مقابلہ کیا - ۲۱ - فروری کو سورج کے ڈوبنے سے پہلے ۵۶ توپین اور بہت سے لڑیہے اور علم اور میگزین کے انبار استادہ خیمے ہاتھ آئے - باری دواب کے اور گجرات کے باہین طرف ایک بارک انگریزون کی ہاتھ مین آئی اور خود شہر کے اندر کئی سو سکھ مقید ہوئے اگرچہ سکھون کی جانون کے نقصان کا شمار نہین ہوا مگر مُردون کی تعداد کئی ہزار شمار ہوئی - بہت سے بہادر سکھ توپچی اپنی توپون کے پاس مرے ہوئے پڑے تھے - انگریزی توپخانہ کی آتش فشانی وہ غضب کی تھی کہ کوئی گولا ان کا سنگ کی جان لیئے بغیر نہین جاتا تھا - فتحمندون کی طرف ۹۶ مقتول اور ۷۱۱ مجروح ہوئے - لڑائی چندروز پہلے میجر جارج لارنس کو شیر سنگھ گجرات مین اپنی چھنت پر لے گیا اور اپنے لشکر کی شان وشوکت و وسعت دکھا کر پوچھا کہ ایسے لشکر جرار سے لڑائی مین کیا امید ہوسکتی ہے تو میجر صاحب کی زبان سے بے اختیار یہہ نکلا کہ ایسی دو لاکھ سپاہ سے بھی لڑائی کے دن ہمارے لشکر کے مقابلہ مین تم کو کچھ فائدہ نہین حاصل ہوگا شیر سنگھ اپنی ساری چیزین جو اُسنے لڑائی کے داؤن مین لگائی تھین ہار گیا مگر عزت کو بچالیا - اسکی سپاہ مفرور کے پیچھے جرنیل گلبرٹ بھیجے گئے تھے جنکی برابر کوئی شہسوار نہ تھا - پہلی مارچ کو لارڈ ڈیل ہوزی کا جنرل اورڈر (حکم عام) جاری ہوا تھا کہ لڑائی جب تک جاری رہے کہ ان سب لوگون کو خواہ سکھ ہون یا افغان پوری شکست نہ ہوجائے سر والٹر گلبرٹ کو یہہ حکم ہوا کہ پنجاب سے افغانون کو نکال دین - انہونے ایسے جلد جلد سفر کیے کہ جنکی نظیر تاریخ مین نہین انہون نے دشمنون کو یقین دلادیا کہ آیندہ مقابلہ کرنے مین سوا ر مایوسی کے کچھ نہین حاصل ہوگا - بارک زئی سپاہ انگریزون کے آگے سے بھاگتی جاتی تھی اور درہ خیبر کی راہ لینی تھی اور آخر کو بالکل پنجاب سے خارج ہوگئی سکھون کا بھی خاتمہ ہوگیا خالصہ اب بالکل شکستہ حال تھا اس مین کچھ دم باقی نہین رہا تھا اب شیر سنگھ اور اسکے رفقا کو کوئی اور چارہ سوا اسکے نہ تھا کہ وہ اپنے تئین انگریزون کے رحم پر بھروسہ کرکے حوالے کرتے - ۵ - مارچ کو راجہ نے انگریزی قیدیون کو گلبرٹ صاحب کے خیمہ گاہ مین بھیجدیا ۸ - مارچ کو وہ خود حاضر ہوا تا کہ اپنی سپاہ کے حوالہ کرنے کا انتظام کرے -

۱۴ - کو سپاہ نے جو سولہ ہزار باقی تھی جنمین تیرہ نامور سردار تھے برٹش جنرل کے قدمون مین

اپنے ہتھیار رکھ دیئے اُسوقت بڑا حسرتناک اور عبرتناک یہہ واقعہ تھا کہ سکھون نے اپنے تئین ضبط کر کے تلوارین و توڑہ دار بندوقین سپرین پھینک کر ڈھیر لگا دیئے اور اُنکو سلام کیا کہ اب ہم سپاہی نہین رہے مگر جب انہون نے گھوڑے دیئے ہین تو وہ انکو بار بار پیار کرتے اور تھپکتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہاری بہادری سے ہمنے میدان جنگ مین فتحین پائی ہین تمہین نے ہماری جانین بچائی ہین اُن کو لپٹتے تھے اور اپنے تئین ضبط نہین کر سکتے تھے آنکھون سے آنسو بہاتے تھے اور کہتے تھے کہ آج رنجیت سنگھ مر گیا۔ انگریزی افسر اُن کو ایک روپیہ دیتے تھے جسکو وہ جیب مین ڈال کر اپنے ہل پر جس سے وہ آئے تھے جاتے تھے۔ اس فتح کا صلہ یہ تھا کہ کل پنجاب اور پشاور مع آن روے سندھ کے ضلاع لارڈ ڈیل ہوزی کے قدمون کے تلے آ گئے۔ انکو نہ کوئی عام یا خاص دلائل اس صلہ کے بالکل مالک ہونے سے باز نہین رکھ سکتی تھی ایک یا دو سال بعد انہون نے ایک سرکاری مراسلہ مین یہہ لکھا کہ مجھے یہ موقع ہاتھ لگا ہے کہ مین اپنی رائے بڑی متانت اور غور و خوض کے ساتھ ظاہر کرتا ہون کہ اس صحیح دانشمندانہ پولیسی کا اختیار کرنا برٹش گورمنٹ پر واجب ہے کہ ملک و آمدنی ملک کے بڑھانے کے جو جائز موقعے ہاتھ لگین ان مین تساہل و تغافل نہ اختیار کرے گا یہ فقرہ حق یا ناحق ضروری یا غیر ضروری مصلحتاً یا غیر مصلحتاً بہتسی ہندوستانی ریاستون کے حق مین زہر قاتل ہوا لیکن پنجاب کی صورت مین ان کے عام قاعدہ کا استعمال مصلحت و ضروری و حق تھا سکھون نے بغیر کسی اشتعال کے انگریزون پر دو دفعہ حملہ کیا دوسری دفعہ حملہ مین متواتر دغابازی اور نااحسانمندی کا اور مہلک عداوت کا الزام لگایا جاتا ہے اول دفعہ خالصہ کی اندرونی ضعف کی تقویت دینے کا تجربہ بہ نہایت دیانت سے لارڈ ہارڈنگ اور لارڈ ڈیل ہوزی اور ہنری لارنس اور جان لارنس نے کیا مگر اس مین کامیابی نہین ہوئی۔ انگریز پنجاب مین بغیر اپنی خوشی کے سردارون کی خوشامد اور التجا کرتے رہے۔ انہون نے جب انکی اس منت و سماجت کو مانا تو پھر وہ اُن سے دغابازی کر کے لڑنے کو ہتھیار لیکر تیار ہوئے اور پھر انکی گرمجوشی اور بہادری اور قواعد دانی نے انگریزی عملداری کی سلامتی کے لیے خوف پیدا کیا جسوقت مسلح دشمن جنگ سے فرار ہوا اسی وقت لارڈ ڈیل ہوزی نے پنجاب کا آئندہ کے لیے فیصلہ کر دیا کہ لوگون کو اس مین تردد نہ ہو۔ ۳۰۔ مارچ کو فیروزپور کے کیمپ سے تمام

ہندوستان مین یہ اشتہار جاری کر دیا کہ پنجاب سے سکھون کی عملداری بالکل برخاست ہوئی
لارڈ ہارڈنگ کے عہدنامہ کو جو سراسر رحم سے پر تھا سکھون نے توڑا اور زیادہ تر ان کے سردارون
نے اپنے جرائم صغیرہ پر انگریزی افسرون کے قید اور قتل کرنے کے جرائم کبیرہ کا طرہ لگایا جس فرمانروائی
کو انھون نے قبول کیا تھا اس سے سرتابی کی اور انگریزون اور ان کی حکومت کے غارت
کرنے کے لیئے دہشت ناک خونریز لڑائی کا اشتہار دیا اب گورنمنٹ ہند پر اپنے اغراض اور اپنی
رعایا کی محافظت و سلامتی کے لیئے واجب تھا کہ وہ یہہ مصمم ارادہ کرے کہ وہ تمام اس رعایا کو مطیع و
محکوم بنائے جن کی اپنی گورنمنٹ اُن کے مغلوب تابع بنانے کی مدت سے قابلیت نہین
رکھتی اور جنکو کوئی سزا ارتکاب جرائم سے باز نہین رکھ سکتی اور نہ کوئی دوستانہ خوف ان کو
برسر صلح رکھ سکتا ہے۔ مہاراجہ معزول کیا جائے گا اُسکی سب طرح سے تعظیم و تکریم کی جائیگی
اور جن سردارون کا رویہ و طریقہ نیک ہے وہ اپنا منصب و جاہ و مال بدستور رکھین گے اور اُن
سردارون کی تمام جاگیرین اور مال و اسباب ضبط کیا جائے گا جنہون نے ہمارے مقابلہ
مین ہتھیار اٹھائے ہین۔ ہر شخص خواہ کسی مذہب و اعتقاد کا ہو وہ اپنے مذہب کے موافق کام
کریگا بشرطیکہ وہ اپنے ہمسایہ کے مذہب کے حقوق کا بھی پاس و لحاظ رکھے گا ہر مستحکم مقام
جو انگریزی حراست مین نہین ہے مسمار کیا جائے گا۔ آخر امر یہ ہے کہ کل رعایا کو تنبیہہ کی جاتی ہے
کہ وہ اپنے تئین گورنمنٹ کے حوالہ کرین جو نیک خواہون پر رحم کرتی ہے اور بدخواہون کو اشد ضرورت
کی صورت مین سزا دیتی ہے۔

لارڈ گوف تو اپنا کام پورا انجام دے چکے اب لارڈ ڈلہوزی برسرکار آئے۔ وہ ایسے مقام پر موجود تھے
کہ فوراً اپنے کام کو عمل مین لائین۔ ایک اشتہار ان کی بستہ کو وزنی کر رہا تھا
جو رنجیت سنگہ کی سلطنت کی قسمت کا فیصلہ کرتا تھا پنجاب کو انگریزی عملداری مین الحاق کرنے کا
ارادہ گورنر جنرل کا ایسا مستحکم و مصمم تھا کہ اس مین ایک لمحہ بھی اُنہون نے شبہہ نہین کیا۔ یہ قصہ
ایسا تھا کہ نہ اسمین غلط فہمیون پر تامل کرنے کے لیئے جگہ تھی۔ سکھون نے اجرار جنگ کے داؤن پر
اپنی ساری چیزون کو لگا دیا اور اچھی طرح لڑکر داؤن کو ہار گئے برٹش گورنمنٹ نے جو تحمل اور اعتدال
اختیار کیا اس کے عوض مین انہون نے دغابازی اور سینہ زوری کی۔ انگریزون نے تو نہین

سلامت رکھنے کا قصد کیا مگر انہون نے خود اپنے تیئن سلامت رکھنا نہ چاہا۔ انگریزون نے اول ایک طریقہ پھر دوسرا طریقہ اس امید مین اختیار کیا کہ آخر کو پنجابیون کی مستحکم گورنمنٹ قائم ہوجائے کہ وہ اپنی رعایا کو فرمان بردار بنا سکے اور وہ اپنے ہمسایہ کی سلطنتون کے ساتھ آشتی و صلح کے ساتھ رہ سکے۔ انگریزون کی اول ہی سے پولیسی ایسی تھی جو بالکل زیادتی و دراز دستی سے خالی تھی۔ اس مین کوئی شائبہ حرص و آز کا یا جاہ طلبی و یا اولوالعزمی کا نہ تہا مگر اس کی سکھون نے کچھ قدر نہ جانی اور نہ وہ کامیاب ہوئی کل نظام فنا ہوگیا اب ایک بڑی برٹش فرمان روا کے ہاتھ مین تھا کہ آیندہ پنجاب کے مشکل سوال کو حل کرے اسکی رائے مین کوئی تدبیر جو اس وقت کے لئے مناسب ہو سوا اسکے نہ تھی کہ پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا جائے۔ پس اسنے ایک اشتہار دیدیا کہ رنجیت سنگہ نے جس سلطنت کو بنایا تھا اب وہ برٹش گورنمنٹ کی حکومت مین آگئی بہت تھوڑے ہی لوگ اس مین چون و چرا کرینگے کہ یہہ حلم زیری اور انصاف کے موافق نہین ہے۔

لاہور مین آخر دربار کیا گیا اور فتحمند انگریزون کے احکام کم عمر راجہ اور ان سردارون کے روبرو جنہون نے کھلی بغاوت نہین اختیار کی تھی پکار کر پڑھے گئے اور پھر ان شرائط کا کاغذ پیش کیا گیا جس مین یہہ شرط تھی کہ برٹش گورنمنٹ چار لاکھ روپیہ سالانہ سے نہ کم اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے نہ زیادہ کم عمر راجہ اور اسکے کنبے کو دیگی جب تک کہ وہ انگریزون کا خیر خواہ و نیک اندیش رہیگا اور یہ اُسکو اختیار رہے کہ جہان چاہے وہان رہے۔ اس تغیر کا ہونا دلیپ سنگہ کی خوش نصیبی تھی جو سکھون کے محلون مین پیدا ہوا تھا اب اس حالت مین اس پاس دولت بہت تھی امن و عافیت مین بالکل تھا تمام فکرون اور اندیشون سے آزاد تھا اور سب سے بڑی برکت اسکو یہہ حاصل ہوئی کہ نجات دینے والا مذہب ملا (یعنی عیسائی ہوگیا) وہ اپنی بارہ برس کی عمر مین گورنر جنرل کی ولایت مین آیا یعنی اسکا وارڈ ہوا بنگال سپاہ کے اسسٹنٹ سرجن جنکا نام پیچھے سر لوجن ہوا راجہ کی تربیت و تعلیم کا مہتمم مقرر ہوا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ یہہ کم عمر سکھہ شہزادہ ایک عیسائی جنٹلمین اور ملکہ معظمہ کا درباری اور سکوٹ لینڈ کا اشراف مالک زمین ہوا۔ لیکن اس آخر فقرہ کی نسبت ایک صاحب نے لکھا ہے کہ جب مہاراجہ دلیپ سنگہ نے عیسائی

مذہب سے انکار کر دیا تو یہہ اوپر کا فقرہ اسپر صادق نہین آتا جب لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب کو
انگریزی عملداری مین الحاق کیا ہے تو دلیپ سنگہ بارہ برس کا لڑکا تھا اور گورنر جنرل اسکے ولی تھے
انگریزی سپاہ اسکے لیئے اس کے طرف سے لڑی - بغاوت جسکا عروج فتح گجرات میں ہوا
وہ اس کی ناقابلیت کے سبب سے نہین ہوا بلکہ انگریزی افسرون کی ناقابلیت کے سبب سے
جنکے وہ حوالہ کیا گیا تھا خاص کر رزیڈنٹ کری صاحب کے سبب سے بس اب یہہ مشکل ہے
کہ دلیپ سنگہ پر سزا کا صدمہ پہنچانا کسی حسن اخلاق کی بنا پر مبنی ہو سکے - وہ تو محض بچہ تھا
اسکا ملک اسکے بے خطا ہونے کے باوجود انگریزی عملداری مین الحاق کر لیا گیا سوا اسکے انگریزون نے
ایک وظیفہ اسکا محض حین حیات تک مقرر کیا اسکو کچھہ اور دینا چاہیئے تھا - دلیپ سنگہ نے جو کام
بالفعل کیا اسکی مین حمایت ہرگز نہین کرتا اس مین شبہہ نہین کہ انکی ناراضگی کی وجہ حق ہے فقط دلیپ سنگہ
کی ماں اور رنجیت سنگہ کی بیوہ رانی جنداں جو بڑی بے چین طبیعت کی مفسدہ تھی اور اسنے ہی
اپنی سازشون سے سکھون کی سلطنت کو درہم برہم کیا اپنے فکرون اور رنجون کے سبب سے
قبل از وقت بوڑھی ہوگئی آنکھون مین روشنی بھی کم ہوگئی وہ اپنی بیٹے دلیپ سنگھ پاس انگلستان مین گئی
اس چھوٹے سے راجہ کو نہ انصاف نہ کوئی پہلی نظیر اس سزا ملنے مین شریک ہونے سے بری کر سکتے
ہین جو اسکی سرکش مفسد رعایا کو اسکے گناہون اور جرمون کے سبب سے دی گئی -
ایک بچہ پر ناوقت و غلط رافت و رحم کرنا گویا گورنر جنرل کا کروڑون آدمیون پر ظلم کرنا تھا اور ان کے
حقوق کو جنکا ادا کرنا اسپر واجب تھا نہ ادا کرنا تھا - پنجاب کی صلح پسند رعایا مین سکھون کی تعداد
نسبتاً تھوڑی تھی گو ابتدا مین وہ بے چین تھی مگر وہ جلد اس طرح سے اطاعت کے لیئے ہلائی جا سکتی
تھی جس طرح ایک مبارک تغیر و تبادل سے رہیلکھنڈ مین روہیلے تابع ہوگئے تھے اب باقی حالت کے
اعتبار سے لارڈ ڈلہوزی کو یقین تھا کہ وہ فقط مال محفوظ ہی نہین ہے بلکہ فائدہ مند بھی ہے -
محاصل ملکی وسیع ہے اور اور اضلاع کے ساتھ ملتان کے ملا لینے سے اور جاگیرون کے ضبط کرنیے
سے وہ اور بھی بڑھ جائے گا اور اسکے بہت سے دریاؤن کی بدولت اسکی چکنی مٹی کا بیاوار بڑھایا جائیگا
جب دلیپ سنگہ تخت سے معزول ہوا تو سکھہ گورنمنٹ کو پچاس لاکھ روپیہ سپاہ کی تنخواہ کی بابت
قرض دینا تھا اس سبب سے اس کا تمام مال اسباب ضبط کیا گیا اس مین دنیا کا مشہور الماس

کوہ نور

کوہ نور بھی تھا جو شاہ شجاع سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو ہاتھ لگا تھا اسکو لارڈ ڈیل ہوزی نے ملکہ معظمہ کی نذر مین لنڈن بھیجدیا۔

انعام افسران انگلستان

پنجاب گورنمنٹ کو لارڈ ڈیل ہوزی نے بغیر انگلنڈ کے خاص احکام کے ضبط کرلیا اور اپنے اہل وطن کے خطابون کے ملنے کی پہلے ہی سے سفارش کی پارلیمنٹ اور ملکہ معظمہ نے بہت دریا دلی سے خطابات قابل یاد دیے۔ دونو ہوس نے ملتان اور گجرات کے فاتح کا شکریہ ادا کیا اور ڈیوک ولنگٹن اور سر جان ہوب ہوس نے اڈورڈس وایبٹ ولیک اور بہت سے نوجوانون کی خاص تعریف کی جنہون نے ایسے کام کیے تھے کہ وہ انکے اہل ملک کے سرمایۂ فخر و ناز تھے اول ڈیل ہوزی کو مارکوئس کا اور لارڈ گوف کو وسکونٹ کا خطاب ملا گلبرٹ صاحب اور تھیک ول صاحب کو گرینڈ کروس اوبتھ کا اور کیمبل وچیپ و ویلر کو نائٹ کمانڈر اور گوف کے کپتانون کو کمپنی مین اوف ارڈر کا خطاب ملا۔

جرنیل وش فاتح ملتان کو بھی وہی خطاب ملا جو کیمبل یا چیپ کو ملا تھا ان خطابون کے ملنے مین ایبٹ صاحب بدنصیب ہے

انعام سرداران و اہل ہندوستان

جرنیل کورٹ لینڈ جو سکھون کے ملازم تھے انکو گورنمنٹ نے نوکر رکھ لیا نیک خواہ نواب بہاول پور کو ایک لاکھ روپیہ کا ملک ملا اور وہ تمام خرچ سپاہ ملا جو اس جنگ مین اسکا ہوا تھا اور اڈورڈس کے آٹھ عمدہ کارگزار افسرون کی پنشن نیا اضافہ ہوئی اور انکی سپاہ کی بھرتی کے دو ہزار آدمی انگریزی سپاہ کی ملازمت مین داخل ہوئے شیخ امام الدین بھی جسنے اول ملتان کی فتح مین اور بعد ازان گلبرٹ صاحب کی شیر سنگھ کے تعاقب مین مدد کی تھی انعام سے محروم نہین رہا۔

سفید مو چتر سنگھ مع اپنے دو بیٹون شیر سنگھ و عطر سنگھ کے وزیرآباد مین لارڈ گوف پاس آیا ۷۔ اپریل کو انکی نسبت یہ فیصلہ ہوا کہ تمام انکی جاگیر ضبط کی جائے گذارہ کے لائق زمین انکو دی جائے کہ وہ اپنے گاؤن اٹاری مین زندگی بسر کرین اور تمام ہتھیار دیدین اور اپنے سپاہیون کو موقوف کردین اور اپنے گھر سے تین چار میل سے باہر نہ جایا کرین اور اور غیر مشہور امیر بھی اسی طرح اپنے گھرون کو بھیجے گئے ۱۸۴۹ء مین یہہ محدود آزادی اسیری کے قریب پہنچ گئی پہلی اکتوبر کو شیر سنگھ کے گروہ اور لال سنگھ کے گروہ نے امرت سر مین اور حاکم رائے نے

سیال کوٹ پر مفسدہ پردازی کا ارادہ کیا تھا کہ انگریزی افسرون نے انکو گرفتار کرلیا اول قلعہ لاہور مین اور بعد ازان فورٹ ولیم مین یہہ معزز قیدی بھیجے گئے اور وہین انکی زندگی ختم ہوئی۔
۳۱-مئی کو مولراج کی روبکاری ایک خاص کمیشن کے روبرو ہوئی اور ۲۲-جون تک تحقیقات ہوتی رہی اور جرم اسپر ثابت ہوا پھانسی کا حکم دیا گیا مگر وہ پھیر جلاء وطنی سے تبدیل ہوا مگر اسکو جلد موت آگئی جسکے سبب سے قید کی زندگی سے موت کا آجانا بھلا ہوگیا۔
پنجاب کے فتح ہونے سے ہندوستان کی لڑائیون کا سلسلہ ختم ہوا جو لارڈ آک لینڈ کے زمانہ سے ۱۸۳۸ء مین جنگ افغانستان سے شروع ہوا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو ہندوستان کے نقشہ مین سرکار کمپنی کی عملداری کے سرخ رنگ کو دیکھ کر پیشین گوئی کی تھی کہ نقشہ کا رنگ سارا سرخ ہوجائیگا وہ اس کے مرنے کے دس برس بعد پوری ہوئی جنگ پلاسی سے ننانوے سال کے اندر سارا ہندوستان راس کماری سے لیکر درۂ خیبر تک سرخ رنگ ہوگیا آخر سات سالون مین تین زبردست ہندوستانی سپاہیون کا ستیاناس ملادیا سینکڑون توپین لے لین اور دو بڑی سلطنتون پر قبضہ کرلیا۔

باب سوم

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت ۱۸۴۹ء سے ۱۸۵۶ء تک مین انگریزی عملداری مین پنجاب الحاق کیا گیا اب سوال یہہ تھا کہ اس مین حکمرانی کس طرح کی جائے سو اسکے لیئے لارڈ ڈلہوزی نے یہان کی رعایا کا تجربہ حاصل کرکے اپنے ذہن وذکا سے حکمرانی کا یہہ نیا طریقہ ایجاد کیا کہ پنجاب مین حکمرانی ایک شخص نہ کرے خواہ وہ کیسا ہی صاحب سیف ہو یا صاحب قلم ہو یا صاحب السیف والقلم ہو بلکہ ایک بورڈ اسپر فرمان روائی کرے جسکے ممبر دونو اہل قلم اور اہل سیف مین سے منتخب کیئے جائین اور اسکے کام کرنے کا یہہ نظام ہو کہ کام ہر ایک ممبر کے لیئے جدا جدا منقسم ہو مگر سب کے ذمے جوابدہی مشترک ہو۔ انہون نے پنجاب مین حکمرانی کے لیئے سرکار کمپنی کے ملازمین مین سے چیدہ چیدہ ہونہار لائق قابل افسر جنمین ۵۶ بلائے جنمین سے نصف سولین اور نصف ملیٹری تھے جن کو عہدے کمشنرون وڈپٹی کمشنرون اور اسسٹنٹ کمشنرون کے دیئے اور ان کے سر پر ایک بورڈ تین ممبرون کا مقرر کیا جنکو اعلے درجہ کے اختیارات دیئے جنسے اوپر صرف گورنر جنرل ہی اختیارات رکھتا تھا۔ سر چارلس نے پیہرنے اس بورڈ کے نئے انتظام پر یہہ اعتراض کیا کہ اسمین

شاذونادر ہی اعلے درجہ کی لیاقت ہوتی ہے اور اوروں نے بھی اسپر یہہ اعتراض کیا کہ وہ متناقض ومتضاد عنصرون سے مرکب ہوتا ہے وہ اپنی پیدائش ہی کے دن سے اپنے اوپر ملامت کرتا ہے اسکے اندر خود ہی تفرقہ کے بیج بوئے ہوتے ہین اس بیان مین سچ ہے مگر بہت تھوڑا سا بورڈ ایک ثالثی ہوتی ہے اس مین وہ وحدت وعجلت واجتماع خاطر وخصوصیت نہین ہوتی جو ایک آدمی کے دل مین ہوتی ہے فرض کرو کہ حالت مین اس ایک آدمی کے دل مین ذہانت کی مقدس آتش کی کوئی چنگاری ہو تو وہ اپنے محکومون پر خوب حکمرانی کرسکتا ہے۔ اس بورڈ مین دو مختلف المزاج بھائی ہنری لارنس اور جان لارنس جمع ہوئے جیسے آتش فشان پہاڑ خواہ کتنے ہی دنون وہ آتش فشانی نہ کرے مگر ایک نہ ایک دن اپنی بھڑاس نکالے بغیر رہ نہین سکتا بعینہ یہی حال ان دونو بھائیون کا تھا۔

یہہ خیال نہین کرنا چاہیئے کہ بورڈ تھوڑے دنون کے بعد مرنے والا تھا اس لیئے وہ مُردہ ہی پیدا ہوا تھا اس نے بعینہ وہی کام کیا جسکی اسے توقع تھی اور جو اسکے تقرر سے غرض تھی اس کے تین ممبرون سے جو کام ہوئے وہ کسی ایک ممبر سے نہین ہوسکتے تھے تین سال تک وہ رہا اس مین اسنے بڑے کارہا رنمایان کیئے جسکا بیان ہم آگے کرتے ہین۔

اس بورڈ کے تین ممبر تھے ایک ہنری لارنس تھے جو اس بورڈ کے پریسیڈنٹ تھے ان کی قابلیت اور لیاقت سپاہیانہ ومدبرانہ مسلمات مین سے تھی وہ سکھون پر اپنا اثر جادو کا سا رکھتے ان کے اقبال کے سب قائل تھے۔ دوسرے ممبر اُن کے بھائی جان لارنس تھے جنھون نے جالندہر کی کمشنری کے انتظام مین اپنی لیاقت اعلے درجہ کی دکھائی تھی لارڈ ڈیل ہوزی سے جو فی الحال انکی ملاقاتین ہوئین تھین ان کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے لارڈ ڈیل ہوزی کے اس خیال کو کہ پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا جائے پختہ کردیا تھا مگر ہنری لارنس لارڈ ڈیل ہوزی کی اس رائے سے مخالف تھے کہ پنجاب انگریزی عملداری سے الحاق کیا جائے ان کی یہہ تجویز تھی کہ خالصہ کی مخفی زور رکھنے والی جماعت کی حکومت سکھون کے امرا کی حکومت مین تبدیل کردی جائے اس صورت مین وہ ہماری سلطنت کے معاون ہونگے اور ہمارے محتاج رہین گے۔ آخر کو اس اختلاف رائے کے سبب سے لارڈ ڈیل ہوزی نے ہنری لارنس کو

پنجاب سے جدا کیا اور انکی جگہہ جان لارنس کو مقرر کیا جو ان کے ہم اسے تھے - بورڈ دو ممبرون کا
ہوتا نہین اس لیئے تیسرا ممبر بھی مقرر کرنا ضرور تھا وہ چارلس گریول مین سل مقرر ہوئے وہ
بڑے فلسفیانہ خیالات کے عالم تھے اور طبیعت مین قوت ایجاد رکھتے تھے اور جان لارنس
کی طرح متعہد حاکم تھے وہ عملی لیاقت ایسی نہین رکھتے تھے جیسی علمی پس جہان ان دو بھائیون کے
عملی کامون مین علمی لیاقت کی کسر ہوتی تو وہ اسکو دور کردیتے غرض اسوقت بورڈ کے تینون
ممبر اپنے اپنے کام مین فرد کامل تھے ان سے بہتر اور ممبر نہین مقرر ہو سکتے تھے -

پہلے اس سے کہ بورڈ کے کامون کی تفصیل کی جائے کچھ پنجاب اور کچھ پنجابیون کا حال
لکھا جاتا ہے - اب فتح سے جو نیا ملک انگریزون کے ہاتھ مین آیا تھا اسکا پچاس ہزار مربع
میل رقبہ تھا اور چالیس لاکھ باشندے ہندو مسلمان و سکھ تھے سکھون کا فرقہ نیا تھا -
وہ برہمنون کے وہمیات سے پاک صاف تھا سکھون کی گورنمنٹ کی قائم مقام انگریزی
گورنمنٹ ہوئی تھی لیکن پنجابی اور سکھ ہم معانی نہین ہین - ملک مین ایک سرے سے
دوسرے سرے تک گرو نانک و گرو گوبند کے چیلے آباد تھے جو پہلے سے
پنجاب کے پانچون دریاؤن کے کنارہ پر بستے تھے - مسلمانون کے آباد کیئے بہت سے
شہر تھے کچھ شہر اسلام سے پہلے کے موجود تھے جنکو غزنوی خاندان کے پیروون نے
وسیع اور آراستہ کیا تھا یادگارین بہت سی مسلمانون کی تھین اسمین کہین کہین یونانیون اور
باختریون کی حکومت کی بھی یادگارون کے نشان پائے جاتے تھے - دہلی سے پہلے
مسلمان بادشاہون کی دارالسلطنت لاہور ہی تھا سکھون کی حکمرانی کا آغاز جب ہی سے ہوا کہ
سرکار کمپنی کی عملداری ہند مین شروع ہوئی اور نئے مذہب کے چیلے کل آبادی کی ایک کسر تھی -
جیسی یہہ آبادی بوقلمون تھی ایسے ہی یہہ ملک رنگارنگ کا تھا کہین اناج کے کھیت لہلہاتے
ہین کہین گلاب کے پھول کے تختے کھل رہے ہین سرسبز شاداب قطعات برابر چلے جاتے
ہین کہین گرم میدان اور ریگستان ہے جنکی گرمی کی نسبت یہہ ضرب المثل ہے کہ خدا سے کہا
جاتا ہے سیبی و دادر ساختی چرا دوزخ پرداختی لیکن جہان تک نظر جاتی تھی جنگل ہی نظر آتا تھا
جو جھاڑ جھنکاڑ سے بھرا ہوا تھا کہین ایک مرقع عالم آنکھون کے سامنے آتا تھا جس کے گرد

پنجاب و پنجابیون کا حال

ہمالیہ پہاڑ کی چوٹیان برف سے ڈھکی ہوئی اور نیلگون سلسلے پہاڑون کے نظر آتے تھے - یہہ
ملک بڑا دلچسپ اور دلاویز ہے اسکے واسطے بہت سے نیک موقعے ہین وہ دفعۃً برٹش گورنر جنرل کا
ایک لاڈلا سب سے چھوٹی عمر کا صوبہ ہوگیا جس سے بڑی امیدین تھین - ہونہار بروا کے چکنے چکنے
پات - بس ایسا ملک جو اسطرح سے واقع ہو اور اسکی حالت ایسی ہو اور اسطرح کی آبادی ہو -
اس مین وہ پرانا انتظام نہین ہوسکتا تھا جو انگریزی عملداری کے قدیمی اضلاع مین جاری تھا مگر گورنر جنرل
یہہ بھی نہین چاہتا تھا کہ اس مین صرف ملٹری انتظام ہو انکو کسی وقت مین اپنے عہد حکومت مین کسی
خاص جماعت کا اہل سیف اور اہل قلم کی طرفداری کا تعصب نہین ہوا اور وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی
وجہ نہین ہے کہ اہل قلم اور اہل سیف دونو باہم مل جلکر اس صوبہ مین انتظام کرین وہ دونو فرقون کے
معتقد تھے کہ ہر یک اپنے اپنے عہدہ کا کام کرے اب یہان پرجوش سپاہیون کا کام پورا
ہوچکا تھا اب زیادہ تر ان سول کے حکام کی ضرورت تھی جو اپنی تجربہ کاری اور رائے صائب سے
کام کرین سو انہون نے ایک مخلوط اسٹاف سول اور ملٹری افسرون کا مقرر کیا اور انتظام کے لیے
ایک بورڈ مقرر کیا جسکا پریسیڈنٹ ہنری لارنس کو مقرر کیا اسوقت سر فریڈرک کری سپریم
کونسل کے ممبر مقرر ہوگئے تھے -

اس بورڈ کے تین ممبر تھے اور ان کے ساتھ سکرٹری تھے جو انتظام کے لیئے قلم کا کام کرتے تھے
اور بورڈ کے احکام کو ان کے ماتحت افسرون کے پاس پہنچاتے تھے جو تمام صوبے مین پھیلے ہوئے
تھے - لارڈ ڈلہوزی اس مزاج کے حاکم نہ تھے کہ وہ پنجاب کی ساری حکومت کو ایک
شخص کے ہاتھ مین دینے کو جائز رکھتے - لیکن وہ سر ہنری لارنس کے حقوق عظیمہ کو مٹا بھی نہین
سکتے تھے اور ان کو اسی زمانہ مین انکی خدمات سے جدا کر سکتے تھے لیکن انکی مرضی نہ تھی کہ وہ اس
پاک نفس دیانت مند مدبر سپاہی کو کل معاملات کا اختیار دیدیتے سبب یہہ کہ ہنری لارنس کی جبلت مین انصاف و اعتدال تھا وہ الحاق
کرنے کی پولیسی کے بالکل برخلاف تھے وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ ایک دفعہ اور کوشش کی
جائے کہ سکھون کی سلطنت نابود ہونے سے بچ جائے اس دشواری کے سبب بورڈ کی
ضرورت پڑی - یہہ ڈلہوزی کی طبیعت کا مقتضا تھا کہ وہ ہنری لارنس کے ساتھ اور مدبر
ایسے شریک کرے کہ جو اسکے اپنے ہم خیال و ہم رائے ہون - کسی حالت مین بورڈ دو ممبرون کا

نہیں ہوسکتا تھا اس لیئے اسکے تین ممبر مقرر ہوئے - یہہ بورڈ جس ساعت سے مقرر ہوا تھا
یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکی گردن پر موت سوار ہے - اس بورڈ کا انتظام یہہ تھا کہ محنت منقسم اور جوابدہی
مشترک ہو - ہنری لارنس کو گورنمنٹ کا پولیٹکل کام سپرد تھا جو عبارت اس سے تھی کہ وہ ملک سے
ہتھیار لے لیں سرداروں سے عہد و پیمان کریں نئی پنجابی رجمنٹوں کو مرتب کریں اور کم عمر مہاراجہ
کی تعلیم کا اہتمام کریں جو گورنر جنرل کی ولایت مین آگیا تھا یہہ خاص اُن کے فرائض تھے جنمین وہ
ہمہ تن مصروف رہتے تھے - جان لارنس کا کار عظیمہ یہہ تھا کہ وہ مالگزاری اراضی کا بندوبست
کرین مین سل صاحب کو پنجاب کا جو ڈیٹیل انتظام سپرد تھا - یہہ تینون افسران اعلےٰ آپس مین ایک دوسرے
کی معاونت اپنے صلاح و مشورہ سے کرتے تھے انکے ماتحت مختلف درجے کے افسر انتظام کے لیئے
تھے پنجاب سات قسمتون مین منقسم ہوا اور ہر قسمت مین ایک کمشنر مقرر ہوا اور ہر کمشنر
کے ماتحت ڈپٹی کمشنر جنکی تعداد مختلف کمشنری کے کامون کے تناسب تھی پھر ان کے
ماتحت اسسٹنٹ کمشنر اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے جو حکام غیر متعہد مین سے منتخب کیئے
گئے تھے وہ یوروپین و یوریشین و ہندوستانی تھے لاہور بورڈ کے ماتحت جو اعلے عہدون کے
لیئے افسر منتخب ہوئے وہ ہندوستان کے چیدہ افسرون مین تھے - لارڈ ڈلہوزی تو
اپنا سارا تن من اس کام مین لگا دیتے تھے جو اُن کے روبرو پیش ہوتا تھا انہون نے اپنے
دل مین یہہ بات ٹھان لی تھی کہ اپنے ایجنٹون کے غیر موثر کامون سے ضرر رسانی نہ ہونے دین
وہ اعلے عہدون پر ان افسرون کو مقرر کرتے تھے جنکی عمرین پختہ ہون اور عقل صائب ذہن رسا
رکھتے ہون اور بڑے کام کر چکے ہون اور ادنے عہدون پر ان نوجوان افسرون کو مقرر کرتے تھے
جو بڑے محنتی اور کام کے شوقین اور ذہین عالی حوصلہ ہون اور ان سے اچھے کام کرنے کی
امید ہو - انکو کچھ پروا یہہ نہ تھی کہ یہہ افسر سول کا سیاہ لباس یا ملٹری کا سرخ لباس پہنے ہوئے
ہون - وہ کسی فریق کے طرفدار نہ تھے - سب مین کام کی لیاقت کو ایک نظر سے دیکھتے تھے
ان افسرون مین سے بعض تو وہ تھے جو انتظام پروٹکٹریٹ مین مدارج عالی پر پہنچے تھے اور
بعض وہ تھے جو ممالک مغربی شمالی کے عالی دماغ لفٹننٹ گورنرون کے ممتاز شاگرد رشید تھے
جیسے کہ سول مین جارج ایڈمنسٹن اور رونیلڈ میکلوئڈ اور رابرٹ مونٹ گمری تھے -

اور ملیٹری مین فریڈرک میکن زی اور جارج میک گریگر۔ ان احکام کے سوار جنکا اوپر ذکر ہوا بڑے نامور رچرڈ ٹیمپل واڈورڈ تھورنٹن اور نیول چیمبرلین و جارج برنز۔ لیون بربونگ۔ فلپ گولڈنی اور چارلس سانڈرس تھے سولین اور سولجر (سپاہی) پہلو بہ پہلو بیٹھ کر کام کرتے تھے اور ان مین وہ رشک و حسد نہین تھا جو اپنی جماعت کا دلون مین ہوا کرتا ہے۔ وہ پنجاب کے انتظام کو از سر نو مرتب کرتے تھے اور اس کے انتظامی کامون کی توضیح و تفصیل کرتے تھے پبلک ورکس کے ڈپارٹمنٹ کے افسر اعلے رابرٹ نے پیر تھے جو سپہ گری اور فن انجینرنگ مین ایسا کمال رکھتے تھے کہ وہ دنیا کے اعلے انجنیرون مین سے شمار ہوتے تھے

رنجیت سنگھ کی گورنمنٹ گنواری سیدھی سادی ابتدائی صفت کی بغیر کسی آئین قوانین و ضابطہ کے بے اصول تھی ایک بڑی حکومت شخصی تھی اور اس کے ماتحت چھوٹی چھوٹی شخصی حکومتین بہت سی تھین جنمین انگریزی خیالات کے موافق خطرناک ناانصافی کے دھوئین اُٹھتے تھے مگر کسی نہ کسی طرح سے اُس سے کار برآری چلی جاتی تھی جو ناانصافی ہوتی تھی وہ صریح الفہم و نامعقول ہوتی تھی اس مین سادگی یہہ تھی کہ ایک زبردست نے کسی کم زور کو اپنی مرضی اور ہاتھ سے کچلا تو اس سے زیادہ زبردست نے اسکا کچلا نکالا سیر کو سوا سیر موجود تھا۔ جو چھوٹے چھوٹے حاکم و تحصیلدار و کارندہ و اہل کار و عامل رعایا کو دباتے اور سرکار کو دغا دیتے تھے وہ خوب جانتے تھے کہ تھوڑے یا بہت دنون مین ایک دن محاسبہ کا آئیگا ان کے حساب کی جانچ زبردستی شکنجہ فرسائی کے ساتھ کی جائے گی سر جوتون کے مارے گنجہ ہوگا اور سب کھایا پیا اگلنا پڑے گا۔ اور بعض اضلاع مین تو سُولی مزاج پوچھیگی اور گلے مین رسّی ڈالیگی اس طرح سرسری فیصلہ کرنے مین نہ کوئی قانونی الجھیڑا نہ کونشنس (ایمانداری) کی باریک بینی و موشگافی مانع ہوتی تھی ایسی بڑی چھوٹی بنیادون کی باتون مین انگریزون نے کونسل ریجنسی بناکے انتظام کرنا اور مقدمات کو پیچیدہ کرنا شروع کیا تھا جب وہ اصل بات کو سمجھے تو ان کو ایک صاف میدان تجربون کے کرنے کا ہاتھ آیا۔ اب انہون نے کھلم کھلا ملک کا انتظام اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا انہون نے اپنے اصول پر عمل کرنا شروع کیا تھا۔

پنجاب مین گورنمنٹ نے جو انتظام کیا وہ سکھون کی گورنمنٹ کے گنوارپن اور سادگی کے مقابلہ مین باضابطہ و باآئین و درست و صحیح تھا مگر ان کے آئینی اضلاع کے ضوابط و قوانین کے مقابلہ مین

مہاراجہ دلیپ سنگھ کی سلطنت کی گورنمنٹ کا حال

نجبر آئینی تھا۔ منتظمین خواہ اہل سیف ہون یا اہل قلم ہون وہ کسی خاص صیغے کے کام کرنے کے لیئے مخصوص نہ تھے ایک ہی حاکم دیوانی فوجداری اور مال کے کام کرتا تھا وہی جج تھا وہی کلکٹر اور زر مالگزاری کا جمع کرنے والا چورون کا پکڑنے والا ڈپلومیٹک کام کرنے والا حفظان صحت و صفائی کے لیئے اہتمام کرنے والا ہوتا تھا۔ بعض اوقات وہ پولس کی افسری کرنے والا اور پادری کا زنیڑ ہانے والا ہوتا تھا۔ یک انار و صد بیمار۔ بڑی خوش نصیبی تھی کہ ایسے افسر جس مدرسہ مین تعلیم پاتے تھے اسکے ماسٹر دونو بھائی لارنس تھے مگر اس انگریزی انتظام کے ناکام ہونے کا احتمال لگا رہتا تھا افسران مین کوئی افسر ایسا تھا کہ اپنے کام مین ہمہ تن مصروف نہ ہوتا تھا اور سارا دل اپنے کام مین نہ لگا رہتا تھا جب وہ جانتا تھا کہ مین ایمان داری سے اپنی خدمات کے سارے فرائض ادا کرتا ہون تو وہ اپنی آسائش مین یا ذاتی تفریح مین اپنی فراغت و فرصت کے وقت کو صرف کرتا تھا یہہ افسر اپنی رعایا کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے انکے خیمے سب طرف کھلے رہتے تھے وہ رعایا کے دلون کو اپنے حسن اخلاق سے اپنے ساتھ گرویدہ کرتے تھے جو لوگ ان کے پاس آتے تھے ان کے دلون مین انکا اعتماد اور ادب پیدا ہوتا تھا سر جان مالکم کا یہہ قول تھا کہ جو ملک نیا فتح ہو تو اسپر حکومت چار دروازہ کلاہ سے کرنی چاہیئے۔ پنجاب مین افسرون نے اس مقولہ کو خوب سمجھ کر عمل کیا چنانچہ ایک افسر بیان کرتا ہے کہ سال بھر مین آٹھ مہینون تک خیمون مین ان افسرون کا گھر رہتا ہے جو اپنے فرض منصبی اور رعایا کو عزیز رکھتے ہین وہ ملنے سے اورون سے خود واقف ہوتے ہین اور اورون کو اپنے سے واقف کرتے ہین یعنی حاکم و محکوم مین تعارف ہوتا ہے اور اس سبب سے حاکم کو رعایا پر وہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ نہ رشوت دینے سے حاصل ہوتا اور نہ سنگینون اور ہتھیارون سے۔ ہمسایہ کے شریف نجیب اپنے دوست حاکم سے صبح کے سفر مین ملتے ہین اُس کے دروازہ کے گرد جسپر کوئی پہرہ چوکی نہین ہوتا بڑے بوڑھے آتے ہین اور اپنے ملک کے میوے اور مٹھائیان بادام پستے تحفتہً لاتے ہین جب حاکم انکو لے لیتا ہے تو وہ بہت خوش ہوتے ہین۔ حاکم جب ان کو بیٹھنے کی اجازت دیتا ہے تو بیٹھ کر پرانے اور نئے زمانہ کے واقعات بیان کرتے ہین اور فصل کی حالت کو اور حاکمون کے آخر حکمون کا ذکر کرتے ہین۔

پہلے ہم مہاراجہ رنجیت سنگھ کی گورنمنٹ کا بیان لکھتے ہین جس سے معلوم ہو کہ اسکی جگہ برٹش گورنمنٹ نے اپنے کام کرنے سے پنجاب کو کیا برکتین اور نعمتین عطا کین مشرق مین

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی گورنمنٹ کا بیان

فرمان روائی کی یہہ دو صفتین اہم سمجھی جاتی ہین کہ سپاہ قوی زبردست ہو اور خزانے خوب معمور ہون۔ بلا شبہ رنجیت سنگھ کی فرمان روائی مین یہ دونو وصف موجود تھے اسکی سپاہ کو تو رعایا کے قوائے جسمانی کی درستی نے اور مذہبی اور سپہ گری کے جوش و خروش نے ایسا قوی بنایا کہ وہ فتح بر فتح حاصل کرتے اور ملک پر ملک کو بڑھاتے تھے مگر ان فتوح کے نشہ نے خزانہ کو بری طرح سے معمور کیا رنجیت سنگھ نے اس تحقیق کی تکلیف کو گوارا نہین کیا کہ وہ تفریق کرتا کہ کونسی اشیا پر ٹیکس لینا چاہیے اور کونسی چیزون پر نہ لینا چاہیے ان سب چیزون پر یکسان محصول لگا دیا سب کو ایک لکڑی ہانکا۔ مکانات۔ اراضی۔ اناج کے انبار۔ کھڑی فصل۔ درآمد برآمد مال۔ صنعت کی چیزین۔ اراضی کا خودرو قدرتی پیداوار ہر ضروری چیزین۔ عیش و آرام کی چیزین ان سب چیزون سے محصول لیکر خزانہ کی معموری کی صفت پیدا کی۔ حاکم صوبہ جیسے کہ ملتان مین دیوان ساون مل تھا اور مقامی کارندے و اہل کار خود مختار تھے کہ رعایا کو نچوڑ کر پامال کرتے تھے اور اپنا گھر مالا مال کرتے۔ لاہور کے خزانہ مین جب تک روپیہ بڑھاتے رہتے تو جو اُن کے دل مین آتا وہ کرتے۔ گورنمنٹ کے روبرو حساب کتاب نہین پیش کرتے۔ رنجیت سنگھ خود پڑھا لکھا نہ تھا اسکی دندانہ دار چھڑی بڑی محاسب تھی بخشی سپاہ حساب کی فردین داخل کرنے کی تکلیف نہین اُٹھاتا تھا۔ جب انگریزی عملداری مین پنجاب داخل ہوا ہے تو بخشی سپاہ نے سولہ[۱۶] برس سے کوئی فرد حساب نہین داخل کی تھی۔ سزائین بہت کم ملتی تھین اور جو ملتی تھین وہ سیدھی سادی ہوتی تھین چوری یا معمولی قتل کی سزا جرمانہ تھا اور سنگین جرمون کی سزا مین اعضا، ناک۔ کان۔ ہاتھ کاٹے جاتے تھے اور سب سے بڑی سزا کوچین کاٹنا تھا یعنی ساق کی رگ ایسی کاٹنی کہ جس سے آدمی چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے۔ سکھون کے ایک اٹالین خوش نصیب سپاہی اے وٹ بائل نے یہہ ستم اور ایجاد کیے تھے کہ وہ رعایا سے استحصال بالجبر کرتا اور جب کوئی اسکا مقابلہ کرتا تو اسکو توپ کے منہ سے اڑاتا یا دہوپ مین شہد مل کے ننگا بٹھا دیتا کہ وہ مرجائے اور بعض اوقات زندہ آدمیون کی کھال اتروانا کہتے ہین کہ اس سزا کی ابتدا خود اپنے ہاتھ سے اس ستم ایجاد نے کی تھی۔

جیل خانے تھوڑے تھے اور ان مین قیدی اور بھی تھوڑے تھے۔ رنجیت سنگھ کے پولس کا کام یہہ تھا

کہ وہ مجرمون کو گرفتار کرتا نہ جرمون کا انسداد کرتا بلکہ وہ دنگہ اور فسادون کو دباتا اور لشکر کے سفر کو آسان کرتا۔ سڑکین جنکو سڑکین کہنا چاہیئے بالکل نہین تھین لوگون کے لے آنے و لے جانے کے لیئے سرکاری سواریان نہ تھین۔ پُل بالکل نہ تھے۔ کوئی تحریری قانون نہ تھا اور نہ خاص منصف تھے جو عدالت کرتے سوا ابتدائی مدارس کے اور مدارس نہ تھے۔ دار الشفائین اور خیرات خانے ندارد تھے

اوپر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بورڈ کو کام بہت کچھ کرنے کے لیئے تھا اور کیئے ہوئے کام کو ان کیا کرنا کچھ نہ تھا۔ بورڈ کا سب سے زیادہ مقدم اور ضروری کام یہہ تھا کہ ملک مین امن اور امان مصالحت و عافیت کو قائم کرے اور اسکو اندرونی فسادون اور بیرونی حملون سے بچائے۔ جن بہادر سکھ سپاہیون نے فیروزشاہ اور چیلیان والا کی لڑائیون مین انگریزون کو اپنی سلطنت کے لیئے محفوظ رکھنا بہت نے ١٢۔ مارچ کی گجرات کی فتح سے یہہ سمجھ لیا تھا کہ انگریزون کے اقبال کا ستارہ عروج پر ہے ابھی اوپر بیان ہوا ہے کہ انہون نے اپنے ہتھیارون اور تلوارون کو پھینک کر ایک بڑا انبار لگایا تھا اور ہر ایک نے اپنی جیب مین ایک روپیہ رکھکر اپنے ہل پر مراجعت کی تھی جہان سے وہ اصل مین آیا تھا۔ بہت تھوڑے باقی تھے جو انگریزون کے خیر خواہ ہنگامہ جنگ مین رہے تھے وہ انگریزون کے بلانے سے مع اپنے ہتھیارون کے لاہور مین حاضر ہوئے۔ ان مین جو بوڑھے اور ضعیف تھے انکی پنشن مقرر ہوئی باقی کو ان کی مدت کی چڑھی ہوئی تنخواہ دی گئی اور ان کو اجازت دی گئی کہ انکی مرضی ہو تو وہ انگریزی سپاہ مین بھرتی ہو جائین۔

بس اسطرح سکھون کی سپاہ برخاست ہوئی۔ اب آبادی کا بے ہتھیار کرنا باقی تھا تاکہ ان کو ارتکاب جرائم اور مفسدہ پردازی کے لیئے کوئی ترغیب وہ نہ رہے جو ہمیشہ ہتھیارون کے رکھنے سے ہوتی ہے۔ مشرقی یورپ کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ نیم وحشی اور وحشی قومین اپنے پاس ہتھیار رکھنے کو اپنا حق سمجھتی ہین اور اپنے اس حق کو بڑا عزیز رکھتی ہین اور ہتھیارون کا پہننا پہننے والون کی سلامتی کے لئے بھی ضرور ہوتا ہے لیکن اب پنجاب مین بڑے زبردست امن و امان کی فرمانروائی تھی کسی قسم بھی قومی سبب سے شور و شر و فساد اٹھنے کا خوف نہ رہا تھا۔

پنجاب کے الحاق ہونے کے چھہ ہفتے کے بعد سارے ملک مین اشتہار دیا گیا کہ سب رعایا ہتھیار اپنے دیدین۔ تعجب ہے کہ سب جگہہ حکم کی تعمیل و اطاعت کی گئی۔ ہر ایک قسم اور ہر قدوقامت کے

ایک لاکھ بیس ہزار ہتھیار جمع ہوگئے جنمین سے بعض ایسے تھے کہ انکا پہننا جیسا کہ پہننے والے کے لیے
مضر تھا ایسا دشمن کے لیے نہ تھا۔ اسکندر کے زمانہ کے ہتھیار تین صدی پیشتر حضرت عیسیٰ کے
اور انیسوین صدی کی ایجادین اور ہندوستان مین لوگون نے حوالہ کین۔ ہزارہ کے کوہستانی اور ان رد کے
سندھ کے باشندے ہتھیار دینے سے معاف کیے گئے اس لیے انکا بے ہتھیار کرنا سرحدی
قومون کے ہاتھ سے انکا شکار کرانا تھا۔ غرض اب سب جگہہ صرف انگریزی ہی ہتھیار اپنی چمک
دمک دکھاتے تھے

اب فاتحین ملک کا یہہ فرض تھا کہ ملک کی محافظت کرین جو اپنی قدرتی محافظین یا مفسدہ پردازون
سے محروم ہو گیا تھا اب خوفناک سرحد کی محافظت کا یہہ انتظام کیا گیا کہ پانچ رجمنٹین سوارون کی اور
اور پانچ رجمنٹین پیادہ ون کی اسی ملک کے آدمیون مین سے بھرتی کی گئین جنکی نسلین مختلف قسم کی
ہندوستانی و پنجابی اور مسلمان تھین۔ اس سپاہ مین بہت خوشی سے سپاہی بھرتی ہوگئے اور
وہ بالکل بورڈ کے ماتحت کردیے گئے۔ لارڈ ڈلہوزی کی رائے مین پنجاب کی سلامتی کے
لیے وادی پشاور کی محافظت بڑی اہم و مہتم بالشان تھی۔ اس لیے انہون نے دس ہزار انگریزی
سپاہ مقرر کی جن مین تین ہزار گورے تھے۔ اس تدبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل یونان کی
اس ضرب المثل کو خوب سمجھے تھے کہ شہر دیوارون سے نہین بنتا ہے بلکہ آدمیون سے لیکن بورڈ
پاس آدمی تھوڑے تھے اور پہاڑ سخت دشمن پاس تھے بعض جگہہ سرحد سے دو میل سے بھی کم
فاصلہ پر تھے ان کے لیے یہ تجویز کی گئی کہ سرحد ہزارہ سے ڈیرہ اسماعیل خان تک جو وحشتناک
حصہ ہے اس کی محافظت کے لیے بڑے قلعے بنائے جائین جو حملون کی برداشت کر سکین
اور ان کے نیچے وادی ٹونک سے سندھ تک چھوٹے چھوٹے حصارون کا ایک سلسلہ بنایا
جائے جسکے اندر دو حصارون کے درمیان بارہ میل کا فاصلہ ہو اور ان سب قلعون اور حصارون کے
درمیان سڑکین بنا دی جائین کہ جنپر سپاہ کی آمد و رفت آسانی سے ہو غرض یہہ انتظام ایسی خوبی
سے کیا گیا کہ پنجاب پر کبھی حملہ باہر سے نہین ہوا۔

جب ملک بے ہتھیار ہو گیا اور سرحد کی محافظت ہوگئی تو اب بورڈ کا یہہ کام تھا کہ انسداد جرائم
کے لیے اور مجرمون کی گرفتاری کے لیے انتظام کرے۔ ان مقاصد کے حاصل کرنے کے واسطے

پولس کے دو قسم کے بڑے گروہ قائم کیئے گئے ایک گروہ انسداد جرائم کے لیئے جسکا انتظام سیاہ کا سا تھا۔ دوسرا گروہ مجرمون کی گرفتاری کے لیئے تھا۔ انسداد جرائم کے لیئے پولس کی تعداد آٹھ ہزار تھی جس مین پیدل اور سوار دونو تھے ان مین سے بہت سے ایسے تھے کہ انہون نے دربار کی خدمتین اچھی کین تھین اور سکھون کی لڑائی مین انگریزون کے خیر خواہ رہے تھے انکی خدمت یہہ تھی کہ وہ خزانون پر جیل خانون پر اور اٹون پر پہرہ چوکی دیتے تھے اور جو سٹرکین پنجابی تھین اپر گشت کرتے تھے

لٹیرون کے گروہون کو جو کسی پرامن ضلع مین نمودار ہوتے تھے گرفتار کرنے جاتے تھے دوسری قسم کے پولس مین سات ہزار آدمی تھے جو اضلاع کے دوسو تیس تھانون مین بٹے ہوئے تھے وہ مجرمون کو گرفتار کرتے تھے اور گھاٹون کی نگہبانی کرتے اور سپاہ کے لیئے سامان رسد بہم پہنچاتے اور اگر سپاہ دریاؤن سے عبور کرتی تو کشتیان اسکے لیئے جمع کرتے۔ بورڈ کے بڑے معتمد اور تحصیلدار تھے جو اپنے علاقے کے جزو کل حالات سے واقف ہوتے تھے پولس مین وہ بڑا اختیار و دخل رکھتے تھے۔ دیہات مین جو چوکیدارہ کا قدیمی بندوبست ہندوستانی تھا وہ عمدہ طور سے قائم رکھا گیا۔ چوکیدارون کی تنخواہ رعایا دیتی مگر وہ بالکل حاکم ضلع کے ماتحت ہوتے تھے جن ضلعون مین مجرمون کی کثرت ہوتی تھی ان مین بڑی احتیاطین و پیش بندیان کی جاتی تھین جیسے کہ پشاور کا ضلع تھا اس مین زمین کے غارون اور نالے نالیون مین ولیون کے مقبرون مین گلا کاٹنے والے بستے تھے۔ ہر دوابہ کے وسط مین بڑے گھنے جنگل تھے وہ بڑی پناہ گاہ مویشی چرانے والے چورون کی تھی۔ ان قدرتی کڈون مین بیلون کے گلے جو سیراب زمینون سے بہکا کر لائے جاتے تھے دریا کے کنارون پر سبزہ زارون مین خوب چرتے تھے لیکن وہ اپنے پہلے مالکون کی نظر سے چھپے رہتے تھے اگر کوئی بیوقوف دہاتی ان مین اپنی مویشی کی تلاش مین جاتا تو اپنی جان کھوتا۔ پنجابیون کی عادت تھی کہ وہ برائیون کے دور کرنے مین اپنے روپے کو نہین خرچ کرتے تھے اسلیئے ان جنگلون مین مویشی چرانے والے چور بہت بس گئے تھے ان چورون کے پکڑنے کا یہہ انتظام کیا گیا کہ شہر پشاور کے گرد تھانون کا ایک حلقہ دوسرے حلقے کے پیچھے بنا دیا گیا اور انہون نے تمام غارون اور کڈاؤن کو بھر دیا اور سڑکون کا جال بچھایا گیا

پہلے تو صرف ٹپیائین تھین جنپر اونٹ رستہ چلتے تھے اب وہان سڑکین بنادی گئین جنپر سوار گشت کرتے
تھے سب سے زیادہ اچھا یہہ انتظام تھا کہ سراغ رسالون سے مدد لی جاتی تھی جنمین یہہ کمال تھا کہ
وہ پاؤن کے کھوجون پر سراغ لگا کے دور دور مویشی اور چورون کو پکڑ لیتے تھے اور چورون پر
جرم ثابت ہوکر انکو سزا ملتی تھی۔ اس مویشی کی چوری سے بدتر ڈکیتی تھی جسکے دور کرنے مین بورڈ کو
بڑا اہتمام کرنا پڑا اسلئے ابتدا مین ڈکیتی ہی کرتے تھے جب وہ بڑھے تو انکی ڈکیتی بھی بڑھی۔
وہ بڑا کامیاب ڈاکو ہوتا تھا جو اپنی تلوار سے بہت دولت و مال جمع کرلیتا تھا اور اکثر وہ اسطرح سے
اپنے لیے بڑی ریاست پیدا کرکے رئیس بن جاتا تھا پس آزاد نیزہ بردار ڈاکوؤن کا سردار
کسی وجہ سے اپنے پیشہ پر خجل نہین ہوتا تھا اسکی رگون مین نہایت نیلا خون بہتا تھا اور اسکو اپنی
پیشہ سے اور پیشہ کو اس سے عزت حاصل ہوتی تھی۔ جب رنجیت سنگھ کے زبردست
ہاتھ نے ڈکیتی کی بندش کی اور اسنے غیر ملکون کو فتح کرنے سے انکو اور بہت سے کامون مین لگا دیا
تو اسکے مرنے کے بعد بدعملی اور بے انتظامی کے زمانہ مین ڈکیتی نے نئی جون بدلی جب اسکی سپاہ کو
انگریزون نے موقوف کردیا تو یہہ امر مقتضائے طبع بشری تھا کہ اس سپاہ مین جو بہادر ہون اور
انگریزون کی ملازمت سے ننگ و عار رکھتے ہون تو وہ اس پیشہ ڈکیتی کو اختیار کرین جو ان کی
نگاہ مین معزز تھا۔ اضلاع لاہور اور امرتسر مین ایسے ڈاکوؤن کی بھیڑ لگی مگر بڑی پیش بندیان
کی گئین اور مناسب سزائین دی گئین تو ڈکیتی بند ہوئی امرتسر مین پہلے سال مین ۳۷ ڈاکوؤن کو
پھانسی دی گئی اور دوسرے سال مین سات کو۔ غرض چند سالون مین ڈکیتی پنجاب سے
بالکل نیست و نابود ہوگئی۔

ایک اور جرم ٹھگی کا تھا جو ڈکیتی سے بڑھ کر تھا۔ پہلے پنجاب مین اس کا نام نہ تھا کئی برس ہوئے کہ
انگریزون کو معلوم ہوا تھا کہ ہندوستان کے اور حصون مین ٹھگی ہوتی ہے کہ اس مین سحر و جادو کو
بھی لگاؤ ہوتا ہے اور مذہب بھی دخل رکھتا ہے صبر اور تحمل کے ساتھ سازشین بھی کی جاتی ہین
اس مین سخت ظلم و ستم کیے جاتے ہین۔ ٹھگ اپنے پیشے کو ہنر سمجھ کر بڑی گرمجوشی سے سیکھتے
ہین اور اس مین کمال پیدا کرتے ہین۔ یہہ اسکی صفات سب جگہ مشہور ہوگئی تھی۔ کرنیل
سلیمن صاحب اور کرنیل میڈوٹیلر نے ٹھگون کے باب مین بڑی تحقیقاتین کین اور ان کے تمام

داؤن گھاتون سے آگاہی حاصل کی اور انکی کوئی بات چھوڑی نہین جسکا انہون نے لکھا نہ ہو۔ یہہ ٹھگی کا ہنر پنجاب مین ہندوستان سے گیا پنجاب مین جب ڈکیتی موقوف ہوگئی اور کنوئون کے پاس اور جنگل مین لوگون کی لاشین ملین تو معلوم ہوا کہ انگریزی عملداری مین جان لینے کا کوئی اور نیا طریقہ ایجاد ہوا ہے۔ مردے تو اپنی کہانی کہتے نہین اور ہندوستان کے ٹھگ اپنے ہنر مین ایسے کامل ہوتے ہین کہ وہ کام کو ادھورا چھوڑتے نہین اس لیئے کسی طرح اصل حال کھلتا نہین تھا مگر آخر کو ایک برہمن نے جسکا ٹھگ مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے اصل حال بیان کیا تو ٹھگون کی گرفتاری کے لیئے بڑے بڑے انعام مقرر کیئے گئے اور ملکہ کی طرف سے شہادت دینے کے واسطے گواہ کا جرم معاف کیا گیا اور ایک خاص افسر ٹھگی کی تحقیقات کے لیے مقرر کیا گیا اور اقراری مجرمون نے دوسو چونسٹھ ۲۶۴ آدمیون کے مارنے کی فہرست داخل کی اور ایک دوسری فہرست ٹھگون کی شائع ہوئی اور وہ ہر مقام پر آویزان ہوئی ٹھگی کے اقراری مجرم انگریزی افسرون کو جنگلون مین کوسون لے جاتے تھے اور فقط اپنی یاد سے راہ چلتے کسی راہبر کو ساتھ نہ لیتے اور جا بجا زمین کھدوا کے مردون کو نکلوا کے دکھاتے ایک قطعہ مین ۵۳ قبرین کھودکر لاشین دکھائین۔ ایک صاحب نے ایک ٹھگ سے پوچھا کہ تو نے کتنے آدمیون کو مارا ہے تو اسکو اپنے پیشے پر ایسا فخر و ناز تھا کہ اسنے بڑی گرمجوشی سے کہا کہ صاحب آپ کو بھی یاد ہے کہ کتنے جانورون کا شکار کیا ہے ٹھگی ہمارا شکار ہے جیسے آپ کو اپنے شکار کیئے ہوئے جانورون کی تعداد یاد نہین ہم کو ان آدمیون کی تعداد یاد نہین جنکو ہم نے شکار کیا تھا۔ پنجاب کے ٹھگ اکثر مذہبی سکھ ہوتے ہین جنکو مذبگی بھی کہتے ہین وہ ظلم و ستم کرنے مین ایسے سفاک تھے کہ کبھی ان کے پاس رحم نہین آتا تو ہمات مین ایسے مبتلا تھے کہ ایک جانور کے آگے آجانے سے نیک و بدشگون لیتے تھے ہزار مذبی سکھون نے اس جرم مین سزا پائی ہوگی پنجاب بورڈ نے ان کا خوب علاج کر دیا۔ اس ٹھگی و ڈکیتی کی بہت کثرت تھی اس کے دور کرنے مین بڑی مشکلات پیش آئین۔ مدتون مین اسکا انسداد ہوا دونو بھائی لارنسون نے جیسا مجرمون کے سزا دینے کے لئے اہتمام کیا ایسے ہی مجرمون کی صلاح و فلاح کی تدبیرین کین۔ رنجیت سنگھ کے ہان زیادہ تر دو سزائین جرمانہ اور قطع اعضا کی تھین اسلیئے اس کی عملداری مین جیل خانون مین قیدیون کی کھیر نہین لگتی تھی اسکے انتظام کے موافق جیل خانون کی

دو سو قیدی تھے اب انگریزی عملداری مین ستر قیدی تھے ہر قیدی بجائے اسکے کہ ان کے عضا کاٹے جاتے یا بازارون مین کسی زنجیر سے جکڑے ہوئے بٹھائے جاتے یا کسی خشک کنوے کی تہ مین اُتارے جاتے - ان کی تادیب و تعلیم ہوتی تھی سخت مشقت لی جاتی تھی مگر انکو پوشاک اچھی پہنائی اور خوراک اچھی کھلائی جاتی تھی انکو ابتدائی لکھنا پڑھنا یا کوئی حرفہ پیشہ سکھایا جاتا تھا - بورڈ نے مختلف اضلاع مین پچیس ۲۵ نئے جیل خانے مختلف وسعت کے اور مختلف نمونون کے بنوائے اور لاہور مین ایک بڑا سنٹرل جیل تعمیر ہوا جس مین اکونومی اور صحت کا بڑا خیال رکھا گیا -

بورڈ کا قانون بنانا

بورڈ نے اپنے قانون کو جہان تک ممکن تھا پنجاب کے رسم و رواج پر مبنی کیا کسی بزرگ کا مقولہ ہے کہ نیک رسم و رواج زیادہ اہم اور بہتم بالشان بہ نسبت نیک قوانین کے ہوتے ہین - وہی قوانین موثر و کارگر ہوتے جو رسم و رواج تعبیر کرتے ہین بورڈ اس مقولہ کو خوب جانتا تھا اس نے اول پنجابیون کے کل رسم و رواج کا ایک مجموعہ لکھوایا - ان رسوم و رواجون کو جو قطعی خراب تھے یا قابل ترقی و اصلاح نہ تھے موقوف کیا طلاق و نکاح اور عورتون کی تذلیل سے جو رسم و رواج متعلق تھے انکو اول تبدیل کیا پھر ان کو منظور کر لیا وراثت اور متبنیٰ کرنے کی رسم و رواج کو بے تامل تسلیم کر لیا تحصیلدار جو ان رسم و رواج سے خوب واقف ہوتے تھے انکو دیوانی کے اختیارات بھی دیدیئے فوجداری کے اختیارات ان کو پہلے سے حاصل تھے ـــــ ایک موضع یا مجمع موضعات اپنی ایک کچہری رکھتا تھا اگرچہ اس کے فیصلون کا اپیل ڈپٹی کمشنر کے ہان ہو سکتا تھا مگر زیادہ مقدمات و معاملات کا انفصال اہل مقدمات کے رہنے کی احاطہ مین ہو جاتا تھا - انگریزی ادنے اور اعلے افسر اپنی راے سے مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے وہ قوانین کے پابند نہین ہوتے تھے اور شرق مین یہہ بات زیادہ تر پسند ہوتی ہے گو اس مین غلطیان ہوتی ہین مگر عدالت مین جو التوا ہوتا ہے وہ نہین ہوتا -

تمام دیوانی کے انتظام مین کوئی اصلاح جب تک نہین ہو سکتی کہ مالی انتظام درست نہو اور مالی انتظام مین سب سے بڑی چیز محصول اراضی ہے محصول اراضی عبارت اس سے ہے کہ پیداوار اراضی مین سے گورنمنٹ دعوے کرے کہ ایک حصہ اسکا لے جو ہمیشہ بدلتا رہتا ہے - ہندوستانی عملدارون مین یہہ حصہ جنس مین اکثر ادا کیا جاتا ہے اور ہر فصل پر وہ تحصیل کیا جاتا ہے محصلین کی تنخواہ کم ہوتی ہے اور وقت پر دی نہین جاتی ہیں اگر کاشتکار نے رشوت دیکر انکی مٹھی گرم کر دی تو انھون نے بٹائی مین

سرکار کا حصہ کم لے لیا اور اگر رشوت نہ دی تو زیادہ حصہ لیا ہر صورت مین سرکار کی آمدنی کا بڑا حصہ محصلین کے گھر جاتا۔ گورنمنٹ انگریزی نے یہہ نظام جاری کیا کہ ہر ضلع کے پیداوار چند سال کا اوسط نکالا جاتا اور اس پیداوار کی قیمت نرخ بازار کی اوسط نکالی جاتی سرکاری حصہ کی قیمت کم اوسط کے موافق نقد لی جاتی۔ اگرچہ اس انتظام سے طرفین کو فائدہ ہوتا تھا مگر کاشتکار کو زیادہ فائدہ ہوتا تھا تخمینہ قیمت جو کیا جاتا دس یا بیس یا تیس سال مین ایک دفعہ کیا جاتا تا ایک سال مین دو تین دفعہ جسکے سبب سے کاشتکارون سے کوئی استحصال بالجبر نہ ہوتا اور نہ اہل کارون کا ان پر ظلم و ستم ہوتا اگر برٹش گورنمنٹ سوا اس نفع رسان کام کے کوئی اور کام فائدہ رسان نہ کرتی تو اس کی فیض رسانی کے لیئے یہی کام کافی ہوتا۔ اب سوال یہہ ہے کہ رنجیت سنگہ کے قائم مقامون کے ہاتھ سے پنجاب انگریزی گورنمنٹ کے ہاتھ پر منتقل ہوا تو اسکی مالی حالت کیا تھی؟

رنجیت سنگہ کے زمانہ کی سخت و جید تدبیرون سے جو مالی حالت تھی اُسکو ہنری لارنس اور جان لارنس نے اپنی رزیڈنٹی کے عہد مین ایسی ترقی دی تھی کہ بورڈ کو کوئی از سر نو تدبیر کرنی نہین پڑی بلکہ جو پہلی تدابیر تھین ان ہی کو بروے کار ظاہر کرنا پڑا۔ آن روے ستلج کے اضلاع مین زمین کی پیمائش ہو کر مالگذاری کا بندوبست تیس سالہ ہوا تھا اب اسکی تکمیل کے لئے خاص پنجاب کے بڑے حصہ مین سرسری بندوبست کیا گیا اب یہہ ضرورت تھی کہ جو اس مین غلطیان معلوم ہوئی ہین وہ درست کی جائین اور باقی حصون مین بھی اسی طرح بندوبست کیا جائے۔ یہہ ملک جسکا بندوبست مالگذاری کیا جاتا تھا ایسا تھا کہ اسکا حال بخوبی نہین معلوم تھا اس لیئے وہ اتنی مدت کے لیئے کیا جاتا تھا جو تین سال سے کم اور دس سال سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ رنجیت سنگہ کے زمانہ مین بندوبست مالگذاری یہہ تھا کہ پیداوار کی جنس مین کل پیداوار کا نصف اکثر لیا جاتا تھا جنس مین مالگذاری سرکار کا وار اکثر تا بورڈ نے موقوف کر دیا گو اسکے برخلاف کاشتکارون نے بڑا غل مچایا مگر کاشتکار جو جمع پہلے دیتے تھے وہ آدھی کر دی گئی تھی یعنی چوتھائی کل پیداوار کی سرکار لیتی تھی۔ اسطرح زر مالگذاری مین کم کرنے سے سرکار کا نقصان نہین ہوا اسلیئے کہ ملتان پنجاب مین شامل ہو گیا تھا اور اور بیرونی اضلاع شامل ہو گئے تھے اور بہت سے جاگیردارون کی جاگیرین ضبط ہو گئی تھین اور محصلین ٹیکس کے ناجائز فائدے جاتے رہے تھے ان سب باتون کے سبب سے خزانہ شاہی مین روپیہ بہت آنے لگا تھا۔

سلوک جاگیرداروں اور سرداروں کے ساتھ بورڈ کے معاملات

جب کوئی نیا ملک لیا جاتا ہے اور پرانا خاندان مٹایا جاتا ہے تو اکثر یہہ واقع ہوتا ہے کہ اس انقلاب مین جو ملک مین جماعت امیر ہوتی ہے اسکے سر پر سب سے زیادہ آفت وبلا آتی ہے وہ تباہ وخستہ حال ہو جاتی ہے۔ جب شاخ کٹتی ہے تو پتے مرجھا جاتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی نے جمہور رعایا کے ساتھ بہت سوچ بچار کر فیاضانہ سلوک کئے مگر جو ان کے ہاتھ سے اعلے جماعتین برباد ہوئین انپر وہ نظر عاطفت نہین کی کہ وہ پنپ کر پھر اپنی اصلی حالت پر عود کرتی۔ جب بُری گورنمنٹ کے عوض مین بھلی گورنمنٹ قائم ہوتی ہے تو اسکا یہہ میلان ناگزیر ہوتا ہے کہ وہ اعلے جماعتون کو ادنے بنائے۔ برٹش گورنمنٹ نے یہہ دیکھا کہ اس سے پہلے جو جماعت تھی بڑی دولتمند خوب عیش و عشرت کرتی تھی اور زندگی کے سارے لطف اوٹھاتی تھی اسکو یہہ برتری وبزرگی غریبون پر ظلم و ستم کرنے سے اور اپنی سرکار کو دغا وفریب دینے سے حاصل ہوتی تھی۔ بس جب خراب وضعیف گورنمنٹ کی جگہہ قوی اور نیک گورنمنٹ قایم ہوتی ہے تو اس کے لیے ضرور ہوتا ہے کہ وہ ان لوگون کی امارت وثروت کو مٹائے جو انہون نے ظلم کرنے سے حاصل کی تھی۔ بس اس تبدیلی گورنمنٹ کا میلان یہہ ناگزیر ہوگا کہ ان کو نقصان پہنچائے گو انکو بالکل غارت وتباہ نہ کرے یہہ بھی ماننا چاہیے کہ چند گذشتہ سالون سے ہندوستان مین مدبران سلطنت انگریزی کی نگاہ مین ہندوستانی امرا کی جماعت بڑی حقیر وذلیل ہوگئی تھی کہ وہ یہہ نہین چاہتی تھی کہ گورنمنٹ یعنی سرکار اور جمہور رعایا کے درمیان کوئی اور واسطہ ہو۔ خواہ گورنمنٹ نے کیسا ہی نقصان پہنچانے کا منصوبہ کم باندھا ہو مگر ان لوگون کو جو بڑا نقصان پہنچا جنکی زیادہ بڑی بدنصیبی بہ نسبت انکی خطاؤن اور قصورون کے یہہ تھی کہ انہون نے بدنظمیون کے سبب سے نشو ونما پایا تھا اس بات کی تہ مین بڑا نکتہ یہہ تھا کہ انگریز جمہور انام کی رفاہ کی بڑی قوی تمنا رکھتے تھے ان کو بڑے شوق سے یہہ فیاضانہ آرزو تھی کہ کمزور کو زبردست کے ظلم سے بچائین لیکن کبھی فیاضی مین ایسی افراط ہو جاتی ہے کہ وہ دوسری طرف اوندھے منہہ گرتی ہے اور بعض اوقات عدالت کی بڑی محبت ناانصافی کے کام کراتی ہے۔ جب پنجاب برٹش گورنمنٹ مین الحاق کیا گیا تو یہہ الحاق اسکے بڑے بڑے سردارون کے لیئے بے جینی کا ناسور تھا پنجاب کی اول رپورٹ مین یہہ لکھا گیا کہ کوئی انقلاب عظیم سلطنت بغیر اسکے نہین واقع ہو سکتا کہ اس مین بعض جماعتون کو نقصان وضرر نہ پہنچے۔ جب کوئی سلطنت تباہ ہوتی ہے تو اراکین سلطنت اور امرا پر کچھ نہ کچھ تباہی آتی ہے وہ فرقہ جو اپنی اولوالعزمی

اور جاہ طلبی اور مذہبی حرارت کے سبب سے حکومت کرتا تھا وہ معمولی ادنے سوسائٹی کے ساتھ ہموار ہونے پر
اور زندگی کے عام پیشون اور کامون کے اختیار کرنے پر بغیر اسکے رجوع نہین کر سکتا کہ اسکے دل مین ناراضی
سے حزن وملال پیدا ہو اور اپنے زبردست فاتحین سے کینہ کی آگ اسکے سینہ مین نہ روشن ہو خواہ
گورنمنٹ کیسی ہی انسانیت رکھتی ہو فتح کی ساعت مین ان تباہ شدون کو رحم کی خواہش ان کمزوریون
مین سے ایک تھی جسکی سوچ بچار کے وہ عادی تھے - وہ ایک بڑا داؤن کھیلتے تھے جسکو بالکل ہار گئے
وہ اپنے سر پر آپ آفتون کو لائے تھے اپنے پاؤن مین آپ کلہاڑی ماری تھی انہون نے لڑائی کو
اپنے کوتکون سے اپنے سر پر آپ بلایا تھا جسنے انکو تباہ کیا - انگریزی پولیسی کبھی یہہ نہین ہوئی کہ وہ ناحق زبردستی
سے انپر حملہ آور ہوئے ہون انگریزون نے کبھی پنجاب پر قبضہ کرنے کی تمنا نہین کی نہ انہون نے سکھون
کی سپاہ سے اول جنگ کرنی چاہی - وہ بہادر قوم جو اپنی آزادی کے لیے لڑتی ہے اپنے جوہر انسانیت
وحمیت وغیرت دکھاتی ہے اور اسکے جو پیشوا اور سردار ہوتے ہین وہ ہمدردی اور تعظیم واحترام کے مستحق ہوتے
ہین مگر سکھون نے اپنی قومی حمایت کی عزت کو خاک مین یون ملایا کہ انہون نے انگریزون کی دوستی کا ادعا کیا
اور لڑائی شروع کی انہون نے اپنی حب الوطنی کو دغا وفریب کا داغ لگایا اور اپنے جھوٹ اور مکر سے
اپنی عزت کو کھویا - لیکن پھر بھی پاک دل نیک نفس ہنری لارنس نے سکھون کے سردارون اور پنجابی
امیرون کے قصورون سے بڑی چشم پوشی کی اور ان کے خستہ حال پر جو اس نئی گورنمنٹ کے سبب سے
پیدا ہوئی تھی بڑی مہربانی کی نظر سے دیکھا اور ان کی ملکیت اراضی پر اپنا ہلکا ہاتھ رکھا اور سختی نہین
کی جو اعلیٰ گورنمنٹ چاہتی تھی کہ جو اسنے بہادر سردارون اور بے ریا مشدان مذاہب کے لیئے
بہت اراضی لطور معافی دیدی مگر اس مین کوئی فضولی ایسی نہین کی کہ وہ مالی حالت مین باعتبار
ہو ولی بکل خلل پیدا کرتی بہت سی صورتون مین ان رئیسون کی جماعت نے اپنی امید سے زیادہ
گورنمنٹ کا عطیہ پایا - ان پاس جو بالفعل زمین قبضہ مین تھی وہ بدستور قائم رہی مگر چین حیات
بہت تھوڑے سے سردار تھے جنکی دوسری نسل کو اپنی آبائی ریاست سے مستفید ہونا نصیب ہوا ہو
پس اسطرح گورنمنٹ نے اپنے زور اور رحم کو مناسب اندازہ سے ملا کر دہشتناک جماعتون کی اطاعت
حاصل کر لی گو انکی رضامندی نہین حاصل ہوئی - اب انگریزی منتظمون کو کوئی خوف باقی نہین رہا
تھا کہ کوئی اندرونی فساد کھڑا ہوگا - لاہور بورڈ کے انتظام سے پنجاب کو وہ برکتین اور نعمتین پہنچین کہ

وہ گورنمنٹ کا قوت بازو ساری سلطنت کے سلامت رکھنے مین بن گیا اس کے انتظام کے لیے
بہتر تدابیر کی جاتی تھین اور ان تدبیرون کی تعمیل کے لیئے تدبیرون سے زیادہ بہتر آدمی مقرر کیئے
جاتے تھے۔ پنجاب کا انتظام کو انگریز اپنا سرمایہ فخر و ناز سمجھتے ہین اور غیر قومین بھی اسکی تعریف
کرتی ہین اسکی خوبی کو وہ لوگ بھی مانتے ہین جنکی عادت نہین کہ ہندوستان کی برٹش گورنمنٹ کی
خوبیون اور نیکیون کو دیکھین۔ گورنر جنرل اس ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک
پھرتے تھے اور ہر چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھتے تھے ان ہی کی خبرگیری کے سبب سے پنجاب کے
انتظام کو لوگ تحریر و تقریر مین بیان کرنے لگے کہ اسکا تجربہ مین لانا وہ ان ہی کے فکر صائب کا
ایجاد اور صحت عقل اور سلامت جسم کا اختراع ہے۔ لیکن یہہ کوئی نیا نظام نہ تھا بہت دنون
پہلے سے اسکا تجربہ کامیابی کے ساتھ ہو چکا تھا اور ہندوستان کے اور حصون مین جاری تھا
مگر وہ کبھی ایسی وسعت کے ساتھ یا ایسے اچھے ملک مین نہین کیا گیا تھا جو گورنر جنرل کا لاڈلا ملک
تھا صرف اس انتظام مین لاہور بورڈ کا مقرر کرنا ایجاد تھا جو ناکامیابی کے سبب چھوڑنا پڑا۔

مالی پولیسی گورنمنٹ اکی سب جگہہ فیاضانہ تھی۔ رنجیت سنگھ نے جو سینتالیس ۴۷ چیزون پر
محصول لگایا تھا ان مین سے صرف بیس ۲۰ چیزون پر محصول قائم رکھنا ہنری لارنس نے ضروری
جانا۔ رنجیت سنگھ پنجاب مین بہت سے مقامات پر راہداری کے محصول لیتا تھا اگر کوئی تجارتی
اسباب ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے مین جاتا تو بارہ جگہہ اس سے محصول لیا
جاتا۔ یکم جنوری ۱۸۵۰ع کو پنجاب کے الحاق ہونے کے بعد کل محصول جو شہر مین اور سڑکون پر
اور درآمد و برآمد مال پر لیئے جاتے تھے موقوف کیئے گئے اور تجارت کے سارے موانع
دور ہو گئے اور اسکو اپنی قدرتی آزادی حاصل ہو گئی۔

ان محصولون کے موقوف کرنے سے آمدنی مین جو کمی ہوئی وہ اس طرح پوری کی گئی کہ آبکاری کا
انتظام کیا گیا اور شراب پر محصول لگایا گیا۔ اسٹام جاری کیا گیا۔ بڑے بڑے دریاؤن کے
گھاٹون پر محصول مقرر ہوا ضروریات زندگی مین سے صرف نمک پر محصول جاری ہوا جسپر ہمیشہ اعتراض
کیا جاتا ہے مگر نمک پر محصول لگنا یہان کے آدمیون کو ناگوار نہین ہوا پنجاب مین نمک کے پہاڑ تھے
ان کا سارا انتظام گورنمنٹ کے ہاتھ مین تھا محصول کی آمدنی کے انتظام کے لیئے پاس کے اضلاع سے

نمک کا آنا موقوف کیا گیا۔

ان انتظامون سے ملک کی خوشحالی کچھ بڑھی ہوئی نہین معلوم ہوتی تھی اسکا سبب کوئی گورنمنٹ کا قصور نتھا بلکہ یہان کی حالتون کا مقتضا وہ تھا۔ پنجاب کے الحاق ہونے کے بعد تین فصلین بہت اچھی ہوئین۔ خالصہ کے سپاہیون نے ہل اور کدال کو ہاتھہ مین لیا۔ جمع مین زر مالگزاری کے کم ہوجانے سے اور ملک مین امن وعافیت کے ہوجانے سے جو پہلے کبھی ظہور مین نہین آیا تھا کاشتکارون کے بڑے حوصلے بڑھے زراعتی پیداوار سے بازار اٹ گئے انکے انبار کے انبار لگ گئے مگر ان کے فروخت کے لیئے سامان نتھے۔ کاشتکارون کو مشکل پڑی کہ جمع جو کم ہوگئی تھی اسکو بھی ادا کرسکین انہون نے زیادہ جمع کی تخفیف کے لیئے دہائی مچائی گورنمنٹ فیاض تھی مسرف نتھی یہ دہائی مچانا خالی از منفعت نہین ہوا۔

سڑکون اور نہرون کا بیان

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ پنجاب مین جیلخانے اور مغربی سرحد پہ قلعے بنائے گئے مگر اب اور کام رفاہ عام اور آسودگی انام کے یہہ تھے کہ سڑکین اور نہرین بنائی گئین۔ یہان ایک بےنظیر و عدیل انجنیر کرنیل روبرٹ نےپیر تھے جنہون نے گرینڈ ٹرنک روڈ (شاہراہ عظیم) اور بڑی بڑی نہرون کے بنانے کے سامان کیئے۔ نہرین اور سڑکین ایکدن مین تو بن نہین سکتین مین تیاریان ہوئین اور بعد ازان انکی تکمیل ہوئی۔ اس ابتدائی زمانہ مین کرنیل نےپیر نے پنجاب کی اول رپورٹ کے ساتھہ ایک نقشہ چسپان کیا جس مین سڑکون کا پورا جال بچھا ہوا تھا اس مین سپاہ کی آمدورفت کے لیئے اور اندرونی اور بیرونی تجارت کے واسطے سڑکین اور اطراف مین شاخین وشعبے بنے ہوئے تھے۔ انہین سے بعض کی تجویز تھی بعض کی پیمائش ہوئی تھی بعض داغ بیل پڑ کر پوری بن گئین تھین اس نقشے مین ملک کے اندر سڑکون کا جال ایسا پھیلا ہوا تھا جیسے کہ انسان کے بدن مین نسون ورگون وشہ رگون کا ہے۔

پنجاب کی رپورٹ مین لکھا ہے کہ پنجاب پر تین سال سے قبضہ ہوا ہے جس مین ۱۳۴۹ میل سڑکین بن کر تیار ہوگئین ۸۵۳ میل سڑکین بن رہی ہین - ۲۴۸۷ میل سڑکون کی داغ بیل لگی ہے اور ۵۲۷۲ میل سڑکون کی پیمائش ہوئی ہے۔ پنجاب مین مغل بادشاہون کی بہت نہرین بنوائی تھین انکی گورنمنٹ نے مرمت کرائی اور کئی نہرون کے نکالنے کی تجویز کی جسکا ذکر ہم نہرون کے بیان مین

کرین گے یہہ تو بڑے بڑے کامون کا بیان تھا اب چھوٹے چھوٹے کامون کا ذکر ہوتا ہے۔

سکون اور زبانون

پنجاب مین سکون اور زبانون کا حال بڑا گڑبڑ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب مین کتنے پردیسی فتح کرنے والے آ گئے ہین اور کسقدر سلطنتون کے انقلاب ہوئے ہین مشرق مین ہر بادشاہ اپنی سلطنت کی نشانی سکہ کو جانتا ہے اس لیئے جو فرمان روا ہوتا ہے وہ اپنا نیا سکہ جماتا ہے اور چلاتا ہے قسمت لیہ مین ۲۸ مختلف قسم کے سکے جاری تھی۔ امرت سر اور لاہور مین تمیس ۳ کے قریب نانک شاہی روپے مختلف طرح کے چلتے تھے غرض ان سکون کے سبب سے تجارت مین بڑی مشکلین پڑتی تھین اور لین دین مین غریبون کا نقصان ہوتا تھا۔ گورنمنٹ نے ایسا انتظام کیا کہ سب سکون کی جگہہ انگریزی سکہ چلنے لگا۔

پنجاب مین زبانین بھی مختلف بولی جاتی ہین گورمکھی گرمتھ کی زبان ہے وہ لکھی جاتی ہے بولی نہین جاتی پھر بعض اضلاع کی زبان فارسی ہے بعض کی پشتو بعض کی پنجابی غرض کورٹ کی زبان سب جگہہ اردو قرار پائی۔

تعلیم

بورڈ نے تین سال مین تعلیم کے لیئے تیاریان کین مونٹ گومری صاحب نے اول دیسی مکتبون کی درس و تدریس کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ کل پنجاب مین سب جماعتون کے لیئے ابتدائی مکاتب تعلیم پانے کے لئے موجود ہین اور ان مین کاشتکارون کی جماعتین بھی پڑھتی ہین کہین کہین لڑکیون کے مدرسے بھی ہین خاص کر مسلمانون کے جنین قرآن پڑھایا جاتا ہے کچھ لکھنا اور کچھ حساب سکھایا جاتا ہے مکتبون کے لیئے مکانات نہین ہین۔ جھونپڑے اور مسجدین و خیمے اور بعض جگہہ بڑے سایہ دار درخت مکتبون کے لیئے مکانات ہین۔ بورڈ کے ممبرون مین یہہ استطاعت نہین تھی کہ وہ کوئی تعلیم کا سررشتہ بڑا بناتے مگر انہون نے یہہ چاہا کہ ہر ضلع مین ایک سنٹرل اسکول قائم کیا جائے پنجاب مین اور ملکون کی طرح انگریزی تعلیم پانے مین تعصب نہ تھا جب انگریزی مدارس جاری ہوئے تو ان مین طلبہ بڑے شوق سے داخل ہوئے اور انگریزی زبان بڑی محنت سے سیکھنی شروع کی اور بہت سے سکھہ سردارون نے انگریزی مدارس اپنی طرف سے جاری کیئے اور روپیہ سے مدارس کی اعانت کی

جنگل و درختون کی حفاظت

پنجاب مین جنگلی درختون کے بنون کی ضرورت ایسی معلوم ہوئی کہ بورڈ نے حکم صادر کیا کہ جہان تک ہوسکے جنگلون کی محافظت کی جائے۔ سرکاری عمارتون کے درختون کے جھنڈ اور بڑی بڑی

سڑکون اور نہرون پر دو رویہ درخت لگائے جائین اس طرح آیندہ نسلون کے واسطے سایہ و کاٹھہ کا سامان مہیا کیا گیا۔ لکڑی کی سب سے زیادہ ضرورت جلانے کی ہوتی ہے سو جنگلون مین سے لکڑی کاٹنے والے جھاڑیون اور درختون کو انا پ سناپ کاٹ لاتے تھے اس کے لیئے یہہ حکم ہوا کہ جہان یہہ کٹائی ہو وہان درخت لگائے جائین اور ان کی پرورش کی جائے لکڑی اور گھاس کے جنگلون کے لیئے اڈورڈس پرنسپ مہتمم مقرر ہوئے۔

زراعت

جو ملک ایسا ہو کہ جسکے باشندے آیندہ کا کوئی فکر نہ رکھتے ہون اور از دست تا دہان پر زندگی بسر کرنے پر راضی ہون اور اگر یہہ بھی میسر نہ ہو تو مرنے کو تیار ہون وہ فصلون کے دور کو کم سمجھتے ہین اور کمتر اسپر عمل کرتے ہین۔ یہہ مشاہدہ کیا گیا کہ جمع کی جو تخفیف کی گئی اسکے اول نتایج مین سے ایک یہہ تھا کہ کوتاہ اندیش کاشتکارون نے ہر جگہہ اناجون کی کاشت کی جسکے سبب سے بازار مین اناج کی افراط ہوئی اور اسی کے متناسب نرخ مین کو ضرر پہنچا اس برائی کے دور کرنے کے واسطے پنجاب مین تمباکو سن ایکھہ وغیرہ کی کاشت بڑی وسعت کے ساتھہ داخل کی گئی۔ ملک مین بالفعل شہتوت کے درخت افراط سے نہ تھے بورڈ نے ریشم کے کیڑون کی پرورش کے لیئے ایسی امداد کی کہ ملک مین ریشم کی تجارت کا بازار گرم ہو گیا۔

پچاس نئی قسم کے جنگلی درخت ان قطعات مین بوئے گئے جو لکڑیون کے لیئے جدا رکھے گئے تھے اور چاء کی کاشت جسکو ممالک مغربی مین طامسن نے جاری کیا تھا وہ مری کے پہاڑون مین اور وادی کانگڑہ کے ڈھلانون پر جاری کی گئی جسکے سبب ایک نئی تجارت چاء کی جاری ہوئی جو افیون کی طرح قابل اعتراض نہ تھی۔

حفظان صحت

مشرق کے اچھے ملکون مین بھی حفظان صحت کے لیئے احتیاطین اور دور اندیشیان کم کی جاتی ہین۔ بڑے بڑے شاندار شہرون کی گلی کوچون مین فرش نہین ہوتا غلیظ رہتے ہین پانی کا نکاس نہین ہوتا۔ جانور جہان مرتے ہین وہین انکی لاشین پڑی ہوئی سڑا کرتی ہین۔ اسلیئے ہوا مین عفونت و سمیت پھیلتی ہے پانی مین کدورت اکثر وبائین آتی رہتی ہین جب سے اموات کے نقشے بننے لگے تو معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل کو یہان بہت کام کرنا پڑتا ہے۔ حفظان صحت کی ترقی کے لیئے جو اول کوشش کی گئی وہ مضر ہوئی۔ سائنس بیماری کے جرمون کو دور نہین کر سکتا جب تک کہ ان کو اپنی جگہون سے

ہلاکر عادت کے خلاف انہین چالاکی نہ پیدا کرے۔ مگر چند سالون کی کوشش و اہتمام سے بخار کے مارے ہوئے اضلاع مین صحت کی ترقی ہوئی۔
ان باتون مین بورڈ فقط اس بات پر راضی تھا کہ وہ مربیانہ حکومت کرے یہہ اکثر کہا جاتا ہے کہ اہل شرق کے واسطے حتی الامکان وہ فیاضانہ حکومت شخصی نہایت اچھی ہوتی ہے جو ہر ایک کام رعایا کے لیئے خود کرتی ہے اور رعایا خود کچھ نہین کرتی مگر وہ نولارنس اسکو کب کامل گورنمنٹ سمجھنے لگے تھے۔ ہر شہر مین انگلش مجسٹریٹ انتظام و بندوبست کی جان ہوتا ہے لیکن اسکے ہمراہ ٹون کونسل کی گئی جسکے ممبرون کو پنجابی خود اپنے مین سے انتخاب کرتے تھے اور جب ممبرون کو اول حرکت دی جاتی تو پھر وہ بہت خوشی سے راہ مستقیم مین چلنے لگتے بس اس طرح سے میونسپل گورنمنٹ کی تخم ریزی پنجاب مین ہوئی جسکی زمین اسکی کچھ نہ کچھ قابلیت رکھتی تھی۔
جیسے کہ حفظان صحت کی تدابیر میدانون مین ہو رہی تھی ایسے ہی اسکے ساتھ پہاڑون پر ایسے مقامات تجویز ہو رہے تھے کہ جہان کی آب و ہوا صحت بخش ہو جسکو انگریزی مین سینی ٹیریم کہتے ہین پشاور راولپنڈی و جہلم کی بڑی بڑی چھاونیون کے سپاہیون کے لیئے خوشنما کوہ مری پر مقامات صحت بخش مقرر ہوئے۔ پنجاب کی غیر آئینی سپاہ کے واسطے دریا سندھ کے پار بہار الدین کے پہاڑون پر دوسرا سینی ٹیریم مقرر ہوا اور لاہور اور سیالکوٹ کی چھاونیون کے واسطے چمبا کے پہاڑون مین سینی ٹیریم تجویز ہوا اسکا نام مجوز کے نام پر ڈلہوزی رکھا گیا۔ اسی زمانہ مین سارے ملک کے بڑے بڑے مقامون مین اسپتال مقرر ہوئے ان کے سپرنٹنڈنٹ ہندوستانی مقرر ہوئے جو انگریزی ڈاکٹری جانتے تھے مشرق مین مریضون کو تعویذ گنڈون منترون جھاڑ پھونک بوٹیون وسحر و جادو پر بہ نسبت نسخون اور دواؤن کے زیادہ اعتبار و اعتقاد ہوتا ہے یہہ مریضون کی خوش نصیبی اس سبب سے تھی کہ یہان طبیبون کا کال تھا۔ مگر پنجاب مین لوگ ہندوستانی ڈاکٹر سے دوا لینا قبول کرتے تھے مگر انگریز کے ہاتھ سے نہین لیکن یقین تھا کہ جب وہ انگریزی دواؤن سے فائدہ اوٹھائینگے تو ان کو انگریزون کے ہاتھ سے بھی لینے لگین گے پنجاب کو برٹش گورنمنٹ اور چھوٹے چھوٹے فائدے یہہ پہنچے کہ ڈاکخانے قائم ہو گئے اور باربرداری کے جانورون کو زیادہ ظلم اٹھانے سے آسائش ملی نمک کی کانون کا انتظام اچھی طرح کیا گیا ملک کی جو عمارات عظیمہ بطور یادگار

نهین انکی مرمت ہوئی۔ غرض ہنری لارنس اور جان لارنس کا بڑا مقصود یہہ تھا کہ ہر چیز کو جو ہوسکتی ہو
دریافت کیجیے اور کسی چیز کے نہ کرنے کے لیئے عذرات نہ کیجیے۔ پنجاب کے انتظامات جو اوپر
بیان ہوئے ہین اگر کسی کو یہہ معلوم ہون کہ وہ کچھ نہین ہین ان مین کوئی بڑی شان نہین پائی جاتی
تو اسکا جواب یہہ ہے کہ کسی نے خوب کہا ہے کہ کامل چیز ادنے ادنے چیزون سے بنتی ہے
مگر کامل بننا خود ادنے چیز نہین۔

یہہ سچ ہے کہ سلطنتون کے حساب کتاب کی جانچ پڑتال اسطرح نہین ہوتی جیسی کہ تجارت کے
کارخانہ یا نعائی یہی کھاتون کی ہوتی ہے۔ فرمان روائی مین تو خزانہ پر دلیرانہ لحاظ نہ کرنا بھی دانائی
اور بہتر کفایت شعاری ہوتی ہے۔ باوجودیکہ ہندوستان بڑا مفلس ملک ہے مگر بورڈ کی کوشش
اور حسن انتظام سے پنجاب کی آمدنی ہر سال بڑہتی گئی۔ باوجودیکہ اسکو ہر چیز کا ازسرنو بنانا تھا جس
مین ترقی جلدی جلدی ریل سے زیادہ تیزرو تھی پہلے سال مین باون لاکھ اور دوسرے سال چوسٹھ لاکھ
اور تیسرے سال مین ستر لاکھ روپیہ کی بچت ہوئی۔ اس اضافہ آمدنی کا کچھ سبب تو جاگیرون کی ضبطی تھی
اور چوتھے سال مین سرکاری مال کے نیلام سے زیادہ آمدنی ہوئی مگر اسکے ساتھ گرینڈ ٹرنک روڈ
اور بڑی نہر بنانے کے بڑے خرچ لگے ہوئے تھے اسپر بھی ۵۳ لاکھ روپے کی بچت ہوئی۔ بورڈ یہہ جانتے
تھے کہ آئیندہ دس سالون تک پبلک ورکس مین زیادہ روپیہ خرچ کرے اور یہہ پبلک ورکس بعد ختم ہونے
کے خود آمدنی کے صیغے تھے انسے امید تھی کہ آئیندہ بارہ لاکھ روپے سے زیادہ آمدنی ہونے لگیگی۔ اگرچہ بندوبست
مین جمع کی تخفیف کی جاتی تھی مگر جمع سرکاری بڑہتی جاتی تھی ۱۸۴۹ء مین جب پنجاب انگریزی عملداری
مین الحاق کیا گیا تو اسکی آمدنی سرکاری ۱۳۴ لاکھ روپیہ تھی اور ۱۸۵۷ء مین غدر کے وقت ۲۰۵ لاکھ
روپے کی۔ اس فاضلات سے بیس لاکھ روپیہ نقد دہلی کو بھیجا جاتا تھا۔

ایک بڑا اعتراض یہہ تھا کہ پنجاب مین پچاس ہزار سپاہ رکھی جاتی ہے جسکا خرچ سرکار کو دینا پڑتا ہے اسکا
جواب لارڈ ڈلہوزی نے خود دیا کہ ستلج کی سرحد کی حفاظت کے واسطے جتنی سپاہ رکھی جاتی تھی اتنی
اب کوہ سلیمان کی سرحد کے واسطے رکھی گئی ہے اس مین صرف دو گورون کی رجمنٹون کا خرچ اضافہ ہوا ہے
اگر پنجاب سے آمدنی نہ ہوتی تو بھی وہ ایک عجیب کامیابی اور فتحیابی تھی۔ اس ناقص دنیا مین بے شک
نہ ہمیشہ نہ اکثر جنگ کا خرچ ملنا سبب اسکے انصاف یا ناانصافی کے ہوتا ہے سکھون کی دو لڑائیون کا

خرچ جو انگریزون پر پڑا وہ اصل مین ڈی فنس (اپنی محافظت کے لئے لڑنا) لڑائی کا تھا جسے مفتوحین کو
فاتحین نے بڑے اخلاقی فائدے پہنچائے اس مین مالی حالت کے اعتبار سے بھی بڑی کامیابی
ہوئی برخلاف اسکے افغانستان کی دو لڑائیون کے جو اگریسو (زبردستی کسی پر حملہ کرنا) لڑائی
تھیں جن کے سبب سے قوم پر حماقت کا داغ لگا اور سوا ر دولت کی بربادی کے کچھ اور نہ حاصل ہوا۔ جب سے
پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا گیا اُس کے انتظام مین بورڈ کے کامون کا نتیجہ یہہ ہے کہ
ملک کے اندر امن امان قائم کیا گیا سرحد کی محافظت کی گئی مختلف سرکاری سررشتے و کارخانے درست
کیے گئے۔ جرائم کبیرہ کا انسداد کیا گیا قانون فوجداری جاری ہوا جیلخانون مین تربیت و تعلیم شروع
ہوئی۔ دیوانی عدالتین قائم ہوئین محصولات تشخص ہوئے زر مالگزاری جمع کیا گیا تجارت کو آزادی
حاصل ہوئی۔ زراعت کو نشو و نما ہوا۔ مخازن قومی بروے کار ظاہر ہوئے۔ آیندہ ترقی کے لیے
منصوبے باندھے گئے مالی آمدنی کا انتظام کیا گیا۔

۱۸۵۳ء مین لارڈ ڈیل ہوزی نے بغیر کسی افسوس کے بورڈ کو موقوف کر دیا ان کے نزدیک اس مین
کما حقہ کامیابی نہین ہوئی۔ ان کا یہ فعل بڑا نازک تھا کہ انہون نے پنجابی بورڈ کو توڑ دیا اور اسکی
جگہہ چیف کمشنر صاحب اختیار صرف ایک آدمی مقرر کر دیا یہ گورنر جنرل کی خوشی و مرضی تھی کہ
پنجاب کا انتظام کئی آدمیون کے ہاتھہ مین ہونے کی جگہہ ایک آدمی کے ہاتھہ مین رہے جب انکے
اس ارادہ کی شہرت ہوئی تو کوئی بنگلہ و کوٹھی دیک چوبہ خیمہ جس مین انگریزی افسر رہا کرتے ہون
اس ذکر سے خالی نہ تھا کہ ہنری لارنس اور جان لارنس مین دیکھین کون چیف کمشنر پنجاب
مین مقرر ہوتا ہے۔ ہر بھائی کے اوصاف ایسے بیان کیئے جاتے تھے کہ پہلے سے یہ فیصلہ
کرنا مشکل تھا کہ کون چیف کمشنر مقرر ہوگا مگر گورنر جنرل نے جان لارنس کو چیف کمشنر مقرر کرکے
اس مشکل کو حل کر دیا۔ لارڈ ڈیل ہوزی کی پالیسی الحاق ممالک کی روز روشن کی طرح عیان ہوگئی
تھی جسکے برخلاف ہنری لارنس کی راے تھی اور اسکے موافق جان لارنس کی راے اب اسوقت
اس بات پر کچھہ افسوس نہین ہوتا کہ ایسا کیون ہوا۔ اسلیئے کہ جب غدر کا طوفان سارے ہندوستان
مین مچا تو یہہ مشیت ایزدی تھی کہ دونون بھائی اپنے ایسے عہدون پر مامور تھے جو ان کے لیے
سزاوار تھے مگر اسوقت مین بہت لوگون کو افسوس تھا کہ ہنری لارنس کا نام پنجاب کے انتظام سے

اٹھ گیا جنکے سبب سے سکھون کے دلون مین انگریزون کا رعب اب بیٹھا تھا یہہ کہتے ہین کہ ہنری لارنس
ان سکھ سردارون کے ساتھ بڑی ہمدردی و دلسوزی مروت و رعایت کرتے تھے جنکو انگریزی عملداری
کے سبب سے پنجاب مین نقصان پہنچا تھا وہ اس داد و دہش مین دریغ نہین کرتے تھے کہ انکو ملک
کی آمدنی کا ایک حصہ دیا جاے لارڈ ڈیلہوزی یہہ چاہتے تھے کہ ملک کی آمدنی کا اضافہ ہو
اس آمدنی کے اضافہ کرنے کا ڈہب جان لارنس کو خوب آتا تھا۔ جان لارنس صاحب اپنے
بھائی کی محبت کے سبب سے اپنی خدمت سے جدا ہونا چاہتے تھے مگر گورنر جنرل کب ان کو
جدا کرتا تھا اسکو تو انکی خدمات کی ضرورت تھی اسلیئے ان کو چیف کمشنر مقرر کر دیا اور ہنری لارنس
کو راجپوتانہ کا رزیڈنٹ مقرر کر دیا کہ وہان اپنی دریا دلی اور برتری دکھائین سچ بات یہہ ہے
کہ پنجاب مین مدبر سپاہی کا کام ختم ہو چکا تھا جس مین سر ہنری لارنس کی خدمات بکار آمد ہوتی یقین
اب وقت یہہ آگیا تھا کہ کوئی سول افسر اپنی خدمات بجا لاے اور وہ سولین بھی ایسا ہو کہ بڑا تجربہ کار
خاص کر مال کے کام مین ہو۔ وہ جان لارنس تھے جنکو اسنے چیف کمشنر مقرر کر دیا لارڈ ڈیلہوزی نے
بورڈ کو کبھی پسند نہین کیا اور ہنری لارنس کو بمجبوری بغیر اپنی خوشی کے مقرر کیا تھا جو اصل
پولیسی الحاق کو پسند نہین کرتا تھا مگر انہون نے ہنری لارنس کو ایسا برا بھی نہین جانا کہ جس وقت
الحاق کی پولیسی قائم ہو جائیگی تو وہ اسکی کامیابی مین شوق اور گرمجوشی سے کوشش نہین کرینگے
ان دونون مین اختلاف راے روز بروز بڑہتا گیا ہنری لارنس نے مفتوح دشمنون کے ساتھ
ہمدردی کو وہ بڑھایا کہ الحاق کی پولیسی انکو ناگوار معلوم ہوتی تھی اسواسطے یہہ طبع بشری کا تقاضا
تھا کہ لارڈ ڈیلہوزی اول موقع پاکر بورڈ کو موقوف کرین اور کوئی اسکی جگہہ ایسا کارکن اپنے لاڈلے صوبے
پنجاب مین مقرر کرین جو انکی پیاری پولیسی الحاق کو پسند کرے بس انہون نے ایک سولین کو جو
ان کے ساتھ متفق الراے تھا بجاے اس سپاہی کے جو ان سے راے مختلف رکھتا تھا
چیف کمشنر مقرر کرنا زیادہ پسند کیا اور پنجاب کا بورڈ موقوف کرکے سارے ملک کا انتظام ایک
حاکم کے اختیار مین دیدیا۔ جان لارنس نے چیف کمشنر ہو کر پنجاب مین اپنی ساری انتظامی لیاقتون
کے جوہر دکھائے۔ وہ دن رات صبح و شام کام کرتے تھے اور ان کے ماتحت جسطرح کام کرتے
وہ تاریخ مین مشہور ہے وہ خود بڑے قوی اور تنومند تھے ان کے استخوان اعصاب و دل و دماغ

وہ قوت الماس رکھتے تھے کہ نہ خمیدہ ہون نہ شکستہ ہون وہ اورون کو بھی یہی چاہتے تھے کہ میری طرح توانا ہون - جیسا وہ جو سخت کام کرتے تھے تو ان کے ماتحت افسر بھی سخت کام کرنے سے خوش ہوتے تھے وہ زندگی کے معنی ہی کام کرنا جانتے تھے وہ ہمیشہ جیسی خدا کی عبادت کرتے تھے ایسی ہی بندگان خدا کی خدمت کرتے تھے وہ پنجاب مین اپنے سارے ہم وطنون کے لیے ایک سچے شریف عیسائی بطور نمونے کے تھے۔

مہاراجہ دلیپ سنگھ اور رانی جنداں

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ ڈاکٹر لوجن صاحب کو مہاراجہ دلیپ سنگھ کی اتالیقی سپرد ہوئی تھی جنکی تعلیم و تربیت کی تلقین کا نتیجہ یہہ تھا کہ مہاراجہ نے اپنے باپ دادا کا مذہب بدل ڈالا اور عیسائی ہو گئے اور انگلستان کی بود و باش اختیار کی - ان کی مان رانی جنداں عرف (رانی جاند کنور) بنارس مین جلا وطن ہوئی تھی - انگریزی عملداری مین پنجاب کے الحاق ہونے کے چند روز بعد اس نے قید فرنگ سے اپنی رہائی کے لیئے سازش کی -

۶ - اپریل ۱۸۴۹ء کو اسنے اپنی سکونت کا مقام قلعہ چنار مین دریا کی طرف بدلا - اس تاریخ کی شام کو اپنے مقام سے چھپ چھپا کر اس پری پیکر دیو سیرت نے جوگن بن کے تن تنہا دور دراز کا سفر کیا نیپال کی دار السلطنت کی طرف اختیار کیا اور کمال یہہ کیا کہ ۱۹ - تاریخ تک پس پردہ اپنی آواز اس افسر کو سناتی رہی جسکی حراست مین تھی اس تاریخ کو معلوم ہوا کہ وہ مفرور ہو گئی - نیپال کی سرحد پر صحیح سلامت پہنچکر اسنے نیپال کے راجہ سے سیاہ پہاڑون مین آزادانہ رہنے کی اجازت مانگی کاٹھمانڈو کا دربار اسکے لیئے اپنا جواب تیار کر رہا تھا کہ گورنمنٹ نے اس بس کی گانٹھ کا تمام مال و اسباب بنارس مین ضبط کر کے اس پاس حکم بھیجدیا کہ جہان ہو وہان بیٹھی رہو سرکار سے تم کو ایک ہزار روپیہ ماہوار پنشن ملا کریگی - مدتون کے بعد وہ اپنے ہی بیٹے دلیپ سنگھ پاس انگلستان چلی گئی غم کی ماری ہوئی اندھی ہو گئی تھی بڑھاپا جلد آ گیا تھا - انگلستان مین ۱۸۶۳ء مین بیٹے کے پاس اسکا انتقال ہوا لوگ کہتے ہین کہ اسکے جنم پترے کی بدھ ل گئی اس مین لکھا تھا کہ اسکا بیٹا ادھرم ہوگا اور وہ پردیس مین مریگی - لاہور کا بورڈ جو نیک کامون کی تدابیر کرتا یا انکو اختیار کرتا نہین لارڈ ڈلہوزی نہایت سنجیدگی سے اپنا حصہ لیتا - نئے انتظام کے سارے بڑے کامون کے چہرہ مین اسکے دست و دل کی کارفرمائی کے خط و خال بہت نظر آتے تھے وہ وقتاً

فوقتاً پنجاب مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھرتا اور ہر ایک چیز کو اپنی آنکھون سے دیکھتا ڈیوک ولنگٹن کی مثل وہ ہر چیز کو خود دیکھکر حکم دیتا اور اسکے حکم کی ذرا ذراسی باتون کی تعمیل ہوتی کوئی چیز اسکو اپنی اطلاع کے لیئے چھوٹی اور اپنی اصلاح کرنے کے لیئے بڑی نہین معلوم ہوتی تھی۔ سرچارلس نیپیر
سر جارج سپاہ کا مقرر کرنا اسکے اپنی ہی دیانت کا ایجاد تھا۔

۷۔ مئی ۱۸۴۹ء کو سرچارلس نیپیر نے لارڈ گوف کمانڈر انچیف سے انکے عہدہ کا کام لیا وہ جس فتح کے حاصل کرنے کی امید مین یہان آئے تھے اُن کے آنے سے پہلے وہ حاصل ہو چکی تھی اس لیئے انکو اسکی عزت کے حاصل کرنے مین مایوسی ہوئی مگر اس پیر کہن سال خود رائے سپاہی نے ۶۹ سال کی عمر مین گورنمنٹ سے اور کامون مین مداخلت کرنے مین مباحثے شروع کیئے انہون نے سکوٹ لنڈ کے جوان لارڈ ڈیل ہوزی کی نسبت اپنی رائے کا اظہار کیا کہ وہ پانی کی طرح ضعیف ہے اور خوش نما عورت کی طرح یا بدصورت مرد کی طرح خود نما ہے لارڈ ڈیل ہوزی نے پنجاب کے انتظام کے لیئے جو لیاقت کل تدابیر اختیار کین ان پر طعن و تشنیع سر چارلس نے علانیہ کین انہون نے اپنی بے چین متکبر اور خود پسند طبیعت کے سبب سے گورنمنٹ کے ہر معاملہ مین مداخلت کی جو انکے تجربے اور ان کے عہدہ کے فرائض سے خارج تھی اگر لارڈ ڈیل ہوزی ایسے ضعیف ہوتے جیسے کہ نیپیر نے اوپر بیان کیا تو تمام اختیارات گورنمنٹ کے وہ اپنے ہاتھون مین لے لیتے۔ انہون نے لاہور کے بورڈ پر زور ڈالا کہ پنجاب کی گورنمنٹ ان کی تدابیر مجوزہ کے موافق بنائی جائے جسکا مقصود اصلی یہہ تھا کہ پنجاب مین اعلے درجہ کی حکومت کمانڈر انچیف کے ہاتھ مین رہے اس باب مین گفتگوئین بڑی تلخ آمیز ہوئین نیپیر کی قلم نے ایسا زہر اگلا کہ ہنری لارنس بھی ہمیشہ اپنی مزاج کو ایسے دشمن کے برخلاف قابو مین نہین رکھ سکتے تھے مگر نیپیر صاحب سے کچھ ہو انہین بورڈ جیسا تھا ویسا ہی رہا۔ مگر پنجاب اور واقعات ایسے پیش آئے کہ ان مین نیپیر کے موجود ہونے کی ضرورت پڑی ۱۸۴۹ء کے دسمبر کے شروع مین کرنیل جارج لارنس پشاور سے کرنیل بریڈشا کی سپاہ لیکر یوسف زئی کے ملک مین بعض سرکش زمینداروں کی سزا دینے کے لیئے چلے بعض لڑائیان بڑی تیزی و تندی سے ہوئین جنمین دشمنون کو شکست ہوئی اور ان کے دیہات جلائے گئے۔ یہہ سزا انگلستان میں

انگریزون کے کانون کو بڑی وحشیانہ معلوم ہوتی ہے۔ جارج لارنس نے پشاور اور کوہاٹ کے
درمیان ایک سڑک بنوائی تھی اسپر سیپر کا ایک گروہ کام کرتا تھا اسپر بعض آفریدیون کی قومون نے وحشیانہ
حملہ کیا انکی سزا دینے کے واسطے ۹۔ فروری سنہ ۱۸۵۰ع کو کرنیل بریڈشا اور جارج لارنس پشاور سے
سپاہ لیکر چلے۔ اس سڑک کے بننے سے آفریدیون کا نقصان یہہ تھا کہ انکی لوٹ مار کے حقوق
آبائی مین خلل پڑتا تھا اور یہہ قومین اس سبب سے بھی شائد ناراض تھین کہ کوہاٹ کے نمک کی کانون پر
محصول لگایا گیا تھا۔ سر کولن کیمبل اور خود نے بہیر بڑی بیچدار راہ مین سے گذر کر درہ کوہاٹ
مین پہنچے جہان آفریدیون نے سیپر کے سپاہیون کو مارا تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوئین
آفریدیون کے چھہ گانون جلائے گئے اور کوہاٹ کے قلعہ کی تہوڑی سی سپاہ کی امداد
کر کے وہ پھر پشاور کو واپس چلے آئے۔ دشمن نے جیسا جاتی دفعہ انکا مقابلہ کیا تھا اس سے
زیادہ آتی دفعہ سخت مقابلہ کیا اور توڑہ دار بندوقین پہاڑون پر سے چلائین۔ اس سفر مین سوا اپیل
تک سخت لڑائیان ہوتی رہین جرنیل نے بہیر اپنی سپاہ کی بہادری کی تعریف کرتے ہین کہ انہون نے
ان کوہستانی دشمنون سے جو دنیا مین بڑے دلیر و چالاک غارتگر مشہور ہین خوب معرکہ آرائی کی
ان لڑائیون مین انگریزون کے بیس سپاہی ضائع ہوئے مگر آفریدیون نے انگریزون کی
اطاعت نہین قبول کی۔ ۲۸۔ فروری کو انہون نے درہ کوہاٹ مین ایک قلعہ پر حملہ کیا محصورین کے
چھڑانے کے لیئے گوف کے سپاہی گئے محاصرہ سے دشمنون کے ہٹانے مین ان کو دشواریان
پیش آئین اور آفریدی پشاور اور کوہاٹ کے درمیان راہ کے مسدود کرنے مین کامیاب
ہوئے۔ جولائی سنہ ۱۸۴۹ع مین راول پنڈی مین دو سپاہیون کی رجمنٹون نے تنخواہ لینے سے انکار
کیا اس سرکشی کا حال ہم سپاہ کی سرکشیون کے بیان مین لکھین گے۔

نیپال اور بھوٹان کے درمیان ایک چھوٹی سی ریاست سکم ہے انگریزی ڈاکٹر ہوکر کیمبل اپنی
تحقیقات علم نباتات کی پیروی و دھن مین دارجیلنگ کے گرد بہت دور انگریزی قلمرو سے
چلے گئے جینی بہرہ چوکی والون نے انکو روکا تو وہ الٹے واپس ہوئے کہ راجا کے سپاہیون نے
لپک کر انکو زمین پر گرا دیا اور رسون مین خوب جکڑ کر باندھ لیا کئی ہفتہ تک انکو قیدخانے مین رکھا
اور بہت تکلیف دی راجہ کی عملداری کے ہمسایہ مین ایک پہاڑی مقام دارجیلنگ تھا جسپر

انگریزون نے قبضہ کرلیا تھا اور اپنی خوشی سے چھ ہزار روپیہ سالانہ راجہ کو اسکے معاوضہ مین دیتے تھے اس سبب سے راجہ انگریزون کا دشمن ہوگیا تھا جب اس سے اول کہا گیا کہ وہ انگریزون کو قیدے سے رہا کر کے حوالہ کرے تو اس نے انکار کیا تو بنگال کے قریب کی چھاونی سے بھیجی گئی لیکن جاڑے کا موسم تھا سخت برف پڑی تھی اسلیئے سپاہ سکم تک نہ پہنچ سکی ۔ ، ۔ دسمبر کو راجہ کو ترغیب دے دلاکر قیدیون کو چھڑا لیا اب تا ضرور تھا کہ راجہ کو اس جرم کی سزا دی جائے ۔ جنوری کے آخر مین تھوڑی سی سپاہ بھیجی گئی جس مین سو سپاہ اور چند ہلکی توپین تھین وہ رنجیت دریا کی طرف روانہ ہوئی اس فوج کشی مین کسی کی نکسیر بھی نہین پھوٹی کہ راجہ کسی دور کے قلعہ مین بھاگ گیا اور اس کی سپاہ کا بھی پتہ نہ لگا۔ راجہ کے باپ دادا کو برٹش گورنمنٹ نے نیپالیون کے ہاتھ سے بچایا تھا اسپر یہہ احسان کیا تھا جب اس احسان فراموش نے یہہ جرم کیا تو اسکو یہہ سزا دی گئی کہ اس سے وہ زمینین لے لی گئین جو اسکو جنگ نیپال کے ختم ہونے پر دی گئی تھین اور پھر دارجیلنگ کا کرایہ چھ ہزار روپیہ سالانہ بھی نہین دیا گیا۔

ہمنے پہلے بیان کیا ہی کہ کھانڈ یا کھونڈ کی قوم مین یہ دستور تھا کہ وہ پرتھوی کی پوجا کرتے تھے اور اسپر زندہ انسان کی قربانی چڑھاتے تھے اس قربانی کو مری آہ کہتے تھے ۔ گم سر کی مرتفع زمینون مین کھانڈ قوم کا ایک سردار جو کروپیائی لوٹ مار کرتا تھا گم سر کے جنوب مغرب مین ایک کھانڈ کا ضلع چنا کمیڈی تھا اس مین اس انسان کی قربانی کے انسداد کے لیئے از سر نو کرنیل کیمبل نے مہم اختیار کی انہون نے نہایت احتیاط سے اپنے استقلال اور پیار اخلاص کو کام مین لاکر ایک موسم مین دو سو چھ یا کی جان موت کے پنجے سے بچائی اور جو وحشی قومین ان کے گرد جمع ہوئین ان سے قسم لی کہ وہ آئیندہ انسان کی قربانی نہین کرین گے جبکا انسداد برٹش گورنمنٹ چاہتی ہے بدہ مین ایک سو بچے اور زندہ بچائے گئے ہمسایہ کے مشنریون کو ایک سو بیس بچے حوالہ کئے گئے کہ وہ انکی سرکاری خرچ سے پرورش کرین سورا دامین ان چھ یا لڑکیون مین سے بہت کو خانہ داری کے کام ایک بڑی بوڑھی صاحب اعتبار عورت نے سکھائے لوگون مین بعض نے دیہات مین زراعت شروع کی۔

بعض سپاہ مین بھرتی ہوئے ۔ بہت طرفون مین نئی سڑکین بنائی گئین ۔ مدت سے چند افسر

کھانڈ کی زبان بڑی محنت سے سیکھتے تھے یہہ زبان اب تک تحریر کی صورت مین نہین آئی
تھی انہون نے کھانڈستان کے اسکولون اور پولس کے نوکرون کے لیئے اس زبان کی تحریری
صورت بنادی ۱۸۴۲ء کے ختم ہونے سے پہلے کیمبل صاحب بہت دور سور او آئین گئے
کہ وہان قدیمی رسم دختر کشی کو موقوف کرائین۔ انہون نے وہان خاندانون کے سردارون کو کچھ
دھمکیان دین کچھ اقرار لیئے کچھ ترغیبین دین اور اسطرح انسے ایک عہدنامہ پر دستخط کرائے جس
مین انہون نے اقرار کیا کہ ہم اپنی لڑکیون کی پرورش کرین گے اور لوہوح یہ قدیمی دستور کے موافق
انکی قربانیان نہین کرین گے۔ دختر کشی کا رواج کچھ افلاس کے سبب سے تھا اور کچھ اس وجہ سے تھا کہ
وہ آپس مین گوتھ بچاتے تھے اور لڑکیون کی شادیان آپس مین نہین کرتے تھے کھانڈستان کے
اور حصون مین ۱۸۵۰ء مین کیمبل صاحب کے نائب کپتان میک ڈمی کار نے اس کام مین بڑی
کوشش کی کوڑیون میریاہ کو قربانی ہونے سے بچایا اور سردارون سے اقرارنامے لیئے کہ وہ آیندہ
یہہ قربانیان نہین کرین گے بٹنہ کے کھانڈ کو شل ان کے رشتہ دارون لوہوحہ اور گم سر کے
سکھایا گیا کہ وہ اپنے کھیتون مین لڑکیون کے خون چڑھانے کی بجائے بیل کا خون چڑھایا
کرین۔ دوسرے سال کیمبل صاحب خود جے پور کی انسان کی قربانی کرنے والی قومون مین
گئے اور انہون نے اس رسم کو جو جینا کیمیڈی کے جنگلون مین سے سنئے والی تھی مٹانا چاہا جب
انہون نے ان قومون کو بلایا تو انہون نے انکے خیمہ پر حملہ کیا اسکے بہرہ چوکی کے سپاہیون نے
جو چند گولیان چلائین تو وہ سب پراگندہ ہوکر بھاگ گئے بعد ازان ان بھگوڑون نے اطاعت
اختیار کی اور اپنے سب میریاہ حوالہ کردئیے اور عہد کیا کہ ہم انسان کی قربانی نہین کرین گے۔
انہین کی مرتفع زمینون مین بنڈاری کے آدمی جنگلون کے اندر چلے گئے اور کپتان صاحب کی سرا
ان آدمیون کی قربانیون کے سر ڈال گئے جو ابھی ہی کین تھین یہہ گویا انہون نے اشارہ بتایا
کہ ہم تمہارا کہنا نہین مانین گے۔ ان بھگوڑون کے ساتھ معاملہ کرنے نے کپتان صاحب کو حیران
کیا انھون نے بنڈاری کے گانوَن کو مع اسکے تمام سنبرگ ٹہلیون کے جلادیا تاکہ وہ آیندہ انسان کے
قربان کرنے سے باز رہین اس مین قدرے انکو ناکامی ہوئی گر جے پور کے کھانڈ سے جاڑے کے
موسم مین انھون نے ۵۸ امیریاہ کو چھڑالیا۔ یہان جاڑے مین انگریزون اور سپاہیون کو تکلیف

اٹھانی پڑی اگر م سے گرم ملک مین نہ اٹھانی پڑتی ۱۸۵۲ء مین کرنیل صاحب جو کبھی تھکتے نہ تھے
ایک مشن مین گئے جس مین ان کے قدیمی مددگار و معاون مر گئے یا موت کے قریب ہو گئے صرف
ایک قوم نے جنا کہمنڈی مین اپنی قدیمی رسم کی حمایت مین ہتھیار اُٹھائے لیکن ان لڑنے والون کے
ہتھیار گنگڈا سے کیمبل صاحب کی بندوقون اور قواعددان سپاہ کے روبرو کیا کام کر سکتے تھے وہ
بھاگ گئے اسکا ایک گاؤن جلا یا گو اسمین سختی تھی مگر اس سے وہ صرف ڈری نہین گئے بلکہ
مطیع ہو گئے ان کے سردار تمام ملک مین گورنمنٹ کے معاون اس اپنے ملک کی وحشیانہ رسم کے دور
کرنے مین ہو گئے کیمبل صاحب نے جب جے پور مین سفر کیا تو بنداری کے کھانڈ بڑی تنا سے
ان سے صلح کرنے آئے اور اپنے میریاہ حوالہ کیئے اور ان کے سردارون نے ضروری عہد و پیمان
کیئے اسکے معاوضہ مین اناج جو چھین لیا گیا تھا واپس کیا گیا اور ان کے جھونپڑے جو ویران کر دیئے گئے
تھے ان کے بنانے کے واسطے کافی روپیہ دیا گیا ان کے گاؤن کے لیئے ایک نئی جگہہ کیمبل صاحب نے
مقرر کی جو ان کے پہلے گاؤن کی جگہہ سے دور تھی تاکہ ان کو قربانی کے پرانے مقامات دیکھنے سے
انکو اپنی پرانی رسم کی پھر تحریک نہو کیمبل صاحب کے اہتمام کا نتیجہ یہہ تھا کہ کھانڈ کے ۲۲۰ دہات مین سے
صرف ایک گاؤن مین ان کے جانے کے بعد صرف ایک آدمی کی قربانی ہوئی ۱۸۵۳ء کے جاڑے
مین کیمبل صاحب نے پھر اپنی فیاضانہ کوشش کی جہان وہ یا ان کے شریک کار جاتے وہان اپنی
بڑی کامیابی کی نشانیان پاتے جنا کہمنڈی کی دختر کشی قومون مین نوجوان لڑکیان نشو و نما
پا رہی تھین سرکار کمپنی کے ایجنٹ کو وہ لوگ جو دختر کشی کے مخالف تھے اپنی لڑکیون کو اسلیئے دکھاتے
کہ ہم نے کیا ایمانداری سے اپنے وعدہ کو ایفا کیا ہے۔ جن قومون مین اب تک جانا نہین ہوا تھا
انہون نے بھی عہدنامے لکھدیئے کہ وہ دختر کشی نہین کرین گے۔ غرض اسی طرح یہہ رسم میریاہ کی
ایسی مٹ گئی کہ وہ اب گذشتہ زمانہ کا ایک خواب معلوم ہوتا ہے۔

میرواڑہ ایک تنگ قطعہ پہاڑ اور جنگل کا اجمیر کے متصل ہے وہ میواڑ اور مارواڑ کے درمیان
حد فاصل ہے اس مین مُر ایک قوم رہتی تھی جسکا پیشہ رہزنی تھا وہ اپنی لڑکیون کو مار ڈالتی تھے
اور اُن کی ماؤن کو بیچ ڈالتے تھے اور اپنے ہمسایہ کے رجپوتون کی جان و مال لینے کے لیئے
لڑائیان کرتے تھے ۱۸۲۱ء مین یہہ ملک انگریزی عملداری مین آیا تو یہہ وحشی قوم کپتان ہال صاحب کے

میرواڑہ [illegible]

حوالہ کی گئی انکی دلدہی اور ہوشیاری اور دلداری سے چودہ برس کے اندر یہہ قوم آدمی بن گئی - چورون کے گروہون کو انکوا پنے ہی رشتہ دارون نے ہلاک کیا وہی لوگ انگریزون کی سپاہ اور پولس مین بھرتی ہو گئے - ان کے دہات مین پنچایتین مقرر ہو گئیں جو سنگین وارداتون کے سوا سب مقدمات کا فیصلہ کرتی تھین - وہ بجائے اسکے کہ اپنے ہمسایون کی زمینین غارت کرتے اپنی زمینون مین زراعت کرنے لگے اور پیشیون و حرفون مین لگ گئے -

کرنیل ہال تو بیمار ہوکر ولایت چلے گئے ان کے جانشین ۱۸۳۵ء مین کپتان ڈکسن اور سر چارلس مٹکف مقرر ہوئے - کپتان ہال نے جس کام کی بنیاد ڈالی تھی اسکی عمارت کو کپتان ڈکسن نے تنہا بارہ برس رہ کر پورا بنایا انہون نے دیکھا کہ اس ملک مین اکثر خشک سالی ہوتی ہے زراعت کے لیئے باقاعدہ آب رسانی کی بڑی ضرورت ہے انہون نے گورنمنٹ کے حکم سے اور اعانت سے یہان کے آدمیون سے تالاب اور کنوے کھدوانے شروع کیئے اور پہاڑون مین پانی کے روکنے کے واسطے بندھ بنوائے - کچھ روپیہ تو دیکر جنگلون کو صاف کرایا اور ان مین زراعت کرائی جو زمین بنجر پڑی تھی وہ بار آور ہوگئی جب ڈکسن صاحب نے اپنی ریاضت کے یہہ ثمر دیکھے تو انہون نے یہہ چاہا کہ میرواڑہ مین تجارت کی مستقل منڈی مقرر کردون انہون نے تین مہینے کے اندر ایک نیا نگر آباد کرادیا جسمین ہمسایہ کے ضلعون سے بنئے اور مہاجن آنکر آباد ہوئے تجارت کے بازار کھل گئے شہر کے گرد فصیل بنائی گئی اس مین دو ہزار آدمی آباد ہو گئے جو تجارت و سوداگری و بنج بیپار کرتے تھے - ڈکسن صاحب نے اپنے جانے سے پہلے ایک اسکول کھولا جسمین ہندوستانی اسسٹنٹون کو اپنا سارا کام سکھادیا جنھون نے کام بہت اچھی طرح سے کیا -

دکن مین ریاست میسور ہے جو ۱۷۹۹ء مین سلطان ٹیپو سے لیکر قدیمی خاندان کو جسکو حیدر علی نے تباہ کیا تھا واپس دیدی گئی تھی اسکا رقبہ ۲۸۰۰۰ میل تھا اس مین ہندو آباد تھے اسکے برہمن وزیر پورنیا کے حسن انتظام سے دس برس تک ریاست مین رعایا بڑی خوشحال رہی ۱۸۱۱ء مین پندرہ برس کی عمر کا لڑکا راجہ ہوا اسنے چند سالون مین وہ سارا خزانہ اڑا دیا جو پورنیا نے جمع کیا تھا اور ایسی بری طرح سے حکومت کرنی شروع کی کہ ۱۸۲۵ء مین سر طامس منرو گورنر مدراس نے اسکو صاف صاف الفاظ مین دھمکایا کہ اگر تم اپنے برے طریقون کو نہین

چھوڑ دو گے تو ریاست کی حکمرانی سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ مگر راجہ باوجود اس تنبیہہ کے اپنے کرتوتوں سے باز نہین آیا پس ۱۸۳۱ء مین اسکی رعایا نے سرکشی اختیار کی اور میسور کو بدنظمی سے بچانے کے لیئے راجہ کرشنا راج تخت سے اُتارا گیا اور چودہ لاکھ روپیہ سالانہ اسکی پنشن مقرر کی گئی کہ وہ اپنے محل میں بیٹھا عیش اڑایا کرے اور سول گورنمنٹ کرنیل مارک کبن صاحب کو سپرد ہوئی وہ ریاست مین چیف کمشنر مقرر ہوئے وہ مدبر سپاہی تھے جنکے نیک کامون سے میٹھی بونکلی اور انہون نے خاک میں کلیان کھلائیں انہون نے یہان کے آدمیون کی خو بو خوب پہچانی چھبیس ۲۶ برس تک وہ یہان رہے اور میسور کی گورمنٹ کو ایسا بنا دیا کہ وہ اپنی خوبیون مین برٹش انڈیا کے کسی ضلع سے کم نہ تھی ستی کی رسم کو بالکل بند کرادیا۔ پرانی راہ داری کے محصول اور اور بہت سے محصول موقوف کر دیئے ۷۶۹ محصول موقوف کیئے گئے جنمین یہہ محصول بھی تھے کہ جو بیاہ پر بچہ کے پیدا ہوئے پر اسکے نام رکھنے پر اسکے مونڈن پر لیئے جاتے تھے ایک گاؤن سے محصول اسلیئے لیا جاتا تھا کہ پولی گار (چھوٹا سردار) کے گم شدہ گھوڑے کو گاؤن والے تلاش کر کے نہین لائے تھے۔ اگر کے ضلع مین ایک خاص جگہہ پر اپنے دونو ہاتھون کو پہلوؤن پر رکھ کے جو شخص نہ جاتا اس سے محصول لیا جاتا اور بڑی فیاضی سے پبلک ورکس شروع ہوئے دیوانی اور فوجداری کی عدالتون کی خوب تحقیقات ہو کر اصلاح کی گئی محصول کے کم ہو جانے سے تجارت پر لوگون کو ترغیب ہوئی اور کبن صاحب کے حسن انتظام سے آمدنی ملک چوالیس لاکھ روپے سالانہ سے بیاسی لاکھ روپے پر پہنچی۔ غرض یہہ نتیجہ انگریزی راج کا ملک مین ہونا بڑی تعریف کے قابل کبن صاحب کا کام ہے اسکا نام ہر گھر مین اب تک جپا جاتا ہے۔

لارڈ ہارڈنگ کے عہد مین دو دفعہ معزول راجہ نے اپنی بحالی کے لیئے درخواست کی مگر لارڈ ڈ... اس درخواست کو نامنظور اسلیئے کیا کہ وہ بجائے اسکے کہ چیف کمشنر میسور کا راجہ معاون ہوتا مزاحم ہوا اور کبن صاحب نے کہا کہ راجہ کا چال چلن ایسا نہین ہے کہ وہ ملک کی آیندہ بہبودی اور آسودگی کا کفیل ہو سکے۔ پھر راجہ نے اپنے مقدمہ کو لارڈ ڈلہوزی کے روبرو پیش کیا جسنے شہادت اور دلائل کو تول کو فیصلہ کیا کہ راجہ کا کوئی دعوے نہین پہنچتا کہ وہ بموجب عہدنامہ کے جو اسکی حین حیات تک کیا گیا ہے دوبارہ اپنے راج پر بحال ہو۔ اسکے چال چلن مین بھی کوئی ایسی تبدیلی نہین ہوئی

کہ گبن صاحب نے اسکی نسبت کوئی بھلائی لکھی ہو۔ راجہ کی خود خصلت ایسی تھی کہ اسکی خود رعایا اسکے بحال ہونے کے خیال سے خوف کرتی تھی آخر تین سالون مین گبن صاحب اور ڈکسن صاحب نے جس آسانی سے کام کیئے وہ لکھنؤ اور بڑودہ اور حیدر آباد کے رزیڈنٹ نہین کر سکتے تھے یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ ہندوستانی دربارون مین پبلک کامون کے انتظامون مین رزیڈنٹ کی براہ راست کوئی آواز نہین سنتا اسکا ذاتی اثر و رعب داب بھلائی کے لیئے اس بات پر موقوف ہے کہ وہ بہت احتیاط سے پائین گاہ مین رہتے مین کامیاب رہے وہ اپنی گورنمنٹ کی پولیسی آگے اسطرح بڑھا سکتا ہے کہ وزیر وقت سے خانگی گفتگو مین اس گورنمنٹ کی پولیسی کے بڑھانے کے منصوبے متانت سے بیان کرتا رہے ڈپلومٹیک احتیاط اسکو بہبودی عام اور آسودگی انام مین گرم کوشی مین ایک حد کے اندر محدود رکھتی ہے۔ والی ملک کی پولیسی کے مغلوب کرنے مین اسکو اسکے حقوق و فوائد و اعزاز پر لحاظ کرنا پڑتا ہے لکھنؤ مین سلیمن صاحب اور حیدر آباد مین فریزر صاحب رزیڈنٹ تھے۔ واجد علی شاہ اور نظام کی قلمرو ون مین جو وحشیانہ بدنظمیان اور بدعملیان پاؤن پھیلا رہی تھین اُنکے روکنے مین دونو رزیڈنٹ اختیار نہین رکھتے تھے۔ گائکواڑ کے راجہ بھائی بڑودہ مین بڑے عالی دماغ روشن ضمیر اوٹرم صاحب رزیڈنٹ تھے وہ ہر سرشتہ و صیغے کی کھٹ پٹ کو اپنی تدبیرون سے روکنا چاہتے تھے مگر گورنمنٹ بمبئی انکی ایسی مزاحم ہوئی کہ نومبر ۱۸۵۱ع مین وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو گئے۔

مرہٹون کی ریاستون گوالیار اور اندور مین راجا نابالغ تھے ریجنسی انکی جگہہ کام کرتی تھی رزیڈنٹ ان ریاستون کی ترقی کی رپورٹین بھیجتے تھے راجپوتانہ کا حال بدستور تھا صرف اودے پور کے رانا اور اس کے بھائی بندون کے درمیان جھگڑا تھا ۱۸۴۹ع مین آپا صاحب کے دوستون اور پیرو ون نے ناگپور کے راجہ کے برخلاف سلح بندی کی تھی اسنے ان رہیلون کو جو نظام کی سرکار سے نکالے گئے تھے نوکر رکھ کر فساد برپا کیا تھا نظام کے کنٹنجنٹ کے چند سپاہیون نے رہیلون کی سپاہ کو پراگندہ کر دیا

انگریزی عملداری مین باستثنار چند مقامات جنکی تفصیل نیچے لکھی جاتی ہے سب جگہہ امن امان و خیر و عافیت تھی میسور اور ساحل مغربی کے درمیان پہاڑ اور نشیبی زمینین مالابار کی واقع ہین جو

ٹیپو سلطان کے بعد انگریزی عملداری مین داخل ہوئی تھین انہین مختلف قسم کے باشندے آباد تھے جنہین سے ایک قوم ماپلا تھی جو عرب کی کسی قوم کی نسل سے تھی اور آٹھوین یا نوین عیسوی صدی مین یہان آباد ہوئی تھی وہ بڑی آتش مزاج تھی اور اپنے مذہب اسلام پر فریفتہ تھی - وہ اپنے صلح پسند ہمسایون کو تکلیف پہنچاتی اور ڈراتی رہتی - انگریزی عملداری مین کہین آ کر اسکا جوش و خروش مذہبی کم نہ ہوا اور کبھی کبھی اپنی حد سے باہر نکل جاتی ہے ایک دفعہ ۱۸۴۳ء مین انہون نے فساد مچایا تھا پھر اگست ۱۸۴۹ء مین انہون نے ایک پیگوڈا (بت کدہ) پر قبضہ کر کے لوٹ لیا اور اسکے پوجاری برہمن کو وہین مار ڈالا مدراس کے سپاہیون کی دو کمپنیان ان کے نکالنے کے واسطے بھیجی گئین بجائے اسکے کہ وہ ان کے حملہ کا انتظار کرتے انہین سے پندرہ بے باک دل چلے ماپلا نے تلوارین ہاتھون مین لین اور پہاڑ پر سے غل مچاتے ہوئے نیچے آئے اور اپنے سے دو چند سپاہیون پر جنکا افسر انسائن واٹس تھا ایسا حملہ کیا کہ سپاہی سہم گئے اور انہون نے واٹس صاحب اور ان کے چند ہمراہیون کے پرزے اڑائے - کپتان واٹ صاحب اور باقی سپاہیون نے مجسٹریٹ کی پناہ لی اور کنانور سے گورے سپاہیون کی کمک کے آنے کے انتظار مین بیٹھے - آخر کو ۴ ستمبر کو میجر ڈینس دو کمپنیان گورون کی ماپلا کے ایک اور مستحکم مقام ارجند پورم پر لائے پھر ۶۴ بہادر ماپلا نے دفعتہً انپر حملہ آور ہوئے مگر گورے ان سے ڈرے نہین چند منٹ لڑائی رہی سب ماپلا مارے گئے فقط ایک زندہ بچا اور تین گورے مارے گئے اور بارہ کے قریب زخمی ہوئے جنہین افسر سپاہ بھی تھا -

دو برس بعد پھر کالانور مین ماپلا نے فساد کیا اور اسکا انجام بھی وہی ہوا جو پہلے فساد کا ہوا تھا ہندوستانی سپاہیون کی نامردی کے سبب سے گورون کو بھی ایک دفعہ انکے سامنے سے ہٹنا پڑا - چند ماپلے نیزے اور چھرے لیکر آئے تھے کہ ہندوستانی سپاہ انکے آگے سے بھیڑون کی طرح بھاگی - وہ بچون کا سا خیال یہہ رکھتی تھی کہ یہہ ماپلا حقیقت مین جن ہین جنسے انسان بغیر نقصان اٹھائے لڑ نہین سکتا - ۱۹ ماپلا انگریزون کی سنگینون پر آ چڑھے ان مین سے ایک زندہ نہ بچا اسطرح مرنے کو وہ اپنی شہادت سمجھتے تھے جس سے انکو جنت ملنے کا یقین تھا پھر ایک اور تازہ گروہ جو اپنے بھائیون کے مارے جانے سے خوف زدہ نہین ہوا پہلے سے ہر مقام مین جسکے محافظ گورے نہ تھے ہل چل ڈال دی تھی ان کے ساتھ یہہ بدسلوکیان کی گئی تھین کہ

زمینداروں نے سنگین لگان انپر مقرر کیا تھا مہاجن ان سے بڑا سود لیتے تھے اور اہل پولس
ان سے رشوت بہت لیتے تھے مذہبی نسلی مغائرت تھی ان سببون سے ان کے دل مین بڑا جوش
اٹھا۔ ہندوؤن پر جہاد کرنا شروع کیا دولت مند ہندوؤن کو قتل کیا اور لوٹ لیا۔ کالی کٹ کے
مجسٹریٹ نے ان مین سے بعض کو گرفتار کر کے مقید کیا۔ ایک نائر کے مسلح ملازمون کے ساتھ
لڑنے مین بعض ماپلا مارے گئے چند روز بعد یہہ نائر بھی مارا گیا۔ مجسٹریٹ نے یہہ کوشش کی کہ
ماپلا کے ٹنگل (ابڑے پیر) کو سزا دی اس سے وہ اور بھی برافروختہ خاطر ہوئے اور دنگہ وفساد مچانے
لگے انگریزی سپاہ ہر جگہہ انپر پیش دستی کرنے کو موجود نہ تھی اپریل ۱۸۵۲ء مین ٹنگل مع اپنے تمام کنبے کے
بھاگ گیا اور انگریزی عدالت کے اختیار سے باہر نکل گیا ایک نئے کمشنر نے بعض سرغنون کو
سزا دی پھر ماپلا نے بہت برسون تک سوا ایک دفعہ کے فتنہ انگیزی نہین کی۔

اس اثنا رہین بمبئی مین پارسیون اور مسلمانون مین ایک مذہبی دنگہ ہوا ایک پارسی نے اخبار
مین آن حضرت کی نسبت کچھ برا لکھا تھا جسکے سبب مسلمانون کو غصہ آیا۔ ۱۷۔ اپریل ۱۸۵۱ء
کو مسلمانون نے پارسیون کی دکانین لوٹ لین۔ پولس اور گورون کی سپاہ نے چند روز
مین اسکا بند و بست کر دیا مسلمانون کے قاضی نے مسلمانون کے غصہ کو دور کر دیا ۱۸۵۵ء مین
ایک اور فساد حیدرآباد سے قریب بلارم مین اٹھا۔ ۱۱ ستمبر کو عشرہ کے دن مسلمان اپنے
باجے بجاتے ہوئے گورون کی لائن کے پاس گذرے برگیڈیر میکنزی نے انکو منع کیا تو انہون نے
اور زیادہ غل شور مچانا شروع کیا۔ جب انکا تعزیہ میکنزی کے بنگلہ کے پاس آیا تو وہ اور غصہ مین
بھرے انہون نے علم چھین لیئے اور سب کو نکالدیا نصف گھنٹہ کے بعد تیسرے رسالہ نظام کی مدد
لیکر مسلمانون نے میکنزی کے احاطہ کو گھیر لیا اور ان کو مار ڈالا اور ایک اور افسر کو زخمی کیا اور
کوٹھی پر گولیان مارین جنمین لیڈیان ڈر رہی تھین اور جو انگریز یا انگریزن انکو رستہ مین ملے ان پر
حملہ کیا۔ گورنر جنرل نے باغیون اور رسالہ کے سوارون کو سخت سزا نہین دی میکنزی پر بھی الزام لگایا گیا
۱۸۵۰ء مین آسام کے نہایت دور کے گوشہ مین ناگا اور کوکی قومین آپس مین لڑتی تھین اور
انگریزون سے بھی لڑنے کو تیار تھین اور اپنے ہمسایون مین لوٹ مار کرتی تھین سال کے ختم
ہونے سے پہلے سپاہ ان کے سزا دینے کے لیئے بھیجی گئی کوکی کے قوم کے سردارون نے پہلے ہی

شرائط کو قبول کرلیا اور اپنی فعل ضامنی دیدی مگر تاگا قوم کے لیئے ایسی کہین گاہین تھین کہ وہان توعلا
دان سپاہ کچھ کام نہین کرسکتی تھی چند مہینون کے بعد انسے کچھ لڑائیان ہوئین بعض انکی گڑھیان
لے لین تو انہون نے انگریزون کی اطاعت اختیار کرلی۔

پنجاب کی سرحد پر سال بھر مین ضرور تھا کہ دنگے فساد ہوا کرین۔ یہہ کوہستانی قومین اپنے
پہاڑون کی چوٹیون پر اسطرح بیٹھی رہتی تھین جیسے کہ باز اپنے چڑیون کے شکار کے لیئے بیٹھا رہتا
ہے۔ نیچے کے وادیون اور میدانون مین ہمیشہ اپنے ہمسایون کو لوٹا کرتی تھین بھلا برٹش گورنمنٹ
اپنی رعایا کو کب اسطرح لٹنے دیتی تھی ۱۸۵۰ع کے آخر مین وزیری لٹیرون نے بنون مین دنگہ مچایا
اور درہ گرناٹی کے پاس بعض دہات پر حملہ کیا۔ دہاتیون نے ٹیلر کی غیر آئینی سپاہیون کی
مدد سے اسکا بہادرانہ مقابلہ کیا لٹیرے الٹے اپنے گھرون کو چلے گئے آیندہ فروری مین اس
قوم کے تین سو آدمیون نے دوسری پلٹن پنجابی کی بیگیج (اخرجیون) کو لوٹنے کا ارادہ کیا
ستر سپاہی ان سے لڑتے رہے کہ اور کمک انکی آگئی اور شمال مین اور آگے آفریدیون نے
کوہاٹ کے قریب اور خیبریون نے پشاور سے پرے لوٹ مار شروع کی جو ان کے ہاتھ
تلے آتا اُسے لوٹ لیتے۔ اسوقت رنجیت سنگہ کا جنرل اوٹ اسے بائل یاد آتا تھا ہر خیبری
کو جو پشاور کے پاس پھرتا نظر آتا تھا پھانسی دیدیتا تھا۔ ان لوگون کے علاج کے لیئے اکتوبر ۱۸۵۱ع
مین وادی میران زئی اور وزیری کوہستان مین ایک پنجابی سپاہ متعین کی گئی۔

مچھی ایک قصبہ دریای کابل پر یوسف زئی پہاڑون کے نیچے تھا وہان کے مومند خیلیون سے
لڑنے کے لیئے ان ہی دنون مین پشاور سے ایک لشکر جرار سر کولن کیمبل لے جانے کو تھے۔
اکتوبر کے مہینے مین کیمبل کی سپاہ کے آگے مومند بھاگتے پھرتے تھے انکے جو قلعے اور دہات میدانون
مین تھے برباد کردیئے گئے اور ایک نیا قلعہ انگریزی مخبرون نے بنایا جو تمام ہمسایہ کی خبرگیری
کرتا تھا مگر مومند لڑنے سے باز نہین آئے تھے۔ کرنیل میک سن اور جارج لارنس صاحب کمشنر پشاور
ان کے سردارون کو برسر مصالحت لاتے تھے۔

مارچ ۱۸۵۲ع مین کیمبل صاحب کو یوسف زئی سے لڑنے جانا پڑا جنہون نے اہل سوات کی مدد
لشکرون کی گنجائش پر حملہ کرنے مین کی تھی۔ ایک بڑی لڑائی ہوئی جنمین انگریزون کا بڑا نقصان ہوا

کوہستانیون نے صلح کی شرائط کو قبول کر لیا اور ایک بھاری جرمانہ ادا کرنے کے واسطے ضامن دیئے لیکن پشاور کی سرحدی قومین نچلی نہین بیٹھتی تھین۔ کوہاٹ سے پشاور تک وہ لوٹ مار اپنی نہین چھوڑتی تھین۔ سارے اپریل مین کیمبل صاحب مومند کو شب قدر کے نئے قلعہ کے گرد شکار لرو پشاور کو مراجعت کرتے رہے مگر دشمن ان کو ہمیشہ ایسا ہی دق کرتے رہے جیسے کہ برسات کے مچھر گھوڑی کے سر پر بہ ابھی بھن بھن سے کرتے ہین۔ کوک اور لمسڈن کے سپاہیون نے پرآم گڈھ فتح کر لیا اور کیمبل کے سپاہیون نے ایک بڑے گروہ کی راہ پر قبضہ کر لیا اس سبب سے یہ فوج کشی جلد کامیابی کے ساتھ ختم ہو گئی۔ پہلی جون کو کیمبل کی سپاہ اپنی چھاونی مین واپس آ گئی اور میکسن صاحب کو مومند و سواتیون سے مصالحت کرنے مین کامیابی حاصل ہوئی لال پورا مین مومند کے سردار سعادت خان نے انگریزون سے اپنے پہاڑون کی پناہ مین لڑائی کی تیاری کی اسنے انگریزون پر یہہ الزام لگایا کہ اسکے خیلون کو جو زمین معافی مین دی گئی تھی اسپر محصول لگایا گیا۔ اسنے کمشنر کو لکھا کہ ہم ان محصولون کو نہین دے سکتے تم نے ہمارے حقوق اور فائدے وہ چھین لیئے جنکے ہم مستحق اپنی روز ولادت سے تھے کیا عالیشان گورنمنٹ کے لیئے یہ زیبا تھا جسکے ممبر ہونے کی آپ لاف زنی کرتے ہیں؟ تمہاری قوی اور بزبر قوم کی عزت اور مرتبہ کے لیئے یہہ بات شایان تھی؟ تم نے یہہ پسند کیا ہے کہ ہم کو بھوکا رکھ کر مار ڈالو ہم نے یہہ پسند کیا ہے کہ مردانہ وار تلوار ہاتھ مین لیکر مرین۔ اس عبارت مین خواہ کچھ سچ ہو یا نہ ہو مگر اس سے برٹش ایجنٹ اور مومند مین مصالحت ہو گئی۔

باب چہارم
امن کی فتوح

کسی ملک مین چند ہی سرکاری افسر ایسی سخت محنت و کوشش کرتے ہین جیسے کہ برٹش انڈیا کے اکثر گورنر جنرل وہ اپنے فرائض منصبی کو بغیر آزمندی اور غرض پذیری کے ایمانداری و دانشمندی سے ادا کرتے ہین۔ اس لحاظ سے لارڈ ڈلہوزی سے کوئی گورنر جنرل برتر نہ تھا بیدار مغزی و عالی دماغی و روشن ضمیری و جد کاری مین کمتر ہی انکی برابر گورنر جنرل ہوئے ہین انھون نے اپنی کارپردازی اور فرمان روائی سے ہندوستان کے سرمایہ شادی کو بڑھا دیا اور اس کے

گلبن زندگی کو نسیم خوشدلی سے نہال کر دیا کوئی گورنر جنرل ایسا نہین ہوا جسنے ہندوستان
کی خدمات مین اپنے تئین ایسا منہمک کیا ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو اور اپنے ضعف جسمانی کو عقل
کی توانائی اور مرضی کی فرمان روائی سے توانا کیا ہو۔ صحت کی طلب مین ہندوستان نوردی کا
مطلب یہہ ہوتا تھا کہ سرکاری کام زیادہ سرانجام پائے ۱۸۵۵ء مین کلکتہ مین پنجاب کے دور دراز
دورہ سے بازگشت کرکے آئے اور چند ہفتے مقیم رہے اور پھر اضلاع بالا مین دورہ کے
لیئے تشریف لے گئے اور سر جان ہٹلر کو اپنی جگہہ گورنمنٹ بنگال کے لیئے مقرر کر گئے اب
انکی چارون طرف امن امان خیر و عافیت تھی انکو اپنی عقل دوربین کی جولانیون کے لیئے میدان
آ گئے تھا انہون نے اپنے کام کے تمام جزئیات پر علم حاصل کر لیا تھا ان کے احکام کی تعمیل مین یا انکی
حکومت کے ماننے مین کسی کی ذرا سی بھی خطا پکڑنا انکو گوارا نہ تھا وہ رات دن سال بھر ان رفاہ عام
کے کامون مین مصروف رہے کہ جنسے سلطنت کی کل کے کل پرزے درست ہون۔
تجارت کے بوجھ ہلکے ہون ملک مین تمدنی و صنعت کاری و محنت شعاری کی ترقی بڑی وسعت
کے ساتھ ہو ملک کے اندر جو محصولات لیئے جاتے ہون وہ موقوف ہون کل سواحل ہند تجارت
کے لیئے کھلے ہوئے ہون ہر پریسیڈنسی مین عدالت خفیفہ کے محکمے قائم ہون دریا سندھ مین دخانی
جہاز چلین اور ہندوستان مین بڑی بڑی ایسی سڑکین بنین جو پرانے اور نئے اضلاع کو ملا دین
ہندوستان کے دونو طرف ریلوے بننی شروع ہون۔ ہند مین سڑکون اور نہرون کا جال پھیلایا
جائے تجربتہ ڈاک کی تخفیف محصول کا انتظام کیا جائے۔ ہندوستانیون کی حسب تمنا تار برقی
لگا دیا جائے۔ لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت کے تیسرے سال کے یہہ منصوبے و تدابیر و
تجاویز تھین وہ موسم گرما مین ہمالیہ پہاڑ کے وسط مین گئے اور بعد ازان انہون نے بالائے ہند مین
دورہ کیا اور سارے انتظامی کامون کے کلیات اور جزئیات کی کارروائیون کا ملاحظہ کیا اور جلدی سے
حکم دیا کہ کمسریٹ کے جانور گورون کی رجمنٹون کے غسل خانون مین پانی بھرنے کے لیئے کام مین لائے
جائین کل ہندوستان مین کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جسکو گورنر جنرل نے اپنی ہشت سالہ عہد حکومت
مین نظر غور سے خود ملاحظہ نہ کیا ہو۔

انگلنڈ مین جو ہند کے قوانین بنتے تھے ان مین لارڈ ڈلہوزی نے لارڈ بنٹنک اور

لارڈ ہارڈنگ کے طریقہ کی پیروی کی انہون نے گورنمنٹ کی ہدایت کے لیئے یہہ اصول اختیار کیا کہ حاکمون کا ہونا صرف محکومون کی بھلائی کے لیئے ہوتا ہے اُنہون نے اپنی کامیابیون اور ناکامیون مین اسی اصول کو مرعی رکھا کہ بُرائیون کو دور کرین اور جو ظاہر غلطیان ہو رہی ہین ان کو درست کرین اور سب جماعتون و مذہبون اور قومون مین انصاف ہو اعلے درجہ کی تہذیب و شائستگی کی تخم ریزی ہو دانشمندانہ عادل و پرامن حکومت کی برکتین و نعمتین سب جگہہ پھیلائی جایئن یہہ باتین لارڈ ڈلہوزی کی اصلی مقصود تھین جسکے لیئے وہ بہترین کوششین کرتے تھے بے شک یہی حکمرانی کے خیالات انکے ملک اور زمانہ کے مقتضار کے موافق تھے سب سے اول کام یہہ تھا کہ لارڈ ہارڈنگ کی اس کوشش کو پورا کرین کہ ہندو جو شاستر کے موافق اپنے ذاتی حقوق سے محروم کیئے جاتے تھے وہ نہ ہون۔

۱۸۵۰ع کے شروع مین لارڈ ڈلہوزی کی کونسل نے یہہ ایکٹ پاس کیا کہ ہندو جو اپنے مذہب کو چھوڑکر دوسرا مذہب اختیار کرتے ہین اور ہندوون کے دہرم شاستر کے موافق اپنے مالی حقوق سے محروم کیئے جاتے ہین وہ محروم نہ کیئے جایئن اور اپنے حقوق اُسی طرح پایئن جسطرح اپنے ہندو ہونے کی حالت مین پاتے ہندوون کا پرانا قانون یہہ تھا کہ کوئی ہندو جو اپنا مذہب چھوڑکر دوسرا مذہب اختیار کرے تو وہ تمام وراثت آبائی سے محروم کیا جائے اسکی ملکیت اس کے پاس نہ جانے پائے اور اسکی اولاد کو حکم تھا کہ وہ اس سے نہ ملے جسپر دیوتاؤن اور آدمیون کی پھٹکار ہے مگر لارڈ ڈلہوزی نے صاف صاف بیان کیا کہ صرف یہہ سٹیٹ کا حق ہے کہ اپنے ہاتھون مین اس اختیار کو رکھے کہ کسی کو وہ باقاعدہ وراثت کا مالک بنائے۔ الغرض اس ایکٹ نے ہندوون کو اس دنیاوی سزا سے بچا دیا جو اسکو اپنے باپ دادا کے مذہب آئین کے ترک کرنے سے ملتی تھی۔ لیکن اس سے زیادہ ہندوون کے شاستر کے موافق بیوہ عورت کی دوبارہ شادی ہونی بالکل منع تھی جسکے سبب سے ہندوون مین تمدنی و اخلاقی بدکاری پھیل رہی تھی لڑکی خواہ وہ کیسی ہی چھوٹی عمر مین بیوہ ہوئی ہو اسکی دوبارہ شادی ہندو نہین کرتے تھے لیکن ہندوون کے شاستر مین بدوا کے دوبارہ بیاہ کرنے کا ذکر نہین ہے مگر مہذب تعلیم یافتہ ہندوون نے بیواؤن کی شادیان کین اور انہون نے گورنمنٹ کے سامنے اپنے دہرم شاستر کے

موافق ان کے نکاح کا مباح ہونا بیان کیا۔ ہزارون آدمیون نے دستخط کرکے گورنمنٹ کو درخواست کی کہ دھرم شاستر مین یہہ حکم نہین ہے کہ بیوہ عورت ہمیشہ بیوگی کی حالت مین رکھی جاوے۔ کٹے ہندوون نے اسکے برخلاف روایتین دہرم شاستر سے نکالکر پیش کین مگر دھرم شاستر کے احکام گورنمنٹ کو اس اصلاح سے روک نہین سکتے تھے جو عدل و انصاف کے موافق عام بھلائی پہنچاتی ہین۔ کونسل کے روبرو ایک قانون کا مسودہ پیش ہوا کہ ہندو بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کے لیئے تمام مزاحمتین دور کی جائین اگرچہ اسوقت اور کامون کے مشغلہ کے سبب سے اس بل کے پاس ہونے مین التوا ہوا مگر وہ لارڈ ڈیل ہوزی کے چلے جانے کے چند مہینے بعد قانون ہو گیا۔ پہلے ایکٹ پر ہندوون نے واویلا مچائی تھی کہ اسکا جاری کرنا ہم پر ظلم و ستم ہے اور اس دوسرے قانون پر پہلے سے بھی زیادہ غل مچایا مگر کسی نے نہین سنا۔ جب قدیمی آئین مین زمانہ حال کے خیالات کے موافق تبدیلی ہوتی ہے تو ہندوستانی غل شور مچاتے ہین مگر زمانہ ان کو بدلے بغیر رہتا نہین ہے۔

لارڈ ہارڈنگ نے ستی کی رسم کے مٹانے مین بڑی سعی بلیغ کی تھی لیکن اپنی خوشی سے بیوہ عورتون کا ستی ہونا موقوف نہ ہوا تھا خاص کر راجپوتانہ مین جہان عالی نسب معزز عورتین خاوند کے ساتھ چتا مین زندہ جل جانے کو اپنی بڑی عزت و حرمت گنتی تھین اور ان کا یہہ عقیدہ تھا کہ ان کے ستی ہونے سے ان کا پتی سرگ مین جائے گا۔

اودے پور و الور و بیکانیر مین ستی ہونے کے باب مین لارڈ ڈیل ہوزی نے دھمکا کر مداخلت کی جسکو راجاؤن و رئیسون نے بطور حکم کے مانا۔ ایک چھوٹی سی ریاست ڈونگرپور تھی جسکا راول نابالغ تھا ریاست مین انتظام انگریزی ۱۸۵۲ع مین ہوا تھا اس مین ایک راجپوت عورت ستی ہوئی جسپر لارڈ ڈیل ہوزی کو ایسا غصہ آیا کہ ٹھاکر کے بیٹے کو جو اس ستی ہونے مین شریک تھا اور برہمن کو جسنے یہہ رسم ادا کی تھی تین تین برس کی قید کی سزا دی۔ ٹھاکر جسنے ستی ہونے دیا تھا اس کی نصف آمدنی تین سال تک ضبط کی اس سزا سے سارے رئیسون کے دلین خوف بیٹھ گیا۔ کہ گورنمنٹ کے حکم کی سرتابی کا نتیجہ یہہ ہوگا۔

اسی برس گذرے کہ وارن ہیسٹنگز نے بنگال مین ڈکیتی کا یہہ انتظام کیا تھا کہ جس زمیندار کے

علاقہ مین ڈکیتی ہوا اُسکو سزا دی جائے ۱۸۳۶ع مین ممالک مغربی مین سر چارلس مٹکف نے اسکے
انسداد مین سعی کی پھر لارڈ آکلینڈ نے سلیمن صاحب کو ٹھگی کا اور اسکے ساتھ ڈکیتی کا بھی انتظام
سپرد کیا اور مسٹر ڈیم پیر صاحب کو یہی کام زیرین بنگال مین سپرد ہوا سلیمن صاحب کی کوشش
سے ایکٹ ۲۴ ۱۸۴۳ع پاس ہوا جس مین کورٹ کو اختیار دیا گیا کہ جو ڈاکو قیدی ہو اُسکو سخت
سزا دی جائے۔ پھر ایکٹ پاس ہوا جو ڈاکو جیل خانہ سے بھاگ کر ہندوستانی ریاست مین
چلا جائے وہ دوبارہ گرفتار کیا جائے اور نہایت سخت سزا دی جائے۔ مجرم ڈاکو
اپنے ساتھ کے بہت ڈاکوون کو پکڑواتے اور مجسٹریٹ انکو سخت سزا دیتے۔ مگر پرانے ڈکیتون مین
موروثی چوٹٹون کی قومون کی نو بود ایسی مٹتی جاتی تھی کہ لارڈ ڈیل ہوزی نے ۱۸۵۲ع مین
لکھا کہ کلکتہ کی رعایا کے دل مین ڈاکوون کا خوف رہتا ہے خاص کر بردوان ہگلی و کشن گڈھ
مین۔ ایک اور ایکٹ پاس ہوا جس مین پہلے ایکٹون کی ترمیم اور ان کے مبہم الفاظ کے معانی
کی تشریح و تفصیل ہوئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۱۸۵۲ع مین بنگال مین جو ڈکیتی کی وارداتین لکھی گئین وہ
پہلے کی نسبت آدھی تھین ڈاکوون کے بڑے بڑے منڈ و گروگھنٹال فرانسیسی عملداری مین چندرنگر
چلے گئے۔

کل برٹش انڈیا مین جیوری کا قانون پاس ہوا اکتوبر ۱۸۴۹ع مین اس قانون کا مسودہ پیش
ہوا تھا دوسرے سال کی شروع مین وہ قانون ہو گیا کہ سشن جج کے اجلاس مین چھ سات
لایق و قابل شرفا جنکی عمرین پچیس اور پچاس سال کے اندر ہون جیوری مین بیٹھا کرین اور مجرم کی
سزا دینے مین جج انکی راے لیا کرے اور کثرت راے سے مقدمہ کا فیصلہ ہوا کرے اور اگر
جج اور جیوری کی راے مین اختلاف ہو تو وہ اعلے محکمہ مین فیصلہ کے لیے رجوع کیا جائے
غرض یہہ صورت انفصال مقدمات کی یہان کے دستور کے موافق ایک پنچایت کی سی تھی۔
جیوری مین اول مقدمہ لالہ جوتی پرشاد گماشتہ مجسٹریٹ کا ہوا۔ لالہ صاحب نے دس سال کے
عرصہ مین جو بڑی بڑی لڑائیان ہوئین تھین انمین کمسریٹ کا خوب اہتمام کیا اور ضرورت کے وقت
سرکار کو روپیہ بھی قرض دیا تھا۔ انہون نے پچاس لاکھ روپیہ کی سرکار پر نالش کی گورنر جنرل نے
اس نالش پر کچھ خیال نہین کیا انکو دغا و فریب دینے کے جرم مین پھانسی دیا۔ ۲۷۔ مارچ ۱۸۵۱ع مین

انکے مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی اور وہ جیوری کے فیصلہ سے بالکل بری ہوئے۔ لارڈ ڈیل ہوزی کو اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ انکے جیوری کے قانون جاری کرنے سے ایسے بڑے شریف آدمی کے لیئے مقدمہ مین عدل وانصاف ہوا سرکار کے ایسے محسن کو جرم مین ماخوذ کرنا بڑی غلطی تھی کمپنی پر یہہ پرانا الزام چلا آتا تھا کہ وہ ہمیشہ لوگون کو دولتمند ہونے کے سبب سے مجرم ثابت کرتی تھی وہ بھی دفع ہوا۔

—— اسی اثناء مین مسٹر درنک واٹر بی تھیون نے ۱۸۴۹ء مین یہہ پیش کیا کہ جیسا کہ ۱۸۳۶ء مین بلیک ایکٹ پاس ہوا ہے کہ انگریزون کے دیوانی مقدمات کو کمپنی کے جج فیصلہ کیا کرین ایسے ہی انکے فوجداری کے مقدمات کو سوا قتل کے کمپنی کے مجسٹریٹ فیصلہ کیا کرین۔ اس بل کے برخلاف انگریزون نے اسی قسم کا غل شور مچایا جسکو ہم نے بلیک ایکٹ کے پاس ہونے کے وقت بیان کیا مگر آخر کو ڈرنک واٹر کو اپنے بل کے پاس کرنے مین کامیابی ہوئی

ہندوؤن کی لڑکیون کے مدرسہ کے جاری کرنے مین بی تھیون صاحب کو بڑی کامیابی ہوئی انہون نے دولتمند ہندوؤن کو ترغیب دی کہ وہ اپنی لڑکیون کو علم کی دولت سے مالامال کرین انکے سمجھانے کا اثر یہہ ہوا کہ ۷ مئی ۱۸۴۹ء مین ایک لڑکیون کا مدرسہ کلکتہ مین جاری ہوا جس مین اکیس لڑکیان داخل ہوئین اور ایک انگلش لیڈی اور ہندوستانی پنڈت معلم مقرر ہوئے لڑکیون کے مان باپون کی مرضی پر موقوف تھا کہ وہ اپنی مادری زبان بنگالی لڑکیون کو سکھائین یا انگریزی زبان پڑھائین مسٹر بی تھیون نے اپنے سپیچ مین فرمایا کہ ہزارون کام عورتون کے اور سوزنکاری اور کارچوبی اور نقشہ کشی اور بہت سی چیزین انکو مدرسہ مین ایسی سکھائی جائنگین کہ وہ انسے اپنے گھرون کو آراستہ کرینگین اور انکو بے ضرر نفیس شغل ہاتھ آئیگا۔ باوجود اسکے کہ لوگون نے اس مدرسہ کی بڑی مخالفت کی مگر ۱۸۵۰ء مین لڑکیون کی تعداد ۲۱ سے بڑھکر ۳۴ کی تعداد ہوگئی اور اسی قسم کے اور اسکول جاری ہوگئے بی تھیون صاحب کو ناگہانی موت آگئی لارڈ ڈیل ہوزی نے اس مدرسہ کا اہتمام اپنے ذمے لے لیا آخر کو سرکار کمپنی کے حکم سے یہہ مدرسہ قائم ہوگیا۔

ڈاکٹر ہنٹر نے مدراس مین ۱۸۵۰ء مین ایک مدرسہ فائن ارٹس کا جاری کیا جس کے

انگریزون کی فوجداری کا اٹھانا کمپنی کی عدالتون کے اختیار سے

ہندوؤن کی لڑکیون کا مدرسہ

مدرسہ صنعت کا اجرا

سبب سے اُن چیزون ساخت مین ترقی ہوئی جو روزمرہ گھر مین کام آتی ہین اس مدرسہ کا نمونہ جبل پور کے مدرسہ مین موجود تھا جو ٹھگون کے بچون کو صنعت کاری سکھانے کے لیئے مقرر ہوا تھا ۱۸۵۵ء مین یہہ دونو اسکول جنکے بانی ڈاکٹر ہنٹر تھے گورنمنٹ نے خود اپنے اہتمام مین لے لیئے۔ گو ہندوستان مین بہت طرح کے صنعت کے کام اعلےٰ درجہ کے بنتے تھے نگران مدرسون نے ہندوستانیون کی وہ صنعت کے کام سکھائے گئے جو یہان موجود نہ تھے یا انکی برابری نہین کر سکتے تھے۔

لارڈ ڈلہوزی ایسی تحریکون پر بہت التفات کرتے تھے اور اپنے نام اپنی دولت اپنی حکومت کو کام مین لاتے تھے۔ مسٹر بتھیون نے جو کلکتہ مین ہندو اور مسلمانون کی کالجون کی ترقی کے لیئے تدابیر تجویز کین تھین انکو وسعت دینے کے لیئے خود لارڈ ڈلہوزی نے پریسیڈنسی کالج کے قائم کرنے کا ارادہ کیا کہ اسمین طلبہ تعلیم پائین اور خاص کر انگریزی زبان سیکھین اور اس مین اعلےٰ درجہ کی تعلیم دی جائے جو اسکولون کی بالفعل تعلیم سے بڑھ کر ہو ایسے کالج کے قائم کرنے کے واسطے انہون نے انڈیا ہوس سے حکم حاصل کیا انکی استعانت کے بل پر جیمس طامسن صاحب کی بھی ہمت بندھی کہ وہ ۱۸۵۰ء مین تعلیم عامہ کا تجربہ کرین۔ ۱۸۵۰ء مین وہ ممالک شمالی کے لفٹنٹ گورنر تھے اپنے ماتحت اکتیس اضلاع مین سے آٹھ اضلاع مین انہون نے خاص گورنمنٹ اسکول مقرر کیئے اور مسٹر سٹورٹ ریڈ صاحب کو اس تعلیم کا اہتمام سپرد کیا تیسرے سال کے آخر مین ۸۹۷ مدرسون کے اندر ۱۷۰۰۰ طلبہ پڑھتے تھے اس تجربہ مین ایسی کامیابی خاطر خواہ ہوئی کہ گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز سے درخواست کی کہ ایسی زبان کی تعلیم کی اس ترکیب کا تجربہ تمام ہندوستان مین کیا جائے بنگال مین اب تک پاٹ شالون کی ترقی کے لیئے کچھ انتظام نہین کیا گیا تھا انہین معلم چند روپیون کی تنخواہ پر کچھ لکھنا پڑھنا حساب سکھا دیتے تھے انگلنڈ سے کورٹ واٹر کٹرز نے گورنر جنرل کی درخواست کا جواب خاطر خواہ دیا قابل یاد مراسلہ مورخہ جولای ۱۸۵۴ء جو بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ بھی سر چارلس وڈ کا جاری ہوا جو سر چارلس ٹرویلین وڈاکٹر ڈف دمارشمن اور تجربہ کارون کی رائے کے مطابق تھا جو لارڈ ڈلہوزی نے اپنے الفاظ مین بیان کیا کہ کل ہندوستان کی تعلیم کے لیئے یہہ ایک سکیم (تجویز) ہے جو

زیادہ حاوی بہ نسبت ان تدابیر کے ہے جواب تک لوکل گورنمنٹ یا سپریم گورنمنٹ نے پیش کین ہین۔ یہہ سر چارلس وڈ کا مراسلہ ایک بڑا معقول چارٹر (فرمان) تعلیم مین تھا جسکے بعد لارڈ ڈیل ہوزی کو کسی بات کی درخواست کرنے کے لیئے گنجایش نہین رہی تھی اسکے موافق انکو اختیار حاصل ہو گیا تھا کہ وہ تعلیم عامہ کے لیئے تین طرح نظام بنائین اول یہہ کہ ہر ضلع مین ابتدائی اور مڈل سکولون سے ایسی زبان کی تعلیم شروع ہو۔ دوم پھر انکی ترقی کالجون مین ہو سوم ہر پریسیڈنسی مین ایک ایک یونی ورسٹی قائم ہو اور جو مدرسہ کہ گورنمنٹ کے اہتمام کے ماتحت ہو اس مین گرینٹ ان ایڈ دی جائے۔ کالج اپنی پریسیڈنسی کی یونی ورسٹی سے متعلق کیئے جائین برٹش انڈیا کے پانچ بڑے بڑے پروونسون مین ایک ایک ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن (سرشتہ تعلیم) مقرر کیا جائے اور اسکے مددگار انسپکٹر مقرر کیئے جائین۔ غرض سرشتہ تعلیم کی بنیاد تو ۱۸۵۴ء کے ڈسپیچ (مراسلہ مذکور) نے رکھی اور اسپر عمارت طامسن اور ڈیل ہوزی نے بنائی۔

طامسن صاحب لفٹننٹ گورنر ممالک شمال مغربی تو اپنے تجربہ کی کامیابی دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہے پچاس برس کی عمر مین موت کے حوالہ اسوقت ہوئے کہ وہ مدراس کے گورنر مقرر ہوئے تھے۔ طامسن صاحب بڑے عالی دماغ صاحب تدبیر و منتظم تھے انہون نے ممالک مغربی کے محاصل ملکی کو بہت بڑھایا تھا اور بڑے پبلک ورکس شروع کیئے تھے رڑکی مین انجنیرنگ کالج قائم کیا تھا سب سے بڑی یادگار انکی دیسی زبان کی تعلیم کا شائع کرنا ہے۔

طامسن صاحب کی جگہہ جان کولون مقرر ہوئے افغانستان کی لڑائی کے وقت لارڈ آکلنڈ کے سکرٹری تھے اور پھر کئی سال تک تناسرم کے کمشنر رہے تھے۔ ان نئے لفٹننٹ گورنر نے اپنے اول سال کے عہد حکومت مین ۸- اپریل ۱۸۵۴ء کو نہر گنگ کے کھولنے کی رسم کو ادا کیا جسکی ترقی دینے کے بڑے شائق طامسن صاحب تھے یہہ نہر بنانے کی تجویز تجارت اور آبپاشی کے لیئے ہوئی تھی سولہ برس پہلے کرنیل کاٹلی صاحب نے اس نہر کی تجویز کی تھی ۱۸۴۷ء سے اس نہر کے بنانے مین روپیہ خرچ ہونا شروع ہوا اور انجنیری نے اسکے بنانے مین تمام کمال دکھائے۔ گنگا کی نہر مین ڈیڑھ کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد مین اس نہر مین ستر لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔ آج تک کسی شائستہ مہذب قوم نے ایسی عظیم الشان و رفیع المکان نہر بنانے کا قصد نہین کیا تھا

لارڈ ڈیل ہوزی نے لکھا ہے کہ فرانس مین جو چار نہرین ہین ان کے طولون کے مجموعہ کے برابر اس نہر کا طول ۵۲۵ میل ہے اور اگر اسکی شاخین شامل کی جائین تو آٹھ سو میل سے بھی اُسکا طول زیادہ ہوتا ہے - یہہ لارڈ ڈیل ہوزی کو اپنے عہد مین اس کام کے ختم ہونے پر بڑا فخر و ناز ہے اسکے کھلنے کی رسم بڑی دھوم دھام سے ادا کی گئی دور دور سے آدمی اُسے دیکھنے آئے مہاراجہ گوالیار بھی اس مین شریک ہوئے ہندوون کی وہ پیشین گوئی غلط ہوئی کہ جب گنگا الٹی بہے گی تو پرلو ہوگا اب تو اسکے جاری ہونے سے گنگا جمنا کا دوابہ بہشت ہوگیا - کاٹ لی صاحب کو اس خدمت کا بڑا صلا ملا اور جب وہ ولایت چلے گئے تو انڈیا کونسل کے ممبر مقرر ہوئے -

—— جیسے کاٹ لی صاحب نے گنگا جمنا کے دوابہ کو نہر کے بنانے سے نہال کیا تھا ایسے ہی کرنیل ارتھر کوٹن نے دکن مین نہرون اور پرانے تالابون اور بندون کا انتظام کیا تھا پندرہ برس کے عرصہ مین جنگلون کو باغ بنا دیا تھا - کاویری کے اضلاع مین زمین کی قیمت کو دوچند کر دیا تھا - تنجور کی مالگزاری کی آمدنی پر اسکا ایک پانچوان حصہ آٹھ لاکھ روپیہ بڑھا دیا تھا -

کرنیل کوٹن صاحب کی اس طرح کی کارپردازی سے گوداوری اور کشنا کی زمینین سیراب اور سیر حاصل ہوئین گوداوری پر دولیشورام پر ایک بندھہ مٹی اور پتھر کا بنایا جو ایک سو بتیس فیٹ عرض مین اور ڈھائی میل طول مین تھا اس کے اندر دریا کی دھار آٹھ سو میل کی چلتی تھی - یہہ کام ایسا بار آور ہوا کہ لارڈ ڈیل ہوزی کے زمانہ مین گوداوری کے کامون مین جو روپیہ خرچ ہوا تھا وہ وصول ہوگیا اور راجمندری کا ضلع بڑا سرسبز و شاداب ہوگیا اس مین دولت ایسی بڑھی کہ تجارت کو رونق ہوگئی اور سالانہ زر مالگزاری بہت بڑھ گیا کشنا کی زمینین جو پانی کی طغیانی سے ڈوبی رہتی تھین یا خشکی مین پڑی رہتی تھین انکو روئی کی کاشت نے نہال اور مالا مال کر دیا - ان سب کامون مین لارڈ ڈیل ہوزی دل و جان سے توجہ کرتے تھے ان کامون کی افزائش کے لیئے انہون نے آیندہ سال کے بجٹ مین پندرہ لاکھ روپیہ درج کیا -

لارڈ ڈیل ہوزی کے دل مین سب سے زیادہ قریب جگہہ پبلک ورکس کی ترقی رکھتی تھی انہون نے اس امر کو خوب جانچا کہ ہندوستان مین جو بندگان خدا اسکی حفاظت مین ودیعت رکھے گئے ہین انکی

بھلائی کے لیئے پبلک ورکس کی ضرورت کسقدر ہے انہون نے جو پبلک ورکس کے لیئے منصوبے باندھے ان کے خرچ کے لیئے اس ملک کی آمدنی کافی نہ تھی انہون نے کہا کہ پبلک ورکس کے خرچون کے لیئے ملک کی آمدنیان کافی ہین مگر یہہ معقول کام نہین ہے کہ ہم ان ہی پبلک ورکس پر خیال کرین جنکے خرچون کے لیئے یہان کی آمدنیان کافی ہون بلکہ ان پبلک ورکس پر خیال کرنا چاہیئے جو اس سلطنت عظیم الشان کے لیئے کافی ہون گو ان کے خرچون کے واسطے ملک کی آمدنی کافی نہ ہو بہت برسون تک پبلک ورکس کا خرچ جنمین سڑکین اور نہرین اور بارکین اور کچہریون کی عمارات شامل نہین دس لاکھ روپیہ سے زیادہ نہین بڑھا۔ ان تمام کامون کا اہتمام ایک ملیٹری بورڈ کے سپرد تھا جنسے یہہ کام لیا جاتا تھا اسکے سوا انسے یہہ کام متعلق تھے کمسریٹ سپاہ۔ باربرداری کا انتظام۔ میگزین کیمپ کا فرنیچر اسپتال۔ سٹڈ (گھوڑون کے اصطبل) و آبکاری و بازار و ٹولیون کے کارخانے۔ یہہ اتنے مختلف طرح کے کام ایک بورڈ سے جسکے تین ۳ بوڑھے افسر ممبر ہون اچھی طرح سرانجام نہین ہو سکتے تھے اسلیئے اس بورڈ کے اہتمام سے پبلک ورکس کے کام کو نکال لیا اور ایک جدا ڈپارٹمنٹ مقرر کیا جسکے لیئے پریسیڈنسی مین ایک سکرٹری مقرر ہوا اور اسکی اعانت کے لیئے چیف انجنیر مقرر ہوا اور اسکے ماتحت اور انجنیر رڑکی مدراس کلکتہ بمبئی کے انجنیرنگ کالجون کے تعلیم یافتہ انگریز اور ہندوستانی مقرر ہوئے تمام پبلک ورکس کے کامون کی فہرست ہر سال مرتب ہو کر سپریم کونسل مین پیش کی جاتی۔ ان سب کامون کا نتیجہ یہہ تھا کہ سنہ ۱۸۵۷ع کے بجٹ مین پبلک ورکس کا خرچ ڈھائی کروڑ روپیہ درج ہوا۔ اور سال آیندہ مین تین کروڑ جو سنہ ۱۸۴۹ع کے خرچ سے زیچ گیا تھا۔

سنہ ۱۸۵۴ع مین بورڈ بالکل موقوف کیا گیا اب اسکے ہاتھ تلے کوئی کام باقی نہین رکھا گیا تھا۔

سنہ ۱۸۵۴ع مین لارڈ ڈلہوزی اور انکی کونسل نے ایک ایکٹ پاس کیا جسکے سبب سے انڈیا کے کل پوسٹ آفس ایک ڈائرکٹر جنرل کے ماتحت ہوئے اور محصول کی تخفیف یہہ ہوئی کہ خطوط جو ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک بھیجے جائین ان سب پر یکسان محصول آدھ آنہ چھہ ماشہ وزن کے خط پر لگایا گیا۔ خط کا وزن چھہ ماشے سے زیادہ ہو تو ایک آنہ اور نقد محصول لینے کی جگہہ ڈاک کے ٹکٹ لگائے جائین لارڈ ڈلہوزی اسپر فخر کرین تو بجا ہے کہ ایک خط جو راس کماری سے پشاور کو بھیجا جائے تو اسپر آدھ آنہ محصول کا خرچ ہو جسپر پہلے زمانہ مین

آٹھ آنے خرچ ہوتے تھے پہلے غریب آدمی اس گرانی محصول کے سبب سے اپنے خطوں کو آتے جاتے
آدمیوں کے ہاتھ بھیجا کرتے تھے اور دولتمند تاجروں نے اپنا خانگی انتظام ارزاں کر رکھا تھا
اس محصول کی ارزانی نے ان سب باتوں کو موقوف کر دیا۔ لارڈ ڈلہوزی نے اپنی کوشش وسعی سے
ولایت اور ہندوستان کے درمیان میں بھی خطوط کا محصول کم کر دیا۔

ٹیلیگراف یعنی تار برقی

ڈاکٹر ولیم شوگ ہنسی کی کوشش سے تار برقی کلکتہ سے آگرہ و پشاور و بمبئی و مدراس تک لگ گیا
لارڈ ڈلہوزی نے ڈاکٹر صاحب کو ولایت بھیجا کہ وہ اس معاملہ کو کورٹ ڈائرکٹرس کے سامنے خود
پیش کرے۔ ایک ہفتہ کے اندر لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان میں تار لگانے کی جو تجویز کی تھی وہ کورٹ
ڈائرکٹرز نے منظور کر لی۔ ڈاکٹر صاحب ولایت سے ہندوستان میں آئے اور اول انہوں نے
نومبر ۱۸۵۳ء میں کلکتہ اور آگرہ کے درمیان تار لگایا۔ ۲۴ مارچ کو تار پر ایک پیغام آٹھ سو میل
سفر کر کے گورنمنٹ ہوس میں پہنچا جنوری ۱۸۵۵ء کے آخر میں آگرہ اور اٹک کے درمیان دریاء
سندھ تک اور بمبئی و مدراس تک تار لگ گیا غرض پندرہ مہینے کے عرصہ میں تین ہزار میل تار لگ
گیا ۱۸۵۵ء میں ایک ہزار میل اور تار لگا یہہ تار کہیں لکڑیوں پر کہیں پتھروں کے ستونوں پر لگایا گیا
تھا۔ اس ملک میں دیمک کا اور جنگلی جانوروں اور وحشی آدمیوں کا بڑا خوف تھا مگر ڈاکٹر صاحب کی
دانائی اور فرزانگی نے ان خوفوں کو دور کر دیا اور لارڈ ڈلہوزی نے فخریہ یہہ کہا کہ ہندوستان کا
تار برقی یوروپ اور امریکہ کی تمام قوموں کی تار برقیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے موجود ہے۔

ریلوے

۱۸۵۳ء میں ہندوستان میں ریلوے بمبئی سے ٹانناتک کھولی گئی۔
گریٹ انڈین پننسولا کی ریلوے کی پہلی شاخ پر ۱۶۔ اپریل کو چار سو آدمی بیس میل فی گھنٹہ کی
رفتار سے آئے گئے۔ بارہ مہینے میں بمبئی اور جبل پور کے درمیان ریل بن کر تیار ہو گئی ہندوستانیوں نے
اس نئے طریقے سے سفر کرنا شروع کر دیا ہزار آدمی روز اس طرح سفر کرتے تھے ایسے ہی کلکتہ اور
مدراس سے ریلوں کے بننے کا کام شروع ہوا اگست ۱۸۵۴ء میں ہوڑہ اور ہگلی کے درمیان
ریل پر آمد و رفت جاری ہو گئی اور سال کے اخیر میں الیسٹ انڈیا ریلوے رانی گنج اور کلکتہ کے
درمیان ۱۲۰ میل جاری ہو گئی ۱۸۵۵ء کے آخر میں مدراس میں بھی پچاس میل ریل جاری ہوئی مگر
ریل کے تجربۂ عظیم کی بنیاد رکھنے میں جیسے لارڈ ڈلہوزی نے مدد کی ایسی کسی اور شخص نے نہیں کی

انکی کوششون کے سبب سے جنکی خیرخواہانہ امداد سرجیمس ہوگ نے کی ٹرنک ریلوے کی سکیم مدبرانہ پرائیویٹ کمپنی کے لیئے ایک مدت مقررہ تک بنائی گئی جسمین گورنمنٹ کفیل ہوئی اس سکیم کے لوگ مخالف بھی تھے۔ بورڈ اوف ٹریڈ کے پریسیڈنٹ لارڈ ڈیل ہوزی پہلے رہ چکے تھے اس نے جو سبق انکو سکھایا تھا وہ اسکو بھولے نہ تھے کہ انڈیا مین ریلون کی سخت ضرورت ہے خود اپنی محافظت کے لیئے اور اندرونی استعدادون کے بروے کار ظاہر ہونے کے واسطے اول انہون نے اس بات کو خوب غور سے دیکھا تھا اور پھر استقلال سے ظاہر کیا تھا کہ انگلنڈ مین ریلوے کمپنیون کی کامیابی اور ناکامیابی نے اس پرانے یقین کو مستحکم کردیا تھا کہ ریلوے کی پرائیویٹ کمپنیون کی مہمات مین سٹیٹ کا تسلط ہونا چاہیئے۔

ہندوستان مین اسکی اشد ضرورت تھی کہ اسکے پیداوار کی استعداد و قوتین بروے کار ظاہر ہون اور دولت جو ملک مین بری طرح منقسم ہے وہ آزادانہ پھیلے۔

ریلون کے ذریعہ سے پیداوار کی تقسیم اسطرح اچھی ہو جائیگی کہ جہان کسی پیداوار کی افراط ہے وہان سے وہ وہان چلا جائیگا جہان اسکی کمی کے سبب ضرورت ہے۔ دنیا کی ہر طرف سے جہاز ان پیداوارون کی تلاش مین آتے ہین جو ملک کے اندر پیدا ہوتے ہین لیکن اب ان تک رسائی مشکل ہے ریلین اس مشکل کو سہل کردین گین اگر سارے ہندوستان کے طول و عرض مین گورنمنٹ خود ریلین نہین بنا سکتی تو وہ کمپنیون کو ترغیب دیکر انکے سرمایہ سے بنوا سکتی ہے۔

اس ملک مین ان دونو باتون کی ضرورت ہے کہ کمپنیان بھی کہڑی ہون اور ریلین بھی بنائی جائین لارڈ ڈیل ہوزی نے کمپنیون کو ترغیب دینے کے لیئے وعدہ کیا کہ ریلوے بنانے کے لیئے جس زمین کی انکو ضرورت ہوگی مفت دی جائیگی۔ اور جو روپیہ وہ خرچ کرین گین اسکا سود ایک خاص شرح کے موافق شرائط کے ساتھ مدت مقررہ کے لیئے دیا جائیگا۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنی تحریر مین کورٹ ڈائرکٹرز پر یہ ظاہر کردیا کہ ہندوستان مین چار ہزار میل ریلوے بنانے کی ضرورت ہے جنکو کمپنیان بنائین اور گورنمنٹ اسکی کفیل ہو اور گورنمنٹ ہند اس مین اپنا اختیار الیسا رکھے کہ وہ کمپنیون کو دق نہ کرے اور جو سرمایہ وہ خرچ کرین اسکا سود وہ ادا کرے۔ غرض لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنی عالی دماغی اور روشن ضمیری سے ریلوے بننے کے لیئے ایسے براہین متین اور روشن دلائل بیان کین کہ

کورٹ ڈائرکٹرز نے انکے سننے مین اپنے کان نہین بند کیئے اور انگلنڈ مین کمپنیان اس کام کے کرنے کے لیئے تیار ہوگئین اور انکو یقین ہوگیا کہ اس کام سے انکو بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ سب سے اول ایسٹ انڈیا کمپنی ریلوے قائم ہوئی گورنمنٹ اسکو ایک کروڑ روپیہ کے سود دینے کی ضامن ہوئی اس نے بردوان سے دہلی کی طرف ریل بنانی شروع کی اور ان سڑکون کے بننے کی بھی تیاری شروع ہوئی جو کلکتہ کو بمبئی اور مدراس کو آپس مین ملادین۔ غرض نئی ریلون کی منظوریان کورٹ ڈائرکٹرز سے حاصل ہوتی گئین جب لارڈ ڈیل ہوزی ۱۸۵۶ع مین ولایت کو رخصت ہوئے تو انہون نے یہہ سچ کہا کہ ۱۸۴۹ع سے ہندوستان مین جو ریلوے کا بننا شروع ہوتا ہے اسکی ترقی سے سب طرح کورٹ ڈائرکٹرز کو اطمینان ہے۔

کلکتہ سے ممالک مغربی تک ریل بننے کی سکیم ۱۸۴۴ع مین انڈیا ہوس مین میک ڈونیلڈ سٹیفنسن نے پیش کی تھی جنکو انکی خدمات کے جلدو مین نائٹ کا خطاب ملا اس زمانہ مین ایک اور انجنیر مسٹر چیپ مین نے بمبئی کی طرف ریلوے بنانے کی سکیم پیش کی ان دونو انجنیرون نے جو ریلوے بننے کی سکیمین پیش کین تھین انہین سے ایک حصہ کے بنانے کا حکم کورٹ ڈائرکٹرز نے ۱۸۴۹ع مین دیدیا مسٹر ولیم انڈریو نے ایک اور سکیم لاہور اور کراچی کے درمیان ریلوے بنانے کی پیش کی اگر وہ منظور نہوئی ہندوستانیون نے ان ریلون کے بنانے مین اپنا بہت تھوڑا سرمایہ لگایا مگر ریل مین سفر کرنے کا نیا طریقہ جلد اختیار کرلیا اور وہ جو ہندوؤن کو ذات کا تعصب تھا کہ بڑی ذات کے آدمی چھوٹی ذات کے ساتھ ہم نشین نہین ہوتے تھے وہ جاتا رہا تیسرے درجہ کی گاڑی مین دونو برابر بیٹھنے لگے کلکتہ کی دہرم سبھا نے اجازت دیدی کہ جاتری ریل مین سفر کرنے کے مجاز ہین۔ ریل پر اس تماشے کو دیکھ لیجئے کہ پنڈت صاحب ایک گو جات یا بن جات کے آدمی کے برابر بیٹھے ہوئے ہین جیسے ریل نے اس تعصب کو ریل مین بٹھا کر جلا وطن کیا ہے ایسا وہ کسی اور طرح سے دور نہین ہوسکتا تھا ایسے ہی مسلمانون کی عورتین جو گھر سے باہر قدم رکھنے کو اور سفر کرنے کو بڑی بے پردگی و بے عزتی سمجھتی تھین وہ ہزارون میل ریل مین سفر کرتی ہین جس مین وہ پردہ ہرگز نہین ہوسکتا جو انکا یہان پہلے ہوتا تھا غرض اس ریل نے ہندوؤن مین جات کی قید مین اور مسلمانون مین عورتون کے قید مین بڑی تخفیف کردی ہے۔ لارڈ ڈیل ہوزی کے حکومت کے آخر سال مین دو سو میل

ریل پر جو انکے عہد مین تیار ہوگئی تھی .... ۱۴۳ مسافرون نے سفر کیا جنمین سے اکثر تیسرے درجہ کی گاڑی مین بیٹھے۔

لارڈ ڈیلہوزی کے عہد حکومت مین جو بڑی بڑی سڑکین بننی شروع ہوئین اُنمین ایک سڑک کالکا کی تھی جو کوہ شملہ کی پالائین کرتی ہوئی چینی تک گئی ہے چینی مین انگور بہت اچھے مزہ دار سطح سمندر سے ۸۰۰۰ فیٹ بلندی پر پیدا ہوتے ہین لارڈ ڈیلہوزی کی عادت تھی کہ وہ برسات کے موسم مین چینی جایا کرتے تھے جہان دہوپ بے ابر ہوتی اور پاس کی برفون کے اثر سے ہوا سرد ہوتی۔ کرنیل نے پیر نے اس عمدہ سڑک کا نقشہ بنایا تھا اور کپتان برگ نے اسے بنوایا تھا۔ وہ ہمالیہ کی چڑھائی مین پیچ کھاتی ہوئی بنائی گئی تھی جسمین ڈھلان ۳ فیٹ کا سو فیٹ مین رکھا گیا تھا کالکا سے شملہ تک پچاس میل اس کی لمبائی تھی اور وہ چوڑی اتنی تھی کہ گاڑیان اسپر چل سکتی تھین شملہ سے آگے تبت کی سرحد تک اسکا عرض چھہ فیٹ تھا جو تبت اور ہندوستان کے مابین تجارت کے لئے کافی تھا ۱۸۵۳ء مین جنگ برہما کے ختم ہونے کے بعد لارڈ ڈیلہوزی نے ایک سڑک ارالکان کی راہ سے ڈھاکہ سے پیگو تک بنوائی یہہ کام آسان نہ تھا اسکے اندر بڑے بڑے گھنے بن اور اونچے اونچے پہاڑ پڑتے تھے اور پانی اور مزدورون کا کال تھا اور سال بھر مین سات مہینے موسم ایسا رہتا تھا جس مین مزدور کام نہین کرسکتے تھے لفٹننٹ فورلونگ نے برہما کے مزدورون کو دو سال کے اندر ایسا کام سکھا دیا کہ وہ سڑک کو ڈیرہ تونجی کے پار نومفتوح ضلع پیگو مین لے گئے۔ جب لارڈ ڈیلہوزی نے اپنے عہدہ سے استعفا دیا ہے تو بڑی ٹرنک روڈ کلکتہ سے ممالک شمالی و مغربی تک تیار ہوگئی تھی۔

ہگلی سے اوپر سفر کرنے مین ایسے خوف و خطر تھے جنکے دور کرنے کے لئے لارڈ ڈیلہوزی نے توجہ کی کلکتہ تک بڑے بڑے جہازون کا جانا مشکل تھا اسکی راہ مین خوفناک پایاب پانی اور ریت کے ٹیلے آگئے تھے اس دریا مین سنتر برس پہلے بڑے بڑے جہاز آسانی سے چندر نگر جاتے تھے مگر بتدریج کیچڑ اور دلدل و ریت نے جنکو دریا کا پانی سمندر مین لے جاتا تھا جہازون کی راہ کو خراب کردیا تھا لارڈ ڈیلہوزی نے اس تجارت کے لئے اس خرابی کو دور کرنے مین جو چھہ سال کے اندر دو چند ہوگئی تھی یہہ تجویز کی کہ کلکتہ کے جنوب مشرق مین مٹلا مین ایک نیا بندرگاہ بنایا جائے اسکے سبب تجارت کی مشکلات آسان ہوگئین اور اس نئے بندرگاہ کا نام کیننگ پورٹ رکھا گیا لارڈ ڈیلہوزی کا

منصوبہ یہ بھی تھا کہ ہگلی پر پل بنایا جائے جو برسون مین پورا ہوا جسنے کلکتہ کو ہوڑا کے ریلوے سٹیشن سے ملادیا۔

لارڈ ڈلہوزی کے ملکی اور رفاہ عام کے کام

اس ملک مین لارڈ ڈلہوزی نے زراعت۔ تجارت صنعت کی استعدادون کے بروے کار لانے مین بڑی امداد کی۔ چار کے باغون نے کانگڑہ کے پہاڑون کے اطراف کو گھیر لیا اور انکی توجہ کے سبب سے ہندوستانیون کو چاے کی کاشت کا کام آگیا ریشم سن اور جیوٹ کی پیداوار کو بڑھایا پنجاب و دکن مین گھوڑون کی نسل کو ترقی دی۔ میری نو کے مینڈھون کو یہان لاکر ہندوستان مین اون کو بیش قیمت بنایا۔ پیگو کی مرطوب ہوا کو بھیڑون کے مزاج کے موافق بنایا اور پیگو و تناسرم و اودھ و ہمالیہ کے جنگلون کو غارت ہونے سے بچایا۔ ان کے ایجنٹ کوئلا اور لوہے کی تلاش مین کالاباغ کے نمکستان پہاڑون سے سیر بھوم و شملہ و آسام و نربدا کے وادیون مین گئے۔ کولو اور سپتی کی ویران بالائی زمینون مین سہاگے کی کانین برآمد کین۔ ایک اگری کلچرل سوسائٹی (زراعت کی سوسائٹی) قائم کی اور مدراس مین زراعتی نمائشگاہ کے لیئے جسقدر فنڈ کی ضرورت تھی اسکو مہیا کیا۔

دریاے سندھ اور دریاے ایراوتی پر دخانی جہازون کی لاین باقاعدہ مقرر کی۔ کراچی سے رنگون تک بندرگاہون کی اصلاح کی بحری و بری پیمایشون مین ترقی کرائی۔ سمندر مین بہت جگہہ لائٹ ہوس (مینار) بنوائے۔ گریٹ ٹرگنومٹری کل سروے (مثلثی پیمائش) کے افسرون نے بڑے بڑی کام کیئے جنکے بیان کرنے کے لیئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے۔ انہون نے گورے سپاہیون کے لیئے عمدہ خوراک مقرر کی اچھی شراب پلوائی۔ مناسب بلند زمینون پر کمرہ دار بارکین بنوائین۔ متاہل گورون کے واسطے جدا مکانات تعمیر کرائے ہر بارک مین پنکھے لگوائے۔ تیرنے کے حوضون کو پہلے سے اچھا بنوایا اور ہر چھاونی مین ورک شوپ اور باغ گورون کے لیئے بنائے۔ اور رجمنٹون کے اسکولون مین کتابون اور قلم کاغذ سیاہی وغیرہ کا سامان مہیا کرایا۔ اور اسکول کے ماسٹرون کی تعلیم کے لیئے ایک نورمل اسکول لارنس اسائلم مین مقرر کیا۔ کمپنی مین سارجنٹون کی لیاقت کے کامون کے لیئے وظیفے مقرر کیئے ان گورون کے لیئے جنکو سزا جلاوطنی دی جاتی تھی ہندوستان ہی مین ایک جیل خانہ بنایا کہ اسمین قیدی گورے رہا کرین۔ پہلے ترقی افسرون کی انکی ملازمت کی مدت کے موافق ہوتی تھی انکی لیئے حکم دیا گیا کہ آیندہ کوئی افسر برگیڈ یا ڈویژن کا کمانڈر نہین مقرر ہوگا جبتک وہ لیاقت و قابلیت مسلمہ نہ رکھتا ہوگا۔

باب پنجم

(برہما کی دوسری لڑائی)

۱۸۵۲ع مین لارڈ ڈیل ہوزی رفاہ عام اور آسودگی انام کے کامون مین سراپا مشغول تھے کہ گلیل
مین یہہ علیل لگی کہ خلیج بنگال کے شرقی کنارہ پر کارزار کے ہتھیارون نے اپنی چمک دکھائی۔
۱۸۲۶ع مین برہمیون سے عہدنامہ ہوا تھا جسکے موافق برٹش رزیڈنٹ آوا مین بھیجا گیا تھا تاکہ دریار
ایراوتی کے اضلاع مین انگریزی تجارت کی نگہداشت و محافظت کرے۔ اس رزیڈنٹ پر دروازہ
توازہ پھیکے جانے شروع ہوئے اور انکی بڑھتے بڑھتے یہان تک نوبت آئی کہ برمیون نے یہہ
چاہا کہ انگریزون کو بھی کا مارین یا ڈبو دین وہ ایک جزیرہ مین رہتے تھے جسمین طوفان اکثر آتے تھے
وہ یہان رہ نہین سکتے تھے ۱۸۴۰ع مین گورنمنٹ انڈیا نے اپنے ایجنٹون کو بلالیا۔ اس زمانہ مین
برہما مین تھاراوادی راج کرتا تھا اسنے اپنے بھائی سے راج چھینا تھا۔ اب انگریز اپنی تجارت
کے خود ہی نگہبان تھے جس عہدنامہ کے قوت بازو پر وہ تجارت کرتے تھے اسکو راجہ نے سلامت نہین
رکھا تھا ان پر برہمیون نے ستم پرستم کرنا شروع کیا انہون نے بوساطت کرنیل لوگل کمشنر تناسریم
کے برمیون کے ظلم کی شکایتون کو گورنمنٹ کے کانون تک پہنچایا۔ برہمی ۔ اکھڑ۔ سرکش ۔ مغرور
عقل کے اندھے تھے وہ سفارت کے اخلاق سے بالکل بے بہرہ تھے۔ ایسے آدمیون کی تنبیہ
وچشم نمائی کے واسطے یوروپین خیالات کے موافق سچے اسباب کا پیدا ہوجانا بڑی آسان بات
تھی۔ انکی گستاخیون اور شوخیون سے انگریزون کو بہت تھوڑا نقصان پہنچا تھا اگر انگریز انکی برداشت
کرتے تو انکی عزت مین کوئی بٹہ نہین لگتا تھا برمی وحشی تھے اور تہذیب و شائستگی سے برکنار تھے
دریار ایراوتی کے کنارہ پر انگریزون کی جناب مین کسی گستاخی کا ہونا بالکل دریار جمن
کے کنارہ پر گستاخی کے ہونے سے بالکل مختلف حالت رکھتا تھا۔ یہان گستاخی کے ہونے
سے ہندوستانی والیان ملک کی نظر مین گورنمنٹ کی حقارت ہوتی اور وہان خلیج بنگالہ کے
پار کالے پانی مین کسی گستاخی کے ہونے کی خبر بھی انکو نہ ہوتی۔ لیکن برمیون نے اپنی شوخیون اور

گستاخیون کی نوبت یہانتک پہنچائی کہ اب لارڈ ڈیل ہوزی انکی برداشت نہین کرسکتے تھے۔ برمیون نے انگریزی جہازون کے دو مالکون کو گرفتار کرلیا اور انپر سخت جرمانہ کیا باوجودیکہ وہ پہلے اپنے جرم سے بری ہو چکے تھے ستمبر ۱۸۵۱ء مین رنگون کے تاجرون نے ایک اپنی عرضداشت لارڈ ڈیل ہوزی کے پاس بھیجی جس مین انہون نے وہ تمام شکایتین جو عہدنامہ یاندبو کے برخلاف ظہور مین آئین تھین اسمین یہہ لکھا کہ یہان تو ہماری جان و مال آبرو محفوظ نہین بے شمار قزاقیان و چوریان ہوتی ہین جھوٹے جھوٹے بہتان اور الزام لگائی جاتے ہین بے قاعدہ محصولات زبردستی وصول کیئے جاتے ہین اور بعض اوقات ان کے واسطے شکنجہ فرسائی بھی ہوتی ہے قصہ مختصر اب ہم ایسے تنگ ہو گئے ہین کہ اگر گورنمنٹ ہماری محافظت کی ضامن نہین ہوگی تو ہم اس ملک کو چھوڑ کر اور اپنے مال اسباب کا نقصان اُٹھا کر یہان سے چلے جائینگے۔

اس دادفریاد پر گورنر جنرل نے برہما کی گورنمنٹ کو لکھا کہ انگریزون کا جو نقصان اسکی عملداری مین ہوا ہے اسکے معاوضہ مین وہ دس ہزار روپیہ جرمانہ دے اور رنگون کے حاکم کو جسنے یہہ قصور کیا ہے موقوف کرے اور انگلش رزیڈنٹ کو رنگون یا آوا مین رہنے دے۔ ان درخواستون کی منظوری کے لیئے زور لگانے کے واسطے یہہ بہتر معلوم ہوا کہ کموڈور لیمبرٹ اپنے بیڑے کو ساتھ لیکر بندرگاہ رنگون مین سیر کرے اگر پانچ ہفتہ کے عرصہ مین دربار برہما سے اس پاس جواب نہ آئے تو اسکو اختیار ہے کہ اپنے نزدیک جو بہتر اور مناسب سمجھے وہ کام کرے جب اس مہلت کا زمانہ ختم ہونے کو ہوا تو ۲ سنہ ۱۸۵۲ع کی پہلی تاریخ آوا سے راجہ کا خط آیا جس مین لارڈ ڈیل ہوزی کی کل درخواستون کے قبول کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ رنگون کا گورنر آوا مین بلایا گیا اور اسکی جگہہ پیگو کا نائب راجہ مقرر کیا گیا کہ انگریزون نے جو اپنے نقصانون کا تاوان مانگا ہے اسکی مقدار واجب الادا کی تحقیقات کرے۔

کپتان لٹر نے اس نئے حاکم پاس پیغام بھیجا کہ ۶ جنوری سنہ ۱۸۵۲ع کی دوپہر کو برٹش گورنمنٹ کے وکیل اس پاس آئینگے جب یہہ ملاقات کا وقت ٹھیر گیا تو وہ ٹھیک وقت مقررہ پر گھوڑون پر سوار ہو کر حاکم کے محل کے دروازہ پر پہنچے۔ نوکرون نے انکو اندر نہین جانے دیا اور انسے کہا کہ ہمارا آقا سوتا ہے ہم اسکو جگا نہین سکتے مگر یہہ سونا اسکا عجیب تھا کہ وہ کھڑکیون کی جھریون مین سے اپنے نوکرون سے اشارون مین باتین کرتا تھا انگریز ملاقات کے انتظار مین دھوپ کے اندر کھڑے تپ رہے تھے۔ زینہ کے اوپر بیفائدہ پیغام بھجوا کر اپنے گرد کے لوگون کو ہنساتے تھے آخر کار بے نیل مرام گھوڑون پر

سوار ہوکر اپنے گھر واپس آئے۔ بس ان باتون سے معلوم ہوا کہ صلح کا دروازہ بند ہے اس دن کی
دوپہر کے بعد تمام انگریز سوار ہوکر لیمبرٹ کے جہاز فوکس پر جمع ہوئے جسپر انگریزی جھنڈا لگا ہوا تھا اسنے
کہا گیا کہ انگریزی علم کی بڑی تذلیل و تحقیر ہوئی۔ رنگون کے کل پردیسیون کو اطلاع دی گئی کہ وہ دو گھنٹے
کے اندر جہاز پر چلے آئین۔ دربار کے کنارہ پر انگریزون اور پرتگیزون و مسلمانون اور اہل امریکہ اور آرمینین کا
ایک ہجوم لگ گیا اور وہ اپنا اسباب اسی قدر لا سکے جو خود اٹھا سکے انکو بار برداری کے واسطے بری قلی
نہین ہاتھ لگے اسلیئے اسباب چھوڑنا پڑا یہہ لوگ جہاز مین بیٹھکر دریاء رنگون مین چند میل نیچے لنگر انداز
ہوئے اور ایک نیا بنا ہوا بڑا شاہی جہاز جو برہما کے راجہ کا تھا لیمبرٹ کے حکم سے گرفتار کیا گیا اور یہہ
کہا گیا کہ وہ اس اسباب کے عوض مین گرو رہے گا جو رنگون مین چھوڑ دیا گیا ہے یہہ اسلیئے کہا گیا
کہ برہما والون کا حاکم فوکس جہاز پر بسر صلح آئے۔ رنگون کے مقابل ڈلا کا گورنر
دوستانہ آیا۔ رنگون کے حاکم نے جو پہلے دن وحشیانہ حرکت کی تھی اوسکی انگریز چاہتے تھے کہ وہ اس کی
معذرت کرے۔ ڈلا کا حاکم اس کام مین انگریزون کی اعانت کرنے کے لیئے آیا تھا مگر شام کو حاکم رنگون کا
خط آیا کہ فوراً شاہی جہاز کو حوالہ کرو اور اگر اسکو دور لے جانے کا قصد کروگے تو تم پر آگ برسائی جائے گی
اسکے جواب مین کموڈور لیمبرٹ نے یہہ جواب دیا کہ اگر دریا مین نیچے جانے مین اسپر ایک گولی بھی تم نے
چلائی تو یقینی تمہاری موت آجائیگی اسکے ساتھ انہون نے اپنا حکم مشتہر کیا کہ برہما والون کے سارے
بندرگاہ محصور کیئے جائین۔

۹ جنوری کو جنگی جہاز گی حراست مین تاجرون کے جہاز دریا مین آئے۔ جب دخانی جہاز کے ساتھ
برمی بادشاہی جہاز برہما والون کے مورچون کے درمیان آیا تو تمام بیڑے پر توپون کے گولے اور
بندوقون کی گولیان پڑنی شروع ہوئین۔ کموڈور کے جہاز پر سے اشارہ کیا گیا تو اسکے کپتانون نے
لڑنا شروع کیا دو گھنٹے مین دریا کی ہر طرف کی توپون کے منھہ بند کر دیئے گئے اور برمیون کے مورچے
غارت کر دیئے گئے اور بہت سی جنگی کشتیان تھین جنمین سے ہر ایک مین سو سو سپاہی سوار تھے انمین سے
کچھہ دلدل مین پھنسین کچھہ بھاگ گئین کئی سو برمی مقتول اور مجروح ہوئے اگرچہ یہہ لڑائی مارکوس ڈیل ہوزی
کے سر پر آن کر پڑی تھی پھر بھی وہ لڑنے مین سہل انگاری کرتے تھے۔ وہ ممالک مغربی مین دورہ کر رہے تھے
کہ یہہ خبر سنکر ۲۹ جنوری ۱۸۵۲ع کو جلدی سے کلکتہ مین وہ آئے۔ راہ ہی مین برمیون کے گورنر رنگون

نام مراسلہ پر دستخط کیے جس مین انہون نے اپنی پہلی ہی درخواستون کا اعادہ کیا اور یقین دلایا کہ وہ چھوٹی گو جو گستاخی ہوئی ہے اسکی معذرت کرنے سے صلح مصالحت ہوسکتی ہے۔ کلکتہ سے ایک خاص سفیر رنگون بھیجا گیا کہ جو کچھ اور اختلافات ہون وہ انکا فیصلہ کرے برمی گورنر نے بجائے معذرت کرنے کے جواب یہہ لکھا کہ تمہارے افسر شراب پیئے ہوئے ٹھیک اسوقت آئے کہ مین سوتا تھا بے وون اور اور افسرون سے وہ یہہ کہتے ہوئے کہ مجھے جگا ئین حیثیت بنے اور کموڈور سے جھوٹ موٹ کی باتین جاکر بنا دین۔ جب اسنے یہہ جھوٹے الزام افسرون پر لگائے جو کسی طرح قابل اعتبار نہین تھے تو لارڈ ڈیل ہوزی نے کہا کہ گورنر نے گستاخی کی معذرت نہ کرنے سے اسکو اور بڑھا دیا اب بھی اسکی برداشت اپنی حد غایت کو نہین پہنچی تھی لڑائیون کی تیاریون کے اندر بھی انہون نے مصالحت کے لیے کسی بات کو اٹھا نہین رکھا۔ انڈیا گورنمنٹ نے اپنے پرانے درخواستون پر اعتدال کے ساتھ اور زیادہ زور دیا اگرچہ یہہ اعتدال قابل تعریف تھا لگر غلط سمجھا گیا۔ انگریزون کو رنگون والون سے آواہی تباہی جواب ملا جسسے کچھ حاصل نہ ہوا کموڈور لیمبرٹ کی خدمت مین برمی ہمیشہ گستاخیان اور بے ادبیان کیا کرتے تھے ابھی تک برمیون کے واسطے در توبہ بند نہ ہوا تھا لارڈ ڈیل ہوزی نے ۱۲- فروری کو اپنی ایک تحریر مین لیمبرٹ کی پولیسی کو غلط بتا کر ایک مراسلہ خاص سفیر کے ہاتھ آوا کے دربار کو بھیجا اس تحریر کو برمیون نے انگریزون کے ضعف پر محمول کیا کہ وہ عاجزانہ ان الزامات کا اقرار کرتے ہین جو انکے افسرون پر لگائے گئے ہین اسی زمانہ مین لارڈ ڈیل ہوزی نے برہما کے راجہ کو ایک خط لکھا جس مین اعتدال کے ساتھ یہہ درخواستین کین کہ مسٹر سن لوئس اور شیپرڈ کے نقصانون کیج تاوان دین اور رنگون مین برٹش رزیڈنٹ کو رہنے دین اور نیا گورنر رنگون تحریری معذرت نامہ لکھے اور برٹش گورنمنٹ نے جو اپنے سچے دعوون کے کرنے مین دس لاکھ روپے خرچ کیے ہین وہ ادا کرے اگر فوراً یہہ جرمانہ ادا کیا جائیگا تو رنگون اور مرتبان پر قبضہ جب تک رکھا جائے گا کہ اس روپیہ کی بابت فیصلہ ہو۔ اگرچہ آخر اپریل تک یہہ شرائط منظور نہ کی جائینگی تو لڑائی کا اشتہار دیا جائے گا۔

اسوقت کمانڈر انچیف گوم بہت دور سندھ مین تھے اسلیئے خود لارڈ ڈیل ہوزی نے اس لڑائی کا اہتمام اپنے ذمے لے لیا۔ اس لڑائی کے کام کو بھی انہون نے اپنی حسن لیاقت سے ایک بڑے آزمودہ کار سپہ سالار کی برابر کر کے دکھایا اور اس مشکل کام کو بھی انکی عقل مشکل کشا نے

سہل کر دیا۔ وسط فروری سے مارچ کے آخر تک لڑائی کی تیاریاں ہوتی رہیں اس بین الثنا اس سبب سے
ہوا کہ ۳۸ رجمنٹ بنگال نے جات جانے کے خوف سے جہاز میں بیٹھ کر رنگون جانے سے انکار
کیا وہ ڈھاکہ بھیجی گئی اور اسکی جگہ سکھوں کی رجمنٹ بلائی گئی جو خوشی خوشی جہاز میں سوار ہوئی۔ گو
اسوقت تار برقی نہ تھا مگر گورنر جنرل کا ذہن رسا وہ برق تھا کہ لشکر کشی کا سارا سامان اسنے
ترت پھرت کر دیا انہوں نے کرنیل بوگل کو حکم دیا کہ وہ تناسیرم میں مویشی اور غلہ دار اور سپاہان جنگ
کی اور ضروری چیزیں مہیا کرے مول مین میں چوبی مکانات سپاہ کے لیئے تیار کیئے گئے کہ
بھاری ہواں سون کی بارش میں سپاہی اسکے اندر رہیں۔ اور ان کے بنانے کے لیئے ہزاروں
بڑھئی سب طرف سے اکھٹے کیئے گئے کہ دفعتہ پر مکانوں کو لگا دیں اور تناسیرم کے کناروں پر
مطبخ تیار کیئے گئے کہ روٹی کی پکائی سپاہ اور ملاحوں کو پہنچے اس طرح سے بارکیں اور گھر کے اسباب
آسائش سپاہ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے دخانی جہاز متعین تھے کہ بیماروں اور زخمیوں کو ایم ہرسٹ
میں لے جائیں جو مول مین سے تیس میل کے فاصلہ پر ایک بڑا صحت بخش مقام تھا گورنر جنرل نے
یہہ ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ اگر لڑائی ہو تو وہ جلد کامیابی کے ساتھ ختم ہو۔

سپاہ حملہ آور کے کمانیر میجر جنرل گوڈون مقرر ہوئے وہ ایک بڑے بہادر افسر تھے جو اول جنگ
برہما میں لڑ چکے تھے میر بحر آسٹن صاحب بیڑے کے افسر مقرر ہوئے۔

۳۔ اپریل کو صاف معلوم ہو گیا کہ لڑائی ضرور ہوگی اسی تاریخ انگریزی جہاز پروزرپائن پر برمی توپخانہ
نے گولے مارے۔ وہ علم صلح لیئے ایک جواب کے انتظار میں کھڑا تھا۔ اس دخانی جہاز نے
برمی توپخانے کے دہوئیں اڑا دیئے جنرل گوڈون دریا رنگون کے دہانے سے بہت دور تھے
وہ لارڈ ڈلہوزی کی ٹھہری ہدایتوں کے موافق اپنے کاموں کے کرنے میں آزاد تھے۔

۶۔ اپریل کو ان کے لشکر کے چودہ سو نوست سپاہی کرنیل ریگ نولڈس کے ماتحت پانچ
جنگی جہازوں میں مول مین سے روانہ ہوئے کہ مرتبان پر حملہ کریں۔ سات بجے سپاہ
خشکی میں اتری پروزرپائن اور ریٹلر جہازوں سے بڑی آتش فشانی ہو رہی تھی۔
ایک گھنٹہ کے بعد پیگوڈاؤں پر جو شہر سے پرے درختوں کے اندر بلندیوں پر تھے ریگ نولڈس
کے فتحمند پیادوں نے اپنے قبضہ میں کر لیئے۔ انگریزوں کی طرف سات گورے اور تین مدراسی

سپاہی اور ایک ملاح زخمی ہوئے۔ مرتبان میں ایک رجمنٹ ہندوستانی متعین کی اور باقی سپاہ کو جنرل گوڈون نے جہازوں میں دوبارہ سوار کرایا اور ۸- اپریل کو کل بیڑا جہان اسکے جمع ہونے کے لیئے جگہہ مقرر تھی آگیا اور رنگون پر حملہ کرنے کو تیار ہوا۔
یہہ جنگی بیڑا ایسا تھا کہ جسکے دیکھنے سے زبردست دشمن بھی دہل جائے اس میں ۹ جنگی جہاز اور بنگال کے چھ چھوٹے چھوٹے دخانی جہاز تھے اور ۱۵۹ توپیں تھیں اور ۲۲۷۰ ملاح اور جہازی سپاہی تھے۔ رنگون کے نیچے برمی مورچون کو لیمبرٹ کی سپاہ نے جاکر غارت کر دیا تھا تاکہ لشکر اعظم کے لیئے راہ صاف ہوجائے کوئی مزاحمت نہ پیش آئے ۱۰- اپریل کو دریار رنگون میں ایراوتی سکے دہانہ پر جہاز جمع ہونے شروع ہوئے۔ دوسری صبح کو وہ آگے بڑھے اور اس مورچے پر پہنچے جو ڈلا اور پرانے شہر رنگون کا محافظ تھا۔ جب ہندوستانی بیڑے کے جہاز اپنی جگہون پر قائم ہوئے تو دریا کے دونو کناروں پر سے انپر آتش باری ہونی شروع ہوئی جسکے جواب میں اُدھر سے گولے اور گولیاں چلیں جنہوں نے دشمنوں کو ہلاک کیا راجہ کے ایک بڑے مورچے کے میگزین میں ایک دخانی جہاز کا گولہ لگا جسنے اسکو اڑا دیا گیارہ بجے سے پہلے دشمن نے اپنی آتش فشانی بہت کم کردی پھر کچھ سپاہ ڈلا میں خشکی میں اُتری اور متواتر جلدی سے تین مورچے لے لیئے شام کے وقت ایک گولہ سے برمیوں کا ایک اور میگزین اڑگیا اسلیئے رات کو دونو کناروں پر ایک توپ نہیں چلی۔ مورچون کے جلنے کی روشنی اندھیرے میں بتاتی تھی کہ برمیوں کا کسقدر نقصان ہوا ہے (ہم نے جہان برمی مورچون کا ذکر کیا ہے وہاں یہہ سمجھ لینا چاہیئے کہ برمی اپنے مورچے ٹیک کی لکڑی کے بناتے تھے اور اُسکے پیچھے کئی فیٹ مٹی تھوپ دیتے تھے اور اسکی کھائی کے اِتنے میں نوک دار بانسون کی باڑ لگا دیتے تھے) ۱۱- اپریل کو اتوار کے دن یہہ واقعہ واقع ہوا تھا دوسرے دن صبح کو پچھلے چار بجے سے مورچون کے جلنے کی روشنی میں جہازوں سے سپاہ خشکی میں اُتری اور رنگون کے پیگوڈا کی طرف چلی جسکی فصیل اور برج دوبارہ بڑے مستحکم تھے۔ سات بجے کے بعد ہی جرنیل گوڈون شمال کی طرف چلے وہ ایک میل بھی خشکی میں نہیں گئے تھے کہ ایک بن سے جو انکے سامنے تھا برمی کے سپاہیوں نے گولیاں مارنی شروع کیں اور جنگل کی داہنی طرف ایک اونچی زمین تھی وہاں سے گولے انکے نزدیک آنے لگے جسپر جرنیل نے کہا کہ یہاں ایک نئی طرح کی لڑائی

لڑنی پڑی کہ دشمنوں پاس گولیون کی مار سے بچنے کے لیئے جنگل کی آڑ ہے اور توپون کے
چلانے کے لیئے ایک مرتفع زمین ہے پیگوڈا کے مورچے پر آٹھ سو گز کے فاصلہ سے
انگریزی بھاری توپون نے گولہ زنی کی ایک گھنٹہ سے زائد لڑائی رہی گیارہ بجے برمی توپچی
بھاگنے شروع ہوئے گورون کو بھی دھوپ کی تیزی نے گھبرا دیا تھا جنگی وردیاں دشمن کے سپاہیون
کی اور آفتاب کی تیز شعاعون کے تیرون کی نشانے بن رہی تھین۔ میجر فریزر بنگال انجینیر نے مورچے پر
اول زینہ لگا دیئے اور ان کے پیچھے اورون نے بھی انکی پیروی کرکے چند منٹ مین بتیجے دشمن
مستحکم پیگوڈا کو فتح کرلیا ابھی دوپہر نہین ہوئی تھی کہ انگریزی سپاہ تھک گئی گوڈون صاحب نے اس دن
قیام کا ارادہ کیا۔ دشمن کے گولے گولیون سے جسقدر نقصان ہوتا تھا اُسی قدر دھوپ کی تیزی سے
دو افسر اور کئی سپاہی مارے گئے تھے انسے زیادہ سورج کی تیز کرنون سے بیدم ہورہے تھے دن کو
اور رات کو تھکے ہوئے سپاہیون نے آرام کیا جنگل سے دشمن اب گولیان چلاتا تھا مگر ان کا نقصان
کچھ نہین ہوتا تھا اس عرصہ مین جنگی بیڑا بھی خالی نہین بیٹھا۔ ۱۲ تاریخ کی صبح کو خشکی مین سپاہ کے اترنے
کے بعد کموڈور لیمبرٹ اپنے جہاز پر سوار ہوئے اور اور تین جہاز انکے ساتھ ہوئے اور ملاحون اور
بحری سپاہیون نے برمیون کے بالائی مورچے جلا کر تباہ و خاک سیاہ کیئے چند گھنٹے تک غوئی ڈاگون
پیگوڈا پر جنگی بیڑے نے گولہ زنی کی۔ یہہ پیگوڈا پہاڑ پر ۲ فیٹ اونچا تھا وہان سے سارا رنگون نظر آتا
تھا رات کو انگریزون نے حملہ کرکے فتح کرلیا۔

۱۳۔ کو جنرل گوڈون نے انتظار کیا کہ بیڑے پر سے ساری توپین اور اور سامان آجائے۔

۱۴۔ تاریخ صبح ہوتے ہی سپاہ آگے چلنے کو تیار ہوئی دشمن جانتا تھا کہ پیگوڈا پر جنوب کی طرف سے
حملہ ہوگا مگر انگریزون نے مشرق کی طرف سے حملہ کیا جو ضعیف تھے۔ لشکر ایک میل جنگل مین گیا اور
برمی سپاہیون کو اپنے آگے سے ہٹاتا گیا اور اعظم صمکدہ پیگوڈا پر خوب لڑائی ہوئی کپتان لیٹر کو
ایک شگاف نظر آگیا اس مین سے وہ پیگوڈا مین داخل ہوئے۔ طرفین سے خوب مقابلے بہادرانہ
ہوئے آخر کو یہہ بڑا پیگوڈا انگریزون کے ہاتھ آگیا جنوبی اور مغربی دروازون سے برمی سپاہ
بھاگی انگریزی جہازون نے گولیون کا مینھ برسایا موت کے دریا میں بہایا۔ جب رنگون کا یہہ
مستحکم و استوار پیگوڈا فتح ہوگیا تو میلون تک مورچے اور سامان حرب کے انبار انگریزون کے

ہاتھ آئے۔ ۱۱ سے ۱۴ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا اسکے اندر خشکی مین انگریزی ۷ اسپاہی مقتول اور ۳۰ اسپاہی مجروح ہوئے اور جہازون پر انیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے مگر ہیضہ سے دریا پر اور اونی بھاری کوٹون اور چرمی ٹوپیون پر تیز دھوپ کے پڑنے سے اور دور تک کھلی ہوئی ہوا مین ٹھیرنے سے اور اس ننگی زمین پر سونے سے جو رات کو گیلی اور دن کو سوکھی تھی کتنے آدمی مرے یا بیدم ہوئے انکے بتلانے مین سرکاری کاغذات خاموش ہین۔

برمی کے نقصانون کا ٹھیک حساب نہین کیا گیا میدان جنگ مین انکے دو سو مردے پڑے ہوئے تھے اور بہت سے مردون کو اٹھا کر وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اور ان کے بہت سے توپچیون کے چیتھڑے جہازون کی توپون نے ہوا مین اڑا دیئے تھے انکی برنجی و آہنی توپین چھوٹی بڑی ۹۲ اور ۸۲ جنگل اور سینکڑون چقماقی بندوقین و باروت و گولے و گولیون کے انبار انگریزون کے ہاتھ آئے جنگل ایک ہتھیار ہوتا ہے جسکو دیوار مین لگا کے اسکے اندر زنجیرون کے ٹکڑے اور چقماق و ٹوٹی ہوئی دھاتون کے ٹکڑے میخون کی بھری ہوئی تھیلین اور کٹی ہوئی گولیون کے بکس بھر کر پھینکے جاتے ہین باوجود ان نقصانون کے برہماوالون پاس بیس ہزار سپاہ تھی اور برسات کا موسم آنے والا تھا اسلیئے وہ جنگ کرنے سے بالکل مایوس نہین ہوئی تھی انکے دیس کے جنگل پناہ دینے کو اور بہت سے دریا آزادانہ گشت کرنے کے لیئے موجود تھے انکو توقع تھی کہ ہم دشمن کے حملون کا دلیرانہ مقابلہ کرین گے اور دشمن کو جو تعداد مین ضعیف ہے اس گرمی کے موسم مین جو اسکو نہایت ناموافق ہے ہم تھکا دین گے رنگون کے بھگوڑے گورنر نے انگریزون سے صلح کا پیغام بھیجا مگر اس پیغام مین یہہ حکم کے طور پر لکھا کہ برٹش گورنمنٹ جب مراجعت کر سکے کرے۔ اسکے ساتھ ہی آوا کے دربار نے گورے کالے حملہ آور سپاہیون کے سر کاٹنے کا اشتہار دیدیا اور اس کے واسطے انعام کے درجے مقرر کیئے۔ رنگون کے فتح ہوتے ہی برمیون نے مرتبان پر سخت حملہ کیا انگریزی سپاہ نے جو اسکے اندر تھی انکا مقابلہ کیا اور چار گھنٹے لڑکر حملہ آورون کو بھگا دیا۔ ۲۶ مئی کو برمیون نے مرتبان پر قبضہ کرنے کا قصد کیا جس مین انکو پوری ناکامیابی حاصل ہوئی مدراس کی سپاہ نے انکو سون بھگایا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کیئے۔

کموڈور لیمبرٹ اپنے دخانی جہازون کو دریاء ایراونی کی ایک بڑی شاخ مین ساٹھ میل لے گیا جسکا

حال ملاحون کو کچھ معلوم نہ تھا ان جہازون سے ۱۹ مئی کو جنرل گوڈون کے ۸۰۰ سو سپاہی میجر ارنگٹن کے ماتحت بسین کے اندر خشکی مین اترے یہ مقام رنگون سے مغرب مین ایک سو پچاس میل پر تھا اسکے بچانے کے واسطے برمی پانچ ہزار سپاہ موجود تھی اور ایک لمبا مورچہ تھا جسپر تیس توپین چڑھی ہوئی تھین اور اسکے ایک بازو پر ایک بڑا مضبوط گلی قلعہ با سامان تھا اسکے اندر ایک زرین پیگوڈا تھا جو برمیون کی محافظت کا مرکز اور انگریزون کے حملہ کا اماجگاہ تھا۔ ۵۰ منٹ مین میجر ارنگٹن کے سپاہیون نے اسکو لے لیا اور برمیون کے تمام مقامات چھین لیئے اور کپتان کیمبل کے ملاحون نے ایک مورچہ چھ توپون کا داہین کنارہ پر لے لیا اور اسی شام کو ۵۴ توپین اور ۳۲ جنگل اور ایک مستحکم شہر انگریزون کے ہاتھ آیا جو اراکان کو دھمکاتا تھا اور سرکش شہر پیگو پر حکمرانی کرتا تھا۔

بسین پر قبضہ ہونے سے تمام سواحل بحری سینڈوای سے مول مین تک برمی راجہ زرین پا کے تلے سے نکل گئے۔ اہل پیگو کو اس طرح عملداری کے بدلنے سے بڑی خوشی تھی وہ اپنے ہم قوم برمیون کی حکومت سے بڑے ناراض تھے وہ اسپر ظلم و ستم کرتے تھے اور رعایا کو تنگ کرتے تھے وہ بسین اور رنگون کے فتح کرنے والون سے فقط تجارت کرنے والون پر راضی نہ تھے بلکہ آخر راجہ تھاراوادی کی سپاہ کو ان اضلاع سے انگریزون کی مدد کرکے نکالنے پر تیار تھے جو سو برس پہلے تمام برہما پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پیگو اور آوا مین یہہ تعلقات تھے کہ انمین کبھی پیگو پر آوا اور کبھی آوا پر پیگو حکمرانی کرتا تھا۔ ۱۷۵۷ع مین المپرا نے پیگو کو بالکل فتح کرکے آوا کو اپنی راجدھانی بنایا تھا۔ ان دونو شہرون مین آپس مین جنگ و پیکار رہتی تھی۔

۳۔ جون ۱۸۵۲ع کو ایک چھوٹا سا گروہ پیادون اور سیپر و ملاحون اور بحری سپاہیون کا رنگون کے جہاز پر سوار ہوا اور چھ جہازی کشتیان اسکے ہمراہ ہوئین کپتان کارلیٹن صاحب اس لشکر کے کمانڈر بنے اور وہ شہر پیگو کے تسخیر کرنے مین اپنے نئے دوستون کی امداد کرنے کے لیئے گیا۔ یہہ شہر پیگو ستر میل کے فاصلہ پر رنگون سے شمال و شرق مین تھا اس شہر کے راستہ مین جو گاؤن دریا پر آتا تھا وہان کے آدمی انگریزی سپاہ کو بڑی آواز سے مبارکباد دیتے ہوئے دوڑے آتے تھے۔ ایک مقام پر مسلح اہل پیگو کا مجمع منتظر بیٹھا تھا کہ جب انگریزی سپاہ آئے تو اسکے ساتھ حق دوستی ادا کرے اور اسکے ہمراہ ہوکر دشمنون سے لڑے۔ اسنے پہلے برمیون کو شکست

دی تھی جس سے اسکا دل بڑھ رہا تھا دوسرے دن کوٹن کی پیدل سپاہ دریا سے خشکی مین اُتری اور تیز دھوپ مین چانولون کے کھیتون مین چلی جنمین بن اور مکانات ایک بڑے پیگوڈا کے گرد تھے جس مین برمی سپاہ بہت تھی - انگریزی سپاہ آرام کرنے اور تازہ دم ہونے کے لیئے ٹھیری تھی کہ برمیون نے اسپر حملہ کیا انگریزی تین سو سپاہیون نے برمیون کے جم غفیر کو خرگوشون کی طرح بھگا دیا اور کوٹن صاحب نے پیگوڈا کو لے لیا اور کوئی ایک آدمی بھی اسکا ضائع نہین ہوا دن کو بہت سویرے برمیون نے دفعتہً کپتان ٹارلیٹن کی کشتیون پر حملہ کیا اور ایک ملاح کو مارا اور تین کو زخمی کیا لیکن پیگو کے تسخیر کرنے والون پاس اسقدر سپاہ نہ تھی کہ اس مقام کی محافظت کے لیئے وہ متعین کرتے جسکو انہون نے آسانی سے فتح کیا تھا تمام غلہ کے انبارون کو خالی کیا اور دشمنون کے مضبوط مقامات کو مسمار کیا اور اہل پیگو کو مسلح کیا اور چند توپین لے لین پھر پھر کوٹن صاحب الٹے رنگون مین چلے آئے باقی جون کا مہینہ خیریت سے گذرا انگریزی سپاہ جہاز مین ایراوتی مین پروم سے تینتیس ۳۳ میل پر گئی اور رستہ مین دشمن کی اسّی بڑی کشتیان اناج سے بھری ہوئی پکڑ لین اور برمیون کے ایک بڑے مورچے کو غارت کر دیا - رنگون مین سپاہ مین بیماریان بتدریج کم ہوتی جاتی تھی کلکتہ کی نسبت گرمی بھی کم تھی اور سپاہ بھی خوشدل تھی اسکے واسطے جو چوبی مکانات لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنی دوراندیشی سے بنوائے تھے وہ آرام سے برسات کے موسم مین رہتی تھی جس شہر کو انگریزون نے اپنے گولے گولیون سے غارت کیا تھا اب وہ ایک نیا آباد شہر ہو گیا - انگریزی عملداری مین چارون طرف سے آدمی اُمنڈ آئے کہ اسکی پناہ مین آرام لین گے - دریا پر پردیسی جہازون کی قطارین لگ گئین اب انکو خوف نہ تھا کہ انسے ڈنڈ لیا جائیگا اور بیرحمی جیلخانہ دکھلایا جائیگا - امن وعافیت - ارزانی - آزاد تجارت موجود تھے جسکی محافظت عدل و انصاف کے قوانین کرتے تھے یہہ اس نئی حکومت کی نشانیان تھین - پیگو پر اس سلطنت کے بڑھانے کے لیئے خود اہل پیگو ہی انگریزی مدبرون کی طرح مشتاق تھے اسوقت برسات کے موسم کا عروج تھا دخانی قوت آبی راہون کو جو برہما کے وسط مین جاتی تھین خوب صاف کرتی تھی - ۶ - جولائی کو کپتان ٹارلیٹن پانچ دخانی جہازون کو ساتھ لیکر تفتیش و تجسس کے لیئے گئے تین دن کے اندر وہ ایک نہر کی راہ سے جو گرمیون مین خشک ہو جاتی ہے پروم تک

گئے جو سپاہ سے بالکل خالی تھا مگر توپین لگی ہوئی تھیں ملاحون نے شہر کے آدمیون کی امداد سے چار توپیں لے لین اور انیس توپین ڈبو دین اور اسباب حرب کے ذخائر کو برباد کر دیا دوپہر کو ٹارلیٹن صاحب پردم سے وش میل پر دخانی جہاز مین گئے چار دن اور سفر کر کے وہ آوا مین پہنچ سکتے تھے مگر وہ جانتے تھے کہ اسکے عقب مین ایک بڑی برمی سپاہ دریا کی بلندیون پر اکوک ٹونگ مین موجود ہے بس وہ ادکو اپنے گھر کی طرف چلے اور بندبولا کی سپاہ جو دریا ایراوتی سے پار جانے کے لیئے حامی تھی اسکی دُم پکڑ لے گا اور اسکی شاہی کشتی پر اور دس جنگی کشتیون پر اور چند توپون پر اور ہتھیارون اور میگزین پر جھپٹا مارنے کا قصد کیا۔ اکوک ٹونگ کی بلندیون کو برمی سپاہ نے خالی کر دیا تھا اسپر افلاطون جہاز کے ملاحون نے قبضہ کر لیا اور اسکے تمام مورچون کو غارت کر دیا اور اٹھائیس توپون مین کچھ توپین توڑ ڈالین اور کچھ اپنے ساتھ لے لین اب آئندہ چند ہفتون کے بعد ہنگامہ جنگ نے اپنے علم بلند کیئے جب وقت پردم اور رنگون کے درمیان انگریزی جہاز اوپر نیچے گشت کر رہے تھے تو بندبولا نے وہان پر چند حملے کیئے۔ چھوٹے قزاق سارے ملک مین پھرتے تھے اور لوٹ مار سے اپنے ہی ملک کو جتنا نقصان پہنچاتے تھے اتنا انگریزون کو نہین پہنچاتے تھے۔ لارڈ ڈیل ہوزی کی عادت تھی جس کام کو وہ ہاتھ مین لیتے تھے اُس کو پورا ہی کر کے چھوڑتے تھے وہ خود رنگون مین آئے تاکہ اپنی آنکھون سے جو حال گذر رہا ہے دیکھین اور اپنی سپاہ کے کمنڈرون سے لڑائی کے باب مین صلاح مشورہ لین انہون نے دیکھا کہ سپاہ تندرست ہے اچھی طرح اسکو خوراک ملتی ہے اچھے مکانون مین رہتی ہے مگر اسکو بیقراری یہہ ہے کہ لڑائی مین جنرل گوڈون نے بڑا التوا کر لارڈ ڈیل ہوزی سے منظوری منگا کر کیا وہ بہت جلد کلکتہ کو واپس آئے اور بنگال اور مدراس سے جسقدر تازی سپاہ جمع ہو سکتی تھی پیگو کی فتح کرنے کے لیئے جمع کی۔

لارڈ ڈیل ہوزی کے نزدیک برہما کی لڑائی کے بڑے پیچدار سوال کا حل یہی تھا کہ پیگو فتح کیا جائے اول ہی سے انہون نے یہہ بیان کیا تھا کہ برہما مین فتحیابی ایک وقت ایسی ہوگی کہ وہ لڑائی کی آفت سے درجہ دوم پر ہوگی اسی اپنی رائے پر وہ اس مراسلہ مین جمے رہے جو انہون نے انڈیا ہوس کو اسلیئے لکھا تھا کہ پیگو کے فتح کرنے کے لیئے جو تدابیر انہون نے تجویز کین ہین انکے پورا کرنے کے لیئے

حکم ملجائے جنگ اور فتح دونو آفتین تھین مگر لارڈ ڈیل ہوزی نے ان دونوں مین سے فتح کو اختیار کیا جس میں خرابیاں کم نہین اسلئے بغیر وہ کسی اور طرح سے برٹش گورنمنٹ کی علویت اور برتری کو نہ اب نہ صلح کے بعد قائم رکھ سکتے تھے پیگو کے باشندے خود یہہ چاہتے تھے کہ ان کے ملک کی حکمرانی برمیوں سے نکلکر انگریزوں کے ہاتھ مین آجائے اس انتقال حکومت مین پولٹکل تجارتی فائدے بہ نسبت ان برائیوں کے بہت زیادہ تھے جو کمپنی کی سرحد کی وسعت دینے مین تھین لارڈ ڈیل ہوزی کو سیکرٹ کمیٹی کی معرفت جواب ایسا ملا کہ پھر انکو کسی اور بات کی درخواست کرنے کی ضرورت نہین رہی۔ ملک کے وسیع کرنے مین فی نفسہ کوئی چیز چاہنے کے قابل نہ تھی اور کمیٹی نے اپنے گورنر جنرل کی راے سے اتفاق کیا کہ پیگو کے صوبہ پر قبضہ کیا جائے اس مین برائیاں تھوڑی ہین اور قطعی اور خالص بھلائیاں بہت ہین لارڈ ڈیل ہوزی کے ان دلائل کو اور بھی زیادہ پسند کیا جو انہوں نے بیان کین تھین کہ ملک کے الحاق کرنے مین ہمارے لیئے ایسی بھلائیاں نہین ہین جیسی ان اہل ملک کے لئے جنکا ملک انگریزی عملداری مین آئیگا تو بے شک اسمین شبہ ہو سکتا ہے کہ ابتک برٹش اور برمیوں کے درمیان جو تعلقات ہین ان کے سبب انگریزوں پر یہہ فرض نہین ہے کہ انکی محافظت کرین بس انہوں نے گورنر جنرل کو اختیار دیدیا کہ وہ پیگو کے الحاق کرنے پر خیال کرے کہ وہ انصاف اور ضروری نتیجہ اس جنگ کا ہوگا جو برمی سلطنت کے برخلاف کی جائیگی۔

ستمبر کے شروع مین رنگون مین سپاہ کی تیاریوں کی چہل پہل ہوئی کہ وہ پردم کی طرف آگے بڑھی روز بروز رنگون مین کلکتہ و مدراس سے دخانی و ہوائی جہازون نے سپاہ کو اور سامان حرب وضرب اور رسد کو لانا شروع کیا ۲۷ ستمبر کو میر بحر آسٹن کے بیڑے کا آخر جہاز آخر دستہ سپاہ لایا جسکے ہمراہ گوڈون صاحب دریا تک آئے۔

۹۔ اکتوبر کو دوپہر کے بعد شہر پردم کے قریب کل چھوٹا بیڑا آیا اور دفعتہً جہازون سے لشکر کا اترنا شروع ہوا دوسرے دن صبح کو ۔۔ ۲۳ تنومند سپاہی سیدھے شہر مین پیگوڈا کی طرف بغیر ایک گولی چھوڑے چلے برمیون نے یہ دانائی کی تھی کہ یہان کی سپاہ حصار نشین کو لشکر عظیم سے ملا دیا تھا جو ایک نہایت مستحکم مورچہ مین پردم سے دس میل پر مقیم تھا شہر کے گرد میلوں تک دلدل اور گھنے جنگل تھے یہان سپاہ ٹھیری تو اسکو بیماری نے اور دشمنون کے

شب خونون نے ستایا گوڈون صاحب رنگون گئے کہ وہان سے باقی سپاہ کو لائین اور پیگو
کی طرف حرکت کرین جہان پھر برمیون نے اپنی سپاہ کو حصار نشین بنایا تھا۔
اکتوبر مین طرفین نے کوئی بڑا کام نہین کیا امیر بحر اسٹن کا انتقال ہوا انکی جگہہ جوانمر دلیمبرٹ مقرر ہوا
بسین اور رنگون کے دریا جہان آپس مین ملتے ہین وہان برمیون نے ہل نزادہ پر حملہ کیا
کپتان بیچر اور بنگالی سپاہ کی ایک کمپنی نے اسکو ہٹا دیا مہینے کے آخر مین سپہ سالار بندیولد
کو بی غرقی کے ساتھ آوا مین آنے کا حکم راجہ نے بھیجا اسنے اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کیا اسی
مین اپنی عافیت سمجھا جب نومبر کے شروع مین گوڈون صاحب ایک تازی سپاہ کا بریگیڈ پروم مین لاتے
تھے کہ کپتان لوچ کے ملاحون کے ایک گروہ نے خشکی مین اکوک ٹونگ مین اتر کر ایک گرچھ
توپین اسکی بلندی سے اتار لین جنکو دشمن نے اپنے استحکام کے لیئے لگائی تھین۔
اس مہینے کی ۱۹ تاریخ کو چار چھوٹے دخانی جہاز اور چند کشتیان سپاہ سے بھری ہوئی رنگون سے
پیگو کی طرف چلے اور ستانگ دریا تک آئے۔ ۲۱ تاریخ کو ایک ہزار پچاس سپاہ بریگیڈیر نیل کے
ماتحت خشکی مین بڑی گہری کہر مین خشکی مین اتری دشمن نے اسپر ایک گولی نہین چلائی۔ گوڈون صاحب
لشکر کے ساتھ گھنے جنگل مین چلے اور پیگو کی فصیل تک جو جھاڑیون سے ڈھکی ہوئی تھی پہنچی
جنکے محافظین نے انپر جنگل اور بندوقون کی گولیون سے مزاج شریف پوچھا۔ گھٹنون تک
جنگل کی لمبی گھاس مین لشکر بیچ بیچ چوڑی کھائی کے کنارہ پر چلا جو پیگو کی شکستہ فصیل کے
گرد تھی اسکو ایک شق ہوئی جگہہ ملی جس کے اندر بہادر سپاہی جا سکتے تھے۔ مدراس اور بنگال کی
گورہ سپاہ اس گدلی خندق مین گھسی اور چند منٹ مین دشمنون کو اپنی سنگینون کے آگے رکھ لیا
وہ بڑے پیگوڈا کی طرف بھاگے نیل صاحب کے بیڑے کے سپاہیون کی گولیون کے مارنے
نے میجر ہل کے حملہ اور سپاہ کی مدد ایسی کی کہ وہ پیگوڈا کے اندر داخل ہو گئے۔ فوراً دشمن اپنے اس
آخر مستحکم مقام سے بھاگنے شروع ہوئے بس ایک بجے پیگو انگریزون کے ہاتھ لگ گیا سپاہ کو
جنگل چلنے کی اندر بہت گھنٹون تک مشقت شاقہ اٹھانی پڑی مگر صرف ۴۲ آدمی مارے گئے
یا زخمی ہوئے بریگیڈیر کو دھوپ نے مارا۔
اس مفتوح شہر مین میجر ہل کے ماتحت ۵۰۰ سپاہی حفاظت کے لیئے معین کیئے گئے اور باقی

سپاہ نے رنگون کی طرف مراجعت کی جب یہہ سپاہ دشمنون کی نگاہ سے باہر ہوگئی تو انہوں نے شہر نشین قلیل سپاہ پر حملوں کا ایک تار باندھ دیا۔

۵- دسمبر سے ۱۳- تک ہر رات کو ہزاروں برمی سپاہی مورچوں مین جمع ہوئے اور بڑی بہادری سے حلے کیے اور اس سزا کا خوف نہین کیا جسکا انکو یقین تھا کہ ملیگی۔ ۱۰ تاریخ جو رنگون سے سپاہ کمک کے لیے بھیجی گئی تھی وہ شکست پاکر اور بہت نقصان اٹھاکر الٹی آئی۔ ۱۴ تاریخ دو ہزار تنومند سپاہ جسمین آرم سٹرنگ کے تین سو سکھ سپاہی بھی تھے گوڈون صاحب کے ماتحت پیگو کی پرانی فصیل تک گئی جسکو برمی کے سپاہیوں نے پھر زندہ کر رکھا تھا مگر اس لشکر کو بچکر پھر انکا دم نکل گیا آخر کو پیگوڈا نظر آیا جسپر انگریزی پھریرا پھرا رہا تھا جسکے دیکھنے سے انگریزی سپاہ شاد ہوگئی اندر اور باہر سے گورے آپس مین مبارکبادین دینے لگے سپاہ کو یہہ امید نہ تھی کہ ہم شہر مین اپنے ساتھیون کو دیکھین گے۔ اب دشمن دو آگون کے درمیان آ گئے اپنے آخر مستحکم مقام کی طرف بھاگے جہان سے آرم سٹرنگ کے سکھون نے انکو نکال دیا گوڈون صاحب اہل کی قلیل سپاہ مدد کر کے گرد کے ملک سے دشمنون کے صاف کرنے کے لیئے گئے مگر برمیون مین اب لڑنے کا حوصلہ باقی نہین رہا تھا گوڈون کی خرم و احتیاط نے کسی کمین گاہ کو انکے لیئے چھوڑا نہ تھا وہ سوی کاین کی طرف بھاگ گئے جہان گوڈون کی سپاہ پہنچ نہین سکتی تھی اور رسد اور میگزین بھی تھوڑا رہ گیا تھا اسلیئے وہ پیگو مین الٹا ۲۱- کو آ گیا تھوڑے دنون بعد وہ پیگو مین سات سو سپاہی متعین کر کے خود رنگون مین چلا گیا۔

لارڈ ڈلہوزی نے جو پیگو کے صوبے کے لیئے تجویز کی تھی اب جنرل گوڈون کو اسپر علم ہوا۔

۲۰- دسمبر کو دریا پر ملاحون نے اور ۲۱- دسمبر کو سپاہ نے خشکی مین یہہ اشتہار سنا کہ صوبہ پیگو سرکار کمپنی کی عملداری مین داخل کیا گیا اہل پیگو نہایت ہی خوش تھے کہ انکو رحیم عادل مستقل حاکم مل گئے اس نئی سلطنت سے برمی سپاہ نکال دی گئی اگر برمی آیندہ لڑائی سے دست کش ہو نگے تو گورنر جنرل بھی انسے نہین لڑیگا کپتان ارتھر فیئر اراکان کے سول افسر پیگو کے کمشنر مقرر ہوئے اور ضلع مرتبان کرنیل بوگل کمشنر تناسیرم کے سپرد ہوا۔ اس فتح سے اراکان اور مول مین کے درمیان سواحل بحری پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا اور دریا ایراوتی مین پردیسی

تجارت کا دروازہ کھل گیا اس دریا کا اوپر کا حصہ اہل برہما کے ہاتھ مین رہا۔ اسطرح وحشیون کے قبضہ سے جو ملک چھٹایا گیا اُسکا طول دو سو میل تھا اور اسی قدر وہ چوڑا تھا۔ یہہ ملک بڑا سیراب وسر سبز وشاداب تھا اسمین ٹیک کی لکڑی کے جنگل تھے اور چاول بہت پیدا ہوتا تھا اور اسمین پانچ لاکھ باشندے رہتے تھے جو اپنے ہم قومون سے بادشاہی کے لیئے لڑتے رہتے تھے۔

کئی مہینے تک لڑائی نہ ہوئی آوا کے راجہ نے واقعات کالہ کے فیصلہ کے ماننے سے انکار کیا۔ یہانپر وہان اسکے افسرون مین سے کوئی پاکوئی اور چوٹون کا من جلا کوہر ا جنگل مین اپنے مورچون سے انگریزی لشکرون سے مٹ بھیڑ کرتا تھا ۱۸۵۳ء کے اول ہفتون مین جرنیل سٹیل فوج کے ایک دستہ کو ساتھ لے گئے ایسی راہ چلے جس مین کوئی بٹیا نہ تھی اور بھاری دلدلین اور چوڑے دریا لشکر کے اسباب کے چھکڑون اور بھاری توپون کے چلنے کے مانع تھی مگر انہون نے یہان شمال کی جانب مین ٹنگھو تک قریب دو سو میل کے برمیون کا شکار کھیلا۔ پیگو کی مغربی سمت مین رہبی صاحب اور فارچ صاحب تھوڑے سے ملاح اور اہل پیگو کو لے گئے اور بسین کے دریا پر برمیون کا جو بڑا اجم گھٹ ہورہا تھا اسپر بہادرانہ حملہ کیا اور خوب انکو مارا۔ قزاقون کا بہادر سرغنہ میاتھون تھا کئی ہزار آدمی اسکے ہمراہ تھے اور اسی نے جنگلون کے وسط مین دانا بائی نو اور ہن زادہ کے مابین اپنی کمین گاہ بنائی تھی کپتان لوچ اسسے لڑنے گئے جس مین انکو فتحیابی نہین ہوئی۔ وہ بے احتیاطی سے ایک جنگل مین گھس گئے جہان انکو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ جس راہ سے گئے تھے اسی راہ سے بعد نقصان اٹھانے کے واپس آئین۔ اس مراجعت مین دشمن نے اپنی فتحیابی سمجھ کر انکے ملاحون اور سپاہیون کی تھوڑی سی سپاہ پر خوب گولیان برسائین۔ راہ مین ان کو دو چھوٹی توپین چھوڑنی پڑین اور اٹھاسی سپاہی اور افسر مارے گئے جنمین خود وہ بھی تھے یہہ نتیجہ ایک جنگل مین بغیر حال دریافت کیئے الدھوھند چلے جانے کا اور اس دشمن سے لڑنے کا تھا جسکا زور نامعلوم تھا۔

یہہ بہادر برمی سرغنہ انگریزون سے بہت دنون لڑ نہ سکا۔ ۱۸ فروری ۱۸۵۳ء کو سرجان چیپ آٹھ سو سپاہی اور چار توپین اور بان لیکر پرم سے اسلیئے چلے کہ شیر کو اسکے جنگلی بھٹ مین مارین ۔ ۶ مارچ کو دانا پاکو مین پانچ سو سپاہیون اور دو توپون کی رنگون سے کمک بھیجی گئی۔

ہیضہ اور رسد کی کمی سے اور اسکے رہنمایون کی دغابازی سے آگے بڑہنے مین دس روز کا توقف
ہوا اسی اثنا مین بحری سپاہ کے افسر ریبی صاحب اور پیگو سپاہیون کے افسر فانچ صاحب آیندہ
کی لڑائی مین شریک ہونے کے لیئے جلدی کر رہے تھے - ۱۷ - مارچ کو جیب صاحب کے لشکر نے
نہایت احتیاط سے بے راہ جنگل مین آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا - ہوا کی سمیت نے بڑی راتون
کے پالے نے اور دن کی سخت دہوپ نے برمیون کی سیانپت و مکاری نے انگریزی سپاہ
کے ہتھیارون کا امتحان لیا اور ان کے آگے بڑہنے کو بروکا اس لشکر کے سد راہ افتادہ درخت
اور کنگورون پر نشانہ باز دشمن ہوئے تھے اور اسکے ساتھ ہیضہ اور اسہال بہ نسبت دشمنون کی
گولیون کے سپاہ کا زیادہ نقصان کرتے تھے دو دن مین سپاہ ایک ایک انچ کو خوب دیکھہ
بھال کر چلی اور ملیاتھون کی اندرونی کمین گاہون تک پہنچی اور ایک دن سخت لڑائی اس کو
پیش آئی ۱۹ - مارچ کو مایاتھون اپنے مورچے سے جسکو انگریزون نے لے لیا تھا دو تین سو
سپاہیون کے ساتھہ بھاگا یہہ خستہ حال سپاہ اس لشکر مین سے تھی جو صبح کو چار پانچ ہزار تھا اس
لشکر کشی مین فتحیابی ہوئی اور ۳۲ سپاہی مارے گئے اور ۱۰۸ زخمی ہوئے اور سو آدمی بیماری سے
مرے -

آوا مین ایک نیا راجہ اپنے بھائی کو تخت سے اُتار کر ہوا تھا اس نے پیگو کے فتح کرنے والون سے
مصالحت کرنے کے واسطے ارکین سلطنت سفیر بنا کے بھیجے - ۴ - اپریل کو یہہ سفیر نہایت
زرق برق کی پوشاک پہنے ہوئے اور تین زرین چھتریان لگائے ہوئے انگریزی کمشنرون
سر جان جیب وکم موڈو ریمبرٹ اور کپتان فائر پاس آئے انکی سلامی توپون کی اُتاری گئی
اور ایک کمرہ مین ملاقات ہوئی دوسری دفعہ ملاقات ۵ - تاریخ کو ہوئی انہون نے عاجزانہ یہ درخواست
کی کہ میاوے انسے نہ لیا جائے پیگو مین لسین یا کوئی اور بندرگاہ ان پاس رہنے دیا جائے -
گورنر جنرل کی منظوری کے آنے تک اس مجلس کا اجلاس ملتوی کیا گیا اور تیس دن کے لیئے
اشتہار دیا گیا کہ لڑائی نہ ہو - ۸ - مئی کو یہہ ایلچی گورنر جنرل کے حکم سننے کے لیئے بلائے گئے
اور انکو حکم سنایا گیا کہ گورنر جنرل میاوے دینے کو راضی ہے مگر باقی پیگو پر قبضہ رکھنے پر اصرار
کرتا ہے - ایلچیون نے اپنے راجہ کی طرف سے یہہ پیغام دیا کہ اگر پیگو برمیون کے حوالہ کر دیا جائے تو اسکے

عوض مین وہ بہت روپیہ نقد دینے کو موجود ہین - یہہ درخواست اسکی نامنظور ہوئی پھر ایلچیون نے عرض کیا
کہ راجہ اپنی مملکت کا کوئی حصہ نہین دے سکتا اگر پیگو اسکو واپس دیدیا جائے تو وہ روپیہ خاطر خواہ دیکر
صلح کرنے کو موجود ہے انگریز بسین یا مرتبان مین آزادانہ بندرگاہ رکھ سکتے ہین مگر برہما کا راجہ اپنا
کل صوبہ انگریزون کو نہین دے سکتا انگریزی کمشنر ان باتون کو سنتے سنتے تھک گئے ۱۰ مئی کو انہون نے
برہما کے ایلچیون کو اطلاع دی کہ وہ پردم سے ۲۴ گھنٹے کے اندر باہر چلے جائین -

اب حقیقت مین لڑائی کا خاتمہ ہوا پیگو کی حدود مین کوئی برمیون کی مسلح سپاہ موجود نہ تھی - میاتھون خود
آوا کو بھاگ گیا تھا اور برما کا راجہ اپنی سپاہ کو اس صوبہ سے بہت دور ہٹا کر لے گیا تھا جسکے دینے سے
وہ انکار کرتا تھا - اپریل کے شروع مین بلنگ مین دنگہ فساد ہوا تو وہ کلکتہ سے مول مین تازہ سپاہ بھیجنے سے فرو
ہوگیا اور وہ سردار جو دفعتہً انگریزون سے مخالف ہوگیا تھا تنگھو سے پرے چلا گیا راجہ خود چاہتا تھا کہ محاصرہ
اٹھ جائے جسکے سبب سے چاول اور خشک مچھلی جو کل ملک کی عمدہ غذا ہے گران ہوئی تھی راجہ کے جو قیدی تھے
انکی مدارات مہربانی سے کی گئی اور وہ بغیر کسی شرط کے چھوڑ دیے گئے صرف نخوت اور حالت موجودہ کی کمزوری
اطاعت نہین کرنے دیتی تھی اور اس عہدنامہ پر دستخط کرنے سے ہاتھ کو روکتی تھی جو لارڈ ڈلہوزی نے
انگلنڈ کے احکام کے موافق لکھا تھا -

جب راجہ صلح کا پیغام جنرل گوڈون کو بھیج رہا تھا لارڈ ڈلہوزی نے لڑائی ختم ہونے کا اشتہار دیدیا آوا کے
لام کو توڑ دیا اور بندرگاہون کے محاصرہ کو اٹھا لیا اور امن امان کو از سر نو قائم کیا اور گورمنٹ کی خواہش کو ظاہر کیا
کہ برہما کے ساتھ دوستانہ آمد و رفت رکھے جائے - سیکرٹ کمیٹی انگلنڈ نے لارڈ ڈلہوزی کو یہ سکیم لکھی
جسمین سرکاری لاکھون روپیون کی بچت تھی ہزارون جانون کی سلامتی تھی برہما کے راجہ کی ہتک نہ تھی
برٹش گورمنٹ کو جو ایک وحشی راجہ سے حسب ضابطہ عہدنامہ کے کرنے سے فرائض اور ترددات پیدا ہوتے ہین انسے
آزادی تھی - لارڈ ڈلہوزی نے ان احکام کی فرمانبرداری کی اگرچہ وہ بتحقیق جانتے تھے کہ یہہ عہدنامہ جو برہما کے
ساتھ ہوا ہے وہ ایسا ہی بودا ہے جیسے کہ نرسل جس سے وہ لکھا گیا ہے اور پیگو کا حوالہ کرنا برہما کی فتح کا
کل سر سبز ہے برہما کی قومی نخوت کا خود سر بیجا کرتا ہے اور وہ اسکے لیے آخر تک جھگڑا کرین گے بس
نہ اور چھ مہینے کے بعد لڑائی کا خاتمہ اسطرح ہوا کہ دو کروڑ روپیہ آئین پر خرچ ہوئے اور اسکے عوض مین سرکار
کمپنی کے ہاتھ مین ایک اچھی وسعت کا صوبہ ہاتھ آیا جو اپنا خرچ آپ اٹھاتا تھا اور اسمین صلح پسند رعیت اپنی تو ان

اور تاجرون کی آبادی تھی اور جو اول سے ہی اپنے نئے خداوندون سے محبت رکھتے تھے سپاہ جو لڑائی لڑی تھی اسکی محنت و شجاعت کے صلہ مین ایک میڈل اور چھ مہینے کا بھتا عطا ہوا اور دس برس بعد یہان کی لوٹ کا حصہ بھی انکو انعام مین دیا گیا ممالک نومفتوح مین سپاہ کا ایک حصہ متعین کیا گیا۔ گوڈون جی کلکتہ گئے یہان بیمار ہوکر شملہ گئے اور وہان مر گئے مرنے کے بعد انکی یہہ عزت ہوئی کہ گورنمنٹ گزٹ مین انکی موت کا ماتم نامہ لکھا گیا؛

باب ششم

ہندوستانی ریاستون کا ضبط ہوکر انگریزی عملداری مین داخل ہونا

۱۸۴۸ء و ۱۸۵۶ء

(تبنیت یعنے متبنے بنانا)

لارڈ ڈیل ہوزی نے ہندوستان مین آن کر تین سال کے عرصہ مین عظیم الشان لشکر کشیان کین اور دو بڑے ملک تسخیر کیئے بعد ازان جب انکو غیر ملکون کی رزم آرائی سے فراغت ملی تو اپنے ملک مین آرزم پیرائی کے حملہ کیئے۔ ہندوستانی تلوار کی کٹر منطق کی قائل تھی اور جانتے تھے کہ تلوار کے فیصلہ کا اپیل کہین نہین ہوسکتا۔ جب انپر حملے ہوتے تھے اور فتوح حاصل کی جاتی تھین تو وہ انکو اپنی تقدیر و قسمت کے حوالہ کرتے تھے اور مشیت ایزدی جانتے تھے کہ ان سے زیادہ زبردست نے آن کر ان سے جو کچھ ان پاس تھا چھین لیا یہی غنیمت ہے کہ ہمارے مذہب اور رسم و رواج سلامت رہے ہمارا ملک گیا دشمن کا ایمان گیا وہ یہہ فلسفیانہ خیال رکھتے ہین کہ دنیا مین تھوڑے دنون جینا ہے۔ ع دوران بقا چہ باد صحرا بگذشت ؛ اپنی کمزوری مین تحمل و صبر کرنے مین بڑا زور دکھاتے ہین آئندہ خوشحالی کے امیدوار رہنے مین شمشیر خمیدہ پشت کو جانتے تھے کہ وہ ملک و سلطنت و دولت سے قطع و برید کرائی ہے۔ مگر اب لارڈ ڈیل ہوزی نے انکو یہہ نیا کرشمہ

دکھایا کہ سگے بیٹے کے نہ ہونے سے بھی مرنے کے بعد خاندان سے کل مملکت و دولت چھین لی جاتی ہے اس سبب سے اب وہ دشمنون کی فتح سے زیادہ تبنیت کے لفظ سے ڈر نے لگے۔

ہندوون کے مقنن اعظم نے شاستر مین لکھا ہے کہ بیٹا ہی باپ کو (برت) دوزخ سے بچاتا ہے۔ بیٹے کئی طرح کے ہوتے ہین جنمین سے ایک صلبی بیٹا ہوتا ہے دوسرا متبنے۔ باپ کے مرنے پر اسکا کریا کرم کرنا بیٹے پر فرض ہے بغیر اسکے باپ کی مکت نہین ہوگی اسلیئے ہندوون کے ہان متبنے کرنے کا مسئلہ بڑے بزرگ مذہبی مسایل مین سے ایک ہے بظاہر یہہ گمان ہوتا ہے کہ جس ملک مین کثیر الازواجی کا دستور یا قاعدہ مروج ہو وہان شاذ و نادر ہی اسکی ضرورت پڑتی ہوگی اگر کوئی شخص دوسرے آدمی کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنائے لیکن یہہ گمان حقیقت کے خلاف ہے بہت سے والیان ملک اور رئیس اپنی آخر عمر تک بیٹے کی تمنا ہی مین رہتے ہین وہ نہین ہوتا بیٹیون سے خاندان کی امارت اور حکومت قائم نہین رہتی اور باپ دادا کا نام آگے نہین چلتا۔ ہندو متبنے کرنے سے دنیا مین خوش رہتے ہین اور عقبے کے لیئے بھی باعث نجات سمجھتے ہین۔ اب اس متبنے ہونے کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ عام ہندوؤن مین سے کوئی ہندو متبنے کرے دوسرے یہہ کہ خاص والیان ریاست اور رئیس اور نام کے راجہ متبنے کرین اس تبنیت کو پولیٹکل سے تعلق ہے اسی کا آگے ہم ذکر کرتے ہین۔

دنیا مین کوئی قوت ہندو کو سوا اپنی مرضی کے متبنے کرنے سے روک نہین سکتی اور جب شاستر کے موافق متبنے کرلیا جائے تو اسے ناجائز نہین ٹھیرا سکتی لیکن باپ کے مرنے کے بعد اسکے خانگی مال و اسباب کا متبنے کا مالک اور وارث ہونا ایک اور بات ہے اور مملکت و سلطنت و خطاب کا وارث و مالک ہونا دوسری بات ہے۔ اس دوسری قسم کا متبنے ہونا اعلے و غالب حکومت کی منظوری کا محتاج ہے۔ والیان ملک جنکے حقوق ملکی گورنمنٹ کی مرضی پر موقوف ہین وہ اور عام ہندوؤن کی طرح متبنے نہین کرسکتے کہ پنڈت جی آنکر تبنیت کی رسم کو ادا کردین اور متبنے باپکے مرنے کے بعد اسکے سارے مال اسباب کا وارث ہو جائے۔ لیکن والیان ملک اور نام کے روسا کی تبنیت کی پنڈت اعلے و برتر غالب حکومت ہے جب وہ والیان ملک کے متبنے کو منظور کرلے تو وہ اپنے بعد مملکت و سلطنت و خطاب کو متبنے کے ہاتھ مین

منتقل کرکے اپنا جانشین بنا سکتے ہین بیشک بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے متبنے اپنے باپ کے خانگی مال اسباب کا وارث ہوسکتا ہے لیکن سلطنت وملک کا نہین ہم گورنمنٹ کی منظوری کو متبنے کے لیئے پولیٹکل تبنیت کہتے ہین۔

اب سوال یہ ہے کہ پولیٹکل تبنیت مین ہندوٴن کا مذہب مداخلت کا سچا حق رکھتا ہے یا نہین؟ یہہ امر بالکل یقینی ہے کہ اس پولیٹکل تبنیت کا حق ہمیشہ سے کبھی برتر و اعلے گورنمنٹ نے ہندوؤن سے سلب نہین کیا پہلے مسلمان بادشاہ جانشینی کا بھاری نذرانہ لیتے تھے مگر مغل بادشاہون نے اس مین بہت رعایت کرکے تخفیف کردی تھی۔ یہہ نیا شگوفہ انگریزون ہی کا کھلایا ہوا تھا کہ بجاے حق تبنیت کے حق مضبطی قرار دیا گیا یعنی جب کسی والی ملک کے سگا بیٹا نہ ہو تو اسکا متبنے والی ملک نہ بنایا جائے اور اسکا ملک ضبط ہوکر سرکار انگریزی کی عملداری مین داخل کیا جائے ۱۸۴۹ء مین لارڈ ڈلہوزی نے لکھا کہ ستارہ کا راجہ لاولد مرگیا اسکا ملک ضبط ہوکر انگریزی عملداری مین ملایا گیا برٹش گورنمنٹ کا یہہ حق ہے کہ جب کسی والی ملک کے صلبی پسر نہ ہو تو اس کے ملک کو ضبط کرکے اپنی عملداری مین داخل کرلے ستارہ کا راجا سیواجی کی اولاد مین سے تھا اور سیواجی مرہٹون کی سلطنت کا بانی اول تھا گو اسکی سلطنت کی شان و شکوہ باقی نہین رہی تھی لیکن پھر بھی اسکی بزرگی اور عظمت کی حکایت زبان زد خلائق تھین اور مغربی مرہٹے ستارہ کے راجہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اپریل ۱۸۴۸ء کے آخر ستارہ کا راجہ اپا صاحب مرگیا وہ اپنے بھائی کا جانشین ہوا تھا جو ۱۸۳۹ء مین اس سبب سے معزول ہوا تھا کہ وہ برٹش گورنمنٹ کے برخلاف سفیہانہ غیر معتبر سازشین کیا کرتا تھا یہ تعجب کی بات ہے کہ سر روبرٹ گرنٹ نے اسکو ایسی سزا دی کہ جس مین انگریزی عملداری کا ذرا سا بھی فائدہ نہ ہوا۔

اب سوال یہہ تھا کہ راجہ تو لاولد مرا اب اسکی ریاست متبنے یا کسی کے قریب کے رشتہ دار کو دی جائے یا اس ریاست کا نام ہی مٹا یا جائے سر جارج گورنر بمبئی نے عہدنامہ ۱۸۱۹ء کو ملاحظہ کیا اس مین لکھا ہوا تھا کہ برٹش گورنمنٹ ستارہ کی راجگی کو دوام کے لیئے منظور کرتی ہے کہ اس کے جانشین اور وارث راج کیا کرین اسلیئے انکی رائے یہ تھی کہ ہندوستانی راج برقرار رکھا جائے لیکن انکی کونسل کے دو ممبر تھے وہ یہہ چاہتے تھے کہ گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ اس معاملہ کا فیصلہ اسطرح کرے

کہ جس مین زیادہ تر فائدہ انگریزون کا ہو مگر گورنمنٹ نے دو ممبرون کے خیالات کے قبول کرنے سے انکار کرکے یہہ کہا کہ اگر یہہ امر قرین انصاف نہین ہے کہ متبنیٰ کرنے کے استقرار سے انکار کیا جائے تو پھر اس باب مین یہہ تحقیقات عبث ہے کہ رعلیا کی یا گورنمنٹ انگریزی کی اغراض کے لیئے یہہ بہتر ہے کہ ہندوستانی راجہ کی فرمان روائی ہو یا اس مین انگریزی عملداری ہو یہہ بات انہون نے ایسی سُریلی آواز مین کہی تھی کہ اسکا اثر ہو۔

گورنر جنرل نے جو ہندوستانی ریاستون کے الحاق کرنے کی پولیسی اپنی ابتداء حکمرانی مین اختراع کی تھی اسکو ستارہ کی ریاست سے شروع کیا اور اپنے آخر عہد تک نبھایا آٹھ ہی مہینے ان کو ہندوستان مین آئے ہوئے ہوئے تھے کہ ستارہ کی ریاست کو ضبط کیا اور پھر اسکے بعد اور بڑی بڑی ریاستین ضبط کین۔ انہون نے اس الحاق کی پولیسی کے باب مین اپنی راے ۳۰ اگست سنہ ۱۸۴۸ع کو یہہ لکھی کہ گورنمنٹ جیسے اپنے فرض کی پابند ہے ایسے ہی اس پولیسی کی رہے ہر موقع پر وہ اپنی خالص دیانت اور نیک ایمانداری کی خوب موشگافی کرکے عمل کرے جہان کسی شبہ کی پرچھائین بھی پڑے معاً وہ اپنے دعوے کو چھوڑ دے۔ لیکن جب ملک پر کوئی شخص حق نہ رکھتا ہو تو صاف ظاہر ہے کہ از روے انصاف یہہ گورنمنٹ کا حق ہے کہ اس ملک کو وہ خود لے لے اور ملک کو انگریزی عملداری کی برکتون سے جو بالفعل موجود ہین اور آئندہ اور ہونے والی ہین متمتع کرے مین تہنیت کے باب مین کوئی کڑا قاعدہ نہین تلاش کرتا۔ مگر یہہ میری راے ہے کہ تمام ان موقعون پر کہ کسی والی ملک کے صلبی بیٹا نہ ہو تو اسکا ملک ضبط کر لیا جائے اور اسکو متبنیٰ کرنے کی اجازت نہ دی جائے الا ان صورتون مین جنمین بڑے مستحکم پولیٹکل دلائل ایسے ہون کہ اس عام قاعدہ کی مستثنیٰ صورت بنانی ضرور پڑے اس باب مین متضاد رائین ہونگین کہ ہمارے ملک مقبوضہ کی حدود موجودہ کے بڑہانے سے فائدہ اور حق ملکیت حاصل ہوگا یا نہ ہوگا لیکن مین ملک کی حدود بڑہانے سے جہان اس سے پرہیز ہو سکتا ہے گریز کرتا ہون مگر اسکو وہان ناگزیر جانتا ہون جہان ملک کی حدود نہ بڑھانے سے ہماری سلامتی مین خلل اور ملک کے انتظام مین خرابی عائد ہوتی ہو مگر مین اسکو ممکن نہین خیال کرتا کہ کوئی شخص اس پولیسی کے بر خلاف نزاع کریگا کہ جب کوئی بجا موقع ایسا پیش آئے کہ والی ملک لاولد مر گیا ہو تو اسکے ملک پر قبضہ کرنے سے یہہ فائدہ اٹھایا جائے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستین جو ہمارے ملک کے

مخل ہین وہ سب ضبط ہوکر انگریزی عملداری مین شامل کرلی جائین جسسے ملک کو استحکام حاصل ہو مین نہین خیال کرتا ہون کہ ان ریاستون سے کوئی ہماری گورنمنٹ کو تقویت ہوتی ہی۔ یا وہ ہماری خزانہ کو بڑہاتی ہین لیس بجا موقع پر انگریزی عملداری مین ان کے داخل کرلینے سے انگریزی انتظام کی توسیع ہوگی جس سے رعایا کی آسودگی اور مرفہ الحالی بڑھیگی مجھ عاجز کی رائے ناقص مین گورنمنٹ کو یہہ اصول عامہ اختیار کرنا چاہیئے کہ جب کوئی والی ملک بے پسر مرجائے تو اسکو متبنیٰ کرنیکی اجازت نہ دے اور اُسکے مرنے کے بعد ملک ضبط کرلیا جائے۔

گورنر جنرل کے اس فیصلہ کو کورٹ واٹرکٹرز نے منظور کرلیا اور ستارہ انگریزی عملداری سے الحاق کیا گیا۔ کورٹ ڈائرکٹرز مین بعض صاحب ایسے بھی موجود تھے جنہون نے اس تجویز کو یہہ کہاکہ وہ ایک کام غاصبانہ بالکل راستی وانصاف کے خلاف ہے ٹکر صاحب نے کہاکہ ہم غلطی وخطا کے مقابلہ کرنے والے اسلیئے بلائے جاتے ہین کہ حق دعوے پر غور کرکے فیصلہ کرین ہمیشہ میرے نزدیک عمدہ پولیسی وہ ہے جو عدل کے احکام سے وابستگی قریبہ رکھتی ہے۔

مسٹر شپ ہرڈ نے جو ہندوستانی والیان ملک کے بڑے طرفدار تھے یہہ کہاکہ یہہ بات کبھی بھولنی نہین چاہیئے کہ مشرق مین ہماری سلطنت کے عروج وترقی مین ہمیشہ ہماری گورنمنٹ نے ہندوستانیون پر یہہ ظاہر وواضح کیا ہے کہ صرف تمہارے وہی سارے حقوق وفائدے جو پہلے گورنمنٹون مین حاصل تھے محفوظ ومرعی نہین رکھے جائین گے بلکہ تمہارے آئین ودستور وعادات ورسم ورواج وتعصبات کا بھی پاس ولحاظ کیا جائے گا اب بتاؤ کہ کونسا حق زیادہ عزیز اور کونسی رسم زیادہ معزز متبنیٰ کرنے سے ہے؟ مگر کورٹ ڈائرکٹرز مین کثرت رائے گورنر جنرل کی رائے کی طرف تھی۔ لارڈ ڈیل ہوزی کی یہہ پولیسی کورٹ ڈائرکٹرز نے علے العموم اختیار کرلی کہ جب کوئی والی ملک بے پسر مرے تو اسکا ملک ضبط کرکے انگریزی عملداری میں شامل کرلیا جائے۔

سنہ ۱۸۵۳ع مین جاڑا بڑی شدت سے پڑرہا تھا بڑے دن سے چندروز پہلے فورٹ ولیم کے توپخانہ سے مرنے کی توپون کے چھوٹنے نے مطلع کیا کہ راگھوجی بھونسلا راجہ ناگپور مرگیا۔ اسکو سینتالیس برس کی عمر مین موت کا پیغام آیا۔ اگرچہ وہ برانڈی اور رنڈی سے بہت شغل رکھتا تھا مگر رعایا پرور تھا اسکے خوش کرنے کا بہت خیال رکھتا تھا اور ایسی مہربانیان ونوازشین بہت

الحاق ناگپور سنہ ۱۸۵۴ع

کرتا تھا جنہین اسکو خود اپنی تئین تکلیف نہ پہنچے اسکے بیٹا کوئی نہ تھا اور نہ کسی کو متبنی کیا تھا حرامی بیٹا ہونا تو ناممکن تھا۔

یہہ امر عجیب ہے کہ متبنی کرنے کے لیئے مذہب حکم کرے اور پرم پرا سے یہہ رسم چلی آئے پھر بھی کوئی متبنی نہ کرے یہہ ایک ضعف بشری ہے انگلستان مین باوجود تہذیب و شائستگی کے ہزارون آدمی وصیت نامہ اس خوف سے نہین لکھتے کہ اس کے لکھنے سے موت جلد آجائیگی پھر اس ملک مین جو توہمات کا مبتلا ہے متبنے نہ کیا جائے تو تعجب کیا ہے۔ آخر عمر تک اولاد ہونے کی امید ہوتی ہے بس اگر متبنے کر لیا جائے تو اسکے معنی یہہ ہونگے کہ اب بیٹے کے ہونے کی امید خدا تعالے سے نہین ہے اسکو یہہ سمجھتے ہین کہ خدا پر الزام لگاتا ہے کہ اب اس مین یہہ قدرت نہین ہے کہ وہ بیٹا ہم کو دے بس اسلیئے مر جاتے ہین مگر متبنے نہین کرتے۔ یہہ بھی خیال ہوتا ہے کہ متبنے کرنا اپنی نامردی کا اظہار ہے۔

ناگپور کے راجہ نے جو متبنے نہین کیا اسکی وجہ یہہ تھی کہ اس کے ملک کے رسم و رواج کے موافق اسکی جیوہ کو بھی اختیار تھا کہ وہ متبنے کرے اسکا متبنے کیا ہوا بھی راجہ ہی کا متبنی کیا ہوا سمجھا جائیگا راجہ نے اپنی طبیعت کے موافق کسی لڑکے کو گود نہین لیا یہہ تحقیق نہین کہ اسکی جیوہ نے کسی لڑکے کو گود لیا یا نہین۔ مسٹر مین سل صاحب جو آئندہ پنجاب کے بورڈ کے ممبر ہوئے یہان رزیڈنٹ تھے وہ بڑے انصاف پسند اور ہندوستانی ریاستون کے خیر خواہ تھے انہون نے بہت دفعہ راجہ سے تاکید کر کے کہا کہ آپ متبنے کیجے مگر راجہ نے اسپر التفات نہین کیا انہون نے سپریم گورنمنٹ سے اس باب مین استفسار کیا اور لکھا کہ متبنے کوئی نہین کیا گیا۔ لارڈ ڈلہوزی اسوقت پیگو مین تھے کونسل کے ممبرون نے لکھا کہ رزیڈنٹ ملک مین امن امان رکھے جب تک اس کے پاس حکم نہ پہنچے۔ اگر راجہ نے متبنے بھی کر لیا ہوتا تو لارڈ ڈلہوزی اسکو جائز نہین رکھتے اب تو اسنے متبنے کیا ہی نہ تھا اسلیئے گورنر جنرل نے حکم دیدیا کہ ریاست ناگپور ضبط کی جائے۔ انہون نے لکھا کہ راجہ نے کوئی متبنے نہین کیا اور اگر وہ متبنے کر بھی لیتا تو گورنمنٹ کا یہہ فرض تھا کہ اس کے ماننے سے انکار کرتی مین خوب جانتا ہون کہ ناگپور مین کسی مرہٹے کے راج کرنے سے ہندوستان مین والیان ملک بڑے خوش ہونگے اور یہہ کام گورنمنٹ کا بڑا فضل و کرم کا سمجھا جائے گا۔

اور اسی بنا پر بہت سے انگریزی حکام بھی اس پولیسی کو پسند کرتے ہین انکی راے کو سمجھتا ہون اور اسکا ادب کرتا ہون مگر اس جوابدہی کے سبب سے جو میرے ذمے ہے یہہ اپنی راے ظاہر نہین کر سکتا کہ محبت و فیاضی کی راے کو ایک بجا عادلانہ و دانشمندانہ پولیسی پر ترجیح دیجائی کرنیل جان لو صاحب اسوقت کونسل کے ممبر تھے انکی راے یہ تھی کہ ہندو مسلمانون کی جو تھوڑی سی ریاستین باقی رہ گئی ہین انکا برقرار رکھنا عدل و انصاف کا مقتضا رہے۔ ریاستین بہت سی غارت ہو چکی ہین جو باقی ہین وہ ہماری قوت کا سبب ہے نہ ضعف کا اور اگر کوئی ریاست انہین سے باقی نہین رہیگی تو ہمارے لیئے خرابی ہوگی۔ مین جانتا ہون اگر ان باتون کو فرشتہ کی آواز مین کہون تو اسکا عملی اثر ایسا ہی ہوگا جیسے کہ ایک پیتل کے پترے کی چھن چھن کا۔ کرنیل صاحب اپنے اس عقیدہ و راے مین بڑے پختہ تھے انہون نے اس باب مین دو[2] نوشتے تحریر کیئے جنمین انہون نے ناگ پور کے الحاق کی پولیسی کے برخلاف لکھا کہ وہ عدل اور انصاف کے خلاف ہے انہون نے کہا کہ ابھی جو ستارہ الحاق کیا گیا ہے اسکا بہت بڑا اثر اخلاقی ہندوستان کے اکثر حصون مین ہوا ہے مجھ سے جو میرے پرانے دوست ہندوستانی ملنے آتے ہین وہ ستارہ کا ذکر بہت صاف صاف کرتے ہین اور اس مین ایسی باتین بیان کرتے ہین کہ بمجبوری مجھے انکو روکنا پڑتا ہے جس ہندوستانی نے مجھ سے ستارہ کا ذکر کیا اسنے یہہ سوال کیا کہ ستارہ نے کیا جرم کیا ہے کہ وہ ضبط ہوا ہے اگر جرم کیا ہے تو گورمنٹ کا یہہ کام بجا اور انصاف ہے اور اگر کوئی جرم نہین کیا تو یہہ ضبطی ظلم ہے ہندوستان کے اکثر حصون مین ستارہ کی ضبطی کا اثر اخلاقاً بہت ہی برا ہوتا ہے اس کے سبب سے برٹش گورمنٹ کے انصاف اور نیک ایمانداری کا اعتبار جو ہندوستانیون کے دلون مین تھا وہ متزلزل ہوگیا وہ پوچھتے ہین کہ ستارہ نے کیا گناہ کیا ہے کہ اسپر پولیٹکل موت کا فتوی دیا گیا ہے کل ہندوستان مین فتح سے جو ملک حاصل کیا گیا ہے وہ بہت سی صورتون مین حق سمجھا گیا ہے جسکی مثال پنجاب کا الحاق کرنا ہے کہ اسکو لوگ اس وجہ سے غلط نہین جانتے کہ وہان کے رئیسون اور رعایا نے اس الحاق کو اپنے اوپر آپ بلایا ہے مگر ایک نیک خواہ ریاست کا نابود ہونا وارثون کے نہ ہونے سے ہند کے کسی حصہ مین پسندیدہ نہین سمجھا گیا اور ضبطی کے حق کا جو اعلان کیا گیا ہے

اُس نے تمام ملک مین ہندوستانی دربار مین ایک کھلبلی مچادی ہے کہ گورنمنٹ پر کچھ اعتبار نہین رہا انہون نے بڑے زور سے بیان کیا کہ برٹش گورنمنٹ کا ہموار اثر یہہ ہے کہ ہمارے سب صوبون مین اعلے درجہ کی جماعتین پامال ہوگئی ہین یہ صحیح پولیسی ہے کہ ہم ہندوستانی ریاستون کی پشت پناہ نہین کہ وہ ان شرفا اور بلند نظر اور فراخ حوصلہ ہندوستانیون کے لیے چشمہ توانائی نہین جو انگریزی عملداری مین کسی طرح نہین پنپ سکتے اور نشو ونما نہین پاسکتے انہون نے اسپر بحث کہ گو ہمارا انتظام بہ نسبت ہندوستانی انتظام کے بدرجہا بہتر ہو لیکن ہندوستانی اسکو بہتر نہین جانتے انکو تو اپنے پرانے دستورون اور آئینون کے ساتھ دل بستگی ہے خواہ وہ کیسے ہی ناقص ہون وہ ان کی تبدیلی کے بالکل برخلاف ہین خواہ یہہ تبدیلی کیسی ہی اچھی ہو انہون نے کہا کہ ایک لحاظ سے دنیا کے اور معلوم حصون کے باشندون کے مشابہ ہندوستان کے باشندے ہین کہ وہ اپنی ہی عادات اور رسوم کو اور سب سے برتر و بہتر جانتے ہین انہون نے اس بات پر جھگڑا کیا کہ عہدنامہ مین کوئی شرط ایسی نہین کہ مسند نشینی جب ہی ہو کہ راجہ کے صلبی پسر ہو بس بھوسلا کے خاندان مین مسند نشین وہ متبنے ہونا چاہیے جسکو خود راجہ یا اسکی سب سے بڑی بیوہ نے بموجب رسم و رواج گود لیا ہو۔ ناگپور کا راجہ برٹش گورنمنٹ کا بڑا خیر خواہ تھا اسکے ملک مین کوئی بدنظمی نہین تھی اسکے راج مین کبھی ملیٹری مداخلت کرنے کی ضرورت نہین پڑی نہ کبھی راجہ کو تنبیہہ و تاکید کرنے کی ضرورت ہوئی پس اس آخر راجہ کا ایسا چال چلن نہین تھا کہ اسکے بعد مسند نشین کا حق سلب کر دیا جائے کس گناہ و جرم و قصور کی پاداش مین اسکی عزتون اور خاندان کا ہمیشہ کے لیئے خاتمہ کیا جاتا ہے؟ اس صورت مین کہ انکار کیا جائے کہ اسکے متبنے بنانے کا حق نہ تھا تو وہ بالکل عہدنامہ کے اصلی مطلب کے خلاف ہوگا گو الفاظ کے خلاف نہ ہو اگر یہہ کہا جائے کہ متبنے کرنے کی خبر گورنمنٹ پاس نہین آئی تھی یہہ امر یقینی تھا کہ راجہ نے خود اپنا حق چھوڑ دیا کہ کسی کو گود نہین لیا اور یہہ خبر بھی نہین کی کہ اسکی بیوہ نے کسی کو متبنے بنایا تو کسکو ریاست دی جائے جب کوئی اسکا مستحق دعوی نہ کرے؟

اس سوال کا جواب یہہ ہے کہ گورنمنٹ نے اسقدر جلدی سے راج کو مٹا دیا اور کچھ انتظار نہین کیا کہ ریاست کے مستحق مدعی ہوتے اگر گورنمنٹ کو راج کا سلامت رکھنا منظور ہوتا تو بہت آسان تھا

کہ کسی لائق آدمی کو مسند پر بٹھا دے لو صاحب کی باتون کو نہ یہان کسی نے سنا نہ انگلینڈ مین
یہہ ریاست بھی ستارہ کی طرح ضبط ہوگئی۔ بیوہ عورتون کے اور راجہ کے رشتہ دارون کی معقول
پنشنین مقرر ہوگئین۔ راجہ کا کل مال صامت و ناطق نیلام ہوگیا۔ گھوڑے بیل ہاتھی اونٹ کوڑیون کے
مول بک گئے صرف بیکھا بائی یا بانکا بائی نے غل مچایا کہ اگر میرے گھر کا اسباب نیلام ہوگا تو گھر
مین آگ لگا دونگی مگر اسباب نیلام ہوا اور بھوسلا کے جواہر کلکتہ کے بازار مین بکنے گئے کچھ چھوڑ بھی
دئیے گئے ریاست کے ضبط ہونے سے زیادہ برا اثر اس اسباب کے نیلام ہونے سے
برار ہی مین نہین ہوا بلکہ اور جگہہ بھی۔ اس نیلام سے برٹش گورنمنٹ کی بدنامی ہوئی روپے کا اتنا
فائدہ نہین ہوا جتنا عزت کا نقصان۔ رانیون نے بہت کوشش کی کہ ریاست بحال ہو لندن مین
اپنے آدمی بھیجے یہان بہت روپیہ وکیلون اور قانون دانون کو دیا مگر کچھ ہوا نہین بڑی رانی نے
جانوجی بھونسلا کو اسلیئے متبنے کیا کہ اسکے مال اسباب کا مرنے کے بعد مالک ہو اور خاندان کا نام
باقی رہے بھونسلا کا ملک انگریزی مین شامل ہوگیا اس مین افیون کا گودام پٹنے کی طرح مقرر ہوا
اور توپون کی فیکٹری کاشی پور کی طرح مقرر ہوئی پنجاب و پیگو کے الحاق نے تو سرحدون کے
سرون پر کمپنی کی عملداری کو بڑھایا تھا اور ستارہ و ناگپور کے دو نامور مرہٹون کی ریاستون
کے الحاق نے اندرونی عملداری کو مستحکم کیا اور ہندوستان کے نقشے مین سرخ رنگ کو بڑھایا
اور کل ہندوستان مین گورنمنٹ کے اس استحقاق کا اعلان کیا کہ جو راجہ لاولد مریگا اس کا
ملک راج پاٹ ضبط کرنے کا حق گورنمنٹ کو حاصل ہے۔

بندیل کھنڈ کی چھوٹی چھوٹی ریاستون مین سے ایک جھانسی کی ریاست اسکے وسط
مین تھی اور وہ پیشوا کی باجگزار تھی۔ جب پیشوا نے بندیل کھنڈ مین اپنی قلمرو مقبوضہ کو
سرکار کمپنی کو حوالہ کیا تو اسنے کہا کہ جھانسی کی ریاست شیو راؤ بھاؤ کو نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے
لئے عطا کی گئی ہے سو سرکار کمپنی نے بھی جھانسی کے حاکم صوبہ دار رام چند سے یہی عہد نامہ
کیا کہ وہ اسکو نسلاً بعد نسل دی گئی اور رامچند کو اسکی خیرخواہی کے سبب سرکار نے راجہ کا
خطاب دیا۔ جب راجہ لاولد مرگیا تو ریاست کے لیئے بہت سے مدعی کھڑے ہوئے
ریاست کا سب سے زیادہ مستحق راجہ کا چچا رگھوناتھ تھا جو جذامی تھا مگر رعایا اسی کا راجہ ہونا چاہتی تھی

وہ راجہ ہوا تین برس راج کر کے لاولد مر گیا ریاست کے مدعی بہت کھڑے ہوئے اسوقت
سرکار کمپنی کو ضبطی ممالک کا خیال بھی نہ تھا۔ لارڈ اگ لینڈ نے مدعیان ریاست کے حقوق کی
تحقیقات کے لیئے کمیشن مقرر کیا کمیشن نے راجہ کے بھائی گنگا دھر راؤ کو ریاست کا مستحق
ٹھیرایا اسکو راج نسلاً بعد نسل مل گیا۔
رگھو ناتھہ خدامی کے عہد مین ملک مین بڑی بد نظمی رہی اور اسکے بھائی کے عہد مین بھی یہی
حال رہا تو سرکار کمپنی نے ملک کا انتظام راجہ کی طرف سے اپنے ہاتھہ مین لے لیا جسکے سبب
آمدنی ملک جسکا تنزل ہندوستانی عاملون کے ہاتھہ سے ہو گیا تھا اسکی ترقی ہو گئی۔
۱۸۳۸ء مین جب ملک کا ایک عضو بندیل کھنڈ کی سپاہ کے خرچ کے لیئے قطع
ہو گیا تو راج کا انتظام پھر گنگا دھر کے حوالہ کیا گیا دس برس تک راج کر کے وہ پہلے
راجاؤن کی طرح لاولد مر گیا پھر مسند نشینی کے لیئے مدعی کھڑے ہوئے مگر اب کی دفعہ
ان کے دعوے اس نظر سے نہین دیکھے گئے جس سے پہلے دیکھے گئے تھے گورنر جنرل
نے ایک نوشتہ لکھا جس سے راجہ کی موت آ گئی یہہ قرار پایا کہ جھانسی ایک باج گزار
ریاست تھی جسکا پہلے مالک پیشوا تھا جسنے اپنے سارے اختیارات جو اس ریاست مین
تھے سرکار کمپنی کو حوالہ کیئے ۱۸۳۷ء مین سر چارلس مٹکف نے اس باب مین ایک نوشتہ
لکھا تھا اسکی نقل اس لیئے کی گئی کہ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ ہندو راجہ خود مختار
شاہانہ حکومت رکھتے ہین اور دوسرے ہندو سردار ہین جنکو ملک یا محاصل ملک بادشاہ
کی طرف سے عطا کیا گیا ہے ان دونون مین فرق ہے جس حکومت نے یہہ جاگیر معافی دی
ہے وہ مستحق ہے کہ جاگیر کے لیئے یہہ مقرر کر دے کہ کے پشتون کے لیئے دی گئی اس کی
مدت کیا ہے جب قطع نسل ہو تو اسکو واپس لے لے اب سرکار کا ضبط کرنے کا حق خوب چمک
رہا تھا جھانسی ضبط ہو گئی آخر راجہ کی بیوہ غل مچاتی و دہائی دیتی رہی کہ خاوند کا خاندان سرکار کا
بڑا خیر خواہ ہے اسنے بڑے بڑے کام نیک خواہی کے کیئے ہین جنکو سرکار بھی مانتی رہی
اسنے عہدنامہ کی شرائط کو بھی دکھایا اسکی ساری حجتیں بیکار رہیں یہہ قرار پایا کہ ریاست جھانسی کا
برٹش گورنمنٹ کے اغراض و فوائد کے لیئے حکماً الحاق کرنا ضرور ہے۔ لارڈ ڈلہوزی نے کہا

چونکہ جھانسی سرکاری اضلاع کے درمیان مین وسط مین واقع ہے اسپر قبضہ ہونے سے ہماری مرضی کے موافق اسکا وہ عام انتظام ہوگا جو ہم بندیل کھنڈ کا چاہتے ہین اور سرکاری اضلاع کے ساتھہ شامل ہونے سے جھانسی کی رعایا کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

قرولی ۱۸۵۲ع ۱۸۵۳ع

قرولی ایک چھوٹی سی ریاست راجپوتانہ کی ہے اسکا نوجوان راجہ ۱۸۵۲ء مین مرگیا اس نے ایک لڑکا اپنے کسی قریب کے رشتہ کا گود لے لیا تھا کرنیل لو صاحب راجپوتانہ کے رزیڈنٹ تھے انہون نے چاہا کہ برٹش گورنمنٹ اس متبنے کو فوراً تسلیم کرلے۔

گورنر جنرل نے اسکے ماننے مین تامل کیا اسکے نزدیک قرولی ضبط کرنے کا حق انصافاً گورنمنٹ کو حاصل تھا مگر کونسل نے اس سے اختلاف کیا انہون نے ستارہ کی صورت سے قرولی کی حالت کو مختلف بتلایا کہ ستارہ کی ریاست زمانہ حال مین جب سرکار کمپنی کا تسلط شروع ہوا ہے عصب سے قائم ہوئی تھی لگر راجپوتانہ کی ریاستین تو سرکار کمپنی کی عملداری سے صدہا سال پیشتر سے چلی آتی تھین جنمین قرولی کی ریاست بھی ہے ان قدیمی خاندانون کا مٹانا مدبران ملکی کے نزدیک مناسب نہ تھا۔ لارڈ ڈلہوزی کی پولیسی کے ماننے کے کورٹ ڈائرکٹرز بڑی متمنی تھے لیکن انہون نے یہہ نہین پسند کیا کہ راجپوتانہ کی قدیمی ریاستین بتدریج نابود کی جائین انہون نے کہا کہ ستارہ اور قرولی کے مقدمات کی صورتین جو بالکل جداگانہ ہین گورنر جنرل کی تحریر مین کافی طور پر ظاہر نہین کی گئین ستارہ کی ریاست زمانہ حال کی ہے جو برٹش گورنمنٹ کے عطیہ سے پیدا ہوئی ہے اور قرولی کی ریاست راجپوتون کی جس مین راجپوت حکمرانی کرتے چلے آئے ہین بہت مدت پہلے کی انگریزی عملداری سے ہے یہہ ریاست ہماری دوست ہے جسکی حراست ہم نے اپنے ذمہ لی ہے ہماری یہہ خواہش نہین ہے کہ ہندوستانی عملداری کی جگہہ انگریزی عملداری اس مین قائم کی جائے ہم حکم دیتے ہین کہ بھرت پال جو متبنے کیا گیا ہے جانشین ہو اس عرصہ مین کہ کلکتہ اور لنڈن کے درمیان بھرت پال سے خط و کتابت جاری تھی کہ راجہ کا بھائی مدن پال جانشینی کے لیئے مدعی ہوا اسنے اپنا استحقاق بیان کیا اور اسکو ہتھیارون سے بھی ثابت کرنا چاہا۔ محل کی رانیون اور سردارون اور امیرون نے اسکے استحقاق ریاست کی حمایت کی اور سر ہنری لارنس رزیڈنٹ راجپوتانہ نے اسکے استحقاق کے استحکام کی تصدیق کی متبنے کا حق اور سب رشتہ دارون

حق پر فوقیت رکھتا ہے مگر تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا کہ متبنے کرنے کی جو شرائط ہوتی ہین وہ اس
متبنے اکرنے مین پوری نہین ہوئین تھین اسلیئے بھرت پال متبنے نہین قرار پایا جسکی جانشینی کے لیئے
کورٹ ڈائرکٹرز حکم دے چکے تھے وہ جانشین نہین ہوا - ہنری لارنس نے مدن پال کی جانشینی کے
سفارش کی وہ لارڈ ڈلہوزی نے منظور کرلی بس لارڈ ڈلہوزی کی ضبطی کی پولیسی اس مقدمہ مین
فتحیاب نہین ہوئی ان دو سالون کے اندر راجپوتانہ کے قدیمی خاندانون کو تردد رہا کہ قرولی کے مقدمہ
مین کیا فیصلہ ہوتا ہے گو آخری فیصلہ سے انکو اطمینان ہوا کہ قدیمی معزز ریاستون کے دائرہ مین الحاق
کرنے کی بیخ نہین ٹھوکی گئی لیکن یہہ نہین خیال کرنا چاہیئے کہ اس سبب سے کہ خطا نہین کی گئی
اس التوا سے نقصان نہین ہوا - عام افواہین اڑانے والے سررشتون کے مخفی اسرار کو نہین جانتے
وہ تو اپنے قیاس سے خبرین ہوا مین اڑایا کرتے ہین ہندوستان کے ہر دربار اور ہر بازار مین
لوگ یہہ خوب جانتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ قرولی کے الحاق کرنے اور نہ کرنے کے باب مین
بحثین کررہی ہے فقط یہی بات کہ اس معاملہ مین بحث ہورہی ہے لوگون کے دلون مین تردد
وفکر پیدا کرنے کے لیئے کافی تھی - دو برس تک قرولی بغیر راجہ کے رہی اسکا انتظام پولیٹکل ایجنٹ
راجپوتانہ کی طرف سے ہوتا رہا جسکو لوگ جانتے تھے کہ آخری فیصلہ ہونے کے بعد بھی یہہ انتظام
جانے کا نہین لوگ سمجھتے تھے کہ اب ہنری لارنس کے عدل فتوت ہمت کے سبب سے ریاست قرولی بچ
گئی تو کیا سدا انکا فضل وکرم اور ریاستون کے بچانے کے لیئے آیندہ آیا کریگا؟ اسکے پھر یہہ موقع
ہی نہین ملیگا راجپوتانہ مین بہت سے راجہ بے پسر تھے انکے دلون مین یہہ عجب اضطراب واضطرار
تھا کہ ہمارے مرنے کے بعد ہماری ریاستون کا خاتمہ ہے سارے ملک مین یہہ وحشتناک خبرین
اڑرہی تھین کہ لارڈ ڈلہوزی کی پولیسی کو آخر مین کامیابی ہوگی ولایت سے حکم صادر ہوچکا ہے کہ
بتدریج راجپوتون کی ریاستین انگریزی عملداری مین الحاق کی جائین یہہ سرکار انگریزی کی سلطنت
رکن اعظم اغماض ہے یہہ خوفناک جھوٹ اسکی ایسی بیخ کنی کرتا تھا کہ جسکا پہلے سان گمان بھی ہندوستان مین
نہ تھا -

سنبھل پور کی ریاست بنگالہ کے جنوب مغرب مین واقع ہے جسکو برٹش گورنمنٹ نے یہانکے
ایک قدیمی راجہ کو تاحین حیات دی تھی مگر پھر دوبارہ حقوق فرمان روائی از سر نو اس خاندان کے

مہرن کو دیئے گئے اور ۱۸۴۹ء تک وہ قائم رہے۔ نراین سنگھ یہان کا راجہ تھا جسکا نہ کوئی وارث تھا نہ کوئی قریب کا رشتہ دار تھا نہ کوئی متبنے کیا گیا تھا بس جب راجہ مر گیا تو سب کو اسپر اتفاق تھا کہ حق ضبطی پورا سرکار کو حاصل ہے اُسکا الحاق انصافاً مشتہر ہونا چاہیئے بس یہہ ریاست الحاق کی گئی۔

اب تک تو ریاستون کو برٹش گورنمنٹ اس سبب سے ضبط کرتی تھی کہ والیان ریاست بے پسر مرتے تھے اور اسکو متبنے کرنے کی اجازت نہین دیتے تھے مگر اب ضبطیان اور قسم کی شروع ہوئین ہندوستان مین بڑے بڑے عالی خاندانون کی اولاد موجود تھی گو انکی مملکت اور سلطنت تو برٹش گورنمنٹ کے ہاتھ مین منتقل ہو چکی تھی مگر برٹش گورنمنٹ ان کے محاصل ملکی مین سے ایک حصہ بطور پنشن ان کو دیتی تھی اور انکی عزت حرمت ایسی کرتی تھی جیسی کہ والیان ملک کی ہونی چاہیئے اسکے جاہ و منصب خطاب القاب کا پاس و لحاظ کرتی تھی ایسے تین ذی جاہ پنشندار لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت مین اس وسیلہ سے جل بسے انمین سے ایک کا حال تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔ مرہٹون کی تین بڑی سلطنتین تھین ایک ستارا دوسری ناگپور تیسری پونہ ابھی بیان ہوا ہے کہ ان مین سے اول دو کو کسی طرح سے لارڈ ڈیل ہوزی نے نیست و نابود کر دیا تیسرے انکے ہندوستان مین آنے سے تیس برس پہلے ملک کے اعتبار سے غارت ہو چکی تھی ۱۸۱۸ء مین مرہٹون کی دوسری لڑائی کے بعد پیشوا باجی راو نے اپنے تئین سر جان مالکم کے حوالہ کر دیا تھا اسنے دوستی مین دغابازی کی تلوار کو لڑنے کے لیئے نکالا بڑی ہزیمت پائی اب اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کیا بھگوڑون کی طرح بھاگتا پھرے یا اپنے تئین برٹش گورنمنٹ کے فضل و کرم و رحم کے سایہ مین لائے اسنے انگلش جرنیل کو اپنے تئین حوالہ کیا وہ جانتا تھا کہ یہہ انگلش جنرل میری اس درماندگی اور بیچارگی کی حالت مین دستگیری اور فیاضانہ سلوک کریگا جب مالکم صاحب نے گورنمنٹ سے اسکی آٹھ لاکھ روپیہ کی پنشن کرا دی کہ اس مین وہ اپنا اور اپنے خاندان کا گذارہ کرے۔ مالکم صاحب کے اس اسراف پر جب بعض انگریز معترض ہوئے تو انہون نے جواب یہہ دیا کہ جب سے برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان مین قدم رکھا ہے اسکی پولیسی یہہ ہی ہے کہ ہندوستانی والیان ملک کے ساتھ جنہون نے اپنی بے ایمانی اور دغابازی کے سبب سے اپنی سلطنت و حکومت کو کھویا ہے فیاضانہ سلوک کیا جائے ان کی تمام خطاؤن اور قصورون سے

چشم پوشی و فراموشی اختیار کی جائے اور اسی طریقہ کے برتنے کا نتیجہ یہہ ہے کہ کل جماعتین برٹش گورنمنٹ کی حکومت سے راضی ہوجاتی ہین ایسے موقعون پر جو گورنمنٹ نے اپنی انسانیت اور فیاضی کے جوہر دکھائے ہین انہون نے بہ نسبت ہتھیارون کے زیادہ اسکی حکومت کو مستحکم و استوار کیا ہے وہ حقیقت مین ہندوستانیون کے دلون کا تسخیر کرنا ہے" بس کانپور سے بارہ میل کے فاصلہ پر بٹھور مین باجے راو پنشن لیکر عزلت نشین ہوا۔

وہ عمر کے اعتبار سے تو بوڑھا نہ تھا مگر اپنے قدرتی جسمانی ضعف اور عیش دوستی کے سبب سے یہ نہین معلوم دیتا تھا کہ وہ سرکار کمپنی کا وبال دوش پنشن کے سبب سے مدتون تک رہے گا لیکن وہ اپنی حکومت کے سلب ہونے کے بعد تہائی صدی جیا اسکا کنبا بہت تھا اسکے ہم قوم ملتزمین کثرت سے تھے غیر قوم کے رفقا کی بھی کمی نہ تھی اسطرح مرہٹون کے یکجا اجتماع سے برٹش گورنمنٹ کو ہمیشہ اور خاص کر کسی خطرناک وقت مین اندیشہ رہتا تھا مگر معزول پیشوا بڑا وفادار اور خیر خواہ تھا اسکے آدمی نیک چلن تھے یہہ نیک چلنی اور پیشوا کی خیر خواہی خالی خولی نہ تھی بلکہ جب سرکار کمپنی کا خزانہ جنگ افغانستان مین خالی ہوگیا تھا تو پانچ لاکھ روپے اسنے قرض دیئے تھے اور جب پنجاب کی طرف سے حملہ نے سرکار کی عملداری کو دھمکی دی تھی اور تمام ملک مین مشہور تھا کہ سکھون اور مرہٹون مین آپس مین اتحاد ہوگیا ہی تو پیشوا نے اپنی خیر خواہی کا اعتبار اسطرح کیا کہ اُس نے سرکار سے درخواست کی کہ مین اپنے خرچ سے ایک ہزار سوار اور ایک ہزار پیدل جمع کر کے برٹش گورنمنٹ کی خدمت کرنے کو حاضر ہون۔

غرض جیسی اسکی طبیعت مین برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی تھی ایسے ہی اسکے پاس اسباب بھی خیر خواہی دکھانے کے موجود تھے اسکی پنشن ایسی بڑی تھی کہ شاہانہ خرچون کے بعد بھی بہت روپیہ پس انداز ہوتا تھا سارے ہندوستان مین مشہور ہوگیا تھا کہ پیشوا نے دولت کے بڑے بڑے خزانے جمع کیے ہین وہ قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھا تھا کوئی بیٹا نہ تھا اب سوال یہہ تھا کہ اس دولت کا مالک اور وارث کون ہوگا سو اسنے اپنے ہی کنبے مین سے اپنے مرنے سے چند سال پہلے ایک لڑکے کو متبنے کیا اس نے وصیت نامہ مین لکھا ہے کہ دوندو پنت نانا میرا بڑا بیٹا ہے اور گنگا دہر راؤ میرا سب سے چھوٹا بیٹا اور سدا شیو پنت دادا دوسرا بیٹا ہے جسکا بیٹا پنڈورنگ راؤ میرا پوتا ہے بس یہہ میرے تین بیٹے اور ایک پوتا ہے میرے بعد دوندو پنت نانا میرا بڑا بیٹا تنہا پیشوا کی گدی کا وارث ہے بس اسنے

برٹش گورمنٹ سے درخواست کی کہ وہ نانا کو اسکا جانشین اور دولت و خزانون کا مالک مانے اور اسکو خطاب اور پنشن پیشوائی کی عنایت کرے یہہ درخواست اسکی منظور نہین ہوئی مگر سرکار کمپنی نے بالکل اس سے انکار بھی نہین کیا وعدہ کیا کہ باجے راؤ کے مرنے کے بعد اسکے خاندان کے لیئے کوئی مناسب تدبیر کی جائیگی۔ غرض یہہ معاملہ آیندہ خیال کرنے کے لیئے رکھا گیا پیشوا بڑا ضعیف مفلوج و اندھا ہو گیا تھا ظاہر معلوم دیتا تھا کہ محاصل ہند کی گردن پر اب زیادہ دنون تک اسکی پنشن کا بوجھ نہین رہیگا۔

۲۸ جنوری سنہ ۱۸۵۱ع کو پیشوا نے ستتر برس کی عمر مین اس دنیا کے دیکھنے سے ہمیشہ کے لیئے آنکھین بالکل بند کین سنہ ۱۸۳۹ع کا لکھا ہوا اسکا وصیت نامہ تھا جس مین لکھا تھا کہ میرے بعد دوندو پنت نانا میرا متبنےٰ تہا پیشوائی کی گدی کا مملکت کا دولت کا اثاث البیت کا خزانہ کا غرض سب طرح کے میرے مال و اسباب کا مالک ہو جب باجے راؤ مرا ہے تو نانا کی عمر ستائیس برس کی تھی وہ ایک نوجوان چپ چاپ بغیر طمطراق کے تھا کوئی بیہودہ عادت نہین رکھتا تھا فواحش مین مبتلا نہ تھا اور اپنے سارے کام صاحب کمشنر کی صلاح کے موافق کرنے کو تیار رہتا تھا تیس لاکھ روپیہ کا وارث ہونے کو تھا جس مین سے زیادہ تر پرومیسری نوٹ تھے مگر اسکا کنبا بڑا تھا یہہ معلوم ہوتا تھا کہ سرکار کنبے معزول پیشوا کی پنشن کا ایک حصہ اسکے کنبے کو بٹھور مین عطا کریگی۔ انتظام تمام معاملات کا صوبہ دار رامچندر پنت کے ہاتھہ مین تھا جو سچا وفادار ہوا خواہ پیشوا باجے راؤ کا تھا وہی برٹش گورمنٹ کے محکمہ مین نانا صاحب کے معاملات کی وکالت اور پیروی کرتا تھا اُسنے گورمنٹ سے عرض کیا کہ آپ ہی نانا صاحب کے مائی باپ اور مالک داتا ہین بٹھور کے کمشنر نے پیشوا کے کنبے کے لیئے سفارش کی مگر اعلے گورمنٹ نے اسے منظور نہین کیا ممالک مغربی و شمالی مین جسوقت ٹامسن صاحب لفٹنٹ گورنر تھے وہ بڑے نیک و لائق اور نامور تھے مگر وہ ہندوستانی رئیسون اور امیرون و شہزادون کی طرف نظر التفات نہین رکھتے تھے اور وہ ایک نئے اسکول کے ہادی تھے انہون نے کمشنر سے کہا کہ تم پیشوا کے کنبے کے دل مین ایسی امید کو بالکل نہ پیدا ہونے دو کہ سرکار کمپنی اس کی پنشن سے ممد و معاون ہوگی اور حتی الوسع تم پیشوا کے

ملازمین کو یہہ سمجھاؤ کہ وہ بٹھور مین جمع نہ رہین اور پھر دکن کو اپنے وطن چلے جائین۔ لارڈ ڈیل ہوزی گورنر جنرل تھے بھلاوہ اپنے لفٹنٹ کی ایسی راے سے جوان کے خیالات کے موافق تھی کب اختلاف کرتے سوانہون نے اپنی راے کو ظاہر کیا کہ کمشنر نے جو سفارش کی ہے وہ نامعقول ہے اسکی نامنظوری مین لفٹنٹ گورنر کی راے سے اتفاق رکھتے ہین کہ کسی حالت مین پیشوا کا کنبا گورنمنٹ پر کوئی استحقاق نہین رکھتا کہ جسکے سبب سے وہ اس امر کو قبول کرین کہ کوئی حصہ پبلک آمدنی ملک کا اس خاندان کو عطا کیا جائے گورنر جنرل یہ درخواست کرتے ہین کہ گورنمنٹ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ فوراً خاندان پیشوا کو سنا دیا جائے مگر اس حکم کی سختی مین یہ نرمی برتی گئی کہ بٹھور کی جاگیر بدستور نانا صاحب کے قبضہ مین رکھی مگر حکومت کے اختیارات جو پیشوا کو دیئے گئے تھے وہ اس جاگیر مین نہین دیئے گئے +

عرضداشت نانا صاحب کورٹ ڈائرکٹرز کی خدمت مین۔

جب نانا صاحب کو تحقیق ہوگیا کہ بٹھور کے خاندان کے لیئے کوئی امید بہبودی برٹش گورنمنٹ سے نہین ہے تو اسنے لندن مین سرکار کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز مین اپیل کرنا چاہا گو وہ یہہ اپیل باجی راؤ کی زندگی مین کرنا چاہتا تھا اور اس اپیل کی پیروی کے لیئے صوبہ دار راجیندر کے بیٹے کو اپنا وکیل تجویز کیا تھا مگر کمشنر صاحب نے اسکو منع کیا اسلیئے اپیل کا کرنا موقوف کیا گیا اور باجی راؤ کے مرنے کے بعد بھی جب تک نانا کو سب طرح سے مایوسی نہین ہوئی اس اپیل کا خیال نہین پیدا ہوا۔ گورنمنٹ ہند کے فیصلہ کی منسوخی کے لیئے یہہ عرضداشت انگلنڈ مین کورٹ ڈائرکٹرز کے سامنے پیش کرنے کے لیئے لکھی گئی اور حسب ضابطہ گورنمنٹ ہند کی معرفت بھیجی گئی جسکا مضمون یہہ تھا کہ لوکل گورنمنٹون نے جس طریقہ کو برتا ہے وہ صرف سنگدلی اور بیدردی پیشوا متوفی کی اکثر رشتہ دارون کے ساتھ نہین ہے بلکہ نامناسب قدیمی شاہی خاندان کے قائم مقام کے ساتھ ہے اسواسطے عرضداشت کرنے والا ضرور جانتا ہے کہ فوراً آپ کے آنرابل کورٹ مین اپیل کرے نہ صرف عہدنامون کی بنا پر بلکہ محض اس لحاظ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے مرہٹون کی آخر سلطنت سے بہت فوائد اوٹھائے ہین۔ ابتک جو عہدنامے ہوئے ہین ان مین سب دفعات کے معانی ایک طرح لگانے چاہئین نہ یہہ ایک دفعہ کے معانی مین تنگدلی اور دوسری دفعہ کے

معافی مین تنگ دلی اور دوسری دفعہ کے معافی مین کشادہ دلی برتی جائے پس اب عرضداشت کرنے
والا اسطرح استدلال کرتا ہے کہ پیشوا نے اپنے وارثون اور جانشینون کے لیئے اپنی مملکت سرکار
کمپنی کے حوالہ کی تو سرکار کمپنی پر واجب ہے کہ وہ اس مملکت کا معاوضہ پیشوا کو اور اسکے
وارثون اور جانشینون کو دے اگر معاہدہ ایک جانب مین برقرار ہے تو دوسری جانب مین بھی
برقرار رہنا چاہیئے۔ مین عرض کرتا ہون کہ ہمیشہ کے لیئے چونتیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک
آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن کے عوض مین دینا درحقیقت ظن غالب یہہ رکھتا ہے کہ آمدنی ملک
پنشن کا دینا موقوف ہے پس جب تک یہہ آمدنی ملک باقی ہے پنشن واجب الادا ہے اس سے
یہہ استنباط ہوتا ہے کہ پیشوا کے ساتھ جو معاہدہ کیا گیا ہے وہ سرکار کمپنی کی طرف سے ہمیشہ
پنشن دینے پر دلالت کرتا ہے حین حیات تک پنشن دینے کا معاہدہ غیر ضروری اور بے معنی ہے
کیونکہ کسی راجہ کی پرورش کے لیئے جو تدبیر مناسب کی جاتی ہے اس مین ضرور اسکے کنبے کی پرورش
داخل ہوتی ہے وہ اسکے مرنے پر بند نہین ہوتی (خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ پنشن ملک کے عوض مین
مقرر کی گئی ہے جب تک ملک کی آمدنی باقی ہے پنشن بھی باقی رہنی چاہیئے) اب نانا نے
عرضداشت مین خاص اپنے حقوق کو بیان کیا اور اسکی نظیرین اور تمثیلین دین اسنے کہا کہ مجھے
حیرت ہے کہ سرکار کمپنی نے جو اور راجاؤن اور شہزادون کی اولاد کے ساتھ سلوک کیا ہے
وہ میرے ساتھ کیون نہین کیا جاتا میری حالت اور انکی حالت مین کیا فرق ہے؟ میسور کے
والی نے انگریزون کے ساتھ سخت دشمنی کی میرا باپ سرکار کے ان معاونین مین سے تھا
جنہون نے سرکار کے ایسے دشمن کا سر کچلا۔ جب والی میسور شمشیر بدست مارا گیا تو سرکار کمپنی نے اسکی
اولاد کو اپنی قسمت پر نہین چھوڑ دیا بلکہ اسکے واسطے ایک پناہ گاہ مقرر کی اور انکو ایک نسل سے
زیادہ نسلون کے لیئے فیاضانہ عطیہ عطا کیا اور کچھ اس مین تمیز نہین کی کہ کون ان مین حلالی
اور حرامی اولاد ہے اسی طرح بڑی دریادلی سے معزول شہنشاہ دہلی کو قید خانہ سے رہائی دلائی
اور اسکی تمام امارات اور اعزاز شاہی کو قائم رکھا اور اس کے ملک کی آمدنی کا بڑا حصہ اسکو دیا
جو اب تک اس کی اولاد کو ملتا ہے اب مجھ مین اور ان مین کیا فرق ہے؟
یہہ سچ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ مدتون کی دوستی کے بعد پیشوا نے نصف کرور کا ملک اسکو دیا

اور اس سے لڑنے کے قصور مین اپنی سند ریاست سے معزول ہوا۔ ابھی وہ اپنی تباہی کی حد
غایت کو نہین پہنچا تھا اگر بالفرض پہنچ بھی گیا تھا تو اس نے اسکالیون فیصلہ کیا کہ برٹش کمانڈر نے
جو شرائط پیش کین انکو منظور کر لیا کہ اپنا زرخیز ملک اسکو حوالہ کیا اور پھر پیروجھنی کو اپنے تئین سپرد کیا
چونکہ سرکار کمپنی اب تک اس کے موروثی ملک سے فائدہ اٹھاتی ہے پھر کس اصول کے موافق
وہ پیشوا کی اولاد کو پنشن سے محروم کرتی ہے جو بادشاہی علامات اور شرائط رکھتی ہے؟ میسور کے
مفتوحین سے اور قیدی مغل بادشاہ کے دعوون سے بھی کیا سرکار کمپنی کی شفقت اور عنایت کے
لیے میرے دعوے پیش کیے گئے گذرے ہین؟ اب نانا صاحب نے اپنی عرضداشت مین
اپنے ذاتی حقوق کا بیان کیا جو اسکو متبنے ہونے کے سبب سے حاصل تھا اسنے ہندوؤن کے
دہرم شاستر کے موافق خوب اچھی طرح ثابت کیا کہ متبنے کے کل حقوق وہی حاصل ہوتے ہین جو سگے
بیٹے کو حاصل ہوتے ہین اور حال کے زمانہ کی مثالین اسکی ہندوستان اور دکن کی نقلین کمین کس
طرح سے پہلے برٹش گورنمنٹ نے حق تبنیت کو تسلیم رکھا تھا سرکار کمپنی کی تمام کچہریون مین متبنائن
کے دعوون کی ڈگریان ہوتی ہین زمینداروں اور رئیسون اور شہزادون اور امیرزادون کے متبناؤن کو
ریاستین اور جاگیرین ملتی ہین اور ان کے حقوق کے مقابل مین خاندان کے کسی اور وارث کا حق
نہین تسلیم کیا جاتا تھا اگر برٹش انڈین گورنمنٹ ہندوؤن کے مقدس دہرم شاستر کو ترک نہین کرتی
اور ہندوؤن کے مذہب کے اعمال کے متناقض کام نہین کرتی جسکا ایک اصل اصول متبنی
بھی ہے تو مین نہین سمجھتا کہ کس وجہ سے اسکو متبنے ہونے کے سبب پیشوا کی پنشن اسکو نہ ملے
نانا صاحب کے پنشن نہ دینے کے لیے ایک یہہ عذر ہوتا ہے کہ باجے راؤ پیشوا اپنی پنشن کی
بچت سے بہت دولت جمع کر گیا ہے اور اپنا مال اسباب بہت چھوڑ گیا ہے جسکو اسکے وارثون سے
کوئی نہین لے سکتا ہے اس عذر پر نانا صاحب نے غصہ سے جو بجا تھا یہہ کہا کہ اگر میری پنشن اس
سبب سے بند کی گئی ہے کہ پیشوا نے کافی دولت چھوڑی ہے کہ جس سے اسکا کنبا خوش گزران
کر سکتا ہے تو اس بات کو کچھ تعلق پنشن سے نہین ہے اور نہ برٹش گورنمنٹ کی تاریخ مین اسکی مثال
ہے کہ کسی شخص کی پنشن اسلیئے بند کی گئی ہو کہ اسکا مورث بڑی دولت چھوڑ گیا ہے برٹش گورنمنٹ نے
آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن اس لیئے دی تھی کہ باجے راؤ پیشوا اور اسکا خاندان اس سے اپنی

خوش گذران کرے اب برٹش گورنمنٹ کو اس سے کچھ سروکار نہین ہے کہ پیشوا نے پنشن کا کونسا حصہ حقیقت مین خرچ کیا عہدنامہ مین اسکے ساتھ کوئی شرط ایسی نہین کی گئی تھی کہ وہ اس پنشن کا کوئی حصہ خرچ کرنے سے نہ بچائے وہ تو اسکو چھتیس لاکھ روپیہ آمدنی سالانہ دوامی کے ملک کے معاوضہ مین مقرر ہوئی تھی جو پیشوا نے سرکار کمپنی کے حوالہ کیا تھا۔ روئے زمین پر کسی کو یہہ حق نہ تھا کہ وہ اس پنشن کے خرچ پر اپنا تسلط رکھتا اگر پیشوا نے اس پنشن کی ہر کسر کو پس انداز کیا تو یہہ کام اسنے بجا کیا۔ مین عرضداشت کرنے والا یہہ استفسار دلیری سے کرتا ہون کہ برٹش گورنمنٹ نے کبھی کسی اور پنشندار سے بھی پوچھا ہے کہ وہ کس طرح سے پنشن کو خرچ کرتا ہے؟ یا پنشن کا کونسا حصہ بچاتا ہے اور کونسا حصہ خرچ کرتا ہے؟ اگر یہہ ثابت ہو کہ پنشندار نے اپنی پنشن کے بڑے حصے کو ایسا بچایا ہے کہ بچت اسکے بچون کی خوش گذران ہونے کے لئے کافی ہے تو کیا یہہ دلیل کافی ہے کہ اسکی پنشن جسکا متعہد بلا زمون سے وعدہ کیا گیا ہے اسی نسبت سے اس کے بچون سے لے لی جائے؟　　　ہندوستانی امیرزادہ جو نسل شاہی سے ہو۔ اور برٹش گورنمنٹ کی عدالت اور سخاوت پر بھروسا رکھتا ہو تو کیا وہ سرکار کمپنی کے متعہد بلا زمون سے بھی گیا گذرا ہے کہ اسکے حال پر خیال نہ کیا جاتے؟ برٹش گورنمنٹ کے اوپر جو غلط نقش جما ہوا ہے اسکے دور کرنے کے لیئے مین مستغیث نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہون کہ ۱۸۱۸ع کے عہدنامہ کے موافق آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن جو عطا ہوئی تھی وہ فقط اسلیئے نہ تھی کہ باجے راؤ اور اسکا کنبا اپنی گذران کرے بلکہ معزولی کی حالت مین جسکو اسنے اپنی مرضی سے اختیار کیا تھا ایک بڑا گروہ خیرخواہ نیک اندیش ملتزمین کا اسکے ساتھ تھا اسکی پرورش بھی پنشن مین ملحوظ تھی گورنمنٹ خوب جانتی ہے ان ملازمین مین سے اکثر نے اپنے وظیفہ کی طلب کو پیشوا کی آمدنی کے گھٹ جانے سے کم نہین کیا اور جب اسپر خیال کیا جائے کہ ہندوستانی راجہ گو بے ملک اور بے حکومت ہو جائین مگر وہ بمجبوری اپنی حیثیت ظاہری کو اپنے ادب کے قائم رکھنے کے لیئے گھٹاتے نہین بس ان خرچون پر غور کرنے سے آسانی سے سمجھ مین آسکتا ہے کہ ملک کی چھتیس لاکھ روپیہ کی آمدنی سالانہ مین آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ دیئے جائین تو اس مین سے بڑی بچت نہین ہوسکتی ہے باوجود ان بھاری خرچون کے پیشوا نے اپنی آمدنی کو اس خوش اسلوبی سے خرچ کیا کہ اسمین سے بچت ہوئی

کہ سرکاری خزانون مین پرومیسری نوٹون کی خرید مین داخل کی گئی جنکی آمدنی پیشوا کی موت کے وقت
اسّی ہزار روپیہ سالانہ کی تھی تو کیا اسطرح روپیہ کا انتظامی اور کفایت شعاری سے بچانا پیشوا کا
کوئی جرم تھا جسکی سزا یہہ دی جاتی ہے کہ اسکی پنشن بند کی جاتی ہے کہ جو اسکے کنبے اور ملازمین کی
خوش حالی اور خوش گزارے کے لیئے پہلے عہدنامہ کے موافق دی جاتی تھی؟

مگر نانا صاحب کی اس عرضداشت کی نہ فصاحت نے استدلال نے ہوم گورنمنٹ پر کچھ اثر کیا۔
ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز پہاڑ کی طرح سخت تھے وہ کسی طرح سے رافت و رحم کی طرف
خم نہین کھاتے تھے ۹- مئی ۱۸۵۳ء کو انہون نے یہہ حکم لکھا کہ ہم گورنر جنرل کے فیصلہ کو بالکل
پسند کرتے ہین اور پیشوا کا متبنے اور اسکے ملازمین کوئی حق برٹش گورنمنٹ پر اپنا نہین رکھتے پیشوا
سابق نے چونتیس ۳۴ برس تک بہت بڑی پنشن پائی اس مین سے جو پس انداز کیا وہ اسکے کنبے اور
ملازمین کی خوش گزرانی کے لیئے کافی ہے اور بہت سا مال اسباب جو اسنے چھوڑا ہے انکی اوقات
بسری کے لیئے بہت ہے۔ گورنمنٹ نے نانا صاحب کی عرضداشت کو نامنظور کیا اور ۲۰ مئی ۱۸۵۳ء
کو گورنمنٹ انڈیا کو لکھا کہ وہ نانا صاحب کو اطلاع دیدے کہ پیشوا سابق کی پنشن نسلاً بعد نسل
نہین تھی اسلیئے اسکا کوئی دعوی اس پنشن کے لیئے نہین ہو سکتا اور اسکی درخواست بالکل منظوری
کے قابل نہین پس جب یہہ جواب نانا صاحب کو گورنمنٹ کی طرف سے ملا تو وہ بالکل مایوس ہوا
اور اسنے جان لیا کہ اب آیندہ کوشش کرنی بالکل بے فائدہ ہے مگر اس جواب کے آنے سے پہلے
وہ اپنا ایجنٹ مقدمہ کی پیروی کے لیئے انگلنڈ بھیج چکا تھا وہ مرہٹہ صوبہ دار کا بیٹا نہ تھا جسکے
پہلے بھیجنے کی تجویز ہوئی تھی بلکہ وہ ایک نوجوان وجیہہ مسلمان عظیم اللہ خان تھا وہ ۱۸۵۳ء کے موسم
بہار مین انگلنڈ مین آیا اور اسکی وکالت مین مڈل صاحب ایک انگلش مین شریک ہوئے ان
دونو نے ملکر نانا صاحب کے دعوے کو پیش کیا جو بالکل ہر گیا۔ ججمنٹ پہلے ہی سے لکھی ہوئی
موجود تھی ان ایجنٹون کی قدرت سے باہر تھا کہ وہ اسکو منسوخ کرا سکتے۔

پہلے ستارہ کی ضبطی کے مقدمہ مین پیروی کرنے کے لیئے انگلنڈ مین ستارہ کی طرف سے ایجنٹ
ایک مرہٹہ رنگو بابوجی انگلنڈ گیا تھا وہ مقدمہ تو ہار گیا مگر اسنے اپنی فطرت و حرفت سے ایسٹ انڈیا
کمپنی کو اپنے اوپر ایسا مہربان کرلیا کہ اسکو پچیس ہزار روپے نقد سرکار نے دیا اور ہندوستان مین

آنے کا جرمانہ کا کرا بہ معاف کیا عظیم اللہ خان اپنے لباس کی بھڑک لیڈیون کو دکھانے پھرے
اور سرکار کمپنی سے کچھ اینٹھا نہین بلکہ وہ وہان ایسے پھنسے کہ وطن پھر آنے کو جی نہین چاہتا تھا
برار کا زرخیز صوبہ ۱۸۱۹ء مین لارڈ ہیسٹنگز نے ناگ پور کی ریاست سے جدا کر کے برٹش گورنمنٹ
کے دوست نظام کو عطا کیا تھا ۱۸۴۳ء مین نظام کو اطلاع دی گئی کہ اگر آیندہ وہ سرکار کمپنی کے
قرض کو جو روز بروز کنٹنجنٹ کے خرچ نہ ادا کرنے کے سبب سے بڑھتا جاتا ہے نہ ادا کریگا تو اس کے
عوض مین اس کے ملک کا ایک حصہ بطور کفالت کے لے لیا جائیگا مگر نظام پر اس فہمایش کا کچھ
اثر نہین ہوا ۱۸۴۹ء مین لارڈ ڈلہوزی نے جنرل فریزر رزیڈنٹ کو ہدایت کی کہ وہ نظام کو
تنبیہہ کرے کہ سرکار کمپنی کا قرض چکا دے نظام ناصر الدولہ ہمیشہ قرض کے ادا کا وعدہ کرتا
رہا مگر کبھی اسکا ایفا نہین کیا۔ اپریل ۱۸۵۱ء کو اس قرض کے ادا کرنے کے لیئے چھ مہینے کی مہلت
دی گئی پچاس لاکھ روپیہ کا قرض تھا اس مین سے نصف سے کچھ کم ادا کیا گیا باقی قرض کے ادا
کرنے کے واسطے چار مہینہ کی مہلت اور دی گئی اور یہہ حکم دیا گیا کہ اگر اس عرصہ مین قرض نہ ادا کیا جائیگا
تو حیدرآباد کے بیرونی اضلاع اس قرض کی کفالت مین رکھ لیئے جائینگے میعاد گذر گئی قرض ادا ہوا
نومبر ۱۸۵۲ء مین جنرل فریزر کی جگہہ کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ مقرر ہوئے اسوقت نظام کو سرکار
کمپنی کو پچاس لاکھ روپیہ قرض دینا تھا۔ سرکار نظام چوبیس روپیہ سیکڑہ پر ریاست کے ساہوکارون سے
روپیہ قرض لیتی تھی نظام کی رائے یہہ تھی کہ اپنی سپاہ مین سے ایک آدمی کو بھی موقوف نہ کرے
اسلیئے خرچ سپاہ مین تخفیف نہین ہوسکتی تھی وہ کنٹنجنٹ کی تخفیف کو اپنے ملک کی محافظت کے لیئے
خطرناک جانتا تھا۔ اب گورنر جنرل نے ارادہ مصمم کر لیا کہ نظام کے ایک عذر کو نہ سنے انہون نے چار برس تک
نظام کو طرح طرح سے سمجھایا کہ وہ اپنے انتظام ریاست کی طرف متوجہ ہو ہمیشہ اپنے وزیرون کو نہ بدلا کرے
کوئی مستقل وزیر اور منتظم ریاست مقرر کرے مگر جب اس نے یہہ سنا کہ گورنر جنرل نے آخر کو یہہ
فیصلہ کیا کہ اگر نظام کو یہہ اصرار ہو کہ وہ کنٹنجنٹ کو برقرار رکھے خواہ اسکا کچھ ہی خرچ ہو تو وہ ایسی کفالت دے
کہ آیندہ دقت پر اس سپاہ کا خرچ اور قرض جو اسپر سرکار کا واجب الادا ہے ادا ہوا کرے غرض لو صاحب
اور نظام کی بہت ملاقاتین ہوئین اور بڑی مشکل سے کراہیت کے ساتھ نظام نے اس عہدنامہ پر دستخط
کیئے کہ جسکے موافق تین ضلعے سرکار کے حوالہ کیئے جنکی آمدنی قرض کے سود ادا کرنے کے واسطے اور سالانہ ا

سوار اور پیدل کنٹنجنٹ اور چوبیس توپون کے اور ان کے انگریزی افسرون کی تنخواہون کے خرچون کے لیئے کافی ہو۔ اس عہدنامہ ۱۸۵۳ء پر دستخط ہونے کے بعد اضلاع برار ورآئے چور اور نلدرگ جن مین کوئی حصہ اصلی نظامت مین سے نہین تھا نظام نے سرکار کمپنی کے حوالہ کیا جس مین نظام کے حقوق شاہی قائم رہے اور یہہ بھی قرار پایا کہ آمدنی مین خرچ کے بعد جو فاضل رہے وہ نظام کو دیا جائے اور یہہ اضلاع جو لیئے گئے ہین ان مین نظام کے دربار کے برٹش رزیڈنٹ کی فرمان روائی رہے اور سالانہ آمد و خرچ کا حساب نظام کے روبرو پیش ہوا کرے برٹش گورنمنٹ نے حیدرآباد مین جو کنٹنجنٹ رکھی اُس سے نظام کو اس لشکر کے انصرام سے فراغت حاصل ہوگئی جو اسکو لڑائی کے وقت انگریزون کی استعانت کے لیئے تیار کرنا پڑتا تھا۔ ان اضلاع مین دو سال ہی کے اندر ترقی ایسی ہوئی کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ کی بچت نظام کو دی گئی۔

کرناٹک و تنجور کی پنشنون کا ضبط ہونا ۱۸۵۵ء و ۱۸۵۶ء

۱۸۵۳ء مین کرناٹک کا نواب مرگیا جو برائے نام نواب تھا اس خاندان کا جانشین تھا جسکو سو برس ہوئے کہ منورالدولہ بانی ہوا تھا پچاس برس تک کرناٹک کے نوابون کا خالی لقب قائم رہا اور اچھی پنشن وہ پاتے رہے جو ۱۸۰۱ء مین اعظم الدولہ کو لارڈ ونزلی نے عطا کی تھی یہان کے رئیس کو نواب کا خطاب تھا اسکی سلامی کی توپین اُترتی تھین وہ سرکار کمپنی کے قانون کی پابندی سے آزاد تھا ایک نواب ۱۸۱۹ء مین مرا اور دوسرا ۱۸۲۵ء مین۔ دونو کے بیٹے تھے انکو سرکار نے باپ کے سارے حقوق دیدیئے آخری نواب بے اولاد مرا تھا اس کے چچا اعظم شاہ نے نوابی کا دعوی کیا اسپر لارڈ ہیرس گورنر مدراس نے ایک مراسلہ گورنر جنرل کو لکھا کہ گورنمنٹ کا پر سرے سے یہی فرض نہین ہے کہ نواب ارکاٹ کی خاص اولاد کو اسکا جانشین اور وارث بنائے چہ جائیکہ ایک جدی وارثون کو نوابی کا وارث بنائے لارڈ ڈلہوزی نے بالکل ان کے ساتھ اتفاق رائے کیا کورٹ ڈائرکٹرز نے حکم دیا کہ خطاب اور منصب نوابی کا مع ان تمام حقوق کے جو ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ مین تحریر ہین موقوف کیئے جائین۔ ایسے ہی تنجور کا راجہ بھی بے اولاد مرگیا تھا اسکے ساتھ بھی کرناٹک کا سا سلوک کیا گیا کہ اُن کے خطاب و جاہ و منصب پنشن موقوف کیئے گئے مگر ان دونو خاندانون کے جو ارکین زندہ تھے ان کی پنشنین سرکار نے مقرر کردین۔ ان دونو خاندانون کے وارثون نے اپنے حقوق کے لیئے بڑی فریاد و واویلا کی مگر کہین انکی شنوائی نہین ہوئی دکن مین بہت سے انگریز تھے جو ان

بزرگ خاندانون کا ادب کرتے تھے اور انکو افسوس تھا کہ وہ اسطرح بالکل مٹ مٹا گئے سرکار کے ان کامون کا بڑا اثر ملک مین ہوا -

دہلی مین بادشاہی تو نہین رہی تھی مگر اسکا نام چلا جاتا تھا اور ایک شخص تھا جسکا سایہ شاہی نظر آتا تھا یہہ بادشاہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا اپنی زندگی آسائش اور آرام سے بسر کرتا تھا سرکار کمپنی کی پنشن پاتا تھا اپنی بلند رتبگی کا وہ زعم رکھتا تھا کہ اپنے آگے گورنر جنرل کو کمتر گنتا تھا ۱۸۴۹ء مین اسکا ولیعہد مرزا دارا بخت اس دنیا سے رخصت ہوا لارڈ ڈلہوزی کو یہہ موقع ہاتھ آیا کہ بادشاہی کی اس جھوٹی نقل کو بھی مٹا دے گو بادشاہی برائے نام تھی مگر وہ خوف خطر سے خالی نہ تھی خالی خطاب گو بے ملک و حکومت ہوتے ہین مگر وہ گورنمنٹ کے لیئے اندیشہ سے خالی نہین ہوتے بہت برس گذرے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے لکھا تھا کہ دہلی کی بادشاہی کا نام و نشان مٹا دینا ایسا نہین ہے کہ اسکی خواہش کم ہو ۱۸۴۷ء مین لارڈ ہارڈنگ نے رزیڈنٹ دہلی کو لکھا تھا کہ اگر یہہ بوڑھا بادشاہ مرجائے تو اسکا جانشین بغیر خاص اجازت کے نہ متعین کیا جائے - لارڈ ڈلہوزی جو اس زمانہ کے مدبر اعظم تھے ان کو یہہ معلوم ہوا کہ جمنا کے کنارہ پر قلعہ اور بالا ہند کا بڑا ایگزین و جستیانہ خرابیون کی بدر رو نہین ہے بلکہ ایک چشمہ قطعی خوف کا ہے اور شاید بعض اوقات ہماری حکومت کے برخلاف سازشون کا مرکز ہے - اب انہون نے اس پردہ کو اٹھا دیا اور سب لوگون پر ظاہر کر دیا کہ خاندان بابر اور ایسٹ انڈیا کمپنی دونو مشترک اصلی خداوند ہندوستان کے نہین ہین -

لارڈ ڈلہوزی نے جو اول یہہ ارادہ کیا تھا کہ بہادر شاہ کو ہدایت کرے کہ وہ قطب مین جا رہے قلعہ خالی کر دے اسلیئے ملتوی کر دیا تھا کہ وہ اس حکم کے برخلاف تھا جو بہادر شاہ کو جان ہوب ہوس پریسیڈنٹ بورڈ کنٹرول سے مل چکا تھا بادشاہ کی عمر ستر برس کی تھی اسکے زیادہ جینے کی توقع نہ تھی اس سے اسکے وارث جانشین مرزا فخر الدین سے ایک عہد نامہ لکھا یا گیا کہ وہ باپ کے مرنے کے بعد قلعہ سرکار کو حوالہ کر دے اس شرط کے ماننے مین مرزا نے کچھ چون چرا نہین کی مگر وہ باپ سے پہلے ہی ہیضہ سے مر گیا بعض نے کہا کہ زہر دینے سے اسکا جام عمر لبریز ہوا -

جس خاندان کو لارڈ ڈلہوزی مٹانا چاہتے تھے آئندہ سال کے غدر نے نیست نابود کر دیا -

باب ہفتم

ملک اودھ کا سرکار کمپنی کی عملداری مین آنا۔

اودھ سنہ ۱۷۵۶-۱۷۹۶ع

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین انگریزی عملداری مین ایک اور صوبہ اودھ الحاق کیا گیا یہہ صوبہ فتح سے انگریزی عملداری مین نہین داخل کیا گیا اسلیے کہ ہمیشہ فرمارروایان اودھ انگریزون کے خیرخواہ اور نیک اندیش رہے ان ہی کی رعایا مین سے انگریزی لشکر مین تین چوتھائی سپاہی رہتے تھے۔ یہہ صوبہ لاوارث ہونے کے سبب سے بھی انگریزی عملداری مین نہین شامل ہوا اسمین تو ہمیشہ پادشاہون کی اولاد اور اسکے شرعی وارث موجود تھے اب بھی وہان جو بادشاہ تخت نشین تھا اسکے بیٹے موجود تھے وہ فقط برٹش گورنمنٹ کی شاہانہ مرضی حاکمانہ سے انگریزی عملداری مین داخل کیا گیا یہہ صوبہ ہندوستان کا دل تھا برٹش گورنمنٹ اس دل کو اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتی تھی اسکی قدرتی زرخیزی اسکے لے لینے پر اسکو لالچ دلاتی تھی۔

انگریزی عملداری نے ہندوستان مین ہنوز قدم بھی نہین رکھا تھا کہ اودھ مغلون کی سلطنت کا ایک صوبہ مدت سے چلا آتا تھا جتنی مدت تک اودھ مغلون کی سلطنت کا صوبہ رہا اتنی مدت تک کوئی اور صوبہ نہین رہا۔ جب نادرشاہ کے حملہ نے سلطنت مغلیہ کے شیرازہ کو توڑا تو اس کے اوراق پریشان ہوئے اسکے خود ملازمین نے دغا وفریب اور نمک حرامی کر کے مخالفت کرنے پر کمر باندھی اور رفتہ رفتہ شاہی صوبہ دارون نے ملک دبا کے خود حکمرانیان شروع کین مگر شہنشاہ دہلی کا اعزاز و احترام بدستور کرتے رہے اور اپنے باجگدار اور خدمت گذار ہونے کا صرف زبانی اقرار کرتے رہے اور جو خطابات انکو پادشاہ نے عنایت کیے تھے اسکو نہین چھوڑا چنانچہ اس حال مین بھی کہ شہنشاہ مغلیہ انگریزون کا پنشن دار ہوگیا تھا اور شان و شوکت شاہی اسکی مثل سراب تھی تو بھی اودھ کے نواب اپنے تئین نواب وزیر یعنی پادشاہ کا وزیر کہتے تھے

برٹش گورنمنٹ کے ساتھ اودھ کے تعلقات سالف

گو یہہ انکا کہنا برائے نام تھا۔ نواب پاس ملک تھا رعیت تھی سب سے زیادہ ہمسائے تھے مگر اس کے پاس جو سپاہ تھی وہ آخور کی بھرتی بہت ہی تھی جس سے بیرونی حلوں اور اندرونی فسادون کے رد کرنے کا کافی انتظام و بندوبست نواب وزیر نہین کرسکتا تھا۔ اسلیئے وہ انگریزون کی سپاہیانہ ہنرمندی و ڈسپلن کا محتاج تھا وہ برٹش پلٹنون کو تنخواہ دیکر اپنا کام نکالتا تھا۔ ابتدا مین یہ کام باقاعدہ و خوش اسلوبی کے ساتھ نہین ہوتا تھا بڑے بیڈھنگے طور پہ بدسلیقگی کے ساتھ ہوتا تھا جیسا کہ روہیلون کے قتل عام کی صورت مین ہوتا ہو مگر پھر اس انتظام کی صورت باقاعدہ خوش اسلوبی کے ساتھ منضبط ہوگئی نواب کے ساتھ یہہ عہد و پیمان وثوق کے ساتھ ہو گئے کہ انگریزی سپاہ کی تعداد معینہ کی خدمات کے معاوضہ مین وہ روپیہ دیا کرے اور یہہ سپاہ اسکی مملکت کو اندرونی و بیرونی فسادون اور حلون سے محفوظ و امین رکھے۔

حکومت شخصی مین یہہ منفعت خالص ہوتی ہے کہ ایک ہی شخص کی کل توانائی و استعداد و قابلیتین کام مین آتی ہین اگر بادشاہ نیک سیرت اور عاقل ہوتا ہے تو وہ رعایا کو نہال و خوش حال کر دیتا ہے مگر جب اسی کی پیٹھ پر صرف وزیر ہی کا نہین بلکہ اسکے ساتھ انگریزی رزیڈنٹ کا زین کسا جاتا ہے تو وہ محض خرابیان ہی پھیلاتا ہے پھر اسکو یہہ ضرورت نہین رہتی کہ وہ اپنی قابلیتوں کو کام مین لانے کے لیئے کوشش کرے وہ اپنے ملک کا مالک نہین رہتا اپنے برگزیدہ کامون کا صلہ نہین پاتا اگر کسی بڑی ہندوستانی گورنمنٹ کے قائم رکھنے کی کوئی تدبیر و انتظام ہے تو وہ یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو ہندوستانی والیان ملک روپیہ اسلیئے دین کہ اسکی سپاہ انکے ملک کی محافظت کرے بیرونی حلوں اور اندرونی فسادون سے بچائے رکھے۔ انتظام مین بظاہر یہہ نظر آتا ہے کہ جب ایک بادشاہ کو بیرونی حملون کا اندرونی فسادون کا خوف و خطر نہ رہے اور اسکو آمدنی ملک بے تکلف حاصل ہو تو اسکو خاطر خواہ فرصت ملے کہ وہ نیک بادشاہ کے فرائض ادا کرے اور نیکی و احسان کے کام برگزیدہ ایسے کرے کہ وہ رعایا کو ہمیشہ یاد رہین مگر تجربہ ثابت کرتا ہے کہ غلامی گو اسکی زنجیرین پوشیدہ ہون یا طلائی و سیمین ہون وہ ایکسا ہی سے مضرتناک اثر قوم پر اور افراد پر کرتی ہے مطلق آزادی کے افعال قوائے عقلیہ کو اسی طرح بروے کار ظاہر کرتے ہین جیسے کہ جسم کے قوا کو جب بادشاہ مطیع ہو جاتے ہین اور اپنی آزادی سے محروم۔ اور ان کے ہاتھ سے برگزیدہ گورنمنٹ کے وسایل چھن جاتے ہین تو وہ کچھ تھوڑے ہی دنون

بادشاہ رہتے ہین وہ خود ہی اپنے کامون کا بوجھ اورون کے کندھے پر اتنا رکھ دیتے ہین کہ رعایا
رنجیدہ و آزردہ ہوکر دہای مچاتی ہے اور دعائین مانگتی ہے کہ خدا انکو غارت کرے جب انگریزی حکومت
ناتوان تھی تو اس نے ایسے عہدنامے والیان ملک سے کیئے کہ روپیہ لیکر اپنی سپاہ سے انکی محافظت
کرے جس سے انکی قوت اور طاقت پر بوجھہ رکھا گیا اسسے انگریزی گورنمنٹ کی خفت ہوئی اور وہ
ہندوستانیون کے دست نگر و نوکر معلوم ہونے لگے مغرب و مشرق مین تو انسانیت مشترک ہی
خواہ قوم ہو یا افراد ہون دونو کے لیئے ایک ہی اصول ہین بادشاہ ہو یا ملازم ہو جسکو اندیشے نہین
اسکو امید نہین - خوف و رجا ساتھہ ہوتے ہین - آدمی جسپر قوا ر جسمانی کے کام مین لانے کا تقاضا نہو سکا
متحرک ہوا قریب المرگ آدمی کا سا ہوتا ہے - روزمرہ یہہ تجربہ ہوتا ہے کہ بچے جو مرفہ حالی مین پیدا ہوتے
ہین وہ کمتر ممتاز و سرفراز ہوتے ہین زیادہ تر وہی بچے عروج پر پہنچتے ہین جو مفلوک الحالی مین پیدا ہوتے
ہین کیفیت پہلے بھی تھی اور اب بھی ان مطیع ریاستون اور بادشاہون کی ہے جنکی پشت پناہ غیر ہون اور
انکی بڑی مثال اودھ کی سلطنت ہے - اگر اودھ اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا تو مجبوری اس مین حفاظت
خود مختاری کے لیئے لایق آدمی اور قابل فرمان روا اور وزیر پیدا ہوتے اور اپنی محکوم رعایا کے حال پر
متوجہ ہوتے اور اگر یہہ نہ کرتے تو ایشیا کی بادشاہی کے اصول مسلمہ کے موافق سعادت علی خان کا
خاندان ملیا میٹ ہو جاتا مگر اب تو انگریزی سپاہ انکی محافظ ہو گئی تھی نالایق بادشاہون کو بھی اپنی
بادشاہی کے قائم رہنے کا یقین تھا اس بےفکری مین وہ ان سب بدکاریون مین ڈوب گئے
جو انکی حالت کا مقتضا تھا جسکے سبب سے رعایا کی بہبودی اور آسودگی مین خلل آیا جس مین برٹش گورنمنٹ
بھی شریک تھی انتظام مذکور سے بادشاہ اور وزیر کو برٹش گورنمنٹ کا سہارا اور آسرا اور رزیڈنٹ رہنما
ملا اگر بالفرض یہہ تینون بادشاہ اور وزیر اور رزیڈنٹ قابل و نیک شعار اور سوچ بچار سے کام کرنے والے
ہون تو بھی گورنمنٹ کا پہیہ مشکل سے ہموار خوش رفتاری سے چل سکتا ہے جب یہہ دشوار ہو کہ ایک آدمی
خواہ وہ فرنگی ہو یا ہندوستانی الیسا مل سکے کہ جس مین وہ ساری لیاقتین موجود ہون جو منصف عادل
منتظم مین ہونی چاہئین تو پھر ایسے تین آدمی کہان سے مل سکتے ہین جو آپس مین اتفاق سے مل جل کر کام
کرین یا تینون مین سے ہر ایک مضرت رسان کام بے شمار کر سکتا ہے مگر کوئی ایک ان مین نفع رسان کام
نہین کر سکتا جسکے بانی دو مزاحم ہون یہہ قریب ناممکن کے ہے کہ بادشاہ کو ایماندار وزیر الیسا ملے کہ

اسکا فرمان بردار ہو اور برٹش گورنمنٹ کے ساتھ راست باز ہو ایسا انگریزی افسر بھی شاذ و نادر ہی
دستیاب ہوتا ہے کہ وہ ہندوستانی ریاست مین کام لیاقت سے کرے اور ہر عمدہ تدبیر کے کرنے
مین جس تک اسکی رسائی ہو اپنے تئین دانائی اور ہوشیاری اور احتیاط سے پائین گاہ مین رکھے
اور شورہ دکار مین کرنہ آفابن کرے بادشاہ اور وزیر کے نیک کامون کے کرنے مین معاون و مددگار بنے
اور ان کامون کے کرنے سے جو عزت اعتبار حاصل ہو وہ ان کے ساتھ مخصوص رکھے اور اپنی تئین
بھول جائے دنیا مین ایسے آدمی بہت ہی کم پیدا ہوتے ہین۔ انگریزون کی بڑی غلطی یہہ تھی کہ ادنے
ادنے باتون پر مداخلت کرتے تھے اور جب اعلے معاملات پیش ہوتے تو جدا رہتے۔ ایک اور خرابی یہہ تھی
کہ لکھنؤ کے فرمان رواؤن سے جو عہد و پیمان ہوتے انمین کوئی سلسلہ پولیسی کا نظام نہ ہوتا ہر ایک بات اس مین
قیاسی و تجربی ہوتی ایک گورنر جنرل یا ایک رزیڈنٹ ایک تدبیر کو اختیار کرتا دوسرا اسکے بعد اسکے برخلاف
تدبیر اختیار کرتا۔ نواب یا بادشاہ و وزیر اور رزیڈنٹ مین سے ہر ایک کی باری آتی۔ ہر ایک ان میں سے
باری باری سے سب کچھ ہوتا اور کچھ نہ ہوتا۔ اگر برٹش گورنمنٹ کسی لائق وزیر کو مقرر کرتی اور اسکی معاون
ہوتی اسکو بادشاہ مشتبہ سمجھ کر نکال دیتا۔ اور اگر بادشاہ کسی ملازم کو دیانت دار سمجھ کے نوکر رکھتا تو جب تک
رزیڈنٹ اسکو سہارا نہ دیتا تو وہ ساقط الاختیار ہوتا عامل اسکی پروا نہین کرتے اور زمیندار اسکو ذلیل
جانتے ایسی حالت مین نہین ہو سکتا کہ جانب داری نہ کی جائے رزیڈنٹ وزیر کا دوست و موافق ہوتا
یا دشمن و مخالف ان اصحاب ثلاثہ بادشاہ و وزیر و رزیڈنٹ مین سے ہر ایک دوسرے کی یا دونون کی
کوششون کو بگاڑ سکتا تھا اور بے شمار پریشان کر سکتا تھا مگر نیکی جب کر سکتا تھا کہ تینون کی روحین
ایک قالب ہون یہہ ہو نہین سکتا تھا بس خرابیان ہی خرابیان تھیں۔
نظام ہی حقیقت مین برا تھا اس سے دو عملی گورنمنٹ بری قسم کی قائم ہوئی کہ پولیٹکل اور ملٹری گورنمنٹ
تو سرکار کمپنی کے ہاتھ مین تھی اور اودھ کا اندرونی انتظام و نظم و نسق نواب وزیر کے اختیار مین تھا
یعنی انگریزی لٹیرین مشرقی بد نسل بادشاہون کی محافظت تھے بن بادشاہون کو اپنی مرضی کے موافق کام کرنے
یا نہ کرنے مین تکلیف اٹھانی پڑتی تھی جب یہہ صورتین ہون تو تعجب نہین تھا کہ ساری قلمرو کے طول و عرض مین
ہر قسم کی بد نظمی اور بد عملی پھیلی ہو اور طرح طرح کے دنگے فساد کھڑے ہون یہان بدعملی سے ایسی ہوا کہ
خرابیان پیدا ہوئین اور پولیٹکل اور ملٹری گورنمنٹ سے مصائب و آفات کا طوفان اٹھا کہ اس سے زیادہ

کہین اور اسکا ظہور نہین ہوا - ملک کے اُداس وسونے چہرہ پر دربار شاہی کی فضول خرچی اور اوباشی
وبدکاری نہایت بڑے موٹے خط مین لکھی ہوئی تھی عدالت نواب کی گورنمنٹ کے اختیار مین تھی سوا اسکا
کہین نشانہ تھا محصول اراضی کا وصول کرنا نواب کے ہاتھ مین تھا وہ رعیت کے گلے پر چھری رکھ کے
وصول کیا جاتا تھا بادشاہ کا دربار بڑا زرق برق کا تھا مگر اوباش وبدکار اور بیچاری رعیت مفلس قلاّش
بادشاہ کی جیب خاص کے خرچ کا کچھ حساب نہ تھا بے شمار دولت اس مین خرچ ہوتی تھی سیکڑون
ہاتھیون کی زردوزی زرق برق کی جھولون مین اور سونے چاندی کے زیور اور عماریون حوضون مین
اضلاع کی دولت اڑتی تھی نکمے نوکرون کا خرچ کثیر تھا۔ ناچنے کی عورتون کے طائفے بہت سے بھانڈ
گویون مفت خورون چٹپر قناتیون کے ریوڑ کے ریوڑ۔ جلسے جنمین ہزارون لاکھون روپے خرچ ہون اور
حماقت کی باتین نمایش کی چیزین جتنی کہ خیال مین آسکتی وہ سب وہان موجود تھین ان کے خرچ بادشاہی
خزانے کی تھیلیون کو خالی کرتے تھے بدکار مسرف گورنمنٹ ہمیشہ مفلس مصیبت ناک رعیت پیدا کرتی ہے
اور پھر یہہ مفلس قلاّش رعایا اپنا بدلہ لیتی ہے کہ گورنمنٹ پر ہمیشہ کے لیئے دوالہ اور افلاس کی پھٹکار
پڑنے لگتی ہے مکافات کا اصول یقینی ہے ع از مکافات عمل غافل مشو کا سبق کسی کو یاد نہ تھا دربار
شاہی کی دوزخی جیبون کے لیئے جمہور انام پر رعایا پر ظلم وستم ہوتا تھا جسسے وہ خفا و رنجور و آزردہ
ہوتی تھی - اجورہ دار سپاہیون کے گروہا گروہ اس بیچاری رعایا پر چھوڑے جاتے کہ وہ عاملون کی
غارتگری کے معاون ہون جنکی صورت دیکھنے سے رعایا کی جان نکلتی تھی جب اسطرح کی جبر وتعدی
اور بالجبر استحصال زر نے ملک کو ویران بنا دیا تو گورنمنٹ کو بعد از خرابی بصرہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ
رعایا کی تونگری اور خوشحالی ہی سلطنت کی دولت ومال کا اصلی مخزن ہے مگر اس سبق کو بھی گورنمنٹ نے
یاد نہ رکھا آمدنی ملک گھٹتی گئی مگر اسکے متناسب دربار کی فضول خرچی کم نہ ہوئی اور کوئی منتظم نظام نہین داخل
کیا گیا بجائے اسکے ہر نئے سال مین یہہ کمبخت ملک مین نہایت بدانتظامی اور بدعملی پاؤن پھیلاتی گئی
جب اس بدحالی پر مدت گذری تو برٹش گورنمنٹ ان خرابیون کے علاج کی طرف متوجہ ہوئی جو ملک کو
تباہ وبرباد کر رہی تھین - اسنے نوابون کو صلاح ومشورہ دیئے پند ونصائح کیئے اپنی ناراضی ظاہر
کی تنبیہین کین مگر ان کا کچھ اثر انپر نہ ہوا وہ چکنے گھڑے تھے لارڈ کورنوالس اور سر جان شور نے
نواب کو بہت کچھ سمجھایا اور پند ونصائح کین مگر کان پر اس کے جون نہ سرکی آخر کو ایک اور ہی مزاج وطبیعت کا

مدبر ملکی نمودار ہوا جسکا آگے ذکر ہوتا ہے۔

لارڈ ولزلی کے دل کی ہر رگ مین حکومت شخصی بیٹھی ہوئی تھی مگر انکی یہہ حکومت شخصی عدل و انصاف کے ساتھہ تھی وہ لیاقت و قابلیت کامل اور طبیعت مستقل رکھتے تھے اور غلطی و خطا کمتر کرتے تھے انہون نے اودھ کی سلطنت پر جلد توجہ کچھہ اس سبب سے نہین کی کہ اسکی گورنمنٹ خراب تھی اور اسکی رعیت تکالیف و مصائب کے بلاؤ مین مبتلا تھی بلکہ اس سبب سے کہ یہہ ملک ایسا تھا کہ گیا تو وہ برٹش گورنمنٹ کی سیلابی کے لیئے ایک حصن حصین تھا یا خوف و خطر کا سمندر ہو تا جسکی طوفان خیزی برٹش گورنمنٹ کو بالکل ڈبو دیتی اس مجمل بیان کی تفصیل آگے ہوتی ہے لارڈ ولزلی کی آمد سے تھوڑے دنون پہلے زمان شاہ بادشاہ کابل صدوزئی قوم کا اقبال کا ستارہ تھوڑے دنون کے لیئے چمک رہا تھا وہ اپنی نخوت اور قوت کے سبب سے ایسے بڑے بڑے ارادے و عزم کر رہا تھا کہ جنکے پورا کرنے کی قابلیت نہین رکھتا تھا وہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کو اضطرار اور اضطراب کے مزمنہ مرض مین مبتلا رکھنا چاہتا تھا پہلے اس سے کہ نئی صدی کی ایک سال کی عمر ہنوز نہین ہوئی تھی زمان شاہ کا خوف اگر کچھہ اصل رکھتا تھا بالکل جاتا رہا تھا مگر اسکے از سر نو پیدا ہونے کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔ اس زمانہ مین افغانون کی قوت کا تخمینہ تعجب خیز مبالغہ کے ساتھہ کیا جاتا تھا مگر اصل حقیقت یہہ تھی کہ سرحد سے پرے مسلمانون کی یہہ قوت دھمکانے والی اور ڈرانے والی تھی وہ فقط یہی منصوبے نہین باندھتی تھی کہ ہندوستان پر حملے کیجیئے بلکہ وہ ہندوستان کے مسلمان حکمرانون کو اکسا کر اُن کے ساتھہ کافر غاصب فرنگیوں کے ساتھہ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اس زمانہ مین اودھ مین سعادت علی مسند نشین تھا وہ انگریزون کا دوست تھا اور ان ہی کا نواب بنایا ہوا تھا مگر وزیر علی جسکا وہ جانشین ہوا تھا وہ انگریزون کا دشمن تھا اس نے زمان شاہ سے سازش کی اگر وہ آتا تو اسکا وہ خیر مقدم ہی نہین کرتا بلکہ وہ افغانون کی سپاہ کو اپنے قلمرو مین دولت سے بڑی مدد کرتا اس زمانہ مین برٹش گورنمنٹ کے پیچھے جو یہہ خوف لگے ہوئے تھے انکی نہ مین نپولین اول کی الوالعزمیون اور بلند نظریون کے اندیشے بھی دامنگیر تھے بہرحال یہ صحیح پولیسی تھی کہ اودھ کو زور آور بھلائی کے لیئے اور کمزور برائی کے لیئے کیجیئے اس کام کے سرانجام دینے کے لیئے ضرور تھا کہ بادشاہ کی بہت سی ہندوستانی سپاہ جو بیڈھنگی اور بد قواعد تھی اور اس کو تنخواہ وقت پر نہین ملتی تھی اور وہ لٹیرون کے گروہون مین منقسم ہو گئی تھی اور دونو پادشاہ اور رعیت کے لیئے

یکسان خطرناک تھی وہ موقوف کی جائے اور اسکی بجائے برٹش سپاہ رکھی جائے بالفعل نواب وزیر انگریزون کو چھتر لاکھ روپیہ سالانہ سپاہ کے خرچ کی بابت دیتا تھا اگرچہ نواب اپنی سپاہ کے موقوف کرنے پر راضی تھا جسکے سبب کچھ بچت اسکو ہوتی مگر وہ برٹش محافظ فوج کے خرچ کے مقابلہ مین پاسنگ کی برابر نہ تھی نواب اودھ پر اس خرچ کا بار پچاس لاکھ روپیہ سالانہ کا اور اضافہ ہوتا تھا بیچارہ نواب پہلے ہی خرچ مین سے بڑا زیر بار ہو رہا تھا اور اسکو اچھی طرح ادا نہین کر سکتا تھا لارڈ ولزلی کو یہی توقع تھی بلکہ ان کی آرزو بھی یہی تھی پس اگر وزیر روپیہ نہین ادا کر سکتا تھا تو روپیہ کے عوض مین ملک دینا چاہیئے تھا اسکے پاس ملک ایسا تھا کہ جسکو وہ ہمیشہ کے لیئے سرکار کو دے سکتا تھا جسکی آمدنی سے وہ روپیہ ٹھیک وقت پر بخوبی ادا ہو جاتا جو سپاہ محافظ کے خرچ کے لیئے دیا جاتا تھا پس گورنر جنرل نے ایک عہدنامہ تیار کیا جسمین انہون نے اپنے اضلاع مطلوبہ کو لکھا کہ نواب سرکار کمپنی کو دے نواب اس سے رنجیدہ خاطر و آزردہ دل ہوا مگر اس بیچارہ کو انگلش سلطان کی مرضی کے ماننے کی سوا کوئی اور چارہ نہ تھا نئے عہدنامہ پر اسنے دستخط کر دیئے اور ایک کروڑ ۳۵ لاکھ روپیہ کی آمدنی کا ملک حوالہ کیا اب اس مین انگریزی عملداری کے انتظام ہونے سے پہلے کی نسبت تقریباً دو چند آمدنی ہو گئی۔ اب اس عہدنامہ کے موافق جسپر دونو گورنمنٹون کے دستخط ہو گئے نواب وزیر پر لازم ہو گیا تھا کہ اپنی باقی مملکت مین ایسا نظم و نسق کرے کہ جسسے رعایا مرفہ الحال ہو اور سارے باشندون کی جان و مال کی محافظت ہو اور اسکے ساتھ ہی وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے افسرون سے صلاح و مشورہ لیکر انتظام کے کام کرے لارڈ ولزلی جانتے تھے کہ بہت کم امید ہے کہ یہہ شرائط پوری ہونگی انہون نے فرمایا کہ مجھے خوب اطمینان حاصل ہے کہ صوبہ اودھ تباہی اور بربادی سے جب تک نہین بچ سکتا کہ اس ملک کا سول اور ملیٹری انتظام بالکل سرکار کمپنی کے ہاتھ مین منتقل نہ ہوا اور بادشاہ اور اسکے خاندان کی پرورش کے لیئے شاہانہ مشاہرہ نہ دیا جائے جو انتظام انہون نے کیا تھا اسکا شکستہ ہونا خود انہون نے اپنے آگے دیکھ لیا اور انکو یقین تھا کہ چند سال کے اندر کل ملک اودھ کا انتظام سرکار کمپنی کے ہاتھ مین منتقل ہو جائے گا مگر انہون نے اس باب مین اپنے جانشینون کے اعتدال کو محسوب نہین کیا اسکے سبب سے اس انتقال مین کتنا التوا ہو گا اس تحریر کے بعد وہ خود نصف صدی تک جیتے رہے مگر یہہ عہدنامہ ان کان کے بعد بھی بہت دنون تک زندہ رہا

اگر خالص ہندوستانی انتظام مین اودھ کے لیئے بھلائی کی کوئی امید تھی تو وہ نواب وزیر سعادت علی کے زمانہ حکومت مین تھی اسلیئے کہ وہ بڑا آدمی نہ تھا اور نظم و نسق کے معاملات عظیمہ مین روشن خیالات رکھتا تھا مگر یہہ موقع بھی ہاتھ سے جاتا رہا - انگریزی افسرون کے صلاح و مشورے نے رعایا کے حق مین کوئی بھلا کام نہین کیا مگر انگریزی سنگینون اور ہتھیارون نے رعایا کو جو کام اپنی بھلائی کی کر سکتی تھین اسے نہین کرنے دیا اسکے ملک کی حالت بد سے بدتر ہوگئی بلکہ بدتر سے بھی زیادہ بدتر ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل اور ایک رزیڈنٹ کے بعد دوسرا رزیڈنٹ آیا ایک نواب وزیر کے بعد دوسرا نواب وزیر مسند نشین ہوا لیکن برائیون کے سیلاب مین تیرگی و کدورت کا عمق بڑھتا گیا -

گو اودھ کے نواب وزیر بے شک بد حکمران و بدکار تھے مگر وہ سرکار کمپنی کے بڑے صادق و وفادار دوست تھے وہ اپنی رعیت اور آدمیون کے ساتھ جھوٹے تھے مگر وہ برٹش گورنمنٹ کی ساتھ سچے تھے - نہ انہون نے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ علانیہ عداوت کی نہ وہ اسکے برخلاف کسی سازش و دغابازی مین مخفی شریک ہوئے انہون نے گورنمنٹ کی خدمات عظیمہ بھی کین انہون نے جنگ کے وقت انگریزی سپاہ کے لیئے غلہ کی رسد رسانی اور باربرداری کے لیئے جانور بہم پہنچائے اور سب سے بڑھکر یہہ کام کیا کہ زر نقد اس حالت مین عنایت کیا کہ اسکو بہت تھوڑا قرض گورنمنٹ کا دینا تھا - لکھنؤ کے خزانہ مین روپیہ تھا اور کلکتہ کے خزانہ مین روپیہ نہ تھا ایسے وقت مین انگریزی حکمرانون کو نواب وزیر سے روپے مانگنے کی ضرورت تھی لارڈ ہیسٹنگز ایک جنگ عظیم لڑرہا تھا جس مین بہت روپے کی ضرورت تھی دو کروڑ روپیہ انکو اپنی مہم عظیم کے سرانجام کرنے کے لیئے درکار تھا وہ عین وقت پر نواب وزیر نے دیدیا جسکے عوض مین برٹش گورنمنٹ نے اس کو خطابات اور ملک عطا کیئے اس مبارک وقت مین انگریزون کی فتح نیپال کی لڑائی کا خاتمہ ہوا اور اس کے سبب پہاڑون کے نیچے ترائی کا ملک ان کے قبضے مین آیا بس یہہ نیپالیون کا ترائی کا ملک نواب وزیر کے ہاتھ ایک کروڑ روپیہ کو سرکار کمپنی نے بیچڈالا - نواب کے ملک سے یہہ ترائی کا ملک ملا ہوا تھا اور نواب وزیر غازی الدین حیدر کو بادشاہ کا خطاب عطا کیا گیا پہلے وہ دہلی کے بادشاہ کا وزیر تھا اب سرکار کمپنی کی شفقت و مرحمت سے دہلی کے بادشاہ کا مدمقابل

ہوگیا۔ اوپر کے دو کروڑ قرض مین سے ایک کروڑ تو ترائی کا ملک دیکر ادا ہوا اور دوسرے کروڑ کے عوض مین وثیقے دیئے گئے جنکا سود بطور پنشن کے امراکو ملنے لگا اسطرح یہہ روپیہ سرکار کمپنی کی امانت مین آکر محفوظ ہوگیا جسکو امرا بہت غنیمت سمجھے کہ وہ ان کے ہندوستانی آقاؤن کی بے ٹھکانے داد و دہش سے نکل گیا اودھ کی بدعملی کی تاریخ لکھنے کے لیئے تو ایک دفتر چاہیئے اسکی گنجائش اس مختصر مین نہین ہے اس مین فرمان روا ایک ہی نوع کے ہوئے وہ خود بدی کرنے مین ایسے چست و چالاک نہ تھے جیسے کہ بدی کرنے کے خاموش اجازت دینے والے تھے۔ وہ اپنی رعیت کے حال سے بے پروا تھے مگر انکی مصیبت و تکلیف سے خوش ہونے والے نہ تھے۔ اودھ کے فرمان روا خواہ نواب وزیر ہون یا بادشاہ ہون ظلم و قہر کرنے کی توانائی نہین رکھتے تھے وہ سادہ لوح بھولے بھالے تھے جسطرح سے کہ سلطنت کے کام چلتے اسطرح وہ چلنے دیتے تھے وہ خود تو عیش کے بندے تھے شہوت پرستی و ہوا و نفسانی و گناہ گاری مین مستغرق تھے مگر ظالم و جفاکار نہ تھی انکی حالت ایسی بدل جاتی تھی کہ اس سے دہشت لگنے لگتی تھی انہون نے اپنے تئین فرمانروائی اور بدکارون کے حوالہ کردیا تھا جب تک یہہ بدافعال انکی خواہشہائے نفسانی کا اہتمام اچھی طرح کرتے وہ ان سے خوش رہتے اور ان کے کامون کی مزاحمت نہ کرتے۔ سلطنت کے کامون کو وہ اپنے عیش و عشرت مین مخل جانتے۔ کھلی رشوت کا بازار گرم تھا عدالت کے عہدے اور اور جاہ و منصب فروخت ہوتے تھے ستار نواز قوال ڈوم ڈھاڑی قرمساق بھانڈ اور اسی قسم کے آدمی بڑے بڑے عہدہ دار ہوتے تھے۔ دارالسلطنت مین تو بڑے گلچھرے اڑتے تھے اور بڑے عیش و عشرت ہوتے تھے مگر اس سے باہر ہر طرح کے ظلم و ستم بیکس بیچاری رعیت پر اسلیئے ہوتے تھے کہ وہ دربار شاہی کی عیاشی و بدکاری کے لیئے روپیہ دے زمین ان ٹھیکہ دارون متاجرون کو دی جاتی جو اسکے لیئے زیادہ روپیہ دیتے پھر یہہ مستاجر اپنا روپیہ کاشتکارون کا گلا دبا کے لے لیتے اور کوڑی تک جو وہ دے سکتے نہ چھوڑتے اکثر اس بالجبر تحصیل زر کی داد فریاد ہوتی تو وہ رشوت دینے سے دبا جاتی اور بڑا حصہ ٹھیکہ دارون کے فائدون کا خزانہ شاہی کے حوالہ ہوتا۔ دن دہاڑے قتل بری طرح ہوتے اور ٹھگینی اور ٹھگی ہوتی۔ سرکش زمیندارون کی سرکوبی کے لیئے اکثر انگریزی سپاہ بلائی جاتی اور زر مالگزاری ہتھیارون سے وصول کیا جاتا۔ نواب وزیر یا بادشاہ حکمرانی اور فرمانروائی

لارڈ ولیم بن ٹنگ کی اصلاح کی عہد حکومت ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۵ء تک

کے برقرار رہنے کے لیئے سرکار کمپنی کو پشت پناہ جانکر اپنے زنانہ خانہ مین چین سے پڑے ستار بجاتے اور ٹپون کی تانین اڑاتے اور ملک کی کچھ خبر نہ رکھتے کہ اس مین آگ لگ رہی ہے وہ عیش کرنے ہی کو اپنی بادشاہی کا فرض سمجھتے اور اسکو ادا کرتے تھے برسون اسی طرح گذر گئے کہ رزیڈنسی سے سپریم گورنمنٹ کی کونسل مین بڑی خوفناک بدعملی کی حکایات بھیجی جاتین بادشاہ سے رزیڈنٹ شکایت آمیز گفتگو کین کرتے گورنر جنرل اول اپنی رائین مخالفانہ ظاہر کرتے پھر ان ہی رایون کو دھمکیان بنا دیتے وقتاً فوقتاً اودھ کے بادشاہون کو لکھا گیا کہ اگر وہ ملک کے انتظام کی فوراً اصلاح عظیم نہین کرین گے تو برٹش گورنمنٹ جو سب سے اعلے حکومت رکھتی ہے کل معاملات سلطنت اپنے ہاتھ مین لے لیگی اور بادشاہ کو اپنا پنشن خوار بنا دیگی جو برائے نام بادشاہی شان رکھیگا۔

لارڈ ولیم بن ٹنگ عملاً و نظراً عدم مداخلت کے اصول کے سب سے زیادہ حامی تھے کہ کوئی اور ان سے زیادہ نہ تھا مگر سلطنت اودھ کے معاملات مین انکو بھی یہہ انصاف معلوم ہوا کہ مداخلت ضرور کی جائے وہ اکتوبر ۱۸۳۱ء مین خود لکھنؤ گئے اور اُنھون نے شاہ اودھ سے بہت صاف صاف شد و مد سے زبانی کہا کہ اگر اودھ مین جن اصول انتظام کی ابتک پیروی کی گئی ہے ان کو چھوڑکر ان اصولون کی پیروی نہ کی جائے گی کہ جنکا مقصود اعظم یہ ہو کہ رعیت کی آسودگی اور بہبودی ہو تو کرناٹک اور تنجور کی ریاستون کی طرح سرکار کمپنی سلطنت کے کاروبار کو اپنے ہاتھ مین لے لیگی اور بادشاہ کو ایک قیدی شاہ بنا دیگی یہہ کہنا صرف زبانی سرسری نہ تھا بلکہ وہ گورنمنٹ انڈیا کے عین مطلب کا اظہار نہایت سوچ بچار کے ساتھ تھا اور بادشاہ کے دل پر اس بات کے زیادہ نقش پذیر ہونے کے لیئے اوپر کا مضمون ایک مراسلہ مین لکھکر اس کے پاس بھیجدیا گیا۔ مگر نہ اُس تقریر نے نہ اس تحریر نے بادشاہ پر کچھ اثر کیا اسنے تو پہلے سے بھی زیادہ اپنے تیئن ارباب نشاط کے حوالہ کر دیا اور عیاشی مین سرتاپا ڈوب گیا اور پہلے سے زیادہ بے حیا ہو گیا کہ لکھنؤ کے بازارون مین بدمست ہو کر پھرتا۔ اسکے اولیاء دولت کی رشوت ستانی نے اور بھی ملک مین بدنظمی اور بدعملی کو پھیلایا۔ اب نازک زمانہ آگیا تھا دربار اودھ سے یہہ مراسلت کی گئی کہ ملک اودھ کی سلطنت لے لینے کے لیئے ہوم گورنمنٹ سے ہدایتین آگئی ہین انکی تعمیل مین فقط اس سبب سے التوا کیا گیا ہے کہ اب تک یہہ امید چلی جاتی ہے کہ ان کے عمل مین لانے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اب سوال یہہ تھا کہ کس طرح سے برٹش گورنمنٹ انتظام کو

اپنے ہاتھ مین لے لے اور وہ کس طرح مداخلت کرے کہ جس سے ملک کی ترقی ہو؟ اسپر بہت غور وخوض کے بعد یہہ تجویزین پیش ہوئین۔ اول برٹش گورنمنٹ اپنی طرف سے ایک وزیر منتخب کر کے مقرر کرے اور اس کے توسل سے رزیڈینٹ حکمرانی کرے دوم موجودہ بادشاہ کو معزول کر کے اسکی جگہہ دوسرا بادشاہ بٹھایا جائے جس سے یہہ امید ہو کہ وہ اچھی طرح بادشاہی کریگا سوم ملک مین بالکل برٹش انتظام کر دیا جائے اور آمدنی ملک مین بعد خرچ کے جو بچت ہو وہ بادشاہ کو دے دی جائے۔ چہارم بالکل ملک کے انتظام کو برٹش گورنمنٹ اپنے ہاتھ مین لے لے اور بادشاہ کو برائے نام بادشاہ رہنے دے اور ملک کی آمدنی مین سے اسکو ایک حصہ دیدیا کرے۔ پنجم سرکار کمپنی کے ملک مین اودھ الحاق کیا جائے اور بغیر لحاظ ملک کی آمدنیون کے چند لاکھ روپے سالانہ بادشاہ کو دئیے جائین۔ اس زمانہ مین جو بڑے بڑے مدبر ملکی ہندوستان مین تھے ان سے اس باب مین رائین طلب کی گئین مالکم اور مٹکلف نے آزادانہ گفتگوئین کین اوپر کی تجاویز مین سے مداخلت کی پہلی تجویز نہایت نرم تھی لیکن اسکو دونو سول اور ملیٹری افسرون نے ناپسندیدہ نفرت انگیز اور عملاً کل مداخلت کے لیئے مضرو مخرب بتایا انکے نزدیک بہتر تھا کہ ایک نیا بادشاہ تخت نشین کیا جائے اور ملک کا انتظام خود اپنے ہاتھ مین لے لیا جائے لیکن یہہ زمانہ ایسا نتھا کہ اس مین ہندوستانی حکمران خاندان بالکل برے نہین سمجھے جاتے تھے اور انگریزون کی آنکھون مین ہندوستانی قوانین آئین بالکل بے وقعت نتھے کچھہ وقعت رکھتے تھے اس وقت یہہ خیال کیا گیا کہ اودھ کا انتظام لے لیا جائے مگر اپنے لیئے نہین بہتر یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ بادشاہ اودھ کی ٹرسٹی (ذمی دار اور گارڈن اولی) بن جائے اور بموجب ہندوستانی قوانین آئین کے اسکے ملک کا انتظام ہندوستانی افسرون کے ذریعہ سے کرے اور آمدنی کا ایک روپیہ تک بھی بادشاہی خزانہ مین نہ داخل کرے۔

ولیم ہنٹنگ کی یہہ تجویز تھی۔ دیانت مندی اور عدل پروری مین کوئی دوسرا اسپر سبقت نہین رکھتا تھا وہ ولایت مین بھی پسند ہوئی کورٹ ڈائرکٹرز اپنی پرانی روایتون کے سچے پابند تھے کر توسیع ملک کے لیئے بہانہ جوئی مین اپنے ایجنٹون کی اعانت کرنے مین آہستہ رو تھے انھون نے جو مراسلات اس باب مین ہندوستان مین بھیجے ان کے اکثر حصے اعتدال مین ایسے ممتاز تھے

کہ قابل ستائش نہے بے شک بعض اوقات انہین ایسی صاف دلی اور صداقت پائی جاتی تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے مصنفون نے کوئی لاؤ لپیٹ اور اینچ پیچ نہین کیا اب انہون نے اودھ معاملہ کے چہرہ کو خوب اچھی طرح دیکھا باوجود مایوس ہونے کے پھر بھی یہہ امید کی کہ کچھ بہتر حالت مین وہ ہو جائے ولیم بن ٹنک کے مراسلہ کے آنے کے بعد بھی ایک سال گذر گیا اور ایک سال اور اس سے پہلے گذرا کہ حاکمانہ احکام ۱۶۔ جولائی ۱۸۳۴ء کو ایک مراسلہ مین بھیجے گئے جنمین اودھ کے کل معاملہ کے فیصلہ کرنے کے لیئے صاف صاف بیان کیا گیا کہ ملک کی حالت قابل افسوس و رحم ہے جسسے ہمارے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا ہے کہ ایک تبدیلی عظیم کے وسائل کا پیدا کرنا اب ہم پر واجب و فرض ہے ہم نے پہلے بھی اقرار کیا تھا اور اب بھی اقرار کرتے ہین کہ رعایا پر جو مصائب واقع ہوئے اسکا سبب یہہ ہے کہ ہم نے ظلم و ستم کی حمایت و اعانت کی اور مظلومون کو ظالمون کا مقابلہ کرنے نہین دیا ایک مدت تک بادشاہی افسرون کی امداد ہماری سپاہ کرتی رہی کہ وہ زر مالگزاری وصول کرین بس اسطرح وہ زیادہ ستانی اور کینہ وری کے آلات بنے اور اب تک ہماری سپاہ موجود ہے کہ اودھ کی بری گورنمنٹ کے سبب سے جو فتنہ و فساد برپا ہوا اسکو فرو کرے اس سببسے ہم پر فرض و واجب ہوا کہ ایسی تدابیر اختیار کرین کہ ملک کی موجودہ خرابیون مین کمی ہو گو وہ معدوم نہ ہون - یہہ امر تحقیق تھا کہ کچھ کیا جائے مگر سوال یہہ تھا کہ وہ کچھ کیا کیا جائے؟ ملک کی بالکل بربادی کے انتظام مین برٹش گورنمنٹ بیٹھ نہین سکتی تھی یہ تجویز تھی کہ جو کچھ کیا جائے وہ بادشاہ کی منظوری سے کیا جائے یہہ تجویز ظاہر کی گئی کہ بادشاہی سارا اعزاز و احترام سابقہ باقی رکھا جائے اور ملک کی آمدنی ملک کی ترقی اور انتظام مین خرچ کی جائے اور ایک وظیفہ مقررہ بادشاہ کو دیا جائے *

اسوقت مین لکھنؤ مین کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ تھے کورٹ ڈائرکٹرز کا مراسلہ کہ گورنمنٹ اودھ کی تھوڑے دنون کے لیئے لی جائے ان پاس بھیجا جسکے مضامین کو انہون نے نظر غور سے مطالعہ کیا اور تجویز مذکورہ بالا کو پسند کیا ان کے نزدیک وہ بہت اچھی تھی اس مین انسانیت اور اعتدال دونو تھے برٹش گورنمنٹ کی خود غرضی بزیری اور آزمندی شامل نہ تھی مگر انکو یہ یقین تھا کہ وہ غلط سمجھی جائیگی انہون نے کہا کہ برٹش گورنمنٹ کی نیت اس معاملہ مین خواہ

کیسی ہی نیک و پاک صاف ہو مگر سب ہندوستانیون کو یہہ یقین ہوگا کہ انگریزون نے اپنے لیئے اودھ
کو لے لیا اسلیئے انہون نے گورنمنٹ کو یہہ صلاح تبلائی کہ بالفعل جو پادشاہ نصیرالدین حیدر ہے وہ معزول
کیا جائے اور اسکی جگھہ دوسرا پادشاہ مقرر کیا جائے اور اس تخت نشینی مین ایک روپیہ اور ایک ایکڑ
زمین نہ لی جائے تو پھر اس مین کسی قسم کے ہونے کا شبہہ نہ پیدا ہوگا انہون نے یہہ لکھا کہ مین جس
بات کی سفارش کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ جو شخص وارث تخت و تاج ہو وہ پادشاہ بنایا جائے اور اسکو
پورے اختیارات پادشاہی دیئے جائین اور ملک مین اسکے آئین قوانین مروجہ جاری رہین انکو
یقین تھا کہ وارث سلطنت جو معزول پادشاہ کا جانشین ہوگا اسکے خصائل نیک ہین ان پادشاہون
کی تبدیلی سے کاروبار سلطنت کی تدابیر مین تبدیلی ہوجائیگی ۔ یہہ انصاف ہے کہ اس تجربہ کا امتحان کیا جائے
ہنوز کورٹ ڈائرکٹرز کی مرضی کے موافق گورنمنٹ ہند نے کوئی کام نہین کیا تھا کہ لو صاحب نے
جس تجربہ کی فرمایش کی تھی اسکا موقع خودبخود پیش آگیا کہ نصیرالدین حیدر اپنی مستانہ نوشی سے یا زہر
دینے سے مرگیا جسکا حال ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ لو صاحب کی حسن تدبیر سے لکھنؤ مین
شور و شر زیادہ برپا نہین ہوا گورنمنٹ کی منظوری سے بادشاہ کا چچا بادشاہ ہوگیا اگرچہ وہ بوڑھا
تھا مگر اس ضعیفی مین بھی وہ بڑا معزز و مکرم سمجھا جاتا تھا اسطرح اودھ کی گورنمنٹ کو زندہ رہنے
کی اور مہلت مل گئی ۔

اسوقت ہندوستان مین لارڈ آکلنڈ گورنر جنرل تھا نیا بادشاہ جانتا تھا کہ مین بالکل
ساختہ و پرداختہ برٹش گورنمنٹ ہی کا ہون اسلیئے اسنے ایک نئے عہدنامہ پر دستخط کرنے کا
اقرار کرلیا یہہ امر واقعی سب پر ظاہر تھا کہ پہلے عہدنامہ کے جو معاہدے تھے وہ روز بروز سال
بہ سال تہائی صدی سے برابر ٹوٹتے چلے آتے تھے ملک مین بدنظمی کا ہونا ایک عہدشکنی مخفی
چلی آتی تھی جو شخص نیک فہم اور انصاف پسند ہے اسکے نزدیک یہہ امر مشتبہ ہے کہ اودھ کی
بدنظمی کے لیئے برٹش گورنمنٹ اودھ کی گورنمنٹ مین سے کون زیادہ اسکا جوابدہ ہے خود عہدنامہ ہی مین ناکامیابی کی خبر موجود تھی کہ
خود مصنف عہدنامہ کا اچھی طرح جانتا تھا کہ اسکی شرائط کا پورا ہونا ناممکن تھا ۔ ایک عہدشکنی پر دوسری
عہدشکنی یہہ اور ہوئی کہ بادشاہ نے اپنی ہندوستانی سپاہ اس تعداد سے زیادہ بھرتی کرلی
جسکی برٹش گورنمنٹ نے اسکو اجازت دی تھی اس ہندوستانی سپاہ کی نوبت لو صاحب کے بیان

ستر ہزار سپاہیون پر پہنچ گئی تھی یہہ برائی ایسی نہ تھی کہ جسکی اجازت برٹش گورمنٹ آیندہ کے لئے دیتی اس پر تعجب تھا کہ اتنے دنون تک اسنے اجازت دی اسلیئے اب یہہ نیا عہد نامہ ہوا کہ ملک کی بدنظمی و افراتفری کا علاج خود ہندوستانیون کے ہاتھ سے کرایا جائے اسکی شرائط یہہ تھین کہ اگر آیندہ ملک مین بدعملی جاری رہیگی تو برٹش کو یہہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ ملک کے سارے چھوٹے بڑے مقامات مین اپنے انگریزی افسر حکمرانی کے لیئے متعین کردے اور پرانی ہندوستانی سپاہ موقوف کردے اور اسکی بجائے ایک نئی سپاہ جسکے افسر انگریز ہون نوکر رکھے جسکا خرچ بادشاہ کے ذمے ہو۔ مگر آمدنی ملک مین سے برٹش گورمنٹ کو ایک کوڑی کو بھی ہاتھ لگانا قسم ہے - آمد و خرچ کا حساب کوڑی کوڑی کا لکھا جائیگا اور جو بچت ہوگی وہ خزانہ شاہی مین داخل کردی جائے گی +

اکثر صحیح تاریخون مین یہہ نقل کیا جاتا ہے کہ اس ۳۷ء کے عہدنامہ کا استقاط حمل اسطرح ہوا کہ برٹش گورمنٹ کو دردزہ اٹھا اور سب سے اعلے گورمنٹ نے اپنے ہاتھون سے کچے بچے کو مار کر پہلے اس سے کہ وہ پورا پیدا ہو نکال کر پھینک دیا ہوم گورمنٹ نے قطعاً اس عہدنامہ کو نامنظور کیا اور خاص کر اس دفعہ کو جسمین نئی فوج کے بھرتی کرنے کا ذکر تھا اور اسکے سبب سے سولہ لاکھ روپیہ سالانہ کا خرچ خزانہ اودھ پر پڑتا تھا اسنے دیانت و صداقت کے پاکیزہ منطق کے موافق یہہ دلیل بیان کی کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ کے موافق سرکار کمپنی نے ملک کی محافظت اپنے اوپر واجب و لازم کی ہے بادشاہ سے ملک کا بڑا حصہ خاص اس غرض سے لیا گیا ہے کہ اودھ کی محافظت کے لیئے جسقدر سپاہ کی ضرورت ہوگی اسکا خرچ سرکار کمپنی کو دینا چاہیئے نہ بادشاہ کے ذمے پڑنا چاہیئے لیکن صرف ان ہی بناؤن پر عہدنامہ پر اعتراض نہین کیا بلکہ سچی بات یہہ ہے کہ چند سال پہلے کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ وہ ایسی ہوشیاری کے ساتھ جس مین کوئی خرابی نہ ہو اختیار رکھتا ہے کہ اودھ کی بدنظمی کے باب مین جو انسب اولے جانے وہ کرے یہانتک اسکو اختیار ہے کہ اودھ کی عنان سلطنت کو کچھ مدت کے لیئے اپنے ہاتھون مین لے لے لیکن یہہ اختیارات اس زمانہ مین دیئے گئے تھے کہ چند سال سے نصیرالدین حیدر کی بادشاہی کی بداطواری تجربے مین آچکی تھی اب ہوم گورمنٹ کو یہہ حال معلوم ہوا تھا کہ نیا بادشاہ نیک خو ہے

اسلیئے اسکی مستحکم رائے یہہ تھی کہ اس بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت جو عہدنامہ موجود تھا اس کی شرائط کے موافق اسکی بادشاہی کا امتحان اچھی طرح کیا جائے اسواسطے ہوم گورنمنٹ نے صرف ایک ہی دفعہ کو نہین بلکہ کل عہدنامہ کو نامنظور کیا لیکن اس کے ساتھ یہہ بات بھی چاہی کہ اس عہدنامہ کی نامنظوری کا اظہار زیادہ تر گورنمنٹ ہند کے فضل و کرم کے پیرایہ مین کیا جائے۔ یہہ نہ معلوم ہو کہ انگلنڈ نے اسکو قطعی بغیر کسی شرط کے نامنظور کیا ہے اسنے گورنر جنرل کو اختیار دیا کہ وہ اپنی ہوشیاری سے جس مین کوئی خطا نہ ہو اس عہدنامہ کی نامنظوری کو دربار لکھنؤ پر ظاہر کرے۔ جب گورنر جنرل پاس یہہ احکام آئے تو وہ بڑا پریشان خاطر ہوا اودھ کے لیئے نئی سپاہ کے مرتب کرنے کے انتظامات ایسی حد پر پہنچ گئے تھے کہ وہ ملتوی نہین ہو سکتے تھے یہہ وقت وہ تھا کہ جنگ افغانستان کی تخم پاشی ہو چلی تھی خوف کا گمان تھا مشکل درپیش تھی اودھ کی آئینی سپاہ مین سے کچھ سپاہ کی ضرورت تھی کہ وہ میدان جنگ مین جاکر انگریزون کا کام کرے اور اس صورت مین ضرور تھا کہ امدادی سپاہ کی بھرتی روکی نہ جائے لیکن سرکار نے اسکا خرچ اپنے ذمے لے لیا گورنر جنرل نے بادشاہ کو خط لکھا کہ برٹش گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کرلیا ہے کہ حضور کو خرچ سپاہ کی تکلیف نہ دیجائے اس لیئے کہ ملک کی حالت موجودہ ایسی ہے کہ اگر خرچ سپاہ بادشاہ سے لیا جاوے گا تو رعایا سے روپیہ کی اسقدر زیادہ ستانی ہوگی جسکی وہ متحمل نہین ہو سکیگی گورنر جنرل کو قوی امید ہے کہ آمدنی ملک جو خرچ سپاہ کی موقوفی کے سبب سے بچیگی وہ ان دو کامون مین کام آویگی۔ اول رعایا پر وہ محصول معاف کیئے جائینگے جنکے بوجھ کے نیچے وہ پسی جاتی ہے۔ دوم اس سے نفع رسان پبلک ورکس تعمیر کیئے جائینگے۔ لیکن اس خط مین کچھ ذکر عہدنامہ کی نامنظوری کا نہ تھا اور نہ رزیڈنٹ سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ بادشاہ یا وزیر سے بروقت ملاقات اسکا ذکر کرے گورنر جنرل کو اب تک یہہ امید چلی جاتی تھی کہ ہوم گورنمنٹ کو ایسی ترغیب دی جائیگی کہ وہ عہدنامہ کی شرائط کو منظور کرلینگے جنمین سے امدادی سپاہ کی شرط خارج کردی جائیگی اس لیئے اس نے ہوم گورنمنٹ کے احکام تسلیم کرنے مین تامل کیا کیونکہ اس مین گورنر جنرل کی حکومت کی خفت ہوتی تھی لیکن یہہ غلطی تھی بلکہ غلطی سے بڑھ کر

اس مین خرابی تھی اسمین اخلاقی جرأت نہین ظاہر ہوتی تھی جسکا بچاؤ درست ہوتا یا معاف ہوتا
آسانی سے نہین ہو سکتا تھا - ہوم گورنمنٹ اسی عہدنامہ پر قائم رہی کہ شروع صدی مین لارڈ
ولزلی کے عہد مین ہوا تھا اسنے اسکے بعد جو عہدنامہ ہوا اسکو کبھی تسلیم نہین کیا - عہدنامہ
۱۸۳۷ء کی یہہ تاریخ ہی جو اوپر بیان ہوئی کسی ایک معاملہ مین بھی اسکے موافق کارروائی
نہین ہوئی پھر اسکا ذکر بھی کمتر سُننے مین آیا سوا اسکے کہ جب بیس برس کے قریب گذر چکے
تو وہ عہدنامون کے مجموعہ مین غلطی سے داخل ہو گیا کچھ مدت کے لیئے خود اودھ کا ذکر بھی بہت
تھوڑا ہوا جب کسی غیر ملک کے ساتھ جنگ ونبرد مین برٹش کی توانائی اور مستعدی اور جدوجہد
منہمک ہو جاتی ہے تو اس سبب سے ہندوستانی ریاست جو قریب المرگ ہوتی ہے ایسی تازہ و توانا موٹی
ہٹی کٹی ہو جاتی ہے کہ کسی اور حال مین نہین ہوتی اب آیندہ کچھ مدت کے لیئے انگریزون کی غیر
ملکون سے لڑائیان لڑنے کی فصل آگئی اول بڑی جنگی لڑائی افغانستان کی لارڈ آک لینڈ کے
زمانہ مین ہوئی جس مین اودھ کو بالکل لارڈ آک لینڈ بھول گئے انکے بعد لارڈ الین برا سندہ سے
لڑے کہ ایک چھوٹی سی فتح سے بڑی شکست کے داغ کو مٹائین مگر اس قومی خصلت پر ایک
بڑا دھبا لگ گیا اور اسکے بعد ہی مرہٹون پر دہشت ناک چڑھائی ہوئی - پھر ستلج کے پار سے
حملہ ہوا جسکے سبب سے سکھون سے پہلی لڑائی ہوئی جس مین لارڈ ہارڈنگ چار و ناچار بالکل مصروف
ہوئے کل لڑائیان آٹھ برس تک ہوتی رہین اور تلوار میان سے باہر رہی اور دفتر کے بستے
ہاتھ سے باہر رہے اودھ اپنی تاریکی اور بے وقری کے سبب سے سلامت رہا سوا اس کے
برٹش گورنمنٹ کا خیرخواہ و نیک اندیش دمہار رہا اودھ ایسا ہی رہا جیسا کہ پہلے تھا - اگرچہ
سعادت علی کا جمع کیا ہوا خزانہ مدت سے اڑ گیا تھا مگر پھر بھی لکھنؤ کے خزانہ کی تھیلیون مین روپیہ
بھرا ہوا تھا - اب امن و صلح کا زمانہ آیا تو بدنظم صوبہ اودھ کے بادشاہون کے لیئے ایک نیا خوف
خطر پیدا ہوا - اس زمانہ مین کوئی تبدیلی ایسی نہین ہوئی کہ جس سے اسکی حالت بہتر ہوتی بلکہ
ان سرحدی لڑائیون کے زمانہ مین اور زیادہ اسکی بدتر حالت ہو گئی ایک بادشاہ دوسرے
بادشاہ کا جانشین ہوا جو اپنے باپ دادا کے عیش ونشاط پر رشک کرتا تھا اور اس مین اپنی طرف سے
خاص تغیرات کرتا تھا جب دو سکھون کی لڑائیون کے درمیان پر عافیت زمانہ مین لارڈ ہارڈنگ نے

اودھ کی طرف رغبت کی توجہ کی تو واجد علی بادشاہ تھا اور اس جوان بادشاہ کی سلطنت کا پہلا ہی سال تھا وہ خاندان شاہی کے خصائل کے قائم رکھنے کی ناپاک امیدین دلاتا تھا۔

مدت سے ملک اودھ مین بندگان خدا کو بدنظمی شکار کر رہی تھی اسکے انسداد کے واسطے سنجیدہ تنبیہہ اور سچی شکایت مین لارڈ ہارڈنگ نے اپنی آواز بادشاہ کے سامنے نکالی۔ نوجوان بادشاہ انکی صاف نیلگون آنکھون کی چمک دمک کو دیکھ سہم گیا ان کے پند و نصائح مین ایک فضول لفظ نہ تھا نہ ان کے کہنے مین آواز مین کوئی درشتی تھی۔ انہون نے واجد علی شاہ سے صاف صاف کہا کہ گورنمنٹ اپنے لطف و کرم سے دو سال کی مہلت آپ کو دیتی ہے اگر ان دو سال کے اندر ترقی کے آثار نمایان نہ ہوئے تو برٹش گورنمنٹ کی انسانیت و مردمی کا یہہ مقتضا ہوگا کہ قطعی اور یقینی مداخلت کر کے بندوبست کا نظام ایسا داخل کرے جس سے ملک مین نیک انتظام ہو اور اودھ مرفہ حال و آسودہ ہو گورنر جنرل پہلے ہی بے خطا ہوشیاری سے ملک کے لے لینے کے اختیارات حاصل تھے پس اگر ان نصائح پر عمل نہ ہوگا تو پھر وہ اختیارات عمل مین آئینگے جن وسائل سے انتظام کی اصلاح ہوسکتی تھی انکا بالتفصیل ایک نقشہ ایک یادداشت مین بادشاہ کو خوب زور کی آواز سے سنایا گیا اور اسپر یہہ اضافہ ہوا کہ اگر اس تدبیر پر بادشاہ نے دل سے توجہ کی اور دو سال کے اندر سب خرابیون کو روکا اور دور کیا تو اسکو بالکل مطمئن ہونا چاہیئے کہ اسکی حکومت اور سلطنت کے آئین و قوانین مین کوئی خلل نہین واقع ہوگا لیکن اگر وہ اپنی پرانی بدروشی عیش پرستی مین پھنسا رہا تو پھر اسکے لیئے دوسری صورت اور اسکے نتائج موجود ہین۔

واجد علی شاہ گورنر جنرل کی اس تقریر کو سنکر ایسا سہم گیا کہ ہرچند اسنے قصد کیا کہ کچھ بولے مگر خوف کے مارے بولا نہ گیا گویائی ہی ساقط ہوگئی اسنے کاغذ کا ایک تختہ لیا اور اسپر اسنے لکھا کہ مین گورنر جنرل کا شکریہ ادا کرتا ہون آپ نے جو صلاح و مشورہ دیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ بیٹے کو دیتا ہے مین بھی سمجھکر اسکا پاس و لحاظ کرونگا" جب گورنر جنرل کی پیشی سے وہ جدا ہوا تو اسکا دل ٹھکانے سے ہوا اسنے آئندہ کا کچھ خیال نہین کیا اپنے گذشتہ طریقے کو نہین چھوڑا۔ سارنگی ستار بجانے والون اور کتھکون گویون خواجہ سراؤن نے سلطنت اس سے غصب کی اور ملک کی آمدنی کو ہضم کیا ان پاجیون کی برائیون کا اثر سب سوسائٹیون مین اور کل ملک کے حصون مین

طبلہ بجانے نقشہ بنانے شعر کہنے کے مشاغل مین بالکل منہمک ہوا اگر یہہ سارے کام اپنے محل ہی مین کرتا تو اسے زیادہ نقصان نہ ہوتا اپنی طفلانہ خوشیون کے لیئے ایک بڑا تاشہ گلے مین ڈالا اور لکھنؤ کے بازارون مین اُسے بجایا اور اُسکے خوب مسرور ہوا اور اورون کو محظوظ کیا اور بہت سی باتین زنانہ پنے کی اختیار کین۔

واجد علی شاہ کے عہد کی بد نظمی

امتحاناً جو دو سال کی مہلت دی گئی تھی وہ ختم ہو گئی تو رزیڈنٹ نے یہہ رپورٹ بھیجی کہ اکتوبر ۱۸۴۷ء مین جو گورنر جنرل سے بادشاہ کی ملاقات ہوئی تھی .... اُسوقت سے بادشاہ کی طرف سے ایسے آثار نمودار نہین ہوئے کہ جنسے معلوم ہوتا کہ اپنی جوابدہی پر اسنے پوری آگاہی حاصل کی ہو" اسنے یہہ اور اضافہ کیا کہ درحقیقت مین یہہ نہین خیال کرتا کہ کبھی بھی بادشاہ اپنی بادشاہی کی جوابدہی اور بار ذمہ داری کو دل مین جگہہ دے اور سلطنت کی جوابدہی و فرائض کے اس حصہ کا بار اپنے اوپر ڈالے جو اسکے ذمے واجب لازم ہے وہ اسکو اُن پاجی کمینون کے حوالہ کرتا ہے جو اُس کا دل بہلاتے ہین وہ انہین پر اعتماد و اعتبار کرتا ہے اور انہین کو اپنا مصاحب جلیس انیس بناتا ہے۔

بس اب وقت آگیا تھا کہ برٹش گورنمنٹ اودھ کے انتظام کو از روے انصاف اپنے ہاتھ مین لے لے۔ بادشاہ نے تو اپنے تئین مستوجب سزا بنا لیا تھا مگر گورنمنٹ اعلے نے سزا دینے مین التوا کیا۔ ہندوستان مین لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل تھے بیرونی جنگ و نبرد مین انکی مصروف ہونے نے اودھ کی سلطنت کو بچائے رکھا۔ پنجاب مین آگ لگنے نے لکھنؤ کو بھلا دیا تھا۔ سکھون کے فتح کرنے مین اور ان کے ملک کے الحاق کرنے مین برہما سے لڑائی لڑنے مین اور انکے نتائج مین ہندوستانی ریاستون کے ضبط کرنے مین جنکا ذکر پہلے باب مین ہوا اور اندرونی انتظامات عظیم مین (جنکا بیان آگے آئیگا) لارڈ ڈلہوزی اپنے عہد حکومت کے آخر سال تک مصروف رہے لیکن ہر ایک شخص جو اودھ کی شامت زدہ حالت پر غور کرتا تھا جانتا تھا کہ اب اسکے آخر دن عنقریب آگئے ہین اور برٹش گورنمنٹ اپنے فرض کے ادا کرنے مین جو بمقتضاے انسانیت و مروت اسپر واجب ہے اب نہین جھجکیگی۔

کرنیل سلیمن رزیڈنٹ لکھنؤ ۱۸۴۹ء

اسوقت لکھنؤ مین کرنیل سلیمن صاحب رزیڈنٹ تھے وہ بڑے نیک دل فیاض ہندوستانیون کی

خُو بُو و عادات سے خوب ماہر تھے انہون نے اودھ کی بدنظمی و بدعملی کو جتنا زیادہ دیکھا اتنا ہی انکو یقین ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کا اعلے فرض یہہ ہے کہ ہندوستان کے سب سے زیادہ اس زرخیز حصے کو بچائے جو ظلم وستم سے ہندوستان مین جہنم اور محاسن اخلاق کے لیئے وباخانہ بن رہا ہے۔

۱۸۴۹ء و ۱۸۵۰ء مین انہون نے اس ملک مین دورہ کیا۔ ہندوستان مین وہ غربا پروری مین اور ضعیفون کے حامی ہونے مین اور غلطیون کے اصلاح کرنے مین کسی اور افسر سے درجہ دوم مین تھے وہ رعیت سے بے تکلف انکی زبان مین باتین کرتے تھے انکے دکھ درد رنج ومصیبت سے آگاہ ہوتے تھے انکے بُرے بھلے احوال کو سنتے تھے ان مین یہہ کمال تھا کہ وہ جو ہندوستانیون کے جس حال پر آگاہ ہونا چاہتے تھے وہ ہندوستانیون ہی سے صحیح صحیح دریافت کرلیتے تھے ملک کے اندر انہون نے دورہ کیا اور ہر روز جو عجیبہ واقعات انکے علم مین آتے گئے انکو اپنے روزنامہ مین لکھتے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک مین حد سے زیادہ بدنظمی پھیل رہی تھی۔ رعایا کی حالت ایسی خراب ہو رہی تھی کہ کوئی ظالم بادشاہ بھی اس سے زیادہ خراب حال نہین کرسکتا۔ کوئی حکومت کا انتظام وہان اپنا تسلط نہین رکھتا تھا جو زبردست تھا وہ کمزور کو مارے ڈالتا تھا زبردست خاندان غارتگری کرتے اپنی گڑھیان و کوٹ بنا لیتے نوکرون کی بھیڑ کو اکٹھا کرلیتے خوب دل کھولکر لوٹ مار کرتے انکو اپنے ارتکاب جرائم سے سزا پانے کا خوف ہی نہین تھا جتنا بڑا مجرم ہوتا اسکو اتنا ہی اپنے محفوظ رہنے کا یقین ہوتا کیونکہ وہ اپنے لوٹ کے حصہ دیدینے سے سزا سے بچ سکتا تھا۔ ملک مین اس سرے سے اس سرے تک تمام خرابیان دربارشاہی کی عیاشی سے پھیل رہی تھین۔ تعلقہ دارون نے تمام ملک مین کھل بلی اور ہل چل ڈال رکھی تھی جان مال آبرو محفوظ نہ تھی ہرجگہہ محنت وحرفہ وپیشہ کی مزدوری ملنی غیر محقق تھی جب وہ آپس مین یا گورمنٹ کے مقامی حاکمون سے لڑتے خواہ اسکا سبب کچھ ہی ہوتا تو وہ تمام دیہات قصبات مین جو انکی خود قوم کے نہ ہوتے بے تمیزی کے ساتھ لوٹ مار کرتے۔ نہ کوئی سڑک نہ کوئی قصبہ کوئی گاؤن نہ کوئی مزرعہ انکے بے رحم ظالمانہ حملہ سے بچتا قزاقی و قتل تو انکی تفریح طبع کے لیئے مشاغل اور شکار تھی وہ سورون اور ہرنون کی طرح عورتون مردون بچون کو مار ڈالتے جنہون نے کبھی کوئی انکو اذیت نہین پہنچائی تھی وہ صرف قتل اور چوری ہی نہین کرتے تھے بلکہ آدمیون کو پکڑکر مقید کرتے

تھے اور جنکے پاس جانتے کہ روپیہ ہے انکو شکنجے مین کھینچتے جب تک کہ وہ روپیہ اپنے پاس سے یا قرض لیکر یا بھیک مانگ کر انکو نہ دیتے جب سے مینے لکھنؤ چھوڑا ہے جس ضلع مین میرا گذر سال بسال آج کے دن تک ہوا ہے شاید ہی کوئی دن ایسا گذرا ہوگا کہ مجھے زمینداروں کی اس قسم کی بے رحمیون کے ثبوت کثرت سے بہم نہ پہنچے ہون۔ یہہ بات قابل لکھنے کے ہے کہ زمانہ حال ہی مین یہہ بڑے بڑے زمیندار اپنے کمزور ہمسایون مین لوٹ مار کرکے دولت و مال و جائداد کے مالک بن بیٹھے ہین اور اپنی لوٹ مار کو اسلیئے باقاعدہ جاری رکھتے ہین کہ ان پاس جو لٹیرون کے گروہ جمع ہین انکی پرورش کرین اور اپنے مال و دولت کو بڑھائین اور دربار شاہی بڑا مہربان ہے اسلیئے کہ وہ انکو بڑا روپیہ چڑھاتے ہین۔ اور مقامی حکام سے مصالحت رکھتے ہین کہ وہ حکومت سے برسر مقابلہ نہ آئین۔

ملک اودھ کی حالت کی باب مین کرنیل سلیمن کی یہہ رپورٹ تھی جس مین انہون نے سارا حال اپنی آنکھون سے دیکھا ہوا اور اپنے کانون سے سنا ہوا لکھا تھا اس زمانہ مین اعلے درجہ کے افسرون مین اور اخبارون کے اعلے درجہ کے عام پسند لکھنے والون مین ایک جوش اٹھہ رہا تھا کہ ہندوستانی ریاستین انگریزی عملداری مین الحاق کی جائین۔ کوئی شخص نہ یہان نہ انگلستان مین اہل خدمت ایسا تھا جو کرنیل سلیمن کی برابر اس انتظام الحاق کی پولیسی سے رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہوتا تھا انکو صاف نظر آتا تھا کہ یہہ جو جلدی جلدی توسیع ملک کی ہوس حرص مین بڑی کوشش ہو رہی ہے اس مین کیا کیا خوف و خطر ہین انہون نے اس باب مین بڑی واویلا مچائی مگر اسکا کچھ اثر نہ ہوا اس برے کام کے روکنے مین انہون نے بڑی جد و جہد کی گورنر جنرل اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیرمین کو انہون نے چٹھیان لکھین۔ انکی مراسلات کی کتاب مین لکھا ہے کہ ستمبر ۱۸۴۸ء مین مین نے یہہ جرأت کی کہ حضور سے عرض کیا کہ یہہ انتظام جو ہندوستانی ریاستون کی انگریزی عملداری مین الحاق کرنے کا سب گورنمنٹ کے ملازمون کو اور عام اخبارون کے لکھنے والون کی ایک جماعت کو پسندیدہ اور بھلا معلوم ہوتا ہے اس سے مجھے بڑے خوف اور اندیشے ہوتے ہین کہ اسکے سبب ہم پر ایک وقت ایسا آئیگا کہ ہماری گورنمنٹ کا مدار بالکل ہندوستانی سپاہ پر ہوگا جب سپاہ یہہ دیکھیگی تو ایسے اتفاقات واقع ہو سکینگے کہ جن کے سبب سے وہ کل یا اسکا بڑا حصہ کسی شہد سنے و رچ پنے کے کام کرنے کے لیے متفق ہو جائے"۔ کرنیل سلیمن نے

لارڈ ڈلہوزی کو ۱۸۵۲ء مین لکھا تھا پھر وہ یہہ لکھتے ہین کہ میرے نزدیک یہہ الحاق کے منصوبے ہماری حکمرانی کے حق مین مضر ہین اور ملک کے بہترین اغراض و فوائد کے واسطے متعصبانہ ہین۔ ہندوستانی دیکھہ رہے ہین کہ ریاستون کی ضبطیان برابر جاری ہین اور انکے واسطے انعامات اور اعزاز کے خطاب و القاب دیئے جاتے ہین وہ اس سے یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ انگلنڈ ہی ان کامون کی بالانتظام معاونت کرتا ہے اور احکام بھیجتا ہے مین خیال کرتا ہون یہہ ہندوستانی ریاستین ہمارے لیئے بند ہین اور جب وہ سب بہ جائین گے تو صرف ہم ہندوستانی سپاہ کی بس مین ہو جائین گے جسپر ہمیشہ ہمارا کافی تسلط نہین رہ سکتا" یہہ خط کرنیل سلیمن نے سر ہنری ہوگ کو جنوری ۱۸۵۳ء کو لکھا خلاصہ صاحب ممدوح کے ان خطوط کا یہہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ کے پشت پناہ دو ہین اول ہندوستانی ریاستین دوم ہندوستانی سپاہ۔ جب اول کو ہم نے غارت کر دیا تو فقط دوسری باقی رہیگی جسپر اعتماد اور بھروسہ نہین ہوسکتا غرض یہہ خطوط جو انہون نے گورنر جنرل اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیرمین کو لکھے اسکا کچھ اثر نہ ہوا کرنیل صاحب نے یہہ اچھی طرح نہین جانا کہ اسوقت جن اصول سے وہ دہشت زدہ ہوتے ہین ان کے بانی مبانی لارڈ ڈلہوزی ہین اور کورٹ ڈائرکٹرز اپنے گورنر جنرل کے ایسے معتقد ہین کہ انہون نے اسی کے اصول کو اپنا اصول بنا لیا ہے گو کرنیل سلیمن صاحب ہندوستانی ریاستون کی ضبطی کے دشمن تھے مگر انہون نے اودھ کے معاملات مین مداخلت کرنے سے چشم پوشی نہین کی ان کے نزدیک یہہ مداخلت کہ اودھ کی عنان سلطنت سرکار کمپنی اپنے ہاتھ مین لے بجا اور درست تھی وہ ہر سال گورنر جنرل پر زور ڈالتے تھے کہ مداخلت کی سخت ضرورت ہے سلیمن صاحب کی یہہ صلاح تھی کہ انتظام لے لیا جائے مگر اشرفی ملک کی نہین لی جائے بادشاہ کا تخت سلامت رکھا جائے۔ یہی رائے ہنری لارنس نے چند سال پہلے ظاہر کی تھی کہ ملک کا انتظام ان قواعد کے موافق جو لارڈ بنٹنک نے تجویز کئے مین لے لیا جائے اور جہان تک ممکن ہو ہندوستانی انتظام ہو اور کمپنی کے خزانہ مین اسکی آمدنی کا ایک روپیہ داخل ہو۔ اودھ کا انتظام صرف ایک بادشاہ کے لیئے نہین کیا جائے بلکہ دونو بادشاہ اور رعایا کے لیئے کیا جائے۔ کرنیل سلیمن اور ہنری لارنس دونو ہم رائے بڑے آپسمین دوست تھے دونو کی ایک سی خصلت تھی۔ کرنیل سلیمن نے گورنر جنرل کو لکھا کہ رعایا بڑے شوق و تمنا سے یہہ دعائین مانگتی ہے کہ اودھ مین

مستقل انگریزی عملداری ہو جائے وہ اچھی طرح حکومت کرنے کی جوابدہی اپنے ذمے لے لے تمام جماعتین سوا ان شریر باجیون اور رلیون کے جو بادشاہ کو گھیرے رہتے ہین اور بادشاہ پر مسلط ہین بڑی تمنا سے یہہ دعا مانگتے ہین کہ انگریزی عملداری ہو جائے۔ تعلیم یافتہ جماعت تو اس سبب سے یہہ تمنا رکھتی ہے کہ ان کو معزز عہدون کے حاصل ہونے کا موقع ملے گا اب تو انمین سے کوئی معزز عہدہ رکھتا نہین متوسط درجے کے آدمی اس سبب سے یہہ آرزو رکھتے ہین کہ اب انکی محافظت و معاونت نہین کی جاتی اور نہ انکو یہہ امید ہے کہ ہم جو اپنے مرنے کے بعد مال و متاع چھوڑ جائینگے انمین سے سوا سرکار کمپنی کے وثیقون کے کسی اور چیز کے مالک ہمارے وارث ہونگے۔ ادنے جماعتین اس سبب سے یہہ آرزو رکھتی ہین کہ بھوکی سپاہ اور اہل سررشتہ کی بے رحم لوٹ مار سے اور ان زمینداروں کے زور ظلم سے جو موجودہ بدعملی و بدنظمی کے سبب نکالے جاتے ہین یا سرکشی کرتے ہین بچ جائین گے" لیکن اسنے یہہ اور اضافہ کیا کہ مجھے یقین ہے کہ حضور کی یہہ خواہش ہوگی کہ اودھ کی کل آمدنیان خاندان شاہی اور اودھ کی رعایا کے نفع رسانی مین صرف ہون اور برٹش گورنمنٹ انتظام کو اپنے ہاتھ مین لینے سے کوئی روپیہ کا فائدہ خود نہ اٹھائے اور اسی زمانہ مین اسنے پھر کورٹ ڈائرکٹرز کے چیرمین کو لکھا کہ سخت ضرورت ہے کہ اودھ کا انتظام ہم لے لین اگر یہہ کام کرین تو ہم کو چاہیئے کہ باقی ہندوستان مین اپنے اچھی طرح قائم رہنے کے لیئے اپنی غرض پزیری و آزمندی کو ترک کرین اور دیانتمندی و صفائی سے کل آمدنیان اودھ کے خاندان شاہی اور رعایا کی نفع رسانی مین خرچ کرین تو یہہ ہمارا کام کل ہندوستانیون کو معلوم ہوگا کہ ہم نے رعایا کی بہبودی اور آسودگی کے لیئے منصفانہ کیا ہے۔ چند مہینے کے بعد ایسٹ انڈیا کے چیرمین کو اسنے پھر غمزدہ اور بیتین ہوکر یہہ لکھا کہ ملک کا الحاق کرنا اور ضبط کرنا اور انکی آمدنیون کا بالکل مالک بننا دولت حاصل کرنے کے لیئے تو مفید ہے مگر پولیٹکل کے لحاظ سے بڑا مضر ہے اس ضبطی کے مدرسے کے مقولون کا میلان یہہ ہے کہ جلد یا دیر کر ہمارے لیئے ایک بڑا نازک وقت لائے یہہ سب باتین کرنیل سلیمن کے روزنامچہ مین لکھی ہوئی موجود ہین۔

کرنیل سلیمن صاحب نہ ہندوستان مین رہے نہ دنیا مین رہے وہ بیمار ہوکر اپنے گھر سدہارے کہ راہ ہی مین سفر آخرت پیش آیا۔ ان کے مشورات اور تنبیہات کے نہ ماننے کے جو نتائج ظہور مین آئے وہ انکو دیکھنے نصیب نہ ہوئے۔

ہم نے اپنی تاریخ مین جیمس اوٹرم صاحب کے کارہاے نمایان اور انکے اوصاف حمیدہ بہت جگہہ تحریر کیئے ہین اب وہ عدن سے لکھنؤ کے نئے رزیڈنٹ مقرر ہوکر آئے تو گورنر جنرل نے ان سے اودھ کی حالت موجودہ کی رپورٹ طلب کی مارچ ۱۸۵۵ء ختم نہ ہونے پایا تھا کہ انہون نے کلکتہ کو ایک مفصل رپورٹ بھیجدی جس مین اودھ کی بدنظمی کی ساری تاریخ تحریر کی تھی بادشاہ اور اس کے دربار کی سرد مہری و بے رحمی سے مضرت رسان جرائم ہوتے انکی فہرست لکھی اور رپورٹ کا خاتمہ ان فقرون پر کیا کہ کرنیل سلیمن صاحب نے جو وقتاً فوقتاً معاملات اودھ کے بیان کیئے اگرچہ وہ ان سے بدتر نہین ہوئے مگر وہی بدستور چلے جاتے ہین سات برس گذرے کہ لارڈ ہارڈنگ نے جو بڑی شد و مد کے ساتھ درخواست کی تھی کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ کے موافق ملک کی ترقی و بہبودی ہو اسکا اثر کچھ بھی ظہور مین نہین آیا اسلیئے مین اپنی اس راے کے ظاہر کرنے مین ذرا بھی تامل نہین کرتا کہ برٹش گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ اس عہدنامہ کے موافق اسکی خرابیون کے دور کرنے مین ذرا تامل نہ کرے اب تک اسنے جو علاج کیئے انکا اثر کچھ نہین ہوا او رعایت ملک مصیبتون اور بلاؤن مین گرفتار ہے اب انصاف سے بعید ہے کہ وہ اسکی ضبطی کو ناگوار خاطر جانے

اسوقت لارڈ ڈلہوزی مدراس مین نیل گری کے پہاڑون مین خوشگوار ہوا سے اپنے دل و دماغ کو تازہ کر رہے تھے جس سے ان مین ایک نئی قابلیت ولیاقت پیدا ہوتی تھی انہون نے لو صاحب اور سلیمن صاحب اور اوٹرم صاحب نے جو رپورٹین لکھی تھین انکو بغور مطالعہ کیا اور انکے ان کے دلمین یہہ خیال پیدا ہوا کہ اب اودھ مین مداخلت نہ کرنی انسانیت پر ظلم کرنا ہے اس سوال کا حل کرنا ان کے الحاق کی پولیسی کی فتح واٹرلو کی فتح نمایان تھی اس باب مین سب متفق الراے تھے کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ مین بادشاہ کی طرف سے ایسی عہدشکنیان ہوئی ہین کہ اب وہ کالعدم ہوگیا ہے خواہ بادشاہ کی مرضی حاصل ہو یا نہ ہو ملک کا انتظام برٹش گورنمنٹ کے منتظمون کے ہاتھ مین منتقل ہونا چاہیئے یقینی ۔ بادشاہ کو گھٹاکر محض صفر بنانا چاہیئے اور اس تنزل کی حالت مین بھی اسکا جہانتک ممکن ہو احترام کرنا چاہیئے اور اسکو اور اسکے خاندان کو عطیات عظیمہ دینے چاہئین ۔ ان باتون مین تو کوئی چون وچرا ہونی نہین چاہیئے مگر ہان سوال زیربحث یہہ ہے کہ ملک کی آمدنی مین سے جو نظم و نسق کے خرچ کے بعد فاضلات ہو اسکو کیا کرنا چاہیئے ؟

انصاف پسند دشمن جنکا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے یہہ اپنی رائے ظاہر کرتے تھے کہ سرکار کمپنی کے خزانہ مین ایک روپیہ بھی اودھہ کی آمدنی مین سے نہین داخل ہونا چاہیئے وہ کہتے تھے یہ لوٹ کی امر حق وبجا ہے کہ ہندوستان کی تمام فوجون اور والیان ملک پر ثابت کرنا چاہیئے کہ ہم نے شاہ اودھہ کو اپنے فائدون کے لیئے معزول نہین کیا ہے بلکہ ہم نے انسانیت کے اصول عظیمہ کے موافق ایک امر حق کیا ہے جسمین ہم نے کچھ اپنا فائدہ نہین حاصل کیا ہے۔ لیکن لارڈ ڈیل ہوزی نے یہہ پسند کیا کہ ملک الحاق نہ کیا جائے لیکن آمدنی لی جائے۔

یہہ بات آسان نہین ہے کہ لارڈ ڈیل ہوزی کے یہہ خیالات سمجھ مین آئین انہون نے کہا کہ انتظام کی اصلاح اور رعایا کی بھی محافظت ہو سکتی بغیر اسکے کہ غایت درجہ کی یہہ تدبیر کی جائے کہ ملک الحاق کیا جائے اور بادشاہ معزول کیا جائے۔ اسواسطے میری رائے یہہ ہے کہ صوبہ اودھہ کے لیئے یہ اشتہار نہ دون کہ وہ سرکار کمپنی کا ملک ہے انہون نے یہ تجویز پیش کی کہ شاہ اودھہ اپنے ملک مین بادشاہی رکھے مگر کل حکومت و دیوانی و فوجداری و مال کے کام انتظام سرکار کمپنی کو سپرد کردے اور آمدنی ملک کی جو بچت ہو وہ سرکار کمپنی کے اختیار مین ہو۔ اس بات کا سمجھنا آسان نہین ہے کہ ملک کی بادشاہی کے کیا معنے ہین جب بادشاہ کو آمدنی ملک پر اختیار نہ ہو اور اپنی قلمرو پر حقوق شاہی نہ ہون۔ جب نواب کرناٹک اور راجہ تنجور اپنی آمدنی ملک اور حقوق سے محروم کیئے گیئے انکے پاس کوئی ملک نہ تھا وہ خطابی نواب وراجہ تھے اب اسکے برخلاف نظام سے اضلاع برار کا انتظام لے لیا تھا مگر تمام ملک کی آمدنی کا حساب اسکو دینا پڑتا تھا اور جو فاضلات ہوتی تھین وہ نظام کے ہاتھہ مین دی جاتی تھین اسکو اضلاع برار کے ملک کا بادشاہ کہہ سکتے تھے لیکن لارڈ ڈیل ہوزی کی اس تجویز مین شاہ اودھ کو اپنے ملک سے کچھ تعلق سوا اسکے نہین تھا کہ وہ اس ملک کا محض خطابی بادشاہ کہلایا جائے جیسے کہ کرناٹک وتنجور کے نواب وراجہ بن ملک کے راجہ و نواب تھے مگر پھر بھی اس سے یہہ کہا جائے کہ جسقدر ملک بادشاہ کے قبضے مین ہے وہ اسکا بدستور بادشاہ ہے۔

اگر لارڈ ڈیل ہوزی کی تجویز کے الفاظ کے صحیح صحیح معانی لیئے جائین تو اس سے اودھہ کا الحاق کرنا مفہوم نہین ہوتا اسلیئے کہ اودھ سرکار کمپنی کے ملک مین داخل وشامل نہین کیا گیا

اسکی آمدنی سرکار کے ملک کی آمدنی سے جدا رکھی گئی اسکے حساب کی فرد الگ رکھی گئی غرض یہ
صوبہ بجائے خود کامل تھا اگر آمدنی ملک کی فاضلات بادشاہ کے حوالہ کی جاتین تو لارڈ ڈلہوزی
کی تجویز کا سمجھنا آسان ہوتا مگر ان کا تو سرکار کمپنی کے خزانہ مین داخل ہونا قرار پایا تھا جس سے ان کا
سرکار کمپنی کا ملک ہونا معلوم ہوتا تھا۔ غرض اودھ مین بن ملک کا بادشاہ بنانا اور ملک کا الحاق نہ کرنا
لارڈ ڈلہوزی کی تجویز تھی اس لباس مین سب کچھ نظر آتا تھا مگر وہ پہنا نہین جا سکتا تھا اودھ
کے الحاق کرنے کا معاملہ انڈیا کونسل مین پیش ہوا اور اسی تجویز پر ہوم گورنمنٹ نے توجہ کی۔ غرض
یہہ تجویز خواہ حق ہو یا ناحق اسکی جوابدہی دونو تاجرون کے کمپنی اور وزراء بادشاہی کے ذمے
تھی یہہ امر یقینی ہے کہ کمپنی نے بہت دنون صبر و تحمل کیا اسنے اپنی امید کے برخلاف امید کی اور تجربہ
کے برخلاف عمل کیا اس نے ہندوستان کے والیان ملک کو آزمائش کے لیئے بہت مہلت
دی ۱۸۳۷ء کے عہدنامہ کو نامنظور کیا اور اپنی جاگمانہ رائے ظاہر کی کہ ہندوستان مین جو
ریاستین باقی رہ گئی ہین وہ بدستور برقرار اور قائم رہین لیکن جب برسہا برس تک بدعملی و بدنظمی
رہی تو پھر اسنے اپنے صبر پر پتھر بھیجا اب اس نے وہ کام کیا جو برسون پہلے کرنا چاہیئے تھا۔
لارڈ ڈلہوزی نے یہہ چار طریقے سپریم گورنمنٹ کی مداخلت کرنے کے بیان کیئے۔
اول بادشاہ سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے اختیارات سلطنت سے جنکو وہ بری
طرح استعمال کرتا ہے دست بردار ہو اور تاج شاہی انگلنڈ کو اپنا ملک حوالہ کرنے کو قبول کرے
دوم بادشاہ اپنے سارے خطابات و حقوق و جاہ و منصب کو برقرار رکھے لیکن اپنی قلمرو کے
سول اور ملیٹری اختیارات کو ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہمیشہ کے لیئے حوالہ کرے سوم یہہ کام ایک
خاص مدت کے لیئے کرے۔ چہارم وہ ملک کے نظم و نسق کے سارے کامون کو رزیڈنٹ کے
حوالہ کرے جنکو بادشاہی حاکم انگریزی افسرون کی اعانت سے انجام دین۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے
ان چارون تجویزون پر غور کر کے وسط نومبر ۱۸۵۵ء مین یہہ فیصلہ کیا کہ اودھ سرکار کمپنی کے ملک مین
الحاق کیا جائے۔ ۲ جنوری ۱۸۵۶ء کو اس فیصلہ پر گورنر جنرل کو علم ہوا وہ اسوقت علیل تھے انھون نے
کورٹ ڈائرکٹرز کو لکھہ بھیجا تھا کہ اس کام کے ختم کرنے تک ہندوستان مین رہونگا۔ انہون نے
رزیڈنٹ کو ہدایتین بھیجین بادشاہ کے سامنے عہدنامہ پیش کرنے کے لیئے تیار کیا اشتہار کا

۱۸۵۶ء اودھ کا الحاق کرنیکا فیصلہ

مسودہ رعایا مین مشتہر کرنے کے لیئے تیار کیا اور سارے انتظامات کی تجویزین مرتب کین پنجاب کا سا انتظام کرنا یہان بھی قرار پایا تھا کہ سول اور ملیٹری افسر دونو منتظم مقرر ہون کونسل مین یہہ سب معاملات پیش ہوئے۔

کرنیل اوٹرم کو یہہ بڑا نازک اور دشوار کام سپرد ہوا کہ بادشاہ کو سمجھا کر اس عہدنامہ پر راضی کرے کہ وہ ملک اپنی خوشی سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو حوالہ کرے اور اگر بادشاہ اسپر راضی نہ ہو تو اشتہار دیا جائے کہ کل اودھ سرکار کمپنی کا ملک ہو گیا۔ انگریزی سپاہ لکھنؤ مین اسقدر بھیجی گئی کہ وہ ہر مقابلہ کے دبا دینے کے لیئے کافی تھی۔

اوٹرم صاحب پاس جنوری ۱۸۵۶ء کے آخر مین ہدایتین پہنچی تھین اس مہینے کی آخر تاریخ مین انہون نے اودھ کے وزیر سے خط و کتابت شروع کی اور صاف صاف اس سے کہا کہ گورنمنٹ کے آخر احکام آ گئے ہین چار روز اس باب مین گفتگو ہوتی رہی شرقی وضع مین یہہ بات داخل ہے کہ دربار شاہی یہہ کوشش کیا کرتا ہے کہ مہلت ملے۔ اوٹرم صاحب سے بادشاہ کی مان اس باب مین گفتگو کرتی تھی۔ اس مان مین بیٹے سے زیادہ ہمت مردانہ بڑے استقلال کے ساتھ تھی وہ اوٹرم صاحب سے یہہ عرض کرتی تھی کہ اپنی گورنمنٹ کو وہ سمجھائین کہ بادشاہ کو جب تک اور مہلت ملے کہ نیا گورنر جنرل آجائے اور جن اصلاحون کو وہ چاہتا ہے انکا حکم واجد علی کو دے مگر اوٹرم صاحب اسکی ساری باتون کے جواب مین یہہ ایک بات کہتے تھے کہ اب آزمائش کا اور تحمل کا وقت گذر گیا اب مین سوا اسکے کچھ نہین کر سکتا کہ اپنا پیام بادشاہ کو دون۔ واجد علی شاہ نے منظور کیا کہ رزیڈنٹ اس سے ملاقات کرنے ۴ فروری کو آئے اوٹرم صاحب مع اپنے اسسٹنٹون ہینس صاحب و ویسٹن صاحب کے گئے تو محل مین یہ عجیب تماشا دیکھا کہ محل کے دروازہ پر سے توپین اُتار لی گئی تھین محل کے پہرہ کے سپاہیون کے پاس ہتھیار نہ تھے انھون نے رزیڈنٹ کو ہاتھ سے سلام کیا مقام معینہ پر بادشاہ ملے اور اُسکے بھائی اور بعض معتمد وزرا نے رزیڈنٹ کا استقبال کیا۔ مراسم ملاقات کے ادا کرنے کے بعد کام شروع ہوا اوٹرم صاحب نے گورنر جنرل کا خط بادشاہ کو دیا جسمین نہایت اخلاق کریمانہ کے ساتھ حکم جو بادشاہ کی الٹ بنٹ دیا گیا تھا لکھا ہوا تھا اور اس سے عرض کیا گیا تھا کہ وہ اس

حکم سے مقابلہ کرنے مین اصرار نہ کرے پھر عہدنامہ کا مسودہ بادشاہ کے ہاتھ مین دیا گیا تو بادشاہ نے نہایت غمزدہ ہو کر غصہ سے کہا کہ عہدنامہ صرف برابر والون مین ہوناہی (یعنی زیردست کا زبردست سے عہد و پیمان نہین ہوتا) اسکی ضرورت نہین ہے کہ مین اسپر دستخط کرون برٹش کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ اور میرے ملک کے ساتھ جو چاہین وہ کرین مین صرف یہہ چاہتا ہون کہ مجھے انگلنڈ جانے کی اجازت ملے کہ اسکے تخت کے آگے اپنے دکھ درد کا درمان چاہون۔

بادشاہ کو کسی بات نے اپنے ارادہ سے باز نہین رکھا اور عہدنامہ پر اسنے دستخط نہین کیے اسنے اپنی دستار اُتار کر رزیڈنٹ کے ہاتھون مین رکھدی اور غمگین ہو کر کہا کہ خطاب و عزت وجاہ و منصب اور سب چیز بن جاتی رہین برٹش گورنمنٹ نے ہی اسکے دادا کو بادشاہ بنایا تھا وہی مجھے ناچیز کر سکتی ہے اور تاریکی مین ڈال سکتی ہے۔

اوٹرم صاحب کو بادشاہ کے اس عجز و انکسار پر اسکے ساتھ سختی کرنا ایسا ناگوار تھا جیسا کہ کسی عورت پر یا کسی اپاہج پر لیکن پچاس لاکھ آدمی نسلاً بعد نسل ظلم و ستم کے حوالہ ایسے نامرد بادشاہ کی خاطر کے لیئے نہین ہوسکتے تھے کہ جب اس سے یہہ کہا جائے کہ اب وہ اپنے ملک پر جور و جفا نہین کر سکتا تو بجائے تلوار کھینچنے کے پگڑی اتار کر رزیڈنٹ کے ہاتھون پر رکھے اب کرنیل اوٹرم کو سوا اسکے کچھ اور چارہ نہ تھا کہ کلکتہ سے جو اشتہار آیا تھا اسکا اعلان کرے کہ صوبہ اودھ ہمیشہ کے لیئے سرکار کمپنی کی سلطنت کا ایک حصہ ہوگیا۔ جب یہہ اشتہار اودھ کی رعایا کے پاس گیا تو انھون نے اپنے نئے حاکمون کو قبول کیا کسی نے چون بھی نہین کی نہ اودھ کے شاہی خاندان کی حمایت مین ایک شخص نے بھی ہاتھ ہلایا۔ اس اشتہار کا آغاز اسطرح تھا کہ ۱۳۔ فروری ۱۸۵۶ء کو صوبہ اودھ عدل و انصاف کی بنا پر برٹش گورنمنٹ مین الحاق کیا گیا کہ برٹش گورنمنٹ خدا اور بندگان خدا کے نزدیک گناہ گار ہوگی اگر وہ اور زیادہ اس انتظام کی امداد کریگی جس نے لاکھون آدمیون کی جان کو عذاب مین پھنسا رکھا ہے۔ لارڈ ڈلہوزی نے اپنے روزنامہ مین لکھا ہے کہ مین نہایت عاجزی کے ساتھ خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کرتا ہون کہ اس تبدیلی سے لاکھون بندگان خدا کو آزادی اور خوشی ہوگی مین اس اپنے فرض کو سنجیدگی کے ساتھ بغیر کسی تردد و تفکر کے خاموشی سے ادا کرتا ہون اور اس مین مجھے کچھ اندیشہ نہین ہے یہہ میری دلی بات نہین ہین رعایا اپنے نئے حاکمون کے

پاس گئی اور بظاہر ملک مین پہلے سے زیادہ امن امان معلوم ہونے لگا۔ بادشاہ نے عہدنامہ پر دستخط نہین کیئے اور بارہ لاکھ روپے سالانہ وظیفے کے قبول کرنے مین بھی مضائقہ کیا۔ اسنے اپنی مان اور بھائی اور قریب کے رشتہ دارون کے انگلستان بھیجنے کا انتظام کیا کہ وہ وہان جاکر اپنے حقوق کا دعوے کرین۔

اودھ مین جو پنجاب کے انتظام کی نقل اتاری گئی اسکا حال ہم آیندہ لکھینگے۔ غرض یہہ تغیر اسطرح ہوا کہ کسی کی نکسیر نہین پھوٹی اس سے ولایت مین گورنمنٹ کو بڑی خوشی تھی لیکن اس سے ہندوستانیون کے دلون پر برا اثر تھا جسکا سبب یہہ تھا کہ شاہ اودھ معزول ہوا جسنے خود اپنے بادشاہی کے تخت کو خاک مین ملا رکھا تھا نہ اس سبب سے کہ ایک نیا انتظام رعایا کے فائدہ کے لیئے داخل ہوا تھا بلکہ اس وجہ سے کہ انسانیت کے کام مین یہہ داغ لگا ہوا تھا کہ عام ہندوستانی یہہ سمجھتے تھے کہ سرکار کمپنی نے اپنے ملک بڑھانے اور دولت کے حاصل کرنے کے لیئے یہہ کام کیا ہے اور اسکے لیئے ملک کی بدنظمی اور بدعملی کا بہانہ بنایا ہے اور ہندوستان مین جو چند مسلمانونکی ریاستین باقی تھین ان مین سے ایک کا خون کیا جس سے اپنے ملک کے ہزارون مربع میلون کو اور لاکھون روپیون کی آمدنی کو بڑھایا اور اس دوست پر ظلم کیا جو ہمیشہ سرکار کے ساتھ وفادار و نیک خواہ رہا۔

باب ہشتم

ہندوستانی معزز امراء و شریف رؤسا کی حکومت کا فنا ہونا

سنہ ۱۸۰۶ و سنہ ۱۸۵۶ء

جبکہ بڑی بڑی ہندوستانی ریاستین سرکار انگریزی کی عملداری مین داخل ہورہی تھین اور قدیمی خاندان شاہی ملیامیٹ ہورہے تھے تو اس ملک کے معزز امراء و شریف رؤسا کی حکومت مٹانے کے

لیئے بھی ایک جنگ بپا تھی جو اپنے اثرون مین مہلک کچھ کم نہ تھی مگر اپنی کارگذاریون مین بڑے چپ چاپ تھی اس جنگ کا اصل اشتہار لارڈ ڈیلہوزی نے تھین اجرا کیا تھا۔ وہ تدابیر جنسے کہ ہندوستانی معزز امرا و شریف روسا کی حکومت و ریاست برباد ہوئین انکی ایجاد کی ہوئی نہین تھین وہ اُن پہلے زمانون کی پولیسی تھی کہ راجہ و پرجا کے درمیان کوئی غیر واسطہ و میانجی نہ ہو یہہ پولیسی ایک ہی آدمی کا ایجاد نہ تھا بلکہ بہت آدمیون کا اسکی مجمل نمائش سب سے زیادہ ممالک مغربی کے بندوبست و مالگزاری مین ہوئی وہ نیک ایمانداری اور فیاضانہ ارادون سے اختیار کی گئی تھی بہت سے نیک دل دانشمندون نے اسکے جاری کرنے کا حکم دیا تھا ملک کی محافظت و امن و عافیت کے لیئے دانشمندانہ انسانیت فتوت کا نظام یہی معلوم ہوتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی حکومت جمہور انام پر براہ راست ہو اور ان کے بیچ مین کوئی اور واسطہ ہندوستانی رؤسا اور امرا کا نہ ہو اور سوا انگریزی افسرون کے جو گورنمنٹ کے احکام جاری کرین کسی اور ہندوستانی صاحب اختیار جماعت کی ہستی نہ سمجھی جائے گورنمنٹ نے یہہ ارادہ کر لیا کہ چند آدمیون کی ہوا و نفسانی اور خودکامی سے بہت سے آدمیون کو مضرت نہ پہنچنے دے یہہ ایک امر واقعی کے طور پر مان لیا گیا تھا کہ ہندوستانیون کی اعلے درجے کی جماعتین بالکل نالائق اور کوڑی کے کام کی نہین اور یہہ نہایت راست بازی کے ساتھ یقین کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے امرا و رؤسا کی حکومت و ریاست کا مٹا دینا سب سے زیادہ فائدہ یہان کی رعایا کو پہنچانا ہے پس اس سبب سے یہہ موقع مین آیا کہ جب ہندوستان کے بادشاہ ایک ایک کر کے فنا ہوئے تو ہندوستانی امرا و رؤسا کی حکومت و ریاست بھی قریب الرگ ہوگئی ÷ برٹش گورنمنٹ نے اس صحیح مجرد مسئلہ نظری پر عمل کیا کہ زیادہ سے زیادہ آدمیون کو زیادہ سے زیادہ خوشی پہنچائے۔ لیکن اگر برٹش گورنمنٹ ہندوستانیون کے قوانین آئین کو سمجھتی اور انکی مزاج شناسی کرتی تو وہ انکی تمام جماعتون کے قدرتی اور اکتسابی حقوق کا ادب و لحاظ کرتی بجائے اسکے کہ وہ ایک اپنے مجرد مسئلہ نظری پر عمل کرتی۔ یہہ امر تو لازمی و ناگزیر تھا کہ انگریزی عملداری جسقدر بڑھی اسیقدر انگریزی نمونہ پر انتظامات جدید ہونے چاہئین اور انگریزی سوال اور ملیٹری افسر (اہل قلم و سیف) عہدے پاتے جائین اور اس سبب سے بڑے بڑے معزز ہندوستانی اپنے اعلے عہدون سے معزول اور معزز ملازمت کی بالائی یافت سے محروم اور بے فائدہ دنیا ہوتے جائین۔ اسپر کیا الودہ

ہندوستانی ریاستون مین جو سرکار انگریزی کی ضبطی سے محفوظ ہون اپنی طبیعت کی جولانیون کے لیئے نیا میدان تلاش کرین یا برٹش گورنمنٹ کی بدخواہی کا زخم لگا کے ایک خوفناک گروہ بنکر تلخی کے ساتھ اپنا وقت کاٹا کرین یہہ تو ایک بہت پرانی حکایت و شکایت ہے۔ پچاس ساٹھ برس کا عرصہ گذرا کہ دکن مین ویلور کی سرکشی مین وہ قومی سرکشی کا ایک سبب بیان کی گئی تھی بس یہہ امر تو ضروری تھا کہ شریف اعلے درجہ کے عہدہ دار بلازمت ہیشہ جنھین اکثر موروثی عہدہ رکھتے تھی اسطرح باقی نہ رہین بس برٹش گورنمنٹ کو ضرور تھا کہ وہ یہہ چاہتی کہ ان امیرون کی امارت کو جو زمین کے مالک ہونے سے انکو حاصل ہوئی تھی دوام کے لئے قائم رکھے۔ یہہ سچ ہے کہ جاگیردار و معافیدار جو اپنی جاگیر و معافی پر قابض تھے بعض صورتون مین نہ وہ قدیمی تھے نہ غیر مشتبہ اصل و نسل کے تھے مگر خواہ کچھ ہی سبب انکا اپنی جاگیر و ریاست پر قابض ہونے کا ہو جب انگریزون نے یہہ دیکھا تھا کہ پہلی گورمنٹ نے جنکی قائم مقام برٹش گورمنٹ ہوئی ہے انکو اس قبضہ رکھنے کے حقوق و استحقاق عطا کیئے ہین تو اول حزم و احتیاط کا مقتضا یہہ تھا کہ وہ انکو اپنے استحقاق پر مستقل کرتے اور اسسے انکو متمتع ہونے دیتے۔ وہ یہہ کام بغیر اسکے کر سکتے تھے کہ کسی دوسرے کے حق مین دست اندازی کرتے اور ادنے زراعت پیشون کی مرضی کے موافق بھی اُسے کر سکتے تھے مگر بہت قابل مُدبّرانِ ملکی سب جگہہ خاص کر بالاے ہند مین ایسے تھے کہ وہ کسی ہندوستانی کو جو ٹھیک جنٹلمین (اشراف) کہلا سکے نہین دیکھ سکتے تھے وہ بڑی ہمدردی انسانی رکھتے تھے اور انسانیت انمین بڑی تھی لیکن وہ ہندوستانی شریف خاندانی آدمیون کے لیئے کوئی اور خیال سوا اسکے نہین رکھتے تھے کہ جمہور انام کے فوائد کے واسطے انکا مٹا دینا اقتضاے انصاف ہے۔

حق دار جماعتون کے تنزل کے دو سبب تھے ایک بندوبست مالگزاری دوم ضبطی اراضی لاخراجی اس مضمون کے مفصل بیان کرنے کی گنجائش اس مختصر مین نہین اس لیئے مجمل بیان کیا جاتا ہے یہہ ایک پرانی حکایت چلی آتی ہے کہ جب ایک زیرک بانکے دکٹر جی کوئی مونٹ نے ہولٹ میکنزی سے کہا کہ آپ پانچ منٹ کی گفتگو مین زمین کے بندوبست و مالگزاری کے جتنے طریقے ہندوستان کے مختلف حصون پر مروج ہین وہ مجھے سمجھا دین۔ تو اس تجربہ کار سویلین نے کہا کہ مین اس مضمون کے سمجھنے مین بیس برس تک کوشش کرتا رہا مگر پھر بھی مین اس سے ماہر نہین ہوا آپ کو کس طرح

[illegible]

پانچ منٹ مین سمجھا دون اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز ہندوستان کی حقیت اراضی کے
سمجھنے مین کیسے نا آشنا ہوتے ہین اس بندوبست کے کام مین انہون نے ابتدا مین اپنی اجنبیت
اور جہالت کے سبب بہت سے مغالطے کھائے۔ برٹش گورمنٹ نے زمیندار کو مالک زمین قرار دیا ہی
اور زمین کی پیداوار کے ایک حصے کے لینے کا حق غیر منفک گورمنٹ کا ہوتا ہے جو ہمیشہ بدلتا
رہتا ہے پس جو انتظام کہ گورمنٹ اور زمیندار کے درمیان اور زمیندار اور کاشتکار کے درمیان
پیداوار اراضی کی تقسیم کی بابت ہوتا ہے اسکو ضابطہ بندوبست و مالگزاری کہتے ہین۔ بندوبست کا
کرنا گورمنٹ کا اہم و مہتم بالشان کام ہوتا ہے۔ جب ملک نواب وزیر سے لیکر اور مرہٹون سے فتح
کر کے سرکار کمپنی نے انپر اپنا قبضہ کیا ہے تو سب قسم کے مالکان زمین انگریزی افسرون کے روبرو
آئے اور اپنی حقیت اراضی کے دعوے پیش کیے۔ اس باب مین نہ تو افسرون کے سر پر تعصب سوار تھا
نہ کوئی خاص انکے اپنے نظامات دماغ مین سمائے ہوئے تھے اسلیئے انہون نے سب چھوٹے
بڑے زمیندارون کے دعوون کو مان لیا جو زمین پر حقیقت مین قابض تھے اور انکے ساتھ سرسری
بندوبست کر دیا اور عہد و پیمان کر لیے جو آئندہ مزید تحقیقات پر موقوف تھے اب اس مین شبہ نہین
کہ اس بندوبست مین انگریزون کی طرف سے جہالت اور ہندوستانیون کی طرف دغا بازی اور
فریب ہی وقوع مین آئی اگرچہ ان اضلاع مفتوحہ و مفوضہ مین زمیندارون کو انگریزی راج سے
بڑا نقصان پہنچا مگر وہ کسی نظام کے موافق نیست و نابود نہین کیے گئے۔ کل انگریزی قوانین کا منشا
یہہ تھا کہ بڑے بڑے قدیمی زمیندارون کی حکومت مٹائی جائے۔ اضلاع زیرین مین تجربہ ہو چکا تھا
کہ زمیندار کاشتکارون پر حکومت کرنی بہت چاہتے ہین اور انپر جبر و تعدی کرتے ہین اس لیئے ان
ممالک مین جو بندوبست کیا گیا اس مین انتظام تعلقہ داری توڑا گیا اور بڑے بڑے زمیندار تہ و بالا
کیئے گئے وہ لوگ جو ایسے وسیع قطعات زمین پر قبضہ رکھتے تھے کہ جہان تک نظر جاتی تھی ان ہی کی زمین
نظر آتی تھی اب وہ جھونپڑون کے رہنے والون کسانون کے برابر ہو گئے اور ان کے پاس سوا
پکانے کے برتن بھانڈے کے کچھ نہین رہا۔ یہہ فعل جسکے نتائج یقینی تھے بہ تدریج عمل مین آیا اور
تباہی جو اسکا لازمی نتیجہ تھا وہ اتفاقیہ تھا وہ کسی نظام کے موافق نہین تھا یہہ حال انگریزون کی جہالت
کے سبب سے وقوع مین آیا اور ان کے سوچ بچار کے حکم سے نہین پھر ہند کے کارپردازون مین

ایک نئے پولٹیکل اعتقاد نے نشو ونما پایا اور اس نئے اسکول کے افسرون کو یہہ خدمت سپرد ہوئی کہ وہ برٹش گورنمنٹ اور زراعت پیشہ جماعتون کے مابین تعلقات کی تحقیقات کرین ان کے بندوبست کی جھاڑو نے اشراف زمینداروں کی ایسی صفائی کی کہ وہ زمین کے جائز وارث مجحفی و حقانی ملکیت رکھنے والے ہوگئے یہہ امر کس طرح واقع ہوا اسکا مختصر بیان یہہ ہے کہ لارڈ کورنوالس نے ۱۷۹۳ء مین بنگال مین بندوبست استمراری کردیا۔ جو لوگ ہندوستان کے حاکمون کی پولیسی کا فیصلہ فقط آمدنی ملک کی مقدار سے کرتے ہین تو وہ لارڈ کارنوالس کے اس کام پر لعنت ملامت کرتے ہین لیکن جو لوگ اسکا انصاف رعایا کی خوش حالی سے کرتے ہین جو بندوبست استمراری سے حاصل ہوئی تو وہ اسکی یہہ تعریف کرتے ہین کہ برٹش گورنمنٹ کوئی ایک تدبیر ایسی نہین کی جو رعایا اور گورنمنٹ کے حق مین مفید بندوبست استمراری کی برابر ہوا اسکے سبب سے زراعت بڑھی اور زراعت بڑھنے سے رعایا کی آمدنی بڑھی اور آمدنی کے بڑھنے سے رعایا کی آسودہ حالی بڑھی سرکار زمیندار پر محصول اراضی نہین بڑھا سکتی تھی زمیندار کاشتکار پر لگان بغیر کسی معقول دلیل کے نہین بڑھا سکتا تھا اسی سبب سے ہندوستان مین کل کاشتکارون سے زیادہ آسودہ حال بنگال کے کاشتکار ہین کہ ان کو قرض لینے کی ضرورت نہین پڑتی اور اگر قحط پڑے تو اور سب جگہہ کے آدمیون سے ابتدا مین بہ نسبت اور صوبون کے زیادہ وہ اسکے متحمل ہوسکتے ہین اور زمیندار بھی بہ نسبت اور صوبون کے بنگال کے مالامال اور نہال ہین۔ ہندوستان مین لارڈ کورنوالس کی دانشمندانہ فیاضی اور دریا دلی کے بندوبست استمراری کرنے سے پانچ کروڑ آدمیون کی خوش حالی کو زیادہ کردیا تہائی صدی سے بار بار بندوبست کے انتظامات بدلنے سے زمیندار اور رعایا تباہ ہورہی تھی اور گورنمنٹ کو نقصان پہنچ رہا تھا بندوبست استمراری کے نمونے پر ممالک مغربی و شمالی مین بھی بندوبست ہونے کا ذکر ہوتا تھا کبھی اسکا حکم ہوتا تھا کبھی وہ منسوخ ہوتا تھا۔ ولیم بن ٹنک نے قانون ۷ ۱۸۲۲ء بندوبست و مالگزاری کی ترمیم کے لیے حکم صادر فرمایا وہ خود الہ آباد مین آئے اور لورڈ آوری کو مقرر کیا اور قانون نہم ۱۸۳۳ء پہلے قوانین کی ترمیم کرکے جاری کیا جسکے مقاصد عظیم یہہ تھے کہ اول جمع کی ترمیم ہو دوم سرکار مین زرمالگزاری ادا کرنے کے واسطے عمدہ طور پر اقساط مقرر کی جائین سوم محال اور موضع کی حدود بندی و

پیمائش اچھی طرح ہو یہہ قانون فیاضانہ نیت سے جاری کیا گیا اور ایمانداری سے اسپر عمل ہوا
مگر اس مین بعض افسرون کے نظام نے لبس ملا دیا - افسران بندوبست حق جوئی کی پیروی مین
غلطیون کے ٹیڑھے رستون پہ چلنے غلطی مین رہے اور انصاف کرنے کے قصد سے ناانصافی
کے مرتکب ہوئے - ۱۸۵۹ع مین یہہ اصول جسسے زیادہ کوئی اور اصول منصفانہ نہین
ہوسکتا یہہ قرار پایا کہ ایک غریب سے غریب کسان کے اور امیر سے امیر زمیندار و تعلقہ دار کے
جو حقوق موجودہ ہین انکی تحقیقات کی جائے یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ اصول فقط کہا ہی نہین
گیا بلکہ اسپر عمل بھی ہوا - لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اصول سے عمل نے بہت پیچھے اپنا خیمہ لگایا
زمیندارون کی نسبت اکثر افسران بندوبست کے یہہ فیلنگس تھے کہ دونو فریق زمینداران
اور کاشتکارون کے متضاد حقوق اور مقاصد کے مابین انصاف برابر نہین ہوتا - اکثر
صاف بین افسرون کی آنکھون پر اس معاملہ کے دیکھنے مین ایسا پردہ پڑ گیا کہ غریب سے
غریب دہاتی کے حق مین انصاف کرتے اور دولتمند اور ذی رعب تعلقہ دارون کے
حق مین انصاف تھوڑا کرتے یا بالکل نہ کرتے ؛

تعلقہ دار

تعلقہ دار و زمیندارون کی جو بڑے ذی رعب و ذی جاہ جماعت اس سبب سے تھی کہ تعلقہ دار
اپنے تعلقہ مین حکومت کرتے اور راج کے مزے اڑاتے تھے اور بہت فائدے اٹھاتے تھے
وہ اپنے حقوق تعلقہ داری سے محروم کیئے گئے جس کے سبب سے وہ تباہ و خستہ حال ہو گئے
تعلقہ دار کا کام یہہ تھا کہ کاشتکارون سے لگان لے اور اُس مین سے گورنمنٹ کو خاطرخواہ
حصہ دیکر باقی خود اپنے پاس رکھے یعنی لگان منہی جمع سرکار اسکی ملکیت تھی - تعلقہ داری کا
حق یعنی لگانون کی تحصیل کرنے کا حق زمینداری کے حق سے جدا تھا زمینداری حق مین
زمین کا مالک ہونا داخل تھا تعلقہ دار دہات کے ایک بڑے مجموعہ کی جمع سرکار کو دیتا تھا
اور شاید ان دہات مین سے بعض ہی مین حق ملکیت رکھتا تھا یا بالکل نہ رکھتا تھا - اکثر
صورتون مین گاؤن والون کی جماعت ہی گاؤن مین حق ملکیت رکھتی تھی ممالک مغربی و شمالی کے
افسران بندوبست کی غایت درجہ کی جد و جہد یہہ تھی کہ ان دہات بسنے والون سے گورنمنٹ کے
تعلقات براہ راست بلا واسطہ پیدا ہون اور دہات پر جو جمع سرکاری مقرر ہو وہی اسکو ادا کیا کرین

اور سرکار سے انہین کے عہد و اقرار ہون یہہ امر مناسب اور بجا تھا کہ ان دہات کے اصل مالکون کے حقوق کی تحاریر صفائی سے کی جائے لیکن ہمیشہ سب صورتون مین یہہ امر بجا و درست نہ تھا کہ گورنمنٹ دہیون کے ساتھ عہد و اقرار کرلے اور تعلقہ دارون کے واسطے کو بیچ مین سے بالکل اڑادے گانوءن کے اصلی بسانے والے پہلی نسل مین اپنا حق تعلقہ دار کے حق سے ان صورتون مین مقدم رکھ سکتے ہین کہ انکو ویران زمینون مین کسی مستاجر نے یا کسی سٹیٹ نے عطا کرکے بسایا ہو یا تعلقہ دار نے اپنا منصب اس طرح حاصل کیا ہو کہ اسنے یہہ حق زمینداری خرید لیا یا مہربانی سے حاصل کیا ہو یا شاید دغا دیکر اسکے بعد لے لیا ہو کہ اصلی بسانے والے مقیم ہوئے ہون بہر بیچ مین ملکیت کی منفعت صدہا برس سے چلی آتی تھی۔ اس ملک مین تعلقہ دارون کی جماعت امیر صاحب حکومت ذی اختیار و ذی اعتبار تھی اور زمین کے مالک ہونے کا حق رکھتی تھی مگر اکثر اپنے اختیار کو بری طرح کام مین لاتی تھی اپنے اس اختیار کو زمانہ گذشتہ مین خواہ اچھی طرح یا بری طرح کام مین لاتی ہو اسسے کچھ غرض نہین وہ انگریزون کے عہد مین ایک مسلم حق دار گروہ تھا یہہ ایک ظلم کرنے والی غلطی اور دکھ دینے والی خطا تھی کہ وہ اس خیال سے برباد کردی جائے کہ وہ غاصب اور مزاحم تھے۔

افسران بندوبست کا یہہ مسئلہ تھا کہ دہات کے زمیندار زمین مین ایک غیر منفک حق رکھتے ہین اور تعلقہ دار ایک دغاباز نو دولت سے کچھ ہی بہتر ہین اسکی زمینداری کے سارے عیب چھپائے جاتے تھے اسکی ذاتی خصائل کی برائیان نہایت مبالغہ سے بیان کی جاتی تھین وہ دغاباز نودولت ظالم لکھا جاتا تھا بعض نوجوان افسران بندوبست کسی تعلقہ دار کے خارج کرنے کو ایسا اپنا بڑا کام سمجھتے تھے کہ انہون نے شیر مارا وہ اس اپنے کام کو بجا اس سبب سے جانتے تھے کہ ان کو یقین تھا کہ ان کے اس کام سے اس ضلع کو فائدہ پہونچےگا جس مین یہہ جانور شکار کرنے کے لیئے پھرتا تھا اور لوٹ مار کرتا تھا وہ اس کام کو دیانت داری سے ایمانداری سے محنت شعاری سے کرتے تھے یہہ کام وہ تھا جسکا کرنے والا مستحق انسان کی احسانمندی کا تھا۔ وہ یہہ سوال کرتے تھے جب معزز گانوءن والون کی جماعت گانوءن مین اول اول بسی تھی تو اسوقت کون اشراف زمیندار یا تعلقہ دار تھا؟ پس افسر بندوبست ان اشراف مالکان زمین کو برباد کرتا تھا اور اسکی تحسین و آفرین کی

جاتی تھی کہ خوب کام کیا بہت سے افسران بندوبست کی عادت مین داخل تھا کہ حقیت ملکیت اراضی کے بڑے دقیق پیچدار معاملات کو شخصی خصائل اور چال ڈھال پر فیصلہ کرتے تھے جب کسی بڑے تعلقہ دار کے دعوون کے دیکھنے مین اپنی آنکھون پر ٹھیکری نہین رکھ سکتے تھے تو وہ یہہ کہہ دیتے تھے کہ تعلقہ دار اوباش بدمعاش ہے یا احمق یا یہہ دونو صفات اسکی ذات مین جمع ہین اوباشی و بدمعاشی کی حالت مین ظلم وستم کرتا ہے اور حماقت کی صورت مین غفلت کرتا ہے جو ظلم سے کمتر نہین اسطرح سے وہ اپنے تمام حقوق کو تلف کرتا ہے اور گورنمنٹ کی کسی رحمت اور رآفت کا مستحق نہین ہے - غرض وہ ایک آدمی کو بدنام کرکے تباہ وبرباد کردیتے اسکی توضیح کے لئے ہم مین پوری کے راجہ کے برباد ہونے کی مثال لکھتے ہین - اس راجہ کا خاندان بڑا قدیمی شریف ومعزز تھا اور سرکار کمپنی کی خیرخواہی مین ممتاز وسرافراز وہ ایسا ذی جاہ وعالی قدر تعلقہ دار تھا کہ دوسو کے قریب دیہات کا مالک تھا - افسر بندوبست جارج اڈمنسٹن صاحب تھے جو ایسے لائق وفائق تھے کہ ایک مدت کے بعد ممالک مغربی وشمالی کے لفٹنٹ گورنر ہوئے انہون نے اسکی تعلقہ داری مین یہہ رخنہ نکالا کہ حقیقت مین راجہ دوسو دیہات مین سے پچاس دیہات مین حق ملکیت اراضی رکھتا ہے باقی دیہات مین گانوُن کے رہنے والے حق مالکانہ رکھتے ہین اسلیئے ڈیڑھ سو دیہات کا بندوبست اصلی زمینداروں کے ساتھ کیا جائے اور راجہ ایسا نالائق ہے کہ سارا کام اسکے کارندے کرتے ہین اور وہ رعایا پر بڑا ظلم وجبر کرتے ہین راجہ نے اپنے اس مقدمہ کا اپیل کمشنر ہربرٹ ہملٹن کے ہان کیا انہون نے افسر بندوبست کی رائے کو منسوخ کیا کہ یہہ کوئی دلیل نہین کہ راجہ کی نالایق ہونے سے اسکی اولاد ریاست کے ورثہ پانے سے محروم کی جائے کمشنر کی رائے کو بورڈ نی نامنظور کیا پھر اسکا اپیل لفٹنٹ گورنر روبرٹسن کے روبرو پیش ہوا انہون نے یہہ فیصلہ کیا کہ راجہ کی کل ریاست کا بندوبست اسکے ساتھ کیا جائے پھر بورڈ نے یہہ مقدمہ لفٹنٹ گورنر طامسن صاحب کے روبرو پیش کیا جنکی رحم دلی یہہ عجیب تھی کہ وہ کاشتکارون کے مای باپ بنکر اُنکے سر پر سے زمیندارونکی جبر وتعدی کے اُٹھانے کو کار ثواب جانتے تھے ان تمام اپیل واپیل در اپیل کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ صاحب کے ساتھ ریاست کے صرف چوتھائی دیہات کا بندوبست کیا گیا اب ان پاس روپے مین چار آنے رہ گئے - اس بات کو وہ افسر قبول کرتے ہین جو ممالک مغربی سے بڑا تعلق رکھتے تھے

کہ بندوبست مین بڑی پولیٹکل خطا ہوئی صحیح پولیسی کے سبب سے جو لوگ برٹش گورنمنٹ کے بڑے خیرخواہ وسلطنت کے قوت بازو ہوتے اب وہ اسکے سخت دشمن ہو گئے جو پُرانے مدرسہ کے طلبہ تھے وہ پہلے ہی سے یہہ جانتے تھے کہ ان تدبیرون سے ہم اپنے لیئے آیندہ تکالیف کی تخم پاشی کر رہے ہین۔ ڈائرکٹر ٹکر نے جسنے اضلاع مفوضہ ومقبوضہ کا اول بندوبست ۱۸۳۲ء مین کیا تھا لکھا ہے کہ دہاتیوں کے راضی اور خوش رکھنے کا یا انکی حالت کے بہتر کرنے کا طریقہ یہہ ہے کہ جو تعلقات انکے اپنے بزرگ تعلقہ دارون یا زمینداروں کے ساتھ ہین انکو شکستہ نہ کرین مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ان مین سے ہم نے تعلقہ دارون یا زمیندارون کو اپنی حالت پر برقرار نہ رکھا تو انکے دلون سے زمانہ گذشتہ کی یاد اور زمانہ حال مین اپنی حالت کی آگاہی مٹا نہین سکینگے انکی اولاد سمجھتی ہے کہ ہمارا باپ بڑا دولتمند امیر تھا ہم اسکی برابر آیندہ امیر و آسودہ حال نہین رہین گے وہ خاموش ہین جسکی وجہ یہہ ہے کہ تحمل وصبر کرنا اور اپنے حاکمون یعنی حکمرانون کی اطاعت کرنا ہندوستانیون کی عادت مین داخل ہے لیکن اگر مغربی سرحد پر کوئی ہمارا دشمن نمودار ہوا یا کوئی اور ناخوش شور وشر برپا ہوا تو ہم ان تعلقہ دارون کو دشمنون کی صف مین کھڑا دیکھین گے اور انکی رعایا اور ملازمین ان کے علم کے نیچے صف آرا ہونگے"۔

اس سے چوتھائی صدی کے بعد ولیم اڈورڈس جج بنارس نے بھی لکھا۔ اگرچہ ہم نے پُرانے خاندانونکو جلدی سے برقرار نہین رکھا مگر زمانہ گذشتہ کی یاد کو انکے دلون سے نہین بُھلا سکتے اور ان کے اور رعایا کے درمیان جو تعلقات تھے انکو مٹا نہین سکتے انہون نے صاف صاف کہا کہ اگر کوئی دنگہ فساد ہوا تو یہہ معزز فرقہ ذی رعب و ذی جاہ جنکے ذریعہ سے ہم دہاتی رعایا پر اپنا غلبہ وتسلط رکھ سکتے ہین وہ دشمن کی طرف ہمارے مقابلہ مین کھڑا ہو گا اور ان کے موروثی ملازمین اور تابعین ان کے گرد جمع ہونگے۔ ہماری کوششین ان کے اغراض کے جدا کرنے مین ناکام رہین گین وہ یہہ اور اضافہ کرتے ہین کہ میرے شبہات پر کسی نے کچھ خیال نہین کیا اور مجھے یہہ خیال کیا کہ مین خوف دلانے والا ہون جسنے ابتک پولیٹکل سررشتون مین خدمت کی ہے وہ بندوبست کے کام مین صحیح رائے نہین دے سکتا اس قسم کی تنبیہات کی عادتاً پروا نہین کی جاتی تھی اور نظام بندوبست جو سخت تھا وہ جلدی تھا بعض صورتون مین وہ نہایت سخت ناپسندیدہ خلاف شرائط ہوتا تھا اور افسرون کو اس کے کرنے مین خوشی ہوتی تھی یہہ سچ ہے کہ آدمی جو اپنی بڑی جائدادون کے منفعت کثیر سے محروم کئے گئے

تھے انکو خزانہ سرکار سے براہ راست روپے کے ملنے کا حکم تھا مگر یہہ روپیہ اس زمین کا معاوضہ
نہین ہوسکتا جو ان کے ہاتھ تلے سے نکل گئی تھی اور جسکے سبب سے انکی امارت اور حکومت و ثروت
ستیاناس ہوگئی تھی بعض دفعہ تو وہ اس معاوضہ کو اپنی تحقیر و تذلیل سمجھتے تھے اس زمانہ مین افسرون نے
یہہ رویہ و ڈھنگ اختیار کیا تھا کہ وہ معزز زمیندارون کی عزت نہین کرتے تھے۔ اس اسکول کے
بڑے بڑے ماسٹر اور اعلے درجہ کے پسندیدہ خصائل اور فیاض طبیعت کے اشراف زمیندارون
سے خوش اخلاقی سے نہین ملتے تھے۔ شریف زمیندارون کے ساتھ بداخلاقی سے ملنے کے
باب مین جان کولون کرنیل سلیمن کو لکھتے ہین کہ روبرٹ برڈ کو جب موقع ملتا تھا تو وہ زمیندارون کو
بہت ملامت کرتے اور مسٹر طامسن بھی ان کے اس کام مین ایسی طرح تقلید کرتا ہے جیسے ان کے
اور کامون کی۔ اس وقت مین یہہ ہوا چلی تھی کہ افسران انگریزی اپنی شان حکومت یہی سمجھتے تھے
کہ ہندوستانیون کی عزت نہ کیجیے اور انکی تالیف قلوب پر توجہ نہ کیجیے جبکہ بندوبست اسطرح سے ہو رہا
تھا جسکا اوپر بیان ہوا ایک اور کام حق دار اشراف جماعتون کے لیئے ہو رہا تھا جو انکی توقیر و عزت کو

لاخراجی زمین

گھٹا رہا تھا زمانہ قدیم سے ہندوستانی گورنمنٹون کی عادت مین یہہ فیاضی داخل ہے کہ امور مذہبی
اور خیرات کے کامون مین گانؤن کے گانؤن وقف کردیتے ہین اور اپنے ہواخواہ ملازمون کو
اراضیات جاگیر مین بعوض حسن خدمات دیدیتے ہین اور ایسی قسم کے زمینون کے محصول نہین
لیتے یعنی وہ اپنا استحقاق جو انکو ہر بیگہ اراضی کی پیداوار سے سالانہ لینے کا ہے چھوڑ دیتے۔ ان
زمینون کو لاخراجی زمینین یا معافی کی زمینین یا جاگیر کہتے تھے۔ جب ہندوستانی گورنمنٹ
کی قائم مقام برٹش گورنمنٹ ہوتی ہے تو منجملہ اور مشکلات کے سب سے زیادہ مشکل اسکو آن کر
یہہ پڑتی ہے کہ وہ اُن لاخراجی اور معافی کی زمینون کا فیصلہ کرے جنکی تعریف اوپر بیان ہوئی
ان معافیدارون اور جاگیردارون کے حقوق کا انفصال انگریزی عملداری کی ابتدا مین کرنا
جتنا مشکل تھا اس مین التوار ہونے سے دس گنا اور مشکل ہوگیا۔ برٹش گورنمنٹ کا فیصلہ
اس معاملہ مین جلد ایسا ہونا چاہیئے تھا کہ جس مین پھر تغیر و تبدل نہ ہوتا انصاف یا نا انصافی
اپنے اپنے اثرون مین متساوی جلدی سے ہونی چاہیئے تھی۔ ہندوستانی انقلابات
سلطنت و دولت کے عادی ہین۔ وہ سمجھتے ہین کہ فتح کا نتیجہ یہہ ہے کہ ہمارے سارے

حقوق ضبطی مین آجائین وہ ایسے زمانہ مین رحم اور تحمل کے توقع نہین رکھتے فاتح کے زبردست ہاتھ تلے ان کے سارے حقوق ہوتے ہین جنکو وہ اپنی قسمت کے حوالے کرتے ہین چاہے وہ دے چاہے نہ دے نہ انکو اسپر تعجب ہوتا ہے نہ وہ اس کی شکایت کرتے ہین کہ پہلی گورنمنٹ کے سارے کامون پر خاک ڈالی جاتی ہے اور جو اسنے ہم کو عطیات عطا کئے تھے وہ سب چھینے جاتے ہین + پہلے گورنمنٹون نے ہمیشہ اور برٹش گورنمنٹ نے اپنی ابتدا سلطنت مین ان لوگون کو لاخراج زمینین عطا کین جنہون نے سٹیٹ کی اچھی خدمتین کین تھین یا کسی اور طرح سے حاکمون کو اپنے اوپر مہربان کیا تھا یہہ لاخراجی دار مختلف قسم کے تھے جنکی تفصیل مین ایک دفتر سیاہ ہوسکتا ہے بعض پر انمین سے شرائط کا بار رکھا گیا تھا اور بعض پر نہین بعض کو لاخراجی زمین تا حین حیات دی گئی تھی بعض کو نسلاً بعد نسل دوام کے لیئے بعض انمین قدیمی تھے بعض انمین زمانہ حال کے بعض نے تو انکو اپنی جانفشانی اور کارگزاری حاصل کیا تھا بعض نے دغا و فریب اور رشوت دینے سے۔ جیسے کہ ان لاخراجی زمینون کے حاصل کرنے کی صورتین مختلف طرح کی تھین اسیطرح زیادہ انکی اصلی اور موروثی شرائط مختلف طرح کی تھین خواہ وہ کچھ ہی تھین گورنمنٹ نے کچھ دنون کے لیئے لاخراجی دارون اور معافی دارون کے حقوق کو تسلیم کرلیا اگر ان کے باب مین تحقیقات انگریزی عملداری کی شروع ہی مین ہوتی تو وہ معقول بات تھی وہ لوگون کے توقع کے خلاف نہ تھی مگر برسون گزر گئے کہ کسی نے کچھ تحقیقات نہین کی لاخراجی دارون معافی دارون کو اپنے حقوق کے برقرار رہنے مین کوئی خوف و اندیشہ نہ رہا بلکہ برٹش گورنمنٹ کے اس باب مین کچھ کام نہ کرنے سے اسکی بے پروائی معلوم ہوئی تو اورون کو یہہ جرأت ہوئی کہ انہون نے ایسے حقوق کے لیئے جعل سازی کرکے اس معافی زمین کا دعوی گورنمنٹ کے روبرو پیش کیا جو پہلے ہندوستانی آقاؤن کے زمانہ مین حاصل نہ تھا۔

بنگال مین معافی و لاخراجی زمینون کے لیئے وہ جعلی و مصنوعی کام ہوئے کہ ملک کی جائز آمدنی مین کمی آئی جب سرکار کمپنی کو بنگال و اڑیسہ و بہار کی دیوانی حاصل ہوئی تو اس انتقال کے سبب سے اسکے قریب ہی ماقبل اور مابعد ان لاخراجی و معافی کی زمینون کی

بڑی افراط ہو گئی مگر ۱۷۹۳ء میں جب بندوبست استمراری ہوا تو لاخراجی دارون اور معافی دارون
کو حکم ہوا کہ وہ اپنے ان دعوون کو رجسٹر مین درج کرائین معافی کی وجوہ بتائین۔ اگر عدالت
مین کسی شخص پر یہہ ثابت ہوگا کہ اراضیات لاخراج پر ناجائز قابض ہوا ہے تو اسپر جمع مقرر
ہوگی مگر اس حکم کی تعمیل مین کلکٹرون نے بے پروائی کی تو اس حال مین بھی لوگ اس لاخراجی
زمینون پر قابض رہے جس سے انکو یقین ہو گیا کہ ان کے حقوق اور انکی منفعتین بدستور قائم
رہین بندوبست استمراری ان لاخراجی دارون و معافیدارون کے لیئے میگنا کارٹا
(فرمان عظیم شاہی) تھا چالیس برس تک وہ اپنی معافیون اور لاخراج زمینون سے نفع اٹھاتے
رہے اور اب ان کے دل سے یہہ خیال ہی اٹھ گیا کہ کبھی انکی معافی اور لاخراجی زمینون کی
حقوق مین کوئی خلل پیدا ہوگا اور گورنمنٹ دست اندازی کریگی +

لاخراجی زمینون اور معافیون کی ضبطی

برسون اسی طرح گذر گئے جب زمینداروں مستاجرون اور عہدہ دارون نے اسناد
مصنوعی بنا کر زمینون کے لاخراجی بنانے مین حد سے تجاوز کیا تو مالی افسرون کو ہوش آیا
کہ گورنمنٹ کو اپنی غلطیون کے سبب سے بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ بہت سا محاصل اراضی
معافیون مین اڑ جاتا ہے اور بالکل نالایق نکمے آدمی بہت فائدہ اٹھاتے ہین اور معافیان رکھتے
ہین جس سے جمہور انام کو نقصان ہوتا ہے بس اسلیئے ایک محکمہ ضبطی اراضیات لاخراجی کا
قائم ہوا اس مین کمشنر مقرر ہوئے انہون نے اسناد معافی اور معافی کے دعوون کے ثبوت
ایسے طلب کیئے جنسے گورنمنٹ کے محکمہ کو اطمینان ہو لیکن جہان ایسے خاندان ہون کہ جن کی
ایک نسل شاید ہی کوئی ایسی ہو کہ اسنے اپنا گھر جلتا ہوا نہ دیکھا ہو اور جہان کی آب و ہوا ایسی ہو کہ
سال کے اندر کئی مہینے تک مینہہ برستا ہو اور رطوبت اور کیڑے دیمک مضبوط دیوارون
کے گھرون مین چیزون کو غارت کرتے ہون وہان مشکل تھا کہ اصل اسناد باقی رہی ہون۔ جو
شہادت تحریری کے لیئے وقت پر پیش ہون۔ یہ ایک بڑی دہشت ناک بات تھی کہ اتنی مدت
کے بعد معافیدارون کے قبضہ مین مداخلت و دست اندازی کی جائے اور انسے کافی ثبوت
طلب ہو جنکے پاس کافی ثبوت سوا قبضہ کے کوئی اور نہ ہو۔ بنگالیون کو سوا اسکے کوئی چارہ
نہ تھا کہ وہ جعلی اور مصنوعی دستاویزین اپنے دعوے کے ثبوت مین پیش کرین۔ اسلیئے ضرور ہوا کہ ایک

حکم عام ضبطی لاخراجی کا صادر کیا جائے - نوجوان ریوینیو افسران نے کوڑیون مقدمات ایک ایک
دن مین فیصلے کرنے شروع کیے اور ان خاندانون کی لاخراجی اور معافی کی زمینین دفعتہً ضبط
ہوگئین جنکی وراثت مین وہ مدت سے چلی آتی تھین اور انکو کوئی شبہہ نہ تھا کہ وہ آیندہ ان کے
قبضے مین نہین رہین گی - یہہ امر یقینی ہے کہ سرکار کو لوگون نے اس باب مین دھوکا دیا تھا بہت سے
مصنوعی لاخراجی دار اور معافیدار بن گئے تھے لیکن پھر بھی بہت سے اصلی اور واقعی سچے معافیدار
اور لاخراجی دار بھی تھے مگر انکی زمینین بھی اس سبب سے ضبط ہوگئین کہ وہ اپنی حقیت کی عدالت
مین کافی شہادت نہین دے سکے پس دغاباز غاصب اور حق دار قابض دونو یکسان تباہ وغارت
ہوگئے - سرکار کی اس کامیابی کا ملک مین بڑا غل شور مچا - ہندوستانیون کی معاشرت مین ایک انقلاب
پیدا ہوا جس سے سرکار کو بغیر کچھ خرچ کرنے کے فائدہ عظیم ہوا مگر اسسے ایک عام ناراضی سرکار
سے رعایا مین پھیل گئی - بنگالیون کا تو نام دو صابر و مصائب کا دیر تک متحمل ہونا ضرب المثل ہے
اس زمانہ مین دوربین اور پیش اندیش آدمی ایسے تھے کہ وہ کہتے تھے کہ زبردست گورنمنٹ اس
کام کو اضلاع زیرین (بنگال) مین کر سکتی ہے مگر انکو نہایت حزم و احتیاط سے آگاہی حاصل
کرکے ہندوستان کے اور صوبون مین یہہ کام کرنا چاہیئے خاصکر ان اضلاع مین جہان سے
سپاہی انگریزی لشکر مین بھرتی ہوتے ہین یہہ پیشین گوئی کی گئی کہ اگر اس کام کو کروگے تو ایک دن
ایسا آئیگا کہ ہندوستان صرف فرنگستانی سپاہ کی قوت سے قبضہ مین رہ سکیگا ایسی تدبیرون
سے سپاہی پیشہ لوگ گورنمنٹ کے خیرخواہ و نیک اندیش نہین رہین گے - آدمیون کی خیرخواہی
و نیک اندیشی جدا ہو جائیگی - اسپر بڑا مباحثہ کلکتہ کے انگریزی اخبارون مین ہوا جو تدابیر ضبطی
کی کرتے تھے انہون نے کہا کہ ملک کے اور حصون مین اس ضبطی لاخراجی کو وسعت نہین دی جائیگی
مگر کوئی ملک کا حصہ اسسے بچا نہین - لاخراجی دار و معافیدار خواہ کسی نسل و خاندان کے ہون وہ
اپنی زمینون کے قبضے رکھنے مین سلامت و محفوظ نہین رہے انہون نے مغلون کی سلطنت اور
مرہٹون کی حکومت مین لاخراجی زمینین پائی تھین اور انکو یقین تھا کہ وہ عیسائی حکومت مین سلامت
رہ سکین وہ سب ضبط ہوگئین ؂

اضلاع شمالی مغربی

اضلاع شمالی مغربی مین محکمہ بندوبست کو یہہ کام سپرد ہوا کہ وہ لاخراجی زمینون کی تحقیقات کرکے ضبط

کرے یا انکو جمع سرکار سے معاف کر دے ۔ جن افسرون کو یہہ تحقیقات سپرد ہوئی انمین بہت تھوڑے افسر ایسے تھے کہ مشتبہ دعوون مین رحم دلی کو کار فرما ہوتے اور اس صحیح پولیسی پر یقین کرتے کہ ان معافیدارون کو خواہ وہ ابتدا مین ناحق ہی زمین پر قابض ہوئے ہون انکے قبضہ مین خلل اندازی نہ کرنی چاہیئے بڑد اور طامسن کے چیلے و شاگرد بہت سے تھے جو معافی مالگزاری کو شر محض سمجھتے تھے اور یہہ خیال کرتے تھے کہ معافیدارون کے ساتھہ کسی قسم کی رعایت کرنی اس گروہ کے حق مین مضر ہے جو محصول دیتی ہے ان معافیدارون کا حال تو ان نر مکھیون کا سا ہے جو چھتے میں بالکل نکمے رہتی ہین اور کچھہ کام نہین کرتے ۔ غرض معافی کے ضبط کرنے مین زیادہ تر حکام بندوبست کی خوشی و مرضی تھی ۔ اور بعض صورتون مین یہہ انصاف کی صورت دکھائی جاتی تھی کہ لاخراجی و معافی کی زمینین تو خدمات کرنے کے لیئے لوگون کو ملتی تھین اب ان خدمات کی ضرورت نہین رہی اور وہ انکو حین حیات دی جاتی تھین جنے اب دوامی و استمراری صورت پکڑلی ہے جس زمانہ مین کہ ہندوستانی سلطنت متزلزل تھی لوگون نے بہت سی زمینین دغا و فریب سے لاخراجی بنا کے قبضہ مین کرلی تھین اسلیئے ان سب کا ضبط ہونا ناانصافی نہین ۔ . . . . لیکن بہت سی مثالین ایسی بھی تھین کہ ان مین ثبوت کامل موجود تھا اور فرامین شاہی اور اسناد معتبر موجود تھین ان سب پر افسرون نے کچھ خیال نہین کیا اور ضبطی کا حکم صادر فرمایا ۔ اور پانچ چھٹا حصہ لاخراجی زمینون کا ضبط ہو گیا فرخ آباد کے ضلع مین تو وارن ہیسٹنگز اور لیک کی اسناد معافی بھی بالائے طاق رکھی گئین اسپر بہت ہی تھوڑا پاس و لحاظ ہوا ۔ غرض جو کچھ کیا گیا وہ کوشش کے موافق کیا گیا جنہون نے وہ کیا انکو پورا یقین تھا کہ ہمارا کام رعایا کی عام بھلائی کے لیئے کیا جاتا ہے ۔ وہ اپنے علم کی بڑی شیخی بگھارتے تھے مگر اس علم مین ہندوستان کے قوانین آئین اور ہندوستانیون کی مزاج شناسی داخل نہ تھی وہ اس بہاڑ سے کہ تھوڑا علم خوفناک ہوتا ہے ٹکراتے تھے لیکن محکمہ بندوبست مین بعض بڑے کام کرنے والے ایسے بھی تھے کہ انکو ضبطی زمین کی جوع البقر نہ تھی وہ اپنے فرض منصبی کا اور سٹیٹ کی پولیسی کا خیال بالکل جدا گانہ ہی رکھتے تھے ان مستثنی راویون کی توضیح مسٹر مین سل کی مثال کرتی ہے انہون نے ضلع آگرہ کے بندوبست کی رپورٹ مین تحریر کیا ہے "اگر یہہ امور اہم با وقعت ہین کہ ہم رعایا کی تالیف قلوب کر کے ان کے دلون مین اپنی محبت پیدا کرین لو فقط قوانین تعزیرات کے موافق حکمرانی کرین اور اگر ان اضلاع مین ہندوستانی سوسائٹی کے ہر حصہ کے قدرتی میلان کو

جو کم بخت افلاس وجہالت مین ڈوبنے کا ہے حتی الامکان ہم اپنے اصول کے موافق گورنمنٹ کے کامون سے روکین اور یہہ انسانی عمدہ خصائل و فضائل باطنی باپ دادا کی حمیت وغیرت و شرافت اور زمانہ گذشتہ کی شجاعت اور ملک کی قومی خصلت حافظ مین پرورش پاتی رہین تو بین گرم گوش ملازم ہوکر کوئی کام قابل اطمینان اسسے زیادہ گورنمنٹ کا نہین تبلاسکتا کہ آگرہ کے لفٹنٹ گورنر نے فیاضانہ در دریا دلی سے بداور کے راجہ کو اپنے جاہ ومنصب وریاست پر بحال کردیا جو ضلع آگرہ کی خوشی وآسودہ حالی سے بڑا تعلق رکھتی ہے۔ مسٹر روبرٹس نے بداور کی جاگیر راجہ کے متبنے بیٹے کودے دی تھی اور اسکو جو گورنمنٹ نے متبنے مان لیا تھا اس سے بین سل صاحب کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔

پریسیڈنسی بمبئی کا بڑا حصہ ۱۸۱۷ء مین پیشوا سے سرکار کمپنی کے قبضہ مین آیا تھا یہان بھی مرہٹون کی حکومت مین سب قسم کے عہدہ دارون اور زمینداروں کو لاخراجی زمینین دی گئی تھین انکا نام یہان انعام تھا گورنمنٹ کو انعام دارون کے انفصال حقوق مین مشکلات پیش آئین تو یہان کے لیئے ایک انعام کمیشن مقرر کیا گیا جسنے ان انعامون کو اسطرح ضبط کیا کہ جس سے رعایا مین ایک عام نارضامندی پیدا ہوئی۔ مرہٹون کے ملکون مین جاگیر دارون نے کبھی یہہ تکلیف گوارا نہین کی کہ وہ اپنی زمینون کے لیئے اسناد رکھتے کہ تحریری شہادت اپنے ثبوت دعوے مین محکمہ انعام کمیشن مین دے سکتے وہ تو فقط اپنی زمین پر قابض ہونے کے سلیئے یاد رکھتے تھے کہ بڑی گردی کے وقت زمینیں ہم کو ملی ہین ان کے قبضہ پر سالہا سال گذر گئے تھے اس قبضہ ہی کو وہ اپنی ٹھہری اسناد جانتے تھے جب انعام کمیشن قائم ہوا تو مرہٹون کے جنوبی ملک مین اسکی شہرت ہوئی۔ ایک گانوٗن سے دوسرے گانوٗن مین یہہ خبر جاتی تو لوگون کے رنگ فق ہوجاتے کہ یہہ محکمہ اسناد طلب کرتا ہے جو کسی طرح بہم نہین پہنچ سکتین بس ہر روز ان معافیدارون کی قربانیون کی ایک فہرست شائع ہوتی جو خوش نصیب اس آفت سے بچ جاتے وہ اس گروہ کے رنج کو اور بڑھاتے جو بھیڑون کی طرح اپنی کھالون پر سے اوٗن کترواکر محکمہ انعام کمیشن سے باہر آتے نہ تو وہ کسی پیشہ اور کام کرنے کی قابلیت رکھتے تھے بھیک مانگنے سے شرم آتی تھی تنگدستی انکی مٹی خوار کرتی تھی محکمہ انعام کمیشن نے

پینتیس ۳۵ ہزار جاگیرون کی اسناد طلب کین اور پانچ برس مین اسنے کام کرنے تہائی یا پانچوین حصے ان کے ضبط کیئے۔

دیوانی عدالتین

سارے ملک مین مالی عدالتون نے معافیدارون اور زمینداروں کو خوف زدہ بنا ہی رکھا تھا اب دیوانی عدالتون نے ان مالی عدالتون کی اسطرح امداد کی جیسے کہ کوئی غارتگر جنگ عظیم مین بڑا کار کن دوست حمایت کرتا ہے۔ دیوانی عدالت کی ڈگریون نے بہت سی زمین کے پرانے مالکون کے بدن پر سوا کھال کے کچھ اور نہ چھوڑا ایسا مفلس بنا دیا کہ نان شبینہ کو محتاج بنا دیا اس ملک مین آدمیون کو حق ناحق نالش کرنے کی دھن ہے وہ اعلے قانون اور ضابط نہین دیکھتے ایسے آدمیون مین ان ڈگریون کے ادا کرنے کے لیئے یا زر مالگزاری کی باقی کی علت مین اکثر زمینین نیلام ہوئین تھوڑے تھوڑے قطعات اراضی کے مالک بہت سے زمیندار تھے جنکے کنبے ایک ہی زمین کے مالک صدہا برس سے چلے آتے تھے وہ اسپر اپنی پیدائش کا فخر کرتے تھے اور اپنے باپ دادا کی ان زمینون سے بڑی محبت رکھتے تھے اور اسباب منقولہ بہت تھوڑا سا چند روپیہ کی مالیت سے زیادہ نہین رکھتے تھے ان پاس زراعت کرنے کے لیئے ایک جوٹ بیلون کی ایک بھدا چھکڑا جسمین دو پہیے اور چند بانس ہوتے تھے اور گھر کا اسباب ایک لٹیا پانی پینے کے لیئے اور چند برتن پکانے کے واسطے اور کمبل رات کو جاڑے پالے سے بچانے کے واسطے رکھتے تھے یہہ ساری ان کی کائنات ہولی دیوانی عدالت انکو چھوڑتی نہ تھی جب تک وہ اپنی زمین کو جو ان کے سرمایہ کا بڑا حصہ تھا اسکی نذر نہ کرتے بس ہر سال قرضہ کی ڈگریون مین جو چند روپیہ کی ہوئین بہت سی زمینین نیلام ہوتین انکو نئے آدمی خریدتے بس اسطرح سے قدیمی مالکان زمین کی بیخ کنی ہوتی وہ کاشتکار اپنے باپ دادا کی زمینون مین ہو جاتے جسکو وہ پہلے اپنی سلطنت سمجھتے تھے جیسے کسی بادشاہ کو اپنے ملک کے چھن جانے کا رنج و ملال ہوتا ہے ایسے ہی ان مالکان زمین کو اپنی آبائی زمینون کے نیلام ہونے سے قلق و الم ہوتا تھا ہندوستان مین کبھی بعلت باقی مالگزاری یا بعلت قرضہ جبراً و قہراً و حکماً نیلام حقیت اراضی کا دستور نہ تھا اب یہہ انگریزی عملداری مین دستور جاری ہوا جسنے ملکیت اراضی مین ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور پھر انکے ساتھ وہ باتین شامل نہین جنکا اوپر ذکر ہوا - ان سب

باتون نے گورنمنٹ سے خوفناک جماعتون کی ناراضی کو بہت بڑھا دیا جو اپنے تنزل کا سبب انگریزی
عملداری ہی کو جانتے تھے اور ایسا انقلاب چاہتے تھے کہ جس مین وہ اپنی کھوئی ہوئی چیزون کو
پھر حاصل کرلین یہہ تنزل کا عام نظام جو اپنے مختلف روپ بھرتا تھا اور مختلف طورون سے کام
کرتا تھا اسکا اثر اعلے درجہ کی حق دار جماعتون کے دماغ مین یکسان ہوتا تھا - لارڈ ڈیل ہوزی کے عالی
دماغ نے ان باتون کو ایجاد نہین کیا تھا مگر انہون نے توصرف پرانے اضلاع مین انکو زیادہ مستحکم
اور نئے اضلاع مین جنکو انہون نے حاصل کیا تھا انکو زیادہ وسیع کردیا پنجاب مین تو بعض بہادر انگریزی
افسرون نے جو اسکے منتظم تھے اس ملک کو اس سبب سے چھوڑ دیا تھا کہ وہ وہان کے سردارون اور جاگیردارون
کے مصائب کو نہین دیکھ سکتے تھے آرتھر کبس صاحب نے پنجاب کے الحاق ہونے کے ایک سال
بعد پنجاب کو اسی سبب سے چھوڑا تھا اور ہنری لارنس سے جہان تک ان کا بس چلا وہ پنجابی سردارون
اور جاگیردارون کی حمایت کے لیئے گورنمنٹ سے لڑے اور اسی سبب سے انکو پنجاب سے جدا ہونا
پڑا - اودھ مین بھی نظام مذکور بڑی بے صبری کے ساتھ کیا گیا جسکا خمیازہ ایام غدر مین گورنمنٹ کو
اٹھانا پڑا - جو نیا ملک سرکار انگریزی کے قبضہ مین آتا تھا اس سے یہہ ایک اور خراب بات پیدا ہوتی
تھی اس سبب سے نہین کہ حق دار جماعتین زمیندارون و معافیدارون اور تعلقہ دارون کی القط
ہو جاتی تھین بلکہ انگریزی راج نے بتدریج وہ رقبہ تنگ کردیا جس مین اعلے درجہ کے شریف و معزز
آدمی انگریزی عملداری کے انتظام کے سبب سے اسکے ملک سے باہر جاکر پرمنفعت معزز عہدے
و نوکریان حاصل کرلیتے تھے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب ہندوستانیون کے لیئے اسطرح معزز ملازمت پانے کا
صیغہ مسدود ہو گیا - اس وجہ سے ہندوستانی عملداریون اور انگریزی عملداری مین لاخراجی و معافی
کی ضبطی مین بڑا فرق تھا یہہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی عملداری مین زمینداری محفوظ نہ تھی -
ہندوستانی راجہ بادشاہ کچھ اپنے اوپر یہہ واجب نہین جانتے تھے کہ ان کے باپ دادا نے جن
لوگون کو لاخراجی و معافی کی زمینین دی ہین انکو بدستور برقرار رہنے دین وہ اکثر اپنی خود مختاری سے
انکو ضبط کرلیتے تھے مگر معزز دولت خیز ملازمت کا صیغہ ان مصیبت زدون کے لیئے مسدود نہ تھا - اگر
کسی معافیدار کی معافی ضبط ہو گئی تو اُس نے کوئی معزز نوکری کرلی - تمام سول اور ملیٹری یعنی قلم و
سیف کے اعلے درجہ کے عہدے یہین کی سرزمین کے بچون کے لیئے موجود تھے مگر یہہ گورنمنٹ

انگریزی عملداری مین نہ تھی جو اپنی زمین سے بیدخل کیا جاتا نہ تو وہ بے فائدہ نرکھیون کی طرح اپنے بیکار رہونے کی تکلیف اُٹھا سکتا تھا نہ کارکن مکھیون کی طرح چھتے مین کوئی کام کر سکتا تھا اسکی واسطے کوئی جگہہ باقی نہ تھی کہ وہان جاکر اور آقاؤن کی ملازمت کرتا نہ تو اسکے واسطے کوئی جگہہ انگریزون کے نزدیک تھی نہ انسے دور جاکر تھی بس اسطرح سرکار انگریزی نے ایک ذی رعب و معزز شریف جماعت کو اپنا دشمن بنا لیا جنمین بہت سے خاندان شاہی کے آدمی اور سپاہ کے اعلےٰ عہدہ دار تھے جن کے ساتھ انکے ملتزمین کے بہت سے گروہ تھے اور بہت سے قدیمی زمیندار تھے جنکی تعظیم و تکریم کاشتکارون کے دلون مین بیٹھی ہوئی تھی ایک گروہ برہمن پنڈتون کا تھا جو معافی کی زمین سے پرورش پاتے تھے جو اب ضبط ہوگئی تھین وہ اپنے اقتدار کو جو انکو اورون کے دلون پر حاصل تھا عام ناراضی کے جوش دلانے مین اور مذہب کے جاتے رہنے کے خوف دلانے مین کام مین لانے لگی اسی زمانہ مین اور باتین ایسی ہو رہی تھین جنکا میلان یہہ تھا کہ وہ برہمنون کی پنڈتائی سے ہندوؤن کی دلون مین نفرت کو مشتعل کرین یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب نئے نئے شگوفے ایسے کھلے جاتے ہین کہ عنقریب پنڈتون کے اقتدار او نفعون کو خاک مین ملا دینگے ملٹن اور بیکن کے لٹریچر (علم ادب) نے ہندوؤن کے دلون مین صداقت و حسانت کی چاہ پیدا کردی مغربی سائنس نے برہمنون کے علوم طبعیہ کی فاش غلطیون کو بتلادیا انکو تحقیقات کا شوق پیدا ہوگیا جو غالباً کبھی کم نہ ہوگا اب پنڈتون سے زیادہ انگریزی پروفیسرون کی عزت کرنے لگے نئے معلمون نے پرانے معلمون کی جگہہ چھین لی ۔ پنڈتون نے تمام ہندوستان کی سوسائٹی کو اپنے اختیار مین کر رکھا تھا کوئی کام دینی و دنیاوی بغیر انکی مداخلت کے کوئی ہندو نہین کر سکتا تھا ۔ ہندوؤن کے ہر کام مین پنڈتون کی پوجا پاٹ کی کرگی ہوئی ہے ۔ پھر ان اختیارات کے سوا ہندوؤن کے سارے علمون کے خزانون کے خزانچی پنڈت جی ہوتے ہین ۔ صرف نحو جغرافیہ علوم طبعیہ ۔ دھرم شاستر ۔ ویدک ۔ علوم الٰہیّہ وغیرہ مین سے ہر ایک علم ہندوؤن کے مت مین داخل ہے وہ مذہب کی کسی نہ کسی بڑی بات سے تعلق رکھتا ہے پنڈتون نے اپنی مذہبی کتابون مین دنیاوی علوم کی ہر شاخ کو باقاعدہ نظام کے ساتھ داخل کر رکھا ہے غرض اس دنیا مین اور اس سے باہر ہندوؤن پر اقتدار پنڈتون کو وہ حاصل ہے جسکی نظیر دنیا مین نہین ۔ اب انگریزی عملداری مین انکے ان سارے اقتدارون اور اختیارون مین خلل پڑا

برہمنون کی پنڈتائی

مقدمات مین رجوع انگریزی عدالتون مین کی جاتی اور انکے اپیل بھی اعلے عدالتون مین ہوتے پنڈتون کی پوچھہ کچھہ انہین کمتر ہوگئی اسلیئے یہہ سارا فریق انگریزی عملداری کا بدخواہ ہوگیا۔

برسون تک یہہ کام جنکا اوپر ذکر ہوا جاری رہے لیکن تہذیب و شائستگی کی روشنی بہت آہستگی کے ساتھہ آگے بڑھی انکے جلوے بہت تھوڑے نظر مین آئے مگر ابھی وہ پنڈتون کے پاک دلون کو بہت چوکاتے تھے۔ جب تک بڑے بڑے شہرون مین اس نئے دانش و علم کے پانے والے چند زیرک لڑکے تھے قدیمی توہمات مین سارے ہندو مبتلا تھے برہمنون کی پنڈتائی رونق پر تھی مگر جب بڑے ہوکر کنبون کے سرپرست بنے اور اپنی اس آزادی سے جو توہمات سے حاصل ہوئی تھی خوش ہونے لگے اور باپ دادا کے مذہب پر خندہ زنی کرنے لگے کہ وہ پرانی بڑھیون کی کہانیان ہین۔ گوشت کھانے اور شراب پینے لگے اور انگریزی لباس ہمیون زیب تن کرنے لگے تو یہہ معلوم ہونے لگا کہ برہمنون کی پنڈتائی کی کمبختی آرہی ہے اور انکو نقصان پہنچ رہا ہے۔ پنڈتون نے دیکھا کہ اس قسم کی اصلاح جو ایک دفعہ شروع ہوگئی ہے وہ آئندہ زمانہ مین سوسائٹی کے سب قسم کے درجون مین پہیل جائیگی اور پنڈتون نے سوچا کہ انگریزی عملداری مین ایک صوبے کے بعد دوسرا اپنا صوبہ آتا جاتا ہے تو یہہ نئی روشنی پہیلتی جائیگی اور کوئی جگہہ ایسی باقی نہین رہیگی کہ ہندو وہین بے خلل رہ سکے اور بعض نے علت و معلول کو خلط ملط کرکے یہہ استدلال کیا کہ یہہ جو انگریز ملکون کو اپنی عملداری مین الحاق و مستغرق کرتے جاتے ہین اسکا مطلب اعظم یہہ ہے کہ اس ملک کے قدیمی مذہب کو زائل کرکے اسکی جگہہ ایک نیا مذہب قائم کرین۔

جھوٹے کے دیو فنا ہوتے جاتے تھے مضرتناک اعمال خاک مین ملتے جاتے تھے جس سے برہمنون کی پنڈتائی کو صدمہ پہنچتا جاتا تھا انوکھی اور حیرت انگیز باتین ہندوؤن کے مذہب مین داخل تہین ان کی بیخ کنی بغیر اسکے ہو نہین سکتی تھی کہ وہ ملک مین کھلبلی اور ہلچل نہ ڈالین ستی ہونا گھر مین چھوٹے بچون کو مارنا۔ دریا کے کنارہ پر بیمارون اور بوڑھون کو مارنا اور انسانون کو موٹا تازہ کرکے دیوتاؤن پر بلدان چڑھانا یہہ سب مذہبی قوانین تھے جنسے کہ پنڈتون کو فائدہ یا حکومت یا دونو باتین حاصل ہوتی تھین بلکہ اس سے زیادہ راہ چلتے بے خطا مسافرون کا گلا گھونٹنا بھی مذہبی مراسم کے لیئے مباح سمجھا جاتا تھا۔ یہہ تمام مراسم ظلم سے بھری ستائی گئین پنڈتون کی آنکھون مین اسے زیادہ یہہ خار تھا

کہ انکے یہہ توہمات جنمین انکی پرورش ہوئی تھی وہ ملک سے جلد غائب ہوتے جاتے تھے اگرچہ ان مراسم کی خرابیون کو حاکم ظاہر کرتے تھے لیکن پھر بھی وہ ہندوؤن کی جزو ایمان تھین۔ جب عقل نے ان کے بطلان کو ثابت کردیا اور قوم کے دلون مین سے ان کے یقین کو کھودیا تو پھر دونو حمق وجرم کا خاتمہ ہوگیا قانون بہت کچھ کرسکتا ہے مگر تعلیم یقینی اسسے زیادہ ان دیرینہ توہمات کو دور کرسکتی ہے جنکی زمانہ قدر کررہا ہو دنیاوی تعلیم پاک اور سیدھی سادی کافی تھی کہ وہ ہندوؤن کے مذہب کے توہمات کے گھنے بن کو کاٹکر صاف کردیتی اور جب اسپر اور طرہ ہوا کہ انگلش سکول ماسٹر اور مشنری اکثر ایک ہی آدمی ہوتے اور معلمی مع مذہبی واعظ ہونے کے دونو پیشے آپس مین اکثر مل جاتے اور ان امتحانون مین جنمین اور مشنری سبب لیتے اعلے افسران انگریزی شامل ہوتے اور ہندوستانی امرا انمین شریک ہونے کی پروا نہین کرتے تو یہہ خوف پیدا ہوا کہ یہہ دنیوی تعلیم دربردہ عیسائی بنانے کے لیئے ہے تو پنڈتون نے ہندوؤن کی جماعتون کے بزرگون کو اس خوف پر مطلع کیا اسلیئے ان پنڈتون کی فہمائش سے وہ بظاہر تعلیم کی حمایت سے باز رہے گو بہادرانہ اسکے مقابلہ کرنے کی جرأت نہین کرسکے ہر سال یہہ خوف بڑھتا گیا ہر سال یہہ خواہش زیادہ ہوتی گئی کہ ہندوؤن کو جو توہمات کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین انکو اس قید سے نکالنا چاہیئے۔ دونو گورنمنٹ اور انگریزون کے دلون مین یہہ مشترک تمنا تھی اور باتون مین تو سٹیٹ پولیسی مین اصلی تغیرات ہوتے تھے مگر اس مین کوئی تغیر نہین ہوا ایک گورنر کی جگہہ دوسرا گورنر مقرر ہوا اسنے ہندوؤن کی شیطانی باتون سے مخالفت کی کوئی آدمی نہ تھا جو اس زمانہ دیرینہ معزز بیہودہ رسم پر اور مضر تناک افعال پر کم خیال کرتا ہو۔ لارڈ ڈیل ہوزی کی برابر کوئی آدمی اس کام مین گرم کوش نہ تھا کہ بڑی طاقت سے بت شکنی پر کمر چست کرتا پہلے انتظامون مین کبھی برہمنون کی اخلاقی اور مادی غلطیون سے ایسی بے رحمی سے حملہ نہین ہوا تھا انمین کوئی بات نظامًا نہین ہوئی تھی بے شک یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہہ کام لاعلمی سے ہوا۔ اس مین صرف اس محبت کا ظہور ہوا جو ایک راست بین ژرف نگاہ روشن دماغ ہیچ سے زیادہ بہ نسبت غلطی کے اور عقلی ترقی سے زیادہ بہ نسبت جہالت کی رفاقت رکھتا ہے اس قسم کی محبت سے اور یقینی اعتقاد سے دونو انسانیت اور پولیٹک برابر تھے کہ برٹش انتظام کی قوت اور عدالت کو قائم مقام اسکا وہ بنائے جسکو وہ شرقی بوڑھے ظلم وستم جانتا تھا اسنے الحاق کی پولیسی کو جو اسکے عہد کو ممتاز کرتی ہے پیدا کیا تھا وہ خلقت کی

بھلائی کے لئے جیسا یہہ چاہتا تھا کہ وہ برطانیہ اعظم کی ملکی حکومت کو وسیع کرے ایسا ہی وہ اسکا شوقین تھا کہ اسکی اخلاقی حکومت کو وسیع کرے اور یہان کے آدمیون کو روشنی کی قوتون کا بہ نسبت تاریکی کی قوتون کے تابع بنائے اسلیئے اسنے یہہ قوی ارادہ کیا کہ یوروپ کی تہذیب وشائستگی کی برکتین پھیلائے ان نئے اخلاقی اور مادی چیزون کے دیکھنے سے یہان کے ہنڈرت بڑے بھو چکے ہوتے تھے اور دہل جاتے تھے مذہب مین گورمنٹ کی مداخلت ہونے کے خوف بہت سے ادبشا مت کے مارے نظر آتے تھے یہہ صرف گورنمنٹ کی تعلیم ہی پہلے کی نسبت زیادہ منتظم ومنحوس صورت پکڑکر بہت جلد تمام آبادی کو ربین کل ملک کے اندر جال کی طرح نہین پھیل گئی تھی بلکہ گھرون کے اندر اناث مین بھی مغربی نیا علم ونیا فلسفہ مداخلت کرنے لگا۔ انگلنڈ بھی کمپنی کو اس بات پر لعنت ملامت کر رہا تھا کہ وہ لڑائی مین کروڑون روپے خرچ کرتی ہے اور تعلیم کے لیئے سینکڑون روپے کے خرچ کرنے مین دریغ ومضائقہ کرتی ہے۔ اس باب مین انگلستان نے کمپنی کو ہدایت کی کہ وہ ہندوستانیون کی تعلیم مین زیادہ روپیہ خرچ کرے اور اسکے لیئے تدابیر منتظمہ اور عظیمہ کرے گورمنٹ نے اپنی تین یونی ورسٹیان قائم کین اور پہلے جو مشنری مدارس مفلسی کی حالت مین تھے انگرگرینٹ (عطیہ) عطا کی غرض ہندوستان مین یوروپ کی تعلیم کی اشاعت کے لیئے کوئی چیز اٹھا کر نہین رکھی گئی۔ وہ عالم جو علوم شرقیہ کے خازن تھے وہ صاف سمجھتے تھے کہ عنقریب یوروپ کی شائستگی وتہذیب کی طغیانی سارے ملک مین پھیل جائیگی۔

لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت مین ہندوستانیون کے لیئے یہہ بات بڑی چونکانے والی وخوف دلانے والی تھی کہ سعی بلیغ اس مین کی گئی کہ انگریزون کا نیا علم اور انکی عادات کا رواج زنانہ مین ہو۔ پریسیڈنسی کے بڑے بڑے شہرون مین انگریزون نے اپنی کوشش منتظمہ شروع کی کہ عورتون کے دلون سے جو جہالت کی جنم بھوم بن رہی ہے جہالت کو دور کرین اور اس کام مین انگریزون کی بی بیون اور بیٹیون نے بھی مدد کرنی شروع کی اور انگلنڈ مین جو انکی بہنین تھین انہون نے بہت خوشی سے اس کام مین انکی ہمت بندھوانے کے لیئے مدد کی یہہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد مین ہندو مسلمان عورتون کی

تعلیم کا اصلی ڈھانچ گورنمنٹ نے بنایا اور مشنریون نے یتیمون اور لاوارث لڑکیون کو عیسائی بنا کر اس تعلیم کی ابتدا کی تھی اگرچہ اس کام کو گورنمنٹ نے اپنا خاص کام نہین بنایا مگر گورنمنٹ کے ایک ممبر بی تھیون صاحب نے ہندوؤن کی لڑکیون کا مدرسہ قائم کیا اور دولتمند ہندوؤن کو ترغیب دی کہ وہ اپنی لڑکیون کو علم کی دولت سے مالا مال کرین ان کے سمجھانے سے ۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین ایک لڑکیون کا مدرسہ جاری ہوا جب بی تھیون صاحب مر گئے تو گورنر جنرل نے اسکا انتظام و اہتمام اپنے ہاتھ مین لے لیا اور پھر وہ سرکار کمپنی کا مدرسہ ہوگیا پہلے تھوڑے دنون پنڈت اپنے تعصب کے سبب اور کنبون کے سرپرست مدرسہ پر حقارت سے خندہ زنی کرتے رہے لیکن پھر ان نوجوانون نے جنہون نے انگریزی پروفیسرون سے تعلیم پائی تھی اور اب باپ اور مالک خانہ ہوگئے تھے بڑی ضرورت یہہ جانی کہ اپنی عورتون کو جو مردون کی جلیس اور انیس ہوتی ہین تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیئے انہون نے پنڈتون کے تحکمات مذہبی کا کچھ خیال نہین کیا۔

ہندو بیواؤن کا دوبارہ شادی کرنا

اسی زمانہ مین ایک اور ایجاد نے ہندوؤن کے دلون کو دکھایا کہ ہندوؤن کے ہان دھرم شاستر کے موافق بیوہ کا دوبارہ بیاہ کرنا منع تھا جو عورت ستی نہ ہوتی تھی اسکے پیچھے ہمیشہ صاحب عصمت رہنے کا عذاب لگا ہوا تھا لیکن اب انگریزی گورنمنٹ نے یہہ سکھایا کہ بیوہ کا دوبارہ بیاہ کرنا اچھا ہے۔ ہندوؤن کے ہان بیوہ کا شادی کرنا مذہب اور رسم و رواج کے خلاف تھا اس رسم مین برائی اور ظلم دونو تھی اور وہ برائیون کی پیدا کرنے والی تھی پھر اسپر یہہ اور ظلم ہوتا تھا کہ بہت چھوٹی عمر کی لڑکیان بڈھون سے بیاہی جاتین اور نوعمری مین رانڈ ہوجاتین اور بعض ان مین سے خاوند سے واقف بھی نہ ہوتین۔ وہ عمر بھر رنڈاپے کے عذاب اٹھاتین۔ انگریزی کالجون و اسکولون مین جو ہندو تعلیم پاکر روشن ضمیر ہوئے تو انہون نے اس دوبارہ بیاہ کی ممانعت کی برائیون کو ظاہر دیکھا کہ وہ بڑی دکھ دائی ہین انمین سے ایک شخص نے ایک رسالہ لکھا جس مین بیواؤن کی دوبارہ بیاہ کرنے کی حمایت کی اور ہزارون آدمیون نے دستخط کرکے درخواست گورنمنٹ کو دی اور اس مین یہہ اپنا اعتقاد لکھا کہ دھرم شاستر کے موافق ہمیشہ بیوہ رہنے کا حکم نہین ہے لیکن جو ٹھیٹھ ہندو تھے اور انکے پاس دھرم شاستر کی قوی شہادت موجود تھی اور انکی تعداد بھی بہت تھی انہون نے اپنے دھرم شاستر کے موافق بیوہ عورتون کی

دوبارہ شادی ہونے کی بڑی مخالفت کی اور جب ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء جاری ہوا تو اسکو اپنی ہتک عزت
اور خاندان کی بربادی کا سبب جانا۔ دھرم شاستر اور اسکے پیغمبر انکی طرف تھے یہہ صاف ظاہر تھا
کہ یہہ بدعت انکی وراثت کے قانون پر اور صدمہ پہنچائیگی ابھی اس باب مین ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء
جاری ہوچکا تھا جسنے ہندوؤن کی وراثت کے دستور مین خلل ڈالا تھا۔ ہندوؤن کے دھرم شاستر
کے موافق اگر کوئی ہندو اپنا مذہب بدل ڈالے تو وہ محروم الارث ہوجاتا تھا وہ اپنے باپ دادا کا
ورثہ نہین پاتا تھا مگر یہہ قانون جو جاری ہوا اسکا منشا یہہ تھا کہ وہ دھرم شاستر کے قاعدہ کو منسوخ
کرے اسمین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنا مذہب ترک کرے تو وہ محروم الارث نہین ہوگا بلکہ
اپنا ورثہ اسی طرح پائیگا جس طرح کہ ہندو ہونے کی حالت مین پاتا اس پر ہندوؤن نے بڑی
طمطراق سے اعتراض کیا کہ جب گورنمنٹ ضعیف تھی تو اقرار اور وعدے کرتی تھی کہ ہم مداخلت مذہبی
نہین کرینگے اور جب طاقتور ہوگئی تو ایسے قانون نافذ کرنے لگی جو مذہب مین مداخلت کرتے
ہین لیکن اس باب مین بنگال کی عرضداشت مین لکھا گیا کہ ہم عرضداشت دینے والے اسبات کو چھپاتے
نہین کہ جب سے کہ یہہ ایکٹ اس قانون کا حصہ بن گیا جو ہندوؤن کے لیے استعمال کیا جائیگا تو جو اعتماد
اب تک حکام انگریزی پر اپنے مربی ہونے کا رکھتے تھے وہ اب بہت متزلزل ہوگیا ہے اگرچہ بلوہ کرنیکا
خوف نہین ہے لیکن ہم جو اپنے بادشاہ کے ساتھ ہواخواہی اور خیرخواہی کا جوش رکھتے تھے اب وہ
انگریزون کی مرضی کی اور انکی حکومت کی ناگوار اطاعت مین تبدیل ہوگیا ہے۔ مدراس کی عرضداشت
بنگال کی عرضداشت سے زیادہ سخت الفاظ مین تھی انہون نے لکھا کہ اس ایکٹ کا جاری کرنا براہ راست
ظلم کرنا ہے اور کہا کہ برٹش گورنمنٹ جو ظلم کی راہ پر چل رہی ہے وہ مظلومون کی طرف سے نفرت و
حقارت کی یقینی مستحق ہے لیکن لارڈ ڈلہوزی نے بڑے زور سے اپنی راے یہہ لکھی کہ
گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ ملکیت کی وراثت کے قواعد بنانے کو اپنے ہاتھون مین رکھے پس ایکٹ
پاس ہوگیا اور حاکمانہ مداخلت گورنمنٹ کی طرف سے یہہ ہوئی کہ ورثے کے حقوق اس اولاد کو
جو بیوہ کے دوسرے خاوند سے پیدا ہو پہلے خاوند کی اولاد کے برابر دیئے گئے جسکو ہندوؤن نے
بیان کیا کہ وہ دھرم شاستر حکم الہی کے بالکل برخلاف ہے یہہ تو خرابی کا ایک حصہ تھا ایک
اور برائی عورتون کے آزاد ہونے مین یہہ بیان کی گئی کہ ٹھیٹھ ہندو یقین کرتے تھے یا

یقین کرنے کا اقرار کرتے تھے کہ اگر ہندو بیواؤن کو اجازت دی جائیگی کہ وہ بجاے ستی ہونے کی دوسرا خاوند کرلین تو ان بی بیون کو یہہ ترغیب ہوگی کہ وہ خودبخود خاوندون کو مار کر بیوہ ہو جائین یہہ خوف جو تھا وہ بالکل بغیر دلیل کے نہ تھا مسٹر برنیس پی کوک نے لیجس لیٹو کونسل کے اجلاس ۱۹ جولای ۱۸۵۶ء مین یہہ کہا کہ ان دو باتون مین بڑا فرق ہے اول یہہ کہ ایک شخص اس کام سے روکا جائے جسکے کرنے کے لیئے مذہب حکم دیتا ہے دوسرے یہ کہ وہ اس کام کرنے سے روکا جائے کہ مذہب فقط اسکے کرنے کو جائز رکھتا ہے - اگر ایک شخص کہے کہ میرا مذہب کثیر الازدواجی کو منع نہین کرتا اس سبب سے جتنی بیویان وہ چاہتا ہے کرتا ہے اور جب اسکے لیئے یہہ ناممکن ہوتا ہے کہ وہ معاہدۂ نکاح کو نبھاے تو یہہ اسکے مذہب مین مداخلت نہین ہوگی کہ لیجسلیٹو کونسل کہے کہ سو جوروون کا کرنا اور پیچھے انکو چھوڑنا سوسائٹی کے لیئے مضر ہے اسواسطے ایسے کام کا کرنا ناجائز ہے ایسی صورت مین واضع قانون کا فرض ہے کہ اسکو اس کام کے کرنے سے روکے جسکے کرنے کو مذہب نے روا رکھا ہے لیکن اسکے کرنے کا حکم نہین دیا۔ بس بیوہ عورتون کا دوبارہ بیاہ کرنے کا جلد یہہ نتیجہ ہوگا کہ ہندوؤن کی کثیر الازدواجی کہ جسمین بیحیائی جسکی نہایت بدنما اگر معزز صورت کولین برہمنون مین مروج ہے بس برہمنون نے ان گذشتہ و حال و آیندہ کے ایجادون و بدعتون سے مایوس اور دہشت ناک ہو کر یہہ قصد کیا کہ اپنی نہایت قوت سے اس طغیانی کا مقابلہ کرین اور اسکی غارتگر سیل کو اپنے دشمنون پر الٹا بہائین ؁

—— فوجداری عدالتون مین عورتون کی فعل مختاری کا ضابطہ جاری ہوا وہ بھی ہندوستانیون کی رسم و رواج کے بالکل خلاف تھا اس سے انکی بڑی بے آبروئی ہوتی تھین عدالت فوجداری سے جنکو جہ عورتین فعل مختار ہو جاتی تھین اسکا تدارک دیوانی عدالتون سے جو ہوتا تھا ان مین التوا اتنا ہوتا کہ وہ کافی نہ تھا اور اس سے بھی آزار پہنچتا تھا۔

فقط اخلاقی ترقیان ایجادین اور بدعتین۔ ہندوستان کے پیشوایان دین کو دہشت زدہ اور ناراض کر رہی تھین بلکہ مادی ترقیان بھی انکو ستا رہی تھین۔ فزیکل سائینس اپنی چڑھائیان اور حملے کرتا تھا جو انکو سخت ناگوار ہوتی تھین اور انکے دل کو بیقرار کرتی تھین وہ پنڈتون کا گروہ جسکی بڑی تعظیم و تکریم اس سبب سے کی جاتی تھی کہ دنیا کے سارے علوم وہ اپنے قبضے مین رکھتا ہے۔ شیر خوار

بچون کی طرح کمزور اور ضعیف علوم مین معلوم ہونے لگا۔ یہہ کوئی زبانی ثبوت اور خیالی افسانے تو تھے ہنین کہ پنڈت اُنکی تردید کرتے اور اسکے تسلیم کرنے سے انکار کرتے بھلا وہ اسکے خلاف کیا کہہ سکتے تھے کہ ریلوے کی گاڑیان بغیر گھوڑون اور بیلون کے تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہین اور تار برقی پر چند منٹ مین کل صوبہ کے عرض مین پیغام رسانی ہو سکتی ہے۔ یہہ امور واقعی تھے ان پر جرح قدح کچھہ نہین ہو سکتے تھے انکو ہر شخص جو دوڑ سکتا تھا پڑھہ سکتا تھا ان آتشی گاڑیون اور برقی تھمبون نے زمان و مکان پر فتح نمایان حاصل کی تھی وہ پنڈتون کے دعوؤن کو شرمندہ کرتی تھی اور وہ بتلاتی تھین کہ غیر مرئی دنیا کے فوق العادت افعال پر کیسی ان کو قدرت حاصل ہے جن تک مشرقی پنڈتون کی کبھی رسائی نہین ہوئی۔ پنڈت نئے ایجادات کو دیوتاؤن سے منسوب کرکے انکو مقدس بناتے تھے اور انکے ساتھہ مراسم مذہبی کوادا کرتے تھے۔ جنسے وہ متمتع ہوتے تھے اب انہون نے ان گورے رنگ کے آدمیون کو دیکھا کہ وہ عناصر کو اپنا غلام بنا سکتے ہین اور وہ اپنی امداد کے لیئے ان معجزہ کرنے والی قوتون کو بلا سکتے ہین جو برہمنون کے فلسفہ کے خواب و خیال مین بھی نہ تھین۔ پنڈتون نے جان لیا کہ اب اس بات مین کوشش کرنی عبث ہے کہ ہندوؤن کو یہہ سمجھائین کہ مغربی علوم جدیدہ صرف دھوکے کی ٹٹی ہین اور ان مین سوا شعبدہ بازی کے کچھہ اور نہین آدمی دیکھہ سکتا ہے کہ معمولی وقتون پر ٹرین آتی ہے اور بنارس مین ایک شخص جان سکتا ہے کہ دہلی اور کلکتے کے بازارون مین روپیہ کا آٹا کس بھاؤ سے بک رہا ہے۔ ہندوستان مین ان بڑے بڑے کامون کے داخل ہونے کے لیئے دونو زمانہ اور آدمی موافق تھے جب لارڈ ڈیل ہوزی ہندوستان کو روانہ ہوئے ہین تو انگلنڈ مین جو دولت پیدا کرنے کے خیال کی کثرت کے اثرون سے اسکی مالی حالت مین خلل ڈال رکھا تھا بحال ہوتا جاتا تھا اسنے ریلوے لاین بنانے کا خیال ان شہرون مین جہان تجارت نہ ہو اور ان ملکون مین جہان آبادی نہ ہو چھوڑ دیا تھا بہت سے نقصان اٹھاکر وہ اب بہت سوچ بچار کر اپنی دولت اور اغراض کو دیکھہ کر ریلین بناتا تھا۔ لارڈ ڈیل ہوزی بورڈ آف ٹریڈ کے پریسیڈنٹ رہ چکے تھے اسلیئے انکو یہہ موقع ملا تھا کہ اس زمانہ مین جو ریلوے بنانے کا سوال تھا اسکے اصول سے اور اسکے مفصل حال سے واقف ہون اور اسکی تہ پر پہنچ جائین تو انہون نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ انشاء اللہ تعالےٰ وہ جس ملک کو جاتے ہین اسکو جب تک نہین چھوڑینگے

کہ بڑی بڑی شاہراہین آہنی تمام گورنمنٹ اور تجارت کے مرکزون کے درمیان نہین جاری کرین گے اور انکی اول منزلون مین وہ ریلوے کی سرعت کے ساتھہ سفر نہ کرین گے۔ ہندوستان مین بہت سے انگریز تھے جو ریلوے بنانے کے اور اسسے دولت کمانے کے خیالی پلاؤ پکایا کرتے تھے۔ چند دور بین انگریز جنمین میک ڈونلڈ سٹیفن سن سب پر سبقت رکھتے تھے پہلے سے کہتے تھے کہ ریلوے جلد جاری ہو جائینگین اور انکے بنانے پر قومی اتفاق ہوگا۔ جب لارڈ ڈیل ہوزی نے اسمے اپنا ہاتھہ نکالا اور سرکار کمپنی نے انکی دستیاری کی تو پھر یہہ عام یقین ہوگیا کہ ریلوے کے ذریعہ سے آمد و رفت جاری ہو جائیگی وہ گورنمنٹ سے تعلق رکھیگی اور ملٹری کامون کے لیے زیادہ تر مفید ہوگی بہ نسبت اسکے کہ وہ قومی ضرورت کے رفع کرنے کے لئے عام پسند ہو یہہ خیال کیا جاتا تھا کہ ریلوے سٹیشن پر ہندوستانیون کے جمع ہونے کے لیے کاہلی۔ طمع وہم پرستی مانع ہونگی۔ لیکن لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنی عالی دماغی و روشن ضمیری و دریا دلی سے اس نتیجہ کو خوب سمجھتے تھے جو ریلوے بنانے سے حاصل ہوگا وہ اس کام کو بالکل صحیح سمجھے۔ اب ہندوستانی خوب سمجھنے لگے ہین کہ وقت دولت ہے اور یہہ سمجھ کر وہ اسسے فائدہ اوٹھاتے ہین اپنے پنڈتون کا لحاظ و ادب نہین کرتے تار برقی جو خطوط کو ہوا مین بھیجتا ہے جنکو کوئی دیکھتا نہین اور اتنے تھوڑے عرصہ مین دور دراز کے فاصلون سے جواب دیتا ہے جتنی دیر مین کہ کسی شہر کی ایک گلی سے دوسری گلی مین پیغام جاتا ہے اس سے اور بھی زیادہ تعجب ہوتا ہے مگر اس سے پنڈتون کے دلون کی بے چینی ظاہر نہین ہوتی او شوگ ہسی کی ذہانت نے لارڈ ڈیل ہوزی کی مدد کی اور اسکے سبب سے سارے ملک کے طول و عرض مین تار برقیون کا ایک جال بچھ گیا اگرچہ یہہ کام دانشمندی و نیکی کا تھا مگر وہ برہمنون کے دلون مین دہشت پیدا کرتا تھا اور انکو رنج دیتا تھا کہ انکے علوم کی بڑی کسادبازاری ہوتی تھی جب یہہ ثابت کیا گیا زمین اپنے محور پر پھرتی ہے تو کہتے ہین کہ ہندوستان کے بہت سے توہمات کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر پنڈتون نے یہہ سکھانا شروع کیا کہ مغربی شائستگی و تہذیب کے مقولے محض وسیع ایجادات ہین وہ ابدی صداقت پر مبنی نہین ہین یہہ مادی دستکاری کے کام ہین کوئی انمین روحانی بات نہین ہے مگر انکی یہہ باتین ہندوؤن کے دلون پر جمتی نہ تھین۔ مادی تجربات کا جو انکو میلون کے فاصلہ سے نظر آتے تھے یقین کرتے تھے تو متحیر ہوتے تھے۔ نہایت جاہل اور نامعقول آدمی دیکھتا تھا کہ

یہہ کام جو کئے جاتے ہین وہ برہمنون نے کبھی نہین کیئے - انہون نے اس امر واقعی کو صاف دیکھ لیا کہ دنیا مین ایسی عجیب چیزین ہین کہ انکے پنڈت انکو نہین سکھا سکتے گو پنڈت اپنے علم و دانش کی شیخی بڑی بگھارتے ہین مگر یہہ ایجادات انکے خواب مین بھی کبھی نہین آتے - غرض اسوقت سے پنڈتون کے علم کی آدھی قوت اس سبب سے رہ گئی کہ ہندوؤن کا اعتقاد اسپر آدھا رہ گیا

چپاتی

گو یہہ علمی باتین پنڈتون کے علم کی تذلیل کرتی ہتین جن سے ان کا دل دکھتا تھا لیکن اس سے زیادہ ایک اور بات تھی جس سے کہ عوام ہنود کا دل دہڑکتا تھا - ہندوؤن کے مذہب پر حملے کیئے جاتے وہ غلط ثابت کیا جائے اسکی پروا عوام ہنود کو نہین ہوتی وہ اپنے کام مین بدستور مصروف رہتے ہین انکو آیندہ کا خوف نہ گذشتہ کا افسوس ہوتا ہے وہ اپنی جات کے قائم رکھنے کو مذہب جانتا ہے یہہ جات ہندوؤن کے روزمرہ کے سارے کامون مین داخل ہے ایک ذلیل سا ذلیل ہندو اسکو سمجھتا ہے مرد و عورت بچہ جانتا ہے کہ جات کے باہر ہونے کی برابر کوئی خوفناک چیز نہین ہے برادری سے باہر رہنا مردود آلہی والنسانی ہوتا ہے - اگر ہندوؤن کو یہہ سکھایا جائے کہ انگریز کسی عیاری کے وسیلہ سے ہندوؤن کو ایسا خراب کردین کہ وہ ایک جات یا بالکل بے جات ہوکر سب کی برابر ہو جائین تو پھر ہندوستانی سر اٹھا کے انگریزون کو سمندر مین بہائین - انگریز اس کام مین بڑی احتیاط کرتے ہین لیکن کبھی کبھی اس مین غلطی بھی کر جاتے تھے جسکا بیان نیچے ہوتا ہے

جیل خانون مین کھانے کا انتظام

برہمن ہمیشہ اس تاک مین رہتے ہین کہ انگریز کہین ہماری جات کے برباد کرنے مین دخل نہین دیتے سوا انکو ایک مقام مین یہہ مداخلت نظر آئی برہمن ہمیشہ عوام ہنود کے دلون کو اکساتے رہتے ہین کہ غالباً انگریزون کا یہہ مقصد ہے کہ کل آدمیون کے مذہب کو سازش کرکے خراب کردین جیل خانہ مین ایک گروہ قیدیون کا تھا جو براہ راست واسطہ گورمنٹ سے رکھتا تھا اور جسم و روح اسکی گورمنٹ کے اختیار مین تھی - قیدیون کی روزانہ خوراک بالکل گورمنٹ کے اختیار مین تھی اور یہہ آسان بات تھی کہ جیل خانون کے قواعد مین ایک نظام ایسا جاری کیا جائے کہ یا تو قیدی اپنی جات کو بالکل کھو بیٹھین یا بھوکے مرجائین - پرانا قاعدہ رعایتی جیل خانہ کا یہہ تھا کہ ہر قیدی اپنے کھانے کا انتظام خود کرتا تھا اور اپنا کھانا آپ پکاتا تھا - کچھ پیسے اسکو دیدیئے

جاتے تھے جنسے کہ وہ اپنی خوراک کا آپ سامان کرلیتا تھا لیکن یہہ سامان جیل خانون کے حق مین
مضر تھا۔ قیدی اپنا بہت سا وقت اپنے کھانے پکانے مین صرف کرتے اور اسکو اپنے کام کرنے کا
عذر بتاتے تھے پس قیدیون کی جات کے اعتبار سے جماعتین ہانڈی وال بنائی گئین اور انکے
کھانا پکانے کے واسطے باورچی مقرر کردیئے گئے کہ خاص گھنٹون مین وہ کھانا تیار کردیا کرین۔
اگر پکانے والا کھانے والے سے جات مین نیچا ہوتا تو اسکا لازمی نتیجہ یہہ تھا کہ خوراک ناپاک سمجھی
جاتی اور جماعت ہانڈی وال جات باہر۔ یہہ نیا انتظام غلط سمجھا گیا اور آسانی سے اسکے معانی غلط
بیان کیے گئے پس اب لوگون نے جو اس قسم کی باتون کی تفتیش وتجسس مین رہتے ہین یہہ موقع
ہاتھ لگا ان کے بہکانے سے فقط قیدی ہی نہین بلکہ اہل شہر ناراض ہوئے کہ برٹش گورنمنٹ کا یہہ
ارادہ ہے کہ قیدیوان کی جات کو خراب کردے اور پھر انکو عیسائی بنالے اور اس بات پر کچھ خیال
نہین کیا کہ باورچی جو اول مقرر ہوئے تھے وہ برہمن تھے اسپر یہہ گھڑت ہوئی کہ آج تو باورچی برہمن
مقرر کیئے ہین کل نیچ ذات کے باورچی مقرر کیئے جائینگے۔ غرض اس جھوٹ کو نمک مرچ لگا کے
ایسا مزہ دار بنا دیا کہ لوگون کو وہ بھانے لگا اور اسپر یقین ہوگیا۔ جیل خانون مین کھانے پینے کے
باب مین ترمیمات بڑی بے احتیاطی سے لارڈ ڈیلہوزی کے عہد سے پہلے سے ہوتی تھین۔
ایک تجربہ پر دوسرا تجربہ ہوتا تھا اور شاید جو پہلے احتیاطین ہوتی تھین انمین غفلت کی جاتی تھی۔ بہت سے
جیل خانون مین ان تبدیلیون پر قیدیون نے سرکشی کی جسمی شہر والے خوش ہوتے تھے اور انکی تائید
کے لیئے آمادہ ہوتے تھے کہ اس سے انکے مذہب کی محافظت ہوتی تھی شاہ باد وسارن وپٹنے
مین جیلخانون مین بڑے دنگے وفساد مچے اور پچھلے زمانہ مین بنارس مین جو ہندوؤن کا دارالعلوم ہے
بڑا فساد برپا ہونے کو تھا مگر ہوشیاری سے ایسی باتین مان لی گئین کہ وہ فساد دب گیا۔

اس قسم کی خبرون کی اصل ابتدا ہندوؤن سے ہوتی تھی کہ جس سے عام لوگون کی کان کھڑے ہوتے تھے کہ اب ذات برباد ہوگئی
تاہم ہندؤن مین ایسی باتین نہ گھڑی جاتین کہ وہ مسلمانون کو نہ بھڑکاتین مسلمانون کے خاص اپنے دکھ درد جدا
ہی تھے۔ تعلیم کی کل تدابیر کے میلان نے اور سارے ملک کو انگریزون کے دھمکانے نے مسلمانون کی
عزت وتوقیر کو بہت کم کردیا تھا سب معزز وشریف مسلمانون کو انکے اعلے عہدون اور عزت کی ملازمت سے
محروم کردیا تھا۔ ایجادین اور بدعتین جو انگریز پھیلاتے انسے جیسے پنڈت بدکتے تھے اور خوف کھاتے تھے

ایسے ہی مولوی دہشت کرتے تھے جیسے پنڈتون کی سنسکرت بے قدر ہوگئی تھی ایسے ہی مولویون کی عربی کا حال تھا عدالتون سے فارسی زبان کا رواج اُٹھ گیا تھا اور سرکاری خدمات کے لیئے جو نئے نئے امتحان اور معیار مقرر ہوئے انکے سبب سے سلمانون کو سرکاری خدمت کے ملنے کا احتمال بہت ہی کم ہوگیا تھا یہہ عام میلان تھا کہ سلمانون کو جو انکے اپنے بڑے بڑے دارالعلومون سے فائدے اور نفعے ہوتے ہین وہ منقطع کردیئے جائین کلکتہ کے مدرسہ عالیہ کے جو اوقاف تھے وہ سب نابود ہوگئے تھے انگریزی زبان کا انگریزی علوم کا انگریزی قوانین کا وہ رواج ہوگیا تھا کہ سلمانون کے بڑے بڑے عالمین و فاضلون کو کوئی پوچھتا نہ تھا ادہر یہہ ملازمت کا صیغہ سلمانون کے لیئے بند ہوا ادہر لاخراجی زمینون کی ضبطی ہوئی جسکا سب سے زیادہ صدمہ شریف معزز قدیمی سلمانون کے خاندانون کو ہوا جس سے انکے دل مین انگریزون کی بدخواہی کا جوش اٹھا ہندوؤن کی نسبت سلمان زیادہ اولوالعزم چالاک بے باک اور آپس مین سازش کرنے والے ہوتے ہین۔ ہندو جانتے تھے کہ سلمان جو ارادے گورنمنٹ کے خلاف کرین اُنمین شریک ہونا اہم ہے۔ ایسی خبرین اڑا کرتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ختنہ کرنے کو منع کرے اور عورتون کے باہر بے پردہ پھرنے کا حکم جاری کرے۔ مگر اس مین رائی برابر سچ نہین تھا جھوٹ کے پانؤن نہین ہوتے کچھ دنون ان جھوٹی خبرونکا چرچا رہتا ہے پھر کوئی ان کا نام نہین لیتا۔ ایک بڑا سوال یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی بدخواہی کی تقدیم اول ہندوؤن کی طرف سے ہوتی ہے یا سلمانون کی طرف سے اسکا حال ہم آئندہ مفصل لکھینگے اکثر انگریزون کا میلان خاطر یہی ہے کہ گورنمنٹ کی بدخواہی کی باتین سلمان زیادہ کرتے ہین۔ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ انگریزی عملداری سے سلمانون کو بہت نقصانات پہنچے ہین انکی لاخراجی زمینین ضبط ہوئین۔ ان کے اعلے عہدے چھن گئے۔ انگریزی زبان کی تعلیم اور اشاعت نے انکی بڑی بڑی جماعتون کو بیکار و حقیر کردیا۔ ہندوستانی ریاستون کی ضبطی نے ان کو ان ریاستون مین بھی معزز ملازمت حاصل کرنے سے محروم کردیا پس اگر وہ انگریزی عملداری کے ہندوؤن کی نسبت زیادہ بدخواہ ہون تو وہ طبع بشری کا مقتضا ہے۔

باوجودیکہ انگریزون کا تجربہ ہوتا جاتا تھا کہ ہندوستانیون کے دلون پر ایسی نئی نئی باتون کے اختراع سے بڑا رنج پہنچتا ہے جو انکی ذات پر اثر کرین مگر کوئی احتیاط نہین کی جاتی تھی جیل خانہ مین ایک اور ایجاد نئی

فساد مچادیا۔ ہندو اور مسلمان نیم ہندو بغیر لوٹے کے نہین رہتے۔ اس لوٹے کی بڑی احتیاط کی جاتی ہے کہ وہ کسی طرح ناپاک نہ ہو لوٹے کا ہونا ضرور ہے گو کچھ اور دنیا مین سے ان کے پاس خاک نہو۔ یہہ برنجی برتن علاوہ پانی پینے کے اور کامون مین بھی کام آسکتا ہے وہ ایک مجسٹریٹ کا سر پھوڑ سکتا ہے اور جیلر کا پہرہ بگاڑ سکتا ہے مسٹر رچرڈس مجسٹریٹ چوبیس پرگنہ کے علی پور کے جیل خانہ مین اس لوٹے ہی کے مارنے سے مارے گئے تھے۔ غرض یہہ لوٹہ بھی اگر کسی سینہ زور اور زبردست کے ہاتھ مین ہو تو ایک ہتھیار کا کام دے سکتا ہے اسلیئے بعض جیل خانون مین یہہ کوشش کی گئی کہ جیل خانہ مین قیدی اس لوٹہ کو اپنے پاس نہ رکھین اور اسکی جگہہ گلی برتن رکھین۔ لوگون نے اسکو بھی ایک اور مداخلت مذہبی جانا کہ ایک مذہب بنانے کے لیئے یہہ ایک دوسری ترکیب کی گئی ہے قیدیون نے اس تبدیلی کو قبول نہین کیا اور دنگہ فساد پر آمادہ ہوئے۔ آرہ مین یہان تک نوبت آئی کہ قیدیون پر بندوقین چلائی گئین اور مظفرپور و ترہت مین اس لوٹے کے حکم سے عام آدمیون کو ایسا غصہ آیا کہ دنگہ مچایا مجسٹریٹ نے حسب سررشتہ یہہ رپورٹ لکھی کہ بالکل بغیر کسی توقع کے شہر کے اور ضلع کے باشندون نے قیدیون کے ساتھ ہمدرد ہوکر انکی اعانت کے لیئے ایک غضبناک بلوہ برپا کیا بلوہ کرنے والون مین شہر کے تمام باشندے اور ایسی ہی رعایا مین بہت آدمی شریک تھے اور انہون نے کہا کہ جب تک قیدیون کے لوٹے واپس نہین دیئے جائینگے ہم بلوہ کرنے سے باز نہ آئینگے یہہ اندیشہ ایسا بڑا تھا کہ قیدی جیل خانہ سے نکل جائینگے اور خزانہ اور شہر کو .... پہلے اسکے لوٹ لینگے کہ سپاہ جوان کے لیئے بلائی گئی ہے وہ آئے اسلیئے حکام ضلع نے یہہ مصلحت جانا کہ جیل خانے مین قیدیون کو لوٹے دیکر مفسدون کے دنگہ کو فرو کرے۔ یہہ کام اسوقت مین جاہلون اور ناعاقبت اندیشون کا نتھا بلکہ وہ شہر کے دولتمند باشندون نے اور کچہریون کے اعلے اہلکارون نے خوب سوچ بچار کر کیا تھا اب یہہ ظاہر تھا کہ ہندوستانیون کے دلون مین متواتر برافروختگی زیادہ ہوتی جاتی تھی اور بہت سے معزز شریف ہندو مسلمان انگریزون کے سخت دشمن تھے اور وہ اس انتظار مین بیٹھے تھے کہ یہہ جو مصالح آتش گیر انگریزون نے اپنے لیئے جمع کیا ہے اس مین کوئی موقع ہاتھ آئے تو شتابہ لگا کے شعلہ افروزی کرین۔ جیل خانہ کے لیئے یہہ کام کرنا ایک تجربہ تھا جس مین کامیابی ہوئی لیکن قیدیون کی فتنہ پردازی سے انگریزی سلطنت برباد نہین ہوسکتی تھی

مگر ایک قسم کے آدمی گورنمنٹ کے ماتحت تھے جنکے بہکانے سے پنڈتون اور مولویون کو اپنی محنت کا معاوضہ مل گیا اور انکی محنت اکارت نہ گئی +

باب نہم

ہندوستانی سپاہ ۱۷۵۶ء سے ۱۸۵۶ء

اوپر کے دو بابون کے پڑھنے سے پڑھنے والون کو معلوم ہو گا کہ شرفا و امرا اور رؤسا کا گروہ اور ہادیان دین کا فرقہ اپنے دلون مین برٹش گورنمنٹ سے ناراض اور اسکے بدخواہ ہو جاتے تھے لیکن ایک اور تیسرا گروہ تھا جو سب مین زیادہ طاقتور تھا اسکو گورنمنٹ یقین کرتی تھی کہ اسکی پولیسی نے راضی وخوش کر رکھا ہے سب طرح سے برٹش گورنمنٹ کو اپنے امن وعافیت مین رہنے کا اطمینان اس سبب سے تھا کہ سپاہ اسکی خیرخواہ وہواخواہ ہے مدبران انگلشیہ کا یہہ اعتقاد وایمان تھا کہ ہندوستان کو تلوار ہی حاصل کیا ہے اور تلوار ہی سے وہ قبضہ مین رہ سکتا ہے۔ جب تک ہماری ہاتھ تلوار کو مضبوط پکڑے رہین گے تب تک کسی اندرونی فساد کا بہت کم ہی اندیشہ وخوف ہی مشرق مین تین لاکھ سپاہ برٹش قوت وتسلط کو مستحکم واستوار کر رہی تھی۔ اس سپاہ مین بہت تھوڑی ہی گورون کی سپاہ تھی نہ انگلستان مین اسقدر سپاہی مل سکتے تھے کہ وہی ہندوستان مین انگریزی عملداری کے محافظ ہوتے نہ ہندوستان میں اسقدر گنجائش تھی کہ وہ ان کے خرچ کی متحمل ہوتی بس انگریزی سپاہ زیادہ تر ہندوستانی تھی جسکی ساری وضع طرح گورون کی سپاہ کی سی تھی وہ بالکل میدان جنگ مین اسطرح لڑتی تھی جسطرح یورپ کی سپاہین لڑتی تھین اول مین انکی تعداد تھوڑی تھی مگر جسقدر انگریزون کے قبضہ مین ہندوستان زیادہ آتا گیا اسی قدر اسکی تعداد سو برس تک بڑھتی گئی۔ غرض ہندوستانی سپاہ کا وفادار ہونا انگریزون کے اعتقاد وایمان کا ایک جزو تھا یہہ سپاہ موت کا مقابلہ بے خوف وخطر کرتی تھی ہر طرح کی آفت وبلا کا سامنا بغیر اف کرنے اور آہ کھینچنے کے کرتی تھی اپنے افسرون کی اطاعت کرنے مین جان قربان کرتی تھی گو وہ اس سے رنگت ومذہب مین ملتے نہ تھے مگر وہ انسے محبت رکھتی تھی۔ یہہ کہا جاتا تھا کہ نہ کوئی ایسی چیز ہے جسکو یہہ سپاہ نہ کرے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جسکی وہ برداشت نہ کرے نہایت خوراک کی تنگی کی حالت مین اسنے اپنے حصہ کی خوراک خوشی سے گورون کے کھانے کے لیے دیدی

اور انگریزی علم وہاں قایم کیئے جہاں گوروں کی جوانمردی اور بہادری لڑکھڑاتی تھی اسنے اپنی تھوڑی سی آمدنی میں سے یوروپ کی لڑائیوں میں انگریزی سپاہ کی امداد روپیہ سے کی جب اسکو معلوم ہوا کہ گورمنٹ کے پاس روپیہ کی قلت ہے تو اسنے خوشی سے قبول کرلیا کہ اسکو تنخواہ وقت پر نہ ادا کی جائے گو یہہ تنخواہ وقت پر ملنی اسکی جان عزیز کی خدمت گذاری کے لئے تھی غرض سو برس کی تاریخ کو پڑھیئے تو معلوم ہوگا کہ سرکار کمپنی کی خیر خواہی و ہوا خواہی میں کیسے کیسے کام جانبازی و جان نثاری کے اس سپاہ نے کئے ہیں۔

لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان سے اپنی رخصت کے وقت یہہ فرمایا کہ اس سپاہ کی ترقی کے لیئے کوئی ضرورت باقی نہیں رہی" یہہ سچ ہے کہ ایشیائی سپاہیں ہمیشہ بغاوت کی طرف میلان رکھتی ہیں مرہٹوں کی سپاہوں کی سکھوں کی سپاہوں کی نظام کے عرب کی سپاہ کی گورکھوں کی سپاہوں کی سرکشیاں پہلے دیکھنے میں آچکی تھیں یہہ سب ہندوستان کی وہ قومیں تھیں جنکا پیشہ سپہ گری ہے جنہوں نے اپنی گورمنٹ کے خلاف کسی نہ کسی وقت میں بغاوتیں کیں تھیں لیکن پچاس برس گذر چکے تھے کہ برٹش حکام کے دل میں یہہ کبھی اندیشہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ یہہ سپاہ سرکشی کریگی انگلنڈ میں سب سمجھتے تھے کہ کمپنی بڑی فیاض ہے جسکی علم برداری بڑی فائدہ مند ہے ظاہر میں چپ چاپ تھی کبھی یہہ خیال میں نہیں آتا تھا کہ اس چپ چاپ ہموار سطح کے نیچے چھپے ہوئے خوف و خطر ہیں جو وقت پر اپنا جلوہ دکھائیگی۔ سپاہیوں کی وفاداری و جان نثاری ضرب المثل تھی اور وہی انگریزوں کی قوت کا دایاں بازو تھا۔

لارڈ ڈلہوزی کی رائے ہندوستانی سپاہ کی نسبت

بنگال کی سپاہ کی عمر سات برس کی تھی کہ اسنے اول دفعہ اپنی بغاوت کے ارادہ کے آثار دکھائے مگر یہہ بغاوت آپس میں گوروں کی سپاہ سے متعدی ہوئی تھی۔ گوروں کی سپاہ نے بغاوت اسلیئے اختیار کی تھی کہ میر جعفر نے اسکو ایک عطیہ دینے کا وعدہ کیا تھا اسکے اندر التوا ہوگیا تھا جب روپیہ آگیا تو ہندوستانی سپاہیوں نے بھی گوروں کی پیروی اس سبب سے کی کہ وہ جانتے تھے کہ جس انعام کے وہ مستحق ہیں انکو نہیں ملے گا۔ گورہ سپاہی کو چالیس روپیہ اور ہندوستانی سپاہی کو چھ روپیہ ملینگے آخر کو حجت و تکرار کے سبب سے ہر ہندوستانی سپاہی کو بیس روپے ملے جسنے نافرمانی کی آگ کو بجھا دیا لیکن سال ختم ہونے نہ پایا تھا کہ سپاہ نے اضافہ تنخواہ چاہا ایک پلٹن نے اپنے انگریزی افسر وں کو

بنگال کی سپاہ میں اول بغاوت

قید کر لیا اور مفرور ہو گئی منرو صاحب مع سپاہ و توپون کے ٹھیک وقت پر آپہنچے ۔مفرورین کے افسرون کو حکم دیا کہ سرغنون کو جو اس شرارت کے بانی ہون منتخب کرین جب پچاس سرغنہ وہ چھانٹ کر لائے تو کورٹ مارشل مین چوبیس پر جرم ثابت ہوا اور توپون سے انکے اُڑانے کا حکم صادر ہوا ۔ساری سپاہ گورون اور ہندوستانیون کی پریڈ پر جمع ہوئی توپین لگائی گئین ۔میجر منرو صاحب نے حکم دیا کہ چار سپاہی توپون کے اڑانے کے لیے آگے آئین تو چار گرانڈیلیون نے کہا کہ ہمیشہ ہم سب لڑائیون مین معزز رہے ہین اسلیئے ہم چاہتے ہین کہ اسوقت بھی عزت حاصل کرین کہ سب سے پہلے اڑائے جائین انکی درخواست منظور ہوئی وہ اڑائے گئے یہہ دیکھ کر ہندوستانی سپاہ کے تیور بدلے تو ان کے افسرون نے منرو صاحب سے کہا کہ سپاہی کہتے ہین کہ ہم کسی اور سپاہی کے اس طرح اڑانے کی اجازت نہین دین گے اسپر میجر صاحب نے توپون کے منہ ہندوستانی سپاہ کی طرف کردیئے اور سارے گورون کی بندوقین انکی طرف موڑکر حکم دیا کہ ہتھیار زمین پر ڈال دو اگر عدول حکمی کروگے یا بھاگوگے تو سب کے سب اڑا دیئے جاؤگے ناچار سپاہیون نے ہتھیار ڈال دیئے پھر سولہ سپاہی توپون سے اڑائے گئے اور چار سپاہی اور چھاونیون مین اڑانے کے لیئے بھیجے گئے یون سرکشی بند ہوئی اور پھر کسی سپاہی نے بھاگنے کا نام نہ لیا ۔میجر منرو صاحب کی فرزانگی اور شکوہ مردانگی نے آیندہ اپنی قوم کو بتلایا کہ ہندوستانی سپاہ مین سرکشون کو سرنگون اور باغیون کو یون زبون بنایا کرتے ہین اور ہندوستان کی سپاہ کو بتلایا کہ قانون کے ہاتھ سے کہین مفر نہین ۔

ہندوستانی سپاہ کے دل مین سر ایرکوٹ سے ایسا خوف بیٹھا کہ جب انگریزی افسرون نے بغاوت اختیار کی تو وہ اسکے ساتھ نہین ہوئے انگریزی افسرون کو ڈبل بھتہ ملا کرتا تھا جب وہ موقوف ہوا تو سب کے سب افسر بغاوت پر آمادہ ہوئے تینون برگیڈیرون نے ایک مخفی کمیٹی بنائی پردہ ہی پردہ مین اپنا کام کرنے لگے ایک فنڈ روپیہ کا جمع کیا کہ افسرون کا جو نقصان ہوا ہے وہ پورا کیا جائے سول کے ناراض افسرون نے بھی ڈیڑھ لاکھ روپیہ اس فنڈ مین جمع کیا اور یہہ آپس مین معاہدہ ہوا کہ ایک ہی دفعہ دو سو افسر اپنا کمیشن پھینک دین اسوقت بہار پر پچاس ہزار لشکر مرہٹون کا حملہ کرنے کے لیئے چلا آتا ہے ضرور گورنمنٹ کو ہماری احتیاج ہوگی اور ہماری درخواست ضرور منظور ہوگی مگر اس نازک وقت مین لارڈ کلایو کا استقلال سبحان اللہ کیا تھا کہ اسنے یہہ خیال کیا کہ جن آدمیون کے ہاتھون مین ہتھیار ہون اُن کی

اس درخواست کو منظور کرلینا گویا اُنکے ہاتھ مین ملک دیدینا ہے اسلیئے اسنے یہہ دلیرانہ بیباکی سے افسران سپاہ کو جواب دیا کہ مجھے یہہ منظور ہے کہ سپاہی اپنی سنگینین میرے بر مین برمے کی طرح بھرائین مگر یہہ درخواست قبول کرنی منظور نہین۔ اسلیئے افسرون کو حکم دیدیا کہ جو افسر اپنا کمیشن دے اس سے لے لیا جائے اور اسکی جگہہ مدراس سے افسر بلا لیا جائے۔ اگر ہندوستانی سپاہی انگریزی افسرون کی طرف ہوجاتی تو گورنمنٹ کو کوئی چارہ سوا افسرون کی درخواست منظور کرنے کے کوئی اور نہ تھا اس سخت ضرورت کی صورت مین کلایو نے ہندوستانی افسرون اور صوبہ دارون کی محبت اور وفاداری سے کام نکالا وہ کلایو کے منھ سے حکم کے لفظ کے منتظر تھے کہ انگریزی افسرون پر گولی چلائین۔ غرض اس سے کلایو کو یقین ہوگیا کہ اگر گورون کی سپاہ بغاوت اختیار کرے تو ہندوستانی سپاہ اسکی سرکوبی کے لیئے موجود ہے ✤

ہندوستانی افسران کا تنزل اور انگریزی افسرون کی ترقی

ہندوستانی سپاہ کے بانی کا یہہ خیال تھا کہ سپاہ مین یہین کے آدمی بھرتی کیئے جائین اور انکے افسر بھی ہندوستانی اعلے درجہ کے شریف خاندان کے مقرر کیئے جائین جو اپنے محکومون سے ٹھیک فرمان برداری کا کام لے سکین لیکن ہندوستان مین انگریزون کی حکومت بڑھنے کا میلان یہہ ناگزیر تھا کہ ہندوستانیون کو اعلے عہدون سے خارج کرکے انکی جگہہ انگریز مقرر ہون۔ انگریز کو یہہ یقین تھا کہ وہ ہر سرکاری کام کو ہندوستانی سے اچھی طرح کرسکتا ہے وہ اپنے سچے دل سے یقین کرتا تھا کہ ہندوستان کے ساتھ جو انگریز بھلائی کررہے ہین اس کیلیئے یہہ لازمی امر ہے کہ ہر اعلے اور معزز عہدہ پر انگریز مقرر ہو اور ادنے اور محنت کی خدمات پر ہندوستانی مقرر ہون اسلیئے سپاہ مین جو پہلے پہلے شریف و رئیس معزز عہدون پر مقرر ہوتے تھے اور اصل حکمرانی کرتے تھے اور خاص انکا احترام ہوتا تھا اب اس عزت کے پایہ سے گر گئے اور انکی جگہہ انگریز افسر ہونے لگے غرض سپاہ مین انگریزی افسرون کی افزائش اور ہندوستانی افسرون کی کاہش ہونے لگی تو پھر شریف ہندوستانی جو سپاہ کی نوکری کو اپنی عزت سمجھتے تھے اُسکو ذلت جاننے لگے اور اس سے کنارہ کشی کرنے لگے انہون نے دیکھا کہ جسقدر ہم انگریزی سلطنت کو بڑھاتے جاتے ہین اتنے ہی ذلیل و خوار ہوتے جاتے ہین۔ غرض اس سے سپاہ کی حالت بدل گئی کہ سپاہ کی ملازمت کی تخصیص شرفا کے ساتھ نہین رہی اور اس مین ذلیل اور رذیل بھرتی ہونے شروع ہوگئے۔

سپاہ کا دوبارہ اور اسکی بغاوت (١٨٠٦ء)

انگریزی افسرون کو یہہ شوق پیدا ہوا کہ ملٹری ترقی کی جائے۔ مدراس مین سرجان کرادک نے کمانڈر انچیف

سنہ ۱۸۰۶ء

مقرر ہوئے تھے انہون نے جو متفرق قوانین تھے انکی ایک مجموعہ مین شیرازہ بندی کی ان مین یہہ چار باتین اور اضافہ کین اول قواعد کے وقت سپاہی ماتھے پر تلک و قشقہ نہ لگایا کرین دوم کانون مین بالا اور بالی نہ پہنا کرین سوم ٹھوڑی پہ سے ڈاڑھی کے بالون کو صفا چٹ کرایا کرین اور موچھون کو بھی ایک گینڈی کا رکھا کرین - چہارم ایک گول ٹوپی جسکو انگریزی مین ہیٹ کہتے ہین پہنا کرین -

سپاہی منطقی تو ہوتے نہین وہ بھولے بھالے شکی ہوتے ہین یہہ بات کچھ مشکل نہ تھی کہ انکو یہہ سمجھایا جاتا کہ یہہ جو ہندوستانی سپاہیون کے لیئے گورون کا لباس پہنایا جاتا ہے اسکے اصلی معنی کچھ اور ہین اور مطلب دوسرا ہے یہہ جو ٹوپی ہے وہ فقط عیسائی ہونے کی نشانی نہین ہے بلکہ اس کے اندر نجس سور کی اور مقدس گائے کی کھال لگی ہوئی ہے جسسے دونو ہندو مسلمانون کو پرہیز ہے اگرچہ مسلمان ماتھے پر ذات کی تمیز کے لیئے قشقہ نہین کھینچتے ہین مگر اپنی ریش مبارک کو بہت عزیز رکھتے ہین اور کوئی کوئی مسلمان کان کے بالے کو بھی اپنا حرز جان جانتے ہین مگر یہان کے مسلمانون مین بہت سی باتین ہندو پنے کی پیدا ہو گئی ہین اُنکے توہمات کچھ ہندوؤن سے کم نہین - غرض ۱۸۰۶ء کے موسم بہار مین دکن مین ہندو مسلمان سپاہی آپس مین برادرانہ ہمجانت ہو کر اپنی بیماری کی باتین کرتے تھے اور ان سخت احکام سے بچنے کے لیئے تدابیر کرتے تھے - گرمی اور برسات کا موسم تھا سپاہیون کو فرصت تھی آپس مین ملکر حاکمون کی نسبت تھوڑی بہت بکواس کرتے تھے سپاہیون سے زیادہ بازارون اور لینون مین افواہین اڑتی تھین - مسافر فقیرون کو بہت سی نئی نئی باتین سوجھتی تھین اور وہ بڑی وحشت زدہ خبرین ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لے جاتے تھے اور پیشینگوئیان اپنی بیان کرتے تھے کہ وہ جلد پوری ہونے والی ہین کٹ پتلیون کے تماشون مین عجیب نقلین اتاری جاتی تھین اور وحشت انگیز گیت گائے جاتے تھے اور استعارہ دوہے پڑھے جاتے تھے غیب سے عجیب عجیب کاغذ لکھے ہوئے آتے تھے دیوارون پر عجیب عجیب اشتہارات چپکائے جاتے تھے غرض ان باتون سے سپاہی یہہ سمجھنے لگے کہ ایک انقلاب پیدا کیجے تو فائدہ حاصل ہو اور تکلیفون سے نجات ملے سپاہیون کی بہت سی شکایتون مین سے چند نیچے لکھی جاتی ہین -

اگر سرکار کمپنی کی ملازمت مین اسکی ساری عمر بسر ہو جائے اور جو کچھ وہ حق خدمت ادا کر سکتا ہے اُسکو ادا کرے تو بھی وہ صوبہ دار کے عہدہ سے آگے نہین بڑھ سکتا اب وہ وقت خواب خیال ہو گئے جبکہ

ممتاز ہندوستانی سپاہی اعلےٰ درجہ کے عہدون پر مقرر ہوتا تھا اور انکو بڑی تنخواہین و مشاہرے ملتے تھے اب تو وہ وقت آگئے ہین کہ ہندوستانی اعلےٰ عہدون پر پہنچنے کے بجائے دستور کے موافق ادنے عہدہ پر نیچے گرایا جاتا ہے۔ سپاہی جو پہرہ پر ہو وہ انگریزی افسر کی سلامی ہتھیار کے پیش کرنے سے اتارتا ہے لیکن ہندوستانی افسر کو گورہ ہاتھ سے بھی سلام نہین کرتا۔ ایک انگلش سارجنٹ اعلےٰ درجہ کے ہندوستانی افسرون پر حکمرانی کرتا ہے۔ پر بدبر انگریزی افسر غلطیان کرتے ہین کمانڈ کے غلط الفاظ کام مین لاتے ہین اور اسکا الزام ہندوستانی سپاہیون پر لگاتے ہین اور انکو برا بھلا کہتے ہین۔ وہ ہندوستانی جنکے سر کے بال سرکار کی ملازمت مین سفید ہو گئے ہین انکو بر ملا انگریزی لڑکے برا کہتے ہین۔ مارچ کے مہینے مین ہندوستانی افسر اسی خیمے مین مجبوراً رہتے ہین جس مین اور عام سپاہی رہتے ہین اور ہندوستانی ریاستون کی طرح ان کی سواری کے واسطے ہاتھی پالکی نہین مقرر ہوتی خواہ انکو سفر کیسا ہی دور دراز کرنا پڑے اگر وہ گھوڑون یا ٹٹوؤن پر سوار ہوتے ہین جنکو وہ اپنی تنخواہ کی بچت سے خریدتے ہین تو انگریزی افسر اپنی ناک بھون چڑھاتے ہین کہ یہہ نو دولت نئے بگڑے ہین سپاہی کہتے ہین کہ نظام اور رئیسون کے سپاہی انگریزی صوبہ دارون اور جمعدارون سے اچھے ہین بیان کیا جاتا تھا کہ کمپنی کے افسر سپاہیون کو انکے گھرون سے بڑے دور دراز کے فاصلہ پر لے جاتے ہین جب وہ ایک غیر ملک مین مرجاتے ہین ان کے بیوی بچے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دیئے جاتے ہین ہندوستانی والیان ملک جب نئے ملکون کو فتح کرتے ہین تو ممتاز سپاہیون کو اراضی معافی عطا کرتے ہین مگر کمپنی کے افسر الفاظ شیرین مین خالی تعریف کرنے کو کافی جانتے ہین اشراف انگریزون کی آشنا عورتین ہندوستانی افسرون سے زیادہ تنخواہ پاتی ہین۔ انگریز تو اس ملک کی خوبصورت سے خوبصورت عورتین اپنے زنانہ مین داخل کر لیتے ہین ہندوستانی افسر مشکل سے لونڈیون کو بھی دیکھ سکتے ہین اور سب پر طرہ یہہ تھا کہ سر ارتھر ولزلی نے یہہ حکم دیا تھا کہ زخمی ہندوستانی سپاہیون کو گولیون سے مار دو۔ یہہ غلط کہانیان جو گھڑی گئی تھین اپنر جھوٹ اور اتہام کا خول چڑھا ہوا تھا مگر اسکی نیچے کی تہ مین سچ بھی بہت تھا۔ شکایتین جو بیان کی گئین ان کے بڑے حصہ کے مرض مزمنہ کی طرح سپاہی برداشت کر رہا تھا اور آیندہ خاموشی و صبر سے تحمل کرتا اگر اسکی پیشانی پر سے ذات کی نشانی کا تلک نہ اڑایا جاتا اور اس کے

کان کے بالے بالیان نہ اتاری جاتین اور ہیٹ اسکے سر پر نہ پہنائی جاتی اور ڈاڑھی ٹھوڑی پر سے نہ اڑوائی جاتی ان باتون سے وہ اپنے خشم و غصہ کو نہ روک سکا قباحتون کا مجموعہ اتنا جمع ہوگیا تھا کہ پھر اسکو یہہ سمجھانا کہ وہ قابل برداشت نہین کچھ مشکل نہ تھا تو اسنے اپنے حقوق کی محافظت کی لیئے سرکار کو صدمہ پہنچانے کا قصد کیا اسکے سکھانے والے بھی دور نہ تھے۔ ٹیپو سلطان کا خاندان قریب تھا وہ قلعہ ویلور مین امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتا تھا قیدیون کی طرح نہین۔ اسکے پاس دولت بے حساب تھی اور سلمان نوکرون کا بڑا ہجوم تھا۔ یہہ شہزادے اپنی بادشاہی بھولے نہ تھے اور انگریزون نے جو احسان انکے ساتھ کیئے تھے اُنکو بھول گئے تھے وہ اپنی عیش و عشرت کی نیند مین اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کی خواب دیکھ رہے تھے یہہ بھی ایک طریقہ بادشاہی حاصل کرنے کا تھا کہ سپاہ کو بہکاکر سرکار کمپنی سے برگشتہ کر دینے اب اس کام کا وقت آگیا تھا انہون نے اپنا کام شروع کیا اگر انگریزی افسرون اور سپاہ مین وہی تعلقات ہوتے جو کچھ برس پہلے تھے تو سپاہ کو بہکاکر سرکار کمپنی سے برگشتہ کرنا بڑا ہی مشکل کام ہوتا مگر اب پُرانے سپاہی تو پنشن پر چلے گئے تھے سپاہ مین نئے افسر اور نئے سپاہی ایسی تھے جو ایک دوسرے سے شناسا نہ تھے اسلیئے سپاہ کو بہکاکر سرکار کمپنی سے باغی بنانا آسان ہوگیا

، مئی کو اڈجوٹنٹ جرل اگنیو صاحب فورٹ سینٹ جارج سے اپنے کام پر سے اٹھے تھے کہ ان پاس یہہ خبر آئی کہ ایک پلٹن بغاوت پر تلی بیٹھی ہے۔ سر جان کرے ڈوک نے ویلور مین آکر اس فساد کی خبر کو رفع دفع کردیا دو سپاہیون کو کورٹ مارشیل نے بیت پٹوا دیئے۔ باغی سپاہ مدراس بھیجدی گئی اور اسکی جگہہ اور سپاہ بلالی گئی۔ مگر ویلور سے یہہ وبا بالکل رفع نہ ہوئی گو اس وقت وہ دب دبا گئی یہہ مقامی وبا نہ تھی بلکہ ملک کی ساری چھاونیون مین پھیلی ہوئی تھی انگریزون کو سپاہیان کی کارستانیون سے خبر نہ تھی۔

ویلور مین باوجودیکہ بغاوت کے آثار نمودار ہو چکے تھے مگر وہان نہ گورون کی سپاہ بھیجی نہ ہندوستانی سپاہ کی ٹیپو سلطان کے خاندان کے ساتھ آمد و رفت روکی گی وہان کے آدمیون نے ان سپاہیون کو سمجھایا کہ تم مین سے ہر ایک سپاہی عیسائی بنایا جائیگا اسکی وردی کے ہر حصہ کا امتحان کیا جاتا کوئی حصہ صلیب بنا دیا جاتا جسکا لگانا عیسائی ہونے کی خاص نشانی ہے پھر کہا جاتا کہ اس کا پہننا تو بالکل فرنگی بننا ہے ٹوپی والا تو فرنگی کا دوسرا نام ہے غرض سپاہیون کو یہہ فہمائش ہوتی کہ

بغاوت ویلور ۱۰ جولائی ۱۸۰۶ء

تم خوب سمجھ لو کہ اول تم عیسائی بنائے جاؤ گے اور اسکے بعد رعیت اور بازاری آدمیون کو یہہ بپٹ پنہائی جائیگی جس سے سارے ملک پر خرابی آئیگی قلعہ کے اندر اور باہر یہی چرچا رہتا تھا کہ انگریز زبردستی سپاہ کو عیسائی بنانے کو ہین اور یہہ ہیٹ ہندوؤن کی ذات خراب کرنے کے لیئے اور مسلمانون کے ایمان کھونے کے لیئے بنائی گئی ہے انگریزان سب باتون سے بالکل ایسے ناواقف تھے کہ جب ایک سپاہی مصطفے بیگ نے افسرون کو یہہ خبر سنائی کہ سپاہ بغاوت پر آمادہ ہے تو افسرون نے اسکو پاگل سمجھ کر جیل خانہ مین بھیجدیا کہ وہ ناحق اپنی پلٹن کا منہ کالا کرتا ہے مگر جب اسکی پیشین گوئی پوری ہوئی تو اسکو دوہزار پگوڈا انعام دیئے اور صوبہ داری کا منصب دیا۔ وہ اول سپاہ کی سازش مین خود شریک ہوا تھا اور پھر اسنے انگریزون کو سازش کی اطلاع دی اسطرح اسنے اول انگریزون کو دغا دینے کا کام کیا پھر پلٹن سے دغابازی کی جب اسکو انعام ملا تو یہہ کہا گیا کہ سرکار کمپنی کے اشراف ملازمون کی طبیعت اور اسکی گورنمنٹ کی خاصیت یہہ ہے کہ چور کو خوش کرتی ہے اور دیانت دار آدمی کو سزا دیتی ہے

۱۰ جولائی سنہ ۱۸۰۶ء

۱۰ جولائی سنہ ۱۸۰۶ء دفعتہً بھانڈا پھوٹا۔ ایک دن پہلے بہت سے آدمی قہقہے لگاتے ہوئے شیخیان بگھارتے ہوئے اور آپس مین جنگ کی نقل اُتارتے ہوئے کچھ پیدل کچھ سوار قلعہ مین داخل ہوئے جنکو یہان کچھ کام نہ تھا۔ شام کو انگریزون کو گالیان بھی خوب دین۔ ہندوستانی زبان مین ایک اجٹین کو اسکے منہ پر گالیان سنائین۔ اگرچہ یہہ تحقیق نہین کہ بلوہ مچانے کی کوئی تاریخ پہلے سے مقرر ہوئی تھی مگر خانگی خط وکتابت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴ مئی تاریخ قرار پائی تھی۔ یہہ ٹھیرا تھا کہ میسور کا جھنڈا جو تیار ہو رہا ہے جب کھڑا ہو جائے تو اسکے پندرہ روز بعد بلوہ کیا جائے۔ اتفاق سے یوروپین افسر گارڈ بیمار ہوگیا اور صوبہ دار بھی علیل ہوگیا۔ قاسم خان جمعدار جو بغاوت کا بڑا سرغنہ تھا وہ روند کرنے گیا وہ شراب مین ایسا بدمست ہوا کہ وہ اپنے غصہ کو روک نہ سکا کہ روز معینہ کا انتظار کرتا اسنے سردست بلوہ برپا کردیا اسکے اور ساتھی اس مین وقفہ چاہتے تھے۔ دفعتہً جو وہ بیدار ہوئے تو اپنے کام کرنے کے قابل نہ تھے اور خطوط جو انگریزون کے بدخواہ پولی گارون کے اور میسور کے لیئے لکھے گئے تھے وہ ہنوز نہین بھیجے گئے تھے یہہ یقین کیا گیا تھا کہ چند روز مین دس ہزار سپاہی جو خاندان حیدر علی کے خیرخواہ ہین مسلمانون کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائینگے۔ صرف ویلور پر ایک ہفتہ کے لیئے قبضہ ہونا چاہیئے پھر تو کل ملک باغیون کے ہاتھ مین ہو جائے گا۔

ویلور میں غدر

ویلور مین گورون کی سپاہ چار کمپنیان شاہی ۶۹ پلٹن کی تھین آدھی رات کے بعد دو بجے سے گورون اور انگریزون کا قتل شروع ہوا پہرہ کے سپاہیون کو گولیون سے مار دیا سوتے ہوئے گورون کو ہلاک کیا اسپتال مین بیمار گورون کو ذبح کیا۔ افسر اپنے بچھونون مین یہہ غیر معمولی ہنگامہ کی آواز سنکر اٹھے تو انکو باغیون نے گولیان مارکر مار ڈالا۔ زندون مین سے دو تین بھاگ کر بارکون مین گئے اور وہان جو گورے تھے انکے کمانیر بنکر باغی سپاہیون پر حملہ آور ہوئے مگر انپر دشمن غالب آئے۔ فقط سپاہیون نے سرکشی نہین کی تھی محل کے آدمیون نے بھی باغیون کی امداد کی شہزادون نے باغیون کے واسطے کھانا بھجوایا جس سے تھکے ہوئے باغی پھر تازہ دم ہوئے۔ ٹیپو سلطان کا تیسرا بیٹا شاہزادہ معزالدین بذات خود سرکشی کا سرغنہ بنا اور اپنے ہاتھ سے باغیون کو بیڑے دیئے اور مسلمانون کے خاندان کے بحال کرنے کے بڑے بڑے انعام اکرام مقرر کیئے اسی کے مکان مین سے شیر کی کھال کا علم میسور کا ایک خدمتگار لایا اور وہ دین دین کے نعرون کے ساتھ محل کی دیوارون پر کھڑا کیا سپاہیون نے فرنگیون کو قتل کیا اور لوگون نے انکا گھر بار لوٹنا شروع کیا پھر سپاہی بھی انکے ساتھ لوٹ مین شریک ہو گئے سپاہیون کو حرص ایسی دامنگیر ہوئی کہ وہ اپنے اصل مطلب کو بھول گئے۔ قلعہ مین انگریزون کو نہین مارا مگر وہ موت سے بدتر حالت کے لئے زندہ رکھی گئین کہ جب سب انگریزون کو فنا کر لینگے تو انکو مسلمان بی بی بنائینگے ٭

میجر کوٹ

جس وقت یہان یہہ خوفناک کام ہو رہے تھے اور ٹیپو کے بیٹے خوشیان منا رہے تھے کہ میسور مین سلطان کی سلطنت پھر قائم ہوئی اسوقت میجر کوٹ یہہ خبر سنکر ارکاٹ مین گئے وہان ۱۹ رجمنٹ ڈرگون کی موجود تھی جسکے کمانڈر کلیسپائی تھے کوٹ صاحب نے انکو ۷ بجے یہہ خبر سنائی تھی کہ پندرہ منٹ مین کلیسپائی مع اپنے گورے سوارون کے اور ایک ہندوستانی رسالہ کے ساتھ ویلور مین آ موجود ہوئے حیدر علی کا یہہ مقولہ کہ انگلش اپنے گورون کو شکاری چیتون کی طرح پنجرون مین بند رکھتے ہین جو دفعتہً اپنے دشمن پر لپک کر اسکو ہلاک کرتے ہین جیسا اسوقت عمل مین آیا ایسا پہلے کبھی نہین آیا تھا جسکا اثر بڑا خوفناک اسکی اولاد اور ملازمون پر پڑا کرنیل کلیسپائی نے آتے ہی قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ ان گورون کے آنے سے کالون کی رنگتین سفید ہو گئین اور پھر وہ گاجر مولی کی طرح

کاٹے جانے لگے تھوڑی دیر مین تین چار سو قتل ہوکر خاک مین برابر ہوئے اور بہت سے مقید ہوئے کچھ قلعہ کی دیوارون پر سے کود کر بھاگ گئے یا اپنے ہتھیار پھینک کر جان کی امان کے لیئے گڑگڑانے لگے برافروختہ خاطر سوار جنہون نے ویلور پر ٹیپو سلطان کا شیر کی کھال کا پھریرا اپھراتے دیکھا تھا اس گرم صبح مین گھوڑون پر سوار ہوکر جب یقین کرتے کہ ہم نے اپنا کام پورا کیا کتے کے سب پلون کو مار ڈالتے - انکو بڑا شوق تھا کہ محل کے اندر گھس کر ان لوگون کو مناسب سزا دین جنہون نے انکے ہم وطنون کو بے رحمی سے قتل کرانے کے لیئے اکسایا تھا کچھ دیر کے لیئے گلیسپائی صاحب کے دل مین یہہ ارادہ ہوا تھا کہ کرنیل میری اوٹ نے جنگی حراست مین میسور کا خاندان تھا اس خیال کو دور کر دیا اور گلیسپای صاحب نے اپنا ہاتھ روک لیا اور اپنی فتح کو ظلم سے ملوث نہین کیا ٹیپو کے خاندانکے سب اراکین اسکے ہاتھ مین تھے اپنر وہ رحم کیا جو غریب بیکس درماندون پر کرنے سے عیسائی سپاہی کیا کرتے ہین اور اس سے خوش ہوتے ہین +

ابھی یہہ طوفان پھیل کر بڑا وحشت ناک نہین ہوا تھا کہ گورنمنٹ نے یہہ ارادہ مصمم کر لیا کہ سپاہ کے رسم و رواج و عادات کے برخلاف جو احکام جاری کیئے گئے ہین وہ سب منسوخ کیئے جائین - کچھ دیر کے لیئے سرکشی اپنے صدر مقامون مین فرو ہوگئی ویلور پر پھر انگریزی پھریرا اپھرانے لگا لیکن دکن کے اور مستحکم مقامات مین سرکشی کا مادہ باقی رہا تھا میسور اور کرناٹک ہی ایسے مقام نہ تھے جہان انگریزون کے ساتھ بے وفائی و بے مہری کی بحث وغیرہ ہورہی ہو بلکہ دکن مین اسطرح وہ ظاہر ہورہی تھی کہ کچھ مدت کے لیئے اسکے سبب سے بڑا خوف و خطر پیدا ہوا حیدرآباد دارالسلطنت نظام مین بڑی برافروختگی ہورہی تھی یہہ خوف تھا کہ ہندوستانی سپاہ انگریزی جو وہان ہے اسکو اور لوگ سوا نظام کے ایسا نہ بہکا و بھڑکا دین کہ وہ سرکش و باغی ہوجائے - ایک نیا کمانڈر کرنیل مونٹ الیسور ایسا مقرر ہوا تھا جو اس ملک کی عادات اور رسم و رواج سے بالکل واقف نہ تھا یا تھوڑا واقف تھا اسنے ان احکام کی جنکا اوپر ذکر ہوا سپاہ سے تعمیل کرانے مین سختی کی اور اپنر کچھ اور سخت احکام اپنی طرف سے اضافہ کیئے کہ بازار مین سپاہی باجا نہ بجائے جسکے یہہ معنی تھے کہ شادی و غمی کی رسم کو اپنے رواج کے موافق نہ ادا کرے غرض سپاہ کو پورا یقین ہوگیا کہ انگریزون کا ارادہ ہے کہ ہماری جات کو مٹا دین اور ان کے مذہب کو باقی نہ رکھین اور انکو عیسائی بنالین - انگلنڈ سے نئے پادری آئے تھے اور جرنیل وی ہاکس نے

سپاہیون کو چرچ مین مارچ کرایا تھا بس حیدر آباد مین اس کا ذکر تھا کہ یہہ مارچ کیون پرچرچ مین ہوا تھا مگر نظام اور اسکے وزیر میر عالم نے عین وقت پر ایسی تدبیرین کین کہ بغاوت برپا نہ ہونے پائی اور جب حیدر آباد مین قتل عام کی خبر پہنچی تو کرنیل مونٹ دی سرو صاحب نے احکام کی تعمیل کرنے مین سختی کو چھوڑا اور نرمی اختیار کی ۲۲ - جولائی ۱۸۰۶ء کو ۲۳ رجمنٹ مدراس نے اپنی وردی مین سے سارے چمڑے کی چیزون کو الگ کر دیا مگر اس پلٹن کے چار صوبہ دار جو بغاوت کے سرغنہ تھے گورون کے پہرون مین مچھلی پٹم بھیجدیئے گئے تو اسکا اثر شہر اور چھاونی پر اچھا ہوا +

نندی ڈروگ میسور کے وسط مین ہے وہان شروع سال سے سپاہ اپنی ناخوشی ظاہر کر رہی تھی وہان فقرا کا فالین دیکھنے والون کا نجومیون کا کٹ پتلیون کے تماشاگرون کا عجب عجب طرح کی پیشین گوئیان کرنے والون کا اثر بہت تھا اور انکا کہنا سننا بہت چلتا تھا اس مقام مین تھوڑی سپاہ تھی اور قلعہ اس کے پاس بڑا حصین تھا اسنے قلعہ کی دیوارون پر علم بغاوت بلند کیا جو بنگلور مین نظر آتا تھا۔ ہندو مسلمان آپس مین دعوتین کرتے تھے اور باہم بقسمیہ عہد و پیمان ہوتے تھے کہ ہم آپس مین ملکر بھائیون کی طرح کام کرین گے اور انہون نے قسم کھائی کہ ہم اپنے انگریزی افسرون کو قتل کرین گے مگر اس کام کے کرنے مین انہون نے اتنی دیر لگائی کہ ناکامی ہوئی روز اور ساعت انگریزون کے قتل کرنے کا مقرر ہو گیا پھر ہندوستانی سپاہیون نے اپنی کمپنیون کو قلعہ کے باہر بھیجدیا اور سب طرح سے مفسدہ پردازی آمادہ ہوئے ۔ ۱۸ - اکتوبر ۱۸۰۶ء کو آدھی رات سے دو گھنٹے پہلے سپاہیون کا قصد اپنے افسرون پر حملہ کرنے کا اور کسی انگریز کو زندہ نہ چھوڑنے کا تھا لیکن آٹھ بجے اسی رات کو انگریزون کو اسکی خبر ہوگئی بنگلور سے کمک روانہ ہوگئی اور کرنیل ڈیوس نے گورون کے سوارون کو لاکر انتظام کر لیا +

نومبر نئی تکلیفین لایا - پالم کوٹا ایک مقام ساحل بحر سے بہت نیچے تھا میجر ویلش مع چھ انگریزی افسرون کے ایک ہندوستانی پلٹن کے کمانڈر تھے ویلور مین جو باغی مارے گئے تھے انکے بہت سے رشتہ دار اس پلٹن مین تھے جو اپنے عزیزون کے سوگ مین بیٹھے تھے اور انتقام لینا چاہتے تھے اس مہینے کے تیسرے ہفتہ کے آخر مین یہہ یقین کیا گیا تھا کہ مسلمان سپاہیون کا ارادہ ہے کہ یہان کے سب انگریزی افسرون کو مارڈالین انگریزی افسر کو اسکی خبر ہوگئی اسنے تیرہ ہندوستانی افسرون کو قید کر لیا اور پانچ سو مسلمان سپاہیون کو قلعہ سے باہر نکال دیا - پھر یہہ معلوم ہوا کہ اس بغاوت کی کچھ اصل نہین تھی اس کا

خالی خوف ہی خوف تھا کرنیل وائس نے آنکر تمام سپاہیون سے وفاداری کا حلف لیا سب نے خوشی سے دیا ایسا ہی حال والاجاہ آباد مین ہوا۔

مدراس گورنمنٹ کو ان چھ مہینون مین تحقیق ہوگیا کہ سپاہ دل سے انگریزون سے اس سبب سے ناراض ہوگئی ہے کہ اسکے دل مین یہہ ایک بیجا خوف بیٹھ گیا ہے کہ گورنمنٹ اسکی جات کو برباد کرنا زبردستی عیسائی کرنا چاہتی ہے۔ گورنمنٹ نے تمام وہ قواعد جنسے سپاہ ناراض ہوئی تھی خوف کے مارے منسوخ کردئیے اور لارڈ بن ٹنک نے مربیانہ نوازش سے ۲۔ دسمبر ۱۸۰۶ع کے اجلاس مین ایک اشتہار مرتب کیا وہ ہندوستانی و تامل تلوگو زبانون مین ترجمہ ہوکر ہر پلٹن مین سنانے کے لیئے بھیجا گیا اول اس مین بیان کیا گیا کہ بعض بدنیت خبیث طینت آدمیون نے سپاہ کو بہکا کر انکے دلمین یقین پیدا کردیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ انکو زبردستی عیسائی بنانا چاہتی ہے پھر بیان کیا گیا کہ سپاہ اپنی اپنی خوش نصیبی پر یقین کرے کہ دنیا کے کسی حصہ مین سپاہی کے حال پر اس سے زیادہ مہربانی و فیاضی نہین کی گئی ہے جو برٹش گورنمنٹ نے اسپر کی ہے اسکو چاہیئے کہ وہ اپنے اسی قدیمی طریقہ کو اختیار کرے جسنے اسکو لارنس اور کوٹ اور بہادر افسرون کے زمانہ مین ممتاز و سرفراز کیا تھا اگر وہ یہہ نہ کریگی تو وہ خوب جان لے کہ گورنمنٹ جیسی اپنی مہربانی مستحقین کی محافظت کے لیئے کرتی ہے ایسے ہی خطاوارون کے سزا دینے کے لیئے آمادہ رہتی ہے"۔ برٹش گورنمنٹ نے خطاوارون کے سزا دینے مین بڑی نرمی اختیار کی قتل کے بہت سے مجرمون مین سے چند ہی کو پھانسی دی بہت سے مجرم جنپر اس بغاوت مین شریک ہونا ثابت ہوا وہ فقط اپنی نوکری سے موقوف کیئے گئے۔ گورنمنٹ کلکتہ نے یعنی سر جارج بارلو نے قاتل پلٹنون کا نمبر سپاہ کی فہرست مین سے نہین کاٹا ہوم گورنمنٹ نے مدراس کے اعلے حکام پر ملامت حق یا ناحق کی اور گورنر اور کمانڈر انچیف اور ایڈجوٹنٹ کو عہدون سے برطرف کیا۔

اسباب بغاوت

اگرچہ ۱۸۰۶ع مین بغاوت کی نوبت آگئی تھی مگر ۱۸۰۷ع مین اسباب بغاوت کی تحقیقات شروع ہوئی ان سوالات پر سخت مباحثہ ہوا کہ سبب بغاوت کیا تھا؟ بغاوت مین کسکی خطا تھی؟ کیا یہہ فقط سپاہ کی بغاوت سپاہیون کی اندرونی برافروختگی سے پیدا ہوئی تھی یا کوئی پولیٹکل تحریک سے ہوئی تھی جو بیرونی ایجیٹیشن سے پیدا ہوئی تھی؟ ان سوالات پر بحث کرنے والے دو فریق ایک پولیٹکل اور دوسرے ملیٹری تھے اول فریق یہہ کہتا تھا کہ سپاہ مین جو سخت قواعد جدید جاری ہوئے اسکے سبب سے سپاہ نے

بغاوت اختیار کی دوسرا فریق یہہ کہتا تھا کہ اس بغاوت مین کچھ قواعد جدید کو دخل نہ تھا ایک اور تیسرا
فریق یہہ کہتا تھا کہ بغاوت کے برپا ہونے مین ان دونو فریق کا قصور نہ تھا بلکہ اس کا سبب پادری
اور مشنری تھے یہہ خوف کہ ہندوستانی زبردستی عیسائی بنائے جائینگے فقط سپاہی کو
نہ تھا بلکہ کل ہندوستانیون کو تھا۔ بازارون مین ایسی افواہین اڑتی رہتی تھین جو انکی داستانین
گھڑی جاتی تھین انہین سے ایک یہہ بھی تھی کہ سرکار کمپنی کے افسرون نے نئے بنے ہوئے
نمک کے دو ڈھیر لگائے اور ایک پر سور کا خون چھڑکا اور دوسرے پر گائے کا خون
اور اسکو تمام ملک مین بیچنے کے لیئے بھیجدیا کہ جس سے ہندوؤن کی جات اور مسلمانون کا
ایمان بگڑجائے اور سب انگریزون کی طرح ایک جماعت و ایک مذہب ہو جائین۔ جب یہہ
بیہودہ ڈھکوسلہ ملک مین پھیلا تو بعض آدمیون نے نمک کھانا چھوڑ دیا۔ بعض نے مہنگا
نمک خرید کرکے اسکا ذخیرہ نہایت احتیاط سے کہین دور جاکر رکھا۔ ایک اور کہانی یہہ گھڑی
گئی کہ ترنکومالی کے کلکٹر نے گورنمنٹ کے حکم سے عیسائی گرجا کی بنیاد کا پتھر ہندوؤن کے
پیگوڈا (بت کدہ) کے قریب رکھا ہے اور آس پاس کے تمام سنگ تراشون کو بلایا ہے اور
ہر گھر پر ٹیکس لگایا ہے کہ جس سے عمارت کی لاگت وصول ہو جائے اور پیگوڈا مین جانے
کی اور بت پرستی کی ممانعت کردی ہے جب کلکٹر سے اس بات کی شکایت کی گئی تو اسنے یہہ جواب
دیا کہ جو کچھ مینے کیا ہے وہ کوئی غیر معمولی بات نہین ہے گورنمنٹ کے حکم سے اسی قسم کی عمارت
ہر شہر و قصبہ و گانؤن مین بنائی جائیگی ہندوستان مین اس قسم کی حکایتون کا فوراً یقین
ہوتا ہے جھوٹ جتنا موٹا ہو اتنا ہی آسانی سے ہندوستانی نگل لیتے ہین انکو بدذات دغاباز
شریر ایسی حکایتون کو شہرت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ اس سے ہماری غرض جو شور و شر
مچانے کی ہے نکل آئیگی مفسدہ پرداز شریر یہہ امید رکھتے ہین کہ لوگون کو یہہ یقین دلانا کہ مذہب
مین گورنمنٹ مداخلت کرتی ہے انکو گورنمنٹ کا بدخواہ اور دشمن بنادیگا۔ پادریون کے مواعظ
سے اور ان کے کارخانون کے جمنے سے مفسدون کو موقع ہاتھ لگتا تھا کہ وہ ایسی کہانیان مداخلت
مذہبی کی بناتے تھے۔ گورنمنٹ تو عیسائی مذہب سے کوئی اپنا تعلق نہین رکھتی تھی سپاہ کے
افسرون مین بہت تھوڑی مذہب کی نشانیان پائی جاتی تھین سپاہیون کو مشکل سے یقین ہوتا تھا

کہ ان کے افسر کوئی مذہب رکھتے ہین یا در یون کو وہ اپنے مذہب کا غارت کرنے والا جانتے تھے جسے یہہ مداخلت مذہبی کی ہل چل پڑتی تھی +

ہوم گورنمنٹ نے بغاوت کے اسباب تحقیق کرنے کے لیئے ایک خاص کمیشن مقرر کیا اور اسکی تحقیقات کے موافق اسباب بغاوت یہہ ٹھیرائے کہ سپاہیون کے لباس اور انکی ظاہری صورت بنانے کے باب مین جو نئی نئی باتین ایجاد ہوئین اسنے سپاہ کی بغاوت کو برپا کیا +

۴۷۔ رجمنٹ کو برہما کی لڑائی مین جانے کا حکم ہوا تھا وہ بارک پور مین مقیم تھی وہ جاڑے مین اپنے جانے کی تیاریان کر رہی تھی انتظار کرنا اکثر پشیمان ہونا ہوتا ہے برسات گرمی مین سپاہ کو انتظار کرنا پڑا کہ جنگ برہما کی یہہ وحشت ناک خبر آئی کہ رآمو مین لشکر انگریزی پر بڑی تباہی آئی برہمیون نے تمام انگریزی پلٹنون کو مار ڈالا یا سمندر مین انکو دھکیل دیا اب وہ بنگال پر حملہ کرنے کو ہین اور اخبارون نے اس خبر پر اور حاشیہ چڑھائے کہ کمانڈر انچیف لڑائی مین مارا گیا اور گورنر جنرل نے غیرت کے مارے زہر کھا لیا اور ہندوستان کے اضلاع زیرین مین یہہ یقین ہوگیا کہ اب سرکار کمپنی کی سلطنت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ہندوستانی سپاہ کی خیر خواہی فتح کی ہوتی ہوتی ہے شکست مین اسکی خیر خواہی کا سخت امتحان ہوتا ہے پھر اس شکست کی خبر کے سوا یہہ اور کہانیان سنے مین آئین کہ جس ملک مین سپاہ کو جانا پڑیگا وہ بڑا دشوار گذار ہے اسکی آب و ہوا مہلک ہے دشمن بہادر ہین جب یہہ گپین بازارون مین اُڑین تو سپاہ سرحد سے پرے جانے مین مذبذب ہوئی اتفاق سے باربرداری کے جانورون کا بھی کال تھا ہرچند کمسریٹ نے انکے بہم پہنچانے مین کوشش کی مگر وہ ناکامیاب رہا۔ اس حال مین بارک پور کی چھاونی مین یہہ خبر اڑی کہ باربرداری کے جانورونکے نہونے کے سبب سے سپاہ کا سفر بارک پور سے چٹ گانون کو جہاز مین ہوگا اور ضلع بنگال کے پار رنگون مین جانا ہوگا اسپر سپاہ نے قسم کھائی کہ وہ سمندر مین سوار نہین ہوگی۔ ہرچند سپاہ کو سمجھایا مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئی اسنے نافرمانی کے آثار نمودار کیئے پلٹن نے ۳۰۔ اکتوبر کو پریڈ پر صاف کہا کہ ہم سمندر مین سوار ہوکر برہما مین جائینگے پہلی نومبر کو دوبارہ وہ پریڈ پر بلائی گئی تو سپاہ نے پہلے سے بھی اپنے بُرے تیور دکھائے۔ کمانڈر انچیف مع گورون کی دو رجمنٹون اور توپخانہ کی باکون مین آئے انہون نے سپاہیون کو سمجھایا وہ نہ سمجھے اور اپنی بات پر بچون کی طرح ہٹ کرتے رہے

انکو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ہتھیار رکھ دین اس سے بھی انہون نے انکار کیا تو گھوڑون کی پلٹنون نے ابر توپون کی باڑ چلائی وہ ہتھیار پھینک پھینک کر دریا کی طرف بھاگے کچھ گولیون سے مارے گئے کچھ دریا مین ڈوب گئے انہون نے لڑنے کا قصد نہین کیا انکی بندوقین جو زمین پر جا بجا پڑی ہوئی تھین بالکل خالی تھین ✣

اب ان گرایون کے بعد ملیٹری قانون کی باری آئی - بغاوت کے بعض سرغنون پر جرم بغاوت ثابت ہوا انکو پھانسی دی گئی اور ساری رجمنٹ کا نام سپاہ کی فہرست مین سے خارج ہوا - گو اس طاقت و قوت کے اظہار نے ایک مدت کے لیئے بغاوت کو دبا دیا مگر اسکا میلان یہہ تھا کہ نافرمانی کی بیجون کو بڑی وسعت مین پھیلائے کل بنگال کی سپاہ پر اسکا اخلاقی اثر بہت برا ہوا اس قتل کی خبر تار برقی سے بھی زیادہ جلد ایک بازار سے دوسرے بازار مین پہنچ گئی - رجمنٹین جو سرحد پر پہنچ گئین تھین اس وحشتناک خبر کو سنکر بڑی مایوس ہوئین وہ اسپر اسسے پہلے عداوت کے ساتھ مناقشہ کر رہی تھین کہ انگریزی سرداروں کو یہہ خبر ڈاک پہنچاے - ایک بوڑھے ہندوستانی افسر نے کہا کہ وہ تمہارے اپنے سپاہی تھے جنکو تم نے غارت کیا اب مین آگے اس سے زیادہ کچھ نہین کہتا -

بنگال کی رجمنٹین مع اس سپاہ کے جو برہما کی مہم پر بھیجی گئی تھین اپنی جداہی شکایت کرتی تھین اور اس واقعہ نے تو انکی تکرار اور حجت کو اور زیادہ کڑوا کر دیا - اعلےٰ درجہ کی جات کے سپاہی اس بات پر اینٹھ اور بگڑ رہے تھے کہ اراکان کے قبضہ پانے پر یہہ حکم صادر ہو رہا تھا کہ وہ اپنی بارکین اولینین بنالین - گورون نے اور مدراس کے سپاہیون نے اس حکم کی تعمیل خوشی سے کرنی شروع کی مگر بنگال کی سپاہ نے یہہ شاخسانہ نکالا کہ برہمنون اور رجپوتون کی مدارات قلیون کی سی کی گئی اس سے یہہ خوف کچھ دیر رہا کہ بارک پور کا سا ہنگامہ یہان برپا ہو مگر جنرل موریسن نے ایسی باتین سپاہیون کی تالیف قلوب کی کین کہ جنکا ترجمہ سپاہیون کو سنایا گیا جسکے ہر لفظ نے انکے دل پر اثر کیا اور وہ آپس مین ایک دوسرے کے چہرہ کو دیکھنے لگے اور اپنے ہمراہیون کے چہرہ مین جو کچھ پڑھا اسے سمجھ گئے اور اپنے کامون مین لگ گئے اسطرح چند مہربانی کے الفاظ نے بغاوت کو نہ ہونے دیا -

جب سب طرح سے امن امان ہو گیا تو یہہ نئی تکلیف پیدا ہوئی کہ کمپنی نے تخفیف کا بازار گرم کیا اور نصف

بغاوت کا زور ہونا

نصف بتہ کا حکم

بھتے کا حکم دیا جسکا صدمہ ایسے کمزورون پر پہنچا جو اسکی برداشت کی قابلیت نہین رکھتے تھے لیکن اب کی دفعہ افسرون نے پہلی دفعہ کی طرح سرتابی نہین کی لیکن نہایت عجز و انکسار کے ساتھ اپنی درخواست کی سپاہیون نے دیکھ لیا کہ ہماری انگریزی افسرون کی بھی کچھ نہین چلتی ✣

جسمانی سزا کا ہندوستانی سپاہ مین موقوف ہونا

اس امن امان کے زمانہ مین ایک اور حکم صادر ہوا کہ ہندوستانی سپاہ مین تازیانہ زنی کی جسمانی سزا موقوف کی جائے اور گورون کی سپاہ مین وہ بدستور قائم رہے۔ ہندوستانی سپاہی بدمعاش و شرابی بہت کم ایسے ہوتے تھے جو تازیانہ کے نیچے آتے۔ ہندوستانی سپاہی اس حکم کو انگریزون کی انسانیت کے سبب سے نہین سمجھے بلکہ خوف کے سبب سے مسٹر چارلس ایلس یہہ حکایت بیان کرتے ہین کہ سنہ ۱۸۳۹ع مین ایک پرانے پنشن دار صوبہ دار سے پوچھا کہ یہہ حکم جسمانی سزا کے موقوف ہونے کا کیسا ہے تو اسنے کہا کہ اس سزا کے موقوف ہونے سے یہہ فائدہ ہے کہ بہت سے آدمی جو سپاہ کی ملازمت اس خوف کے سبب سے نہین کرتے تھے وہ کرنے لگین گے تو صاحب نے یہہ کہا کہ سپاہ بے ڈر ہو گیا تو ایک اور افسر نے کہا کہ انگریز ہمارے اوپر اچھی طرح تسلط رکھنے کے لیئے ایک ہاتھ مین کوڑا اور دوسرے ہاتھ مین مٹھائی رکھتے ہین اب آپ نے کوڑے کو پھینک دیا تو دونو ہاتھون مین مٹھائی لے لیجیے۔ اس حکم کی نسبت مختلف رائین تھین مگر جنکی رائے قابل تعظیم و ادب ہے وہ اس تجویز کو اچھا جانتے تھے مگر دس برس بعد لارڈ ہارڈنگ نے اس حکم منسوخ کر دیا جس کی وجہ ہم نے انکے حالات مین بیان کین ہین ✣

جنگ افغانستان کا اثر ہندوستانی سپاہ پر

جنگ افغانستان نے ہندوستانی سپاہ کو یہہ نیا سبق پڑھایا کہ انگریزی سپاہ ایسی نہین ہے کہ اسپر کوئی دوسرا فتحیاب نہ ہو سکے اب تک اسنے سرکار کمپنی کو فتحیاب ہونے کو ہی دیکھا تھا اب اسنے دیکھا کہ افغانستان کی برف انگریزی سپاہ کے خون سے سرخ ہو رہی ہے۔ سرکار کمپنی کا اقبال اب وہ نہین رہا جو پہلے تھا اب سلطنت جلد ختم ہونے کو ہے۔ اسکی فتوح صد سالہ کا طلسم ٹوٹ گیا۔ بالائے ہند کے تمام بازارون مین یہہ چرچا تھا کہ اب فرنگیون کا ادبار آگیا ہے اور وہ بہت جلد سمندر مین چلے جائین گے۔ سکھ اور مرہٹے انگریزون کی شکست پانے سے بڑے خوش تھے انگریز اس شکست سے ہندوستانیون کے آگے منھ کرکے بات کرنے سے شرمندہ ہوتے تھے وہ خائف تھے کہ معلوم نہین آیندہ زمانہ کیسا آئے اب انکو دوستون کی وفاداری اور سپاہ کی خیر خواہی پر بھروسا و اعتبار نہین رہا تھا۔ جب سکھ

سندھ کی فتح [illegible]

انگریزون کے ساتھ وفاداری مین ڈھل مل ہو گئے تھے - برہمن سپاہیون سے گنگا جلی اٹھوا کے قسمین لے رہے تھے کہ وہ کمانڈر کے حکم کی تعمیل نہ کرین - مختلف رجمنٹون مین رات کو مخفی صلاح ومشورے ہوتے تھے لیکن پالک اور ہنری لارنس رچیڈ شکسپیر کی فرزانگی اور شایکت مردانگی نے ساری سپاہ کی تالیف قلوب کی اور اسکو کابل کی دیوارون تک پہنچا دیا اور فتح حاصل کر کے اپنے اقبال کے ستارہ کی چمک دمک پہلے ہی سے دکھا دی - ہندوستانی سپاہ نے جا کر وہ کارہاے نمایان کیئے کہ پالک اور ناٹ نے انکی تعریف کی ÷

جنگ افغانستان کی فتحیابی کے بعد سندھ و گوالیار سے لڑائیان ہوئین جنمین فتحیابیان ہوئین سندھ کی فتح کا نتیجہ یہہ تھا کہ سرکار کمپنی کے ملک نے وسعت پائی مملکت کا وسیع کرنا بغیر اسکی محافظت بڑھانے کے کچھ معنی نہین رکھتا یہہ بھی مانا جا سکتا ہے کہ جب فتح کرنے اور دشمنون کے مطیع کرنے سے دشمنون کی تعداد کم ہو تو سپاہ کی ضرورت بجائے زیادہ ہونے کے کم ہونی چاہیئے سندھ کے الحاق کرنے سے سرکار کمپنی کے ملک کی سرحد بڑی مستحکم اور استوار ہو گئی تھی مگر سرکار کی سلطنت کی سلامتی کا مدار سپاہ کی خیر خواہی و نیک سگالی پر تھا - سرکار کے دشمنون کی کمی اور ملک کے رقبہ کی بیشی سپاہ کے قبضہ مین رکھنے کے لیئے سپاہی کی وقعت کو گھٹاتی تھی اور اسکو اپنی خدمت زیادہ تکلیف رسان اس سبب سے معلوم دیتی تھی کہ غیر اجنبی ملکون مین اپنے وطن سے دور دراز کا فاصلہ پڑ جاتا تھا اور زیادہ ملٹری پولس کا کام کرنا پڑتا تھا - توسیع ملک انگریزون کو ہندوستانی سپاہ کا محتاج بناتی تھی اور یہہ محتاجی زیادہ اندیشناک ہوتی جاتی تھی لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ سے پہلے ملک سندھ کا انگریزی عملداری مین الحاق ہونا ابتدا الحاق ممالک کی تھی - اس ریگستانی ملک مین سپاہی کو اجنبی آدمیون مین اپنے وطن سے بہت دور دراز رہنا بڑا اشاق تھا یہہ ملک اس قلمرو کی سرحد سے پرے تھا جس مین اسنے کام کرنے کا عہد و پیمان کیا تھا پھر اسپر یہہ طرہ چڑھا کہ اسکا بھتہ موقوف کیا گیا جو دشمن کے ملک مین لڑائی کے وقت مقرر ہوا تھا اور اب وہ اس سبب سے موقوف کیا گیا کہ ملک سندھ فتح ہو کر سرکار کمپنی کے قبضہ مین آگیا اب وہان سپاہ کا رہنا ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ ملک کی اور چھاؤنیون مین - اس سخت منطق نے سپاہی کے دل مین کینہ پیدا کیا اور وہ اس تخفیف بھتہ کے برخلاف سرتابی پر آمادہ ہوا وہ یہہ نہین دیکھ سکتا تھا کہ جب مین ایسے ملک مین ہون تو پھر اپنی پہلی تنخواہ اس سبب سے

نہ پاؤن کہ مین نے ملک فتح کرکے سرکار کا ملک بڑھادیا اسکی رعایا مین ایک نئی رعایا کو مطیع بناکے زیادہ کردیا یہہ میرا ملک کا فتح کرنا میرے ہی حق مین مضر ہوا اور حسن خدمات کا صلہ مجھے یہہ ملا کہ میری تنخواہ کا ایک حصہ کم ہو گیا پہلے زمانہ مین جب سرکار کمپنی کے لیئے سپاہی ملک فتح کرتا تھا تو اسکو طرح طرح کے انعام دیئے جاتے تھے اب اسپر الٹی مصیبت ڈالی جاتی ہے جسسے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا بہادری کرنا ایک جرم تھا۔

نتیجہ اس بھتے کی موقوفی کا یہہ ہوا کہ فروری ۱۸۴۴ء مین ۳۴ پلٹن بنگال نے جسکو سندھ جانے کا حکم ہوا تھا وہان جانے سے فیروزپور مین انکار کیا اور بنگال کے ۷ رسالہ بنگال نے فیروزپور کے قریب اور ہندوستانی توپخانہ نے کیا کہ جب تک بھتہ انکو نہ دیا جائیگا وہ وہان نہین جائینگے۔ یہہ تجویز ہوئی کہ نافرمان سپاہ میرٹھ اور لدھیانہ کی چھاونیون مین جہان گورون کی سپاہ بہت سی ہے بھیجدی جائے وہان انکے ہتھیار لے لیئے جائین کہ اسپر ان چھاونیون کی گورون کی پلٹن نے یہہ کہا کہ ہندوستانی سپاہی اپنا حق مانگتے ہین ہم انکے برخلاف یہہ کام نہین کرینگے اسلیئے یہہ تجویز ہتھیار لینے اور موقوف کرنے کی ملتوی کی گئی اس نافرمان سپاہ کو حکم ہوا کہ جن چھاونیون سے وہ آئے ہین انہین واپس چلے جائین اور گورنر جنرل کے حکم کے منتظر رہین اور انکی جگہہ سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ سندھ کو جائین وہ سرحد پر آئین کہ ۶۹۔ اور ۴۔ رجمنٹون نے کہا کہ ہم جہاز مین جبتک نہین سوار ہونگے کہ ہم کو بھتہ نہ دیا جائیگا۔ آدھے سپاہیون کو افسرون نے کہہ سنکر راضی کرلیا وہ دریا کے کنارہ پر آئین اور کشتیون مین سوار ہونے کے لیئے راضی ہو گئین۔ پھر انکے ہمراہی بھی جانے کو راضی ہو گئے اور رجمنٹین بھی راضی ہو گئین لیکن فیروزپور مین ۴۔ رجمنٹ اور ۶۹۔ رجمنٹ نے بغاوت اختیار کی اور سپاہیون نے ایسی بیباکی اختیار کی تھی کہ ایک نوجوان افسر فلپ گولڈین نے ایک سپاہی کے سنگین ماری جسپر اس افسر نے غصہ مین آکر دو سپاہیون کو زخمی کیا۔ یہہ بغاوت ایسی نہ تھی کہ جس مین سپاہی افسرون کے قتل کرنے کا ارادہ کرتے۔ لارڈ ایلن برا نے سر رابرٹ ڈک کو اس بغاوت کے فرو کرنے کے لیئے مقرر کیا تھا جو اس کام کے لیئے سب طرح سے سزاوار تھے۔ ۶۴ رجمنٹ نے جسنے دوسری جنگ افغانستان مین بڑے کارہا نمایان کیئے تھے لدھیانہ مین سندھ مین جانے سے اگر اسکو بھتہ نہ دیا جائے انکار کیا اور بہت سی بیہودہ عرضیان اڈجوٹنٹ کو بھیجین۔ ۱۵۔ فروری کو اسکو بنارس جانے کا حکم ہوا جنرل ایسٹ جو سپاہیون کی زبان سے خوب واقف تھے اور پرانے تجربہ کار تھے انہون نے انبالہ مین

سپاہ کو قیام کا حکم دیا اور ہر کمپنی کے افسر کو جدا جدا بلا کر سپاہیون کا حال استفسار کیا تو افسرون نے عرض کیا کہ عرضیان بھیجنی چند بدمعاشون کا کام تھا سپاہ سندھ جانے کو راضی ہے بھتہ کا اثر سپاہیون پر کچھ نہین ہے اسلیئے پھر رجمنٹ سندھ کو روانہ ہوئی پھر اسنے مدکی پر پہنچ کر نافرمانی کے آثار نمودار کیئے اور بھتہ ملنے کی درخواست کی مسٹر موس لی نے اسکو بھتہ دینے کا وعدہ کیا کہ اگر سرکار نہ دیگی تو مین اپنے پاس سے دونگا اس خوفناک غلطی کا پھل بڑا تلخ ہوا تقسیم تنخواہ کا دن آیا تو موس لی صاحب نے ایک جعلی بل آیندہ بھتہ ملنے کا بنایا جس سے ان کا قصور اور بھی بڑھ گیا۔ شکارپور مین ناک وقت آیا۔ سندھ کی لڑائی کا بھتہ نہ آیا تو سپاہ نے اپنی تنخواہ ماہ وجب کے لینے سے انکار کیا۔

سندھ مین گورنر نپیر کے ماتحت جنرل ہنٹر تھے جو اپنی خوش اخلاقی کے سبب سے سپاہ کو بہت عزیز تھے جب انکو یہہ معلوم ہوا کہ سپاہ نے اپنی تنخواہ لینے سے انکار کیا تو وہ خود تنخواہ تقسیم کرنے آئے سپاہ کی ایک کمپنی نے اپنی تنخواہ لے لی دوسری کمپنی مین سے چار سپاہیون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا تو موس لی صاحب نے جرنیل ہنٹر سے عرض کیا کہ کل رجمنٹ تنخواہ لے لیگی اگر ان کے افسر تنخواہ تقسیم کرینگے۔ ہنٹر صاحب نے باستکراہ اس درخواست کو منظور کیا کہ پریڈ پر غل غپاڑہ سپاہیون نے مچانا شروع کیا ہنٹر صاحب نے سمجھایا کہ سپاہیون کو یہہ کام کرنا زیبا نہین ہے تو انہون نے کہا کہ ہم سے سندھ جانے کے لیئے بھتہ کا جھوٹا وعدہ کیا گیا پھر انہون نے اس بوڑھے افسر اور اور افسرون پر جو انکی امداد کے لیئے آئے اینٹ پتھر پھینکنے شروع کیئے۔ رات تو ہنٹر صاحب کی فکر مین بسر ہوئی صبح کو پریڈ ہوئی انہون نے ۶۴ رجمنٹ کو دیکھا کہ وہ پریڈ بڑی خوشنما کھڑی ہے کوئی نافرمانی نہین پائی جاتی صرف ایک کمپنی کے دس سپاہیون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا سپاہیون کا حال بچون کا سا ہوتا ہے کہ ان کے افعال کا کوئی سبب نہین بتایا جا سکتا۔ ۶۴ رجمنٹ نے بغاوت اختیار کی ہر چند جرنیل ہنٹر نے انکو سمجھایا مگر وہ اسکے کہنے مین نہین آئے سب باتون کا یہی جواب دیا کہ جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ دلواؤ۔ جرنیل ہنٹر نے جدا جدا ہر کمپنی مین سے ایک ایک آدمی کو بلا کر انکی شکایت کو سنا ہر ایک نے یہی شکایت کی کہ ہمکو بھتے کے باب مین دھوکا دیا گیا غرض آخر کو یہہ فیصلہ ہوا تھا کہ بھتہ جو بارہ روپیہ مہینہ دیا جاتا تھا وہ آٹھ روپیہ دیا جائے جو پالک صاحب کی لشکر کشی کابل مین دیا گیا تھا۔ کرنیل موس لی یہان کی چھاونی سے علیحدہ کئے گیئے اور ۶۴ رجمنٹ کو سکھر

بھیجدیا۔ منٹر صاحب نے خدا کا شکریہ ادا کیا کہ سپاہ کی سرکشی بغیر کسی ایک خون کی بوند ٹپکنے کے ختم ہو گئی ۔

مدراس کی سپاہ کی بغاوت

بغاوت کے جرم کی سزا خواہ کچھ ہی دی جائے اُسّے اسکی بُرائی کا علاج نہین ہوتا۔ باغی رجمنٹین موقوف کی جائین ان کے سرغنون کو پھانسی دی جائے یا توپون کے منہ سے انکے چیتھڑے اڑائی جائین تو بھی یہہ مشکل حل نہین ہوتی کہ سندھ مین برٹش سپاہ کس طرح مقیم کی جائے ؟۔ پہلے گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہوا کہ صرف بنگال کی سپاہ مقیم رہی جو بمبئی اور مدراس کی سپاہ سے اچھی ہے مگر اس سپاہ نے جب یہہ اپنا رنگ دکھایا تو پھر یہہ ارادہ ہوا کہ اسکی بجائے بمبئی یا مدراس کی رجمنٹین متعین کی جائین۔ مگر بنگال کی سپاہ کے بھتہ طلب کرنے کی خواہش مدراس کی سپاہ مین بھی پیدا ہو گئی مگر بمبئی کی سپاہ اس طلب سے پاک تھی۔ جب جبل پور سے بنگال کی سپاہ سندھ کو چلی گئی تھی تو اسکی جگہہ مدراس کے سوارون کی رجمنٹ بھیجی گئی تھی توسیع ملک ہوتی تھی اور اسکے متناسب افزائش سپاہ نہین ہوتی تھی تو اسکے نتایج مین سے ایک یہہ تھا کہ سپاہ کی اقامت کے حدود جو پریسیڈینسیون مین مقرر تھین وہ شکستہ ہوئین اگرچہ یہہ امر قابل اعتراض نہ تھا مگر وہ نظام سپاہ مین بغیر کسی خلل اندازی و فتور کے نہ ہوتا بظاہر یہہ کوئی بڑی بات نہین معلوم دیتی تھی کہ ایک پریسیڈنسی کی چھاونی کی سپاہ دوسری پریسیڈنسی کی چھاونی مین معین کی جائے یہہ گورنمنٹ کی بڑی خوش نصیبی ہوتی ہے کہ برخلاف دستور کوئی حکم دیا جائے مگر انکے نتایج سے گورنمنٹ کو دقتین نہ پیش آئین مدراس کی رجمنٹ سوارون کی جو جبل پور مین بنگال کی سپاہ کی جگہہ بھیجی تو اس مین اور زیادہ دقت یہہ پیش آئی کہ مدراس کی سپاہ کا یہہ دستور تھا کہ وہ اپنے کنبے سمیت کوچ کیا کرتی تھی اور بنگال کی سپاہ کا کنبا گانوْن مین رہتا تھا۔ مدراس کے سپاہی کے لیئے اپنے کنبے کا ساتھ لے جانا اور اسکا خرچ اٹھانا وبال جان تھا رسالہ مذکور مین سوار اکثر اشراف مسلمان تھے جنکی عورتین پردہ نشین تھین اسلیئے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ مین انکے لے جانے مین اور زیادہ خرچ پڑتا تھا۔ رسالہ سوارون کا اس سبب سے اور زیادہ وقت مین تھا کہ ۱۸۴۳ع کے آخر مین اسکو یہہ توقع تھی کہ وہ ارکاٹ مین جا کر مقیم ہوگا اب اسکو کامیٹی سے جبل پور جانے کا حکم ہوا انکی مایوسی مین کمی اس حکم سے ہوئی کہ وہ جبل پور مین چند روز قیام کر کے پھر اپنی پریسیڈنسی مین واپس آ جائیگی اسلیئے وہ اپنے کنبے کو اپنی جگہہ پہ چھوڑ کر تنہا خود جبل پور چلے گیئے۔ جب انکو معلوم ہوا کہ یہان قیام بالاستقلال ہوگا اور

انکو خلاف امید بھتہ کم ملے گا سوار تو اس بھتے کے زیادہ ملنے سے اپنے غیر معمولی خرچ اٹھاتے تھے تنخواہ ایسی قلیل تھی کہ یہہ ناممکن تھا کہ وہ اپنے گھر خرچ کو بھیج سکتے اور آپ خود بھوکے نہ مرتے۔ غرض جب انہون نے دیکھا کہ جبل پور مین بھتہ کم ملے گا تو انہون نے اپنی ناراضی ظاہر کی انکے افسر میجر ٹیج فیلڈ تھے جو انکے ساتھ ہمدردی نہین کرتے تھے سوار حق ناحق اپنی مصیبتون کا الزام انکے سر پر لگاتے تھے اب انہون نے حکم عدولی شروع کی۔ جب انکو افسر فہمائش کرتے تو انکی سب باتون کے جواب مین یہہ کہتے کہ پیٹ کو روٹی دو۔ یہہ اچھا ہوا کہ اس رسالہ کی برطرفی سے زیادہ بھتہ ملنے کا حکم آگیا جس سے فساد بالکل رفع دفع ہوگیا۔ پھر مدراس پیدل ۴۷ رجمنٹ نے ایسے ہی وجوہ سے جو اوپر سوارون کی رجمنٹ کے لئے بیان ہوئین بغاوت اختیار کی۔ جنرل نے انکو سمجھایا کہ جو تم کو شکایت ہو اگر وہ سپاہیون کی طرح کروگے تو انکی تحقیقات کی جائیگی اور انکی اصلاح کی جائیگی۔ لیکن یہہ طریقہ و رویہ جو پریڈ پر تم نے اختیار کیا ہے اس سے چشم پوشی نہ کی جائیگی رجمنٹ اپنی لین کو چلی گئی بعض سرغنہ قید ہوئے۔ روپیہ سپاہیون کو پیشگی دیدیا گیا جس سے فساد رفع ہوگیا سپاہیون کی درخواست بجا تھی وہ گورے سپاہیون کی طرح زیادہ شراب پینے کے لئے زیادہ بھتہ نہین چاہتے تھے بلکہ اپنے عزیز بھوکے کنبے کی پرورش کے لئے وہ یہہ درخواست کرتے تھے جب اس افلاس سے انکے کنبے کی عزت جاتی تھی تو اضافہ کی درخواست کرتے تھے مگر بری طرح سے انکو سپاہیون کی طرح یہہ درخواست کرنی چاہیئے تھی مگر اسکو وہ یہہ جانتے تھے کہ کوئی سنے گا نہین۔

آخرکار بمبئی پریسیڈنسی مین سندھ داخل کیا گیا اور بمبئی کی سپاہ وہان متعلق کی گئی۔ اس بات کا ٹھیک ٹھیک بیان کرنا مشکل ہے کہ سندھ کی محافظت کے لئے جو ناقص تدابیر اختیار کی گئین اس سے ہندوستانی سپاہ کی ڈسپلین مین کتنا خلل پڑا یہہ بیماری ایسی تھی جسکا علاج کرنا مشکل تھا حکام مین اتفاق رائے نہ تھا جس سے بڑی دقتین پیش آئین کسی باغی رجمنٹ کا موقوف کردینا بغاوت کی صورت مین نہایت آسان اور ظاہر تدبیر ہے جو گورنمنٹ اختیار کرسکتی ہے مگر اس مین ناانصافی بھی ہے اور اسکا نتیجہ بھی خوفناک ہے ناانصافی تو یہہ ہے کہ اس مین خطاوار بے خطا دونو کو یکسان سزا دی جاتی ہے اور خوفناک نتیجہ یہہ ہے کہ موقوف شدہ سپاہی ملک مین بغاوت کے مواد جمع کرتے ہین سینکڑون سپاہی بھیجے جاتے ہین جو نہایت عمدہ لڑنا

جانتے ہین کہ وہ دشمنون کی سپاہ مین جاکر وہ سبق پڑھائین جو ہم نے انکو سکھائے ہین - ایک ہزار
آدمیون کو مفلس اور ذلیل بنانا سلطنت کی سلامتی کے لیئے بھی مضر ہے سزا دینے مین التوا کرنا
جرم کا معاف کرنا ہے اسواسطے یہہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ ۳۴ پیادہ پلٹن بنگال اور
سوارون کی ۷ رجمنٹ بنگال نے سرحد پر سکھ سپاہ کے سامنے جو بغاوت اختیار کی تو صدر مقامات
مین اسپر سخت مباحثے ہوئے کہ اسی مقام پر جہان سرکشی ہوئی تھی یا جرم کے مقام سے دور کے فاصلہ
لے جاکر سپاہ کو موقوف کرنا چاہیئے تھا - لارڈ ڈلہوزی کی راے یہہ تھی کہ فیروزپور مین لدھیانہ سے
گورون کی ایک رجمنٹ اور توپخانہ کو بلاکر اس سپاہ کو انکے روبرو بہت جلد موقوف کرنا چاہیئے تھا
لیکن یہہ معاملہ گورنمنٹ مین رجوع کیا گیا اور باغی رجمنٹین بغیر کسی سزا پانے کے لدھیانہ اور میرٹھ
بھیجی گئین کہ وہان سپریم گورنمنٹ کے حکم کی منتظر رہین پھر سپریم گورنمنٹ سے کمانڈر انچیف کو حکم
ہوا کہ وہ کام ایسی ہوشیاری سے کرے جس مین کوئی خرابی نہ ہو سات ان رسالہ کل باغی نہین ہوا تھا
دو سو سوار نمک حلال رہے تھے ڈسپلن اور قانون کا یہہ انتظار تھا کہ خطا وار بے خطا دونو ساتھ نہ نکال
کیئے جائین - لیکن ۳۴ رجمنٹ پیدل مین سب سپاہی اور افسر بغاوت کے رنگ مین رنگے ہوئے تھے
وہ ہندوستانی اور گورون کی سپاہ کے روبرو برطرف ہوئے - باغیون کی پیٹھ پر سے وردی
اُتاری گئی اور انکی رجمنٹ کا نمبر سپاہ کی فہرست سے خارج کیا گیا ✦

مدراس گورنمنٹ کو سپاہ کے برطرف کرنے مین بہ نسبت بنگال گورنمنٹ کے زیادہ دقت پیش آئی -
ایک رجمنٹ کو جسکے ہاتھ مین ہتھیار ہون سینکڑون میل تک ریل مین لے جانا اور اس سے خدمتین
لینا اور بہت ہفتہ تک یہہ دیکھنا کہ وہ اپنے کامون سے توبہ کرتی ہے اور اسکی سزا کو چھپائے رکھنا
جو تجویز ہو چکی ہے اور پھر اسکو سلامتی کے پنجرے کمین بند کر کے قید کرنا جس سے اس مین مقابلہ کرنے کی
قابلیت ہی نہ ہو اور پھر مدت کی مخفی سزا سے اسکی ملاقات کرانا اور بہت دیر کے بعد انتقام لینا یہہ سب
باتین ایسی ہین جنکو انگریز نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین ارکاٹ تک سفر کرانا ایسی حالت مین کہ وہ اپنی
سزا سے لاعلم ہو بڑا ظلم تھا اور یہہ بھی ناممکن تھا کہ سوارون کو اپنی بے عزتی کا جو ہونے والی تھی علم ہوتا
اور وہ چپ چاپ اپنے گھوڑون پر سوار تیز ہتھیار لیئے ہوئے چلے جاتے وہ مسلمان تھے غصے سے
بھرے ہوئے ہوتے تھے جو انتقام لینے کو نیکی جانتے تھے وہ اسطرح نہین جا سکتے تھے اس لیئے مدراس گورنمنٹ کو

انکے برطرف کرنے مین تامل ہوا اور اس تامل سے بہت سے مجرم سزا سے بچ گئے - لارڈ الین برا یہہ چاہتے تھے کہ یہہ رجمنٹ موقوف کی جائے انہون نے کہا کہ اس رجمنٹ کا چال چلن بڑا خراب ہے اور اسکے نتائج بُرے ہین کل ملک کی محافظت مین اس سے خلل پڑتا ہے۔ مگر یہہ رائے انکے اصول کے موافق نہ تھی کہ ہندوستانی سپاہ کو غلطیون اور دھوکہ مین آجانے کی سخت سزا دی جائے چند حاکم ایسے بھی زندہ تھے کہ ہندوستانی سپاہی کی لیاقتون کی بڑی قدر شناسی مہربانی کے ساتھ کرتے تھے اور اسکے ساتھ ہمدردی کرنے کو تیار تھے - اگرچہ لارڈ الین برا یہہ ٹھیک نہین جانتے تھے کہ سپاہ کی بغاوت کے معاملے کس طرح فیصلہ کرنا چاہئین اور وہ ان نتائج کا حساب صحیح صحیح کرنا نہین جانتے تھے کہ نرمی و سختی کے اندازون کو ایسا مناسب رکھین کہ نرمی کے سبب سے جرم کی مدد نہ ہو اور نہ سختی سے ظلم ہو۔ وہ وہان ناکامیاب رہے جہان اب تک کوئی اور کامیاب نہین ہوا تھا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ صرف ہندوستانی سپاہ کی عام بغاوت اصلی خوف ہماری سلطنت کے لیئے ہے اور انکو یقین تھا کہ سپاہیون کی خیرخواہی و وفاداری قائم رکھنے کا طریقہ یہہ ہے کہ سپاہیانہ شان و شوکت کی غذا انکی خدمات کو دی جائے یہہ کہنا انکا صحیح تھا سندھ کے الحاق کرنے سے جو بغاوتین پیدا ہوئین انکی سزائین گورنمنٹ نے دین وہ ضروری تھین انکی نسبت گورنمنٹ کے ذمے کوئی الزام نہین لگ سکتا ایک رجمنٹ کا برطرف کرنا اور رجمنٹون مین چند سرغنون کو سزا دینا اور باقی کو معاف کرنا اور ایک دو انگریزی افسرون کو بدنظمی پیدا کرنے کی سزا مین موقوف کرنا اور پہلے سال مین جنہون نے خدمات اچھی کین تھین انکو فیاضانہ عطیات عطا کرنا یہہ سب کام ایسے تھے کہ انہون نے بیماری کو نہین چھیڑا اور آیندہ کی صحت کا انتظام کیا اصل حقیقت یہہ ہے کہ ہندوستانی سپاہ کبھی بدروشی و سرتابی پر آمادہ نہین ہوتی جب تک گورنمنٹ کے ہاتھ سے اسکی دل آزاری نہین ہوتی اسپر سختی کرنا ایک جرم تھا مگر اس مین شبہہ نہین کہ نرمی کرنا بھی بڑی خطا تھی جب سپاہ یہہ جانتی ہے کہ ہم اپنی تنخواہ کی مقدار کے لیئے گورنمنٹ کو حکم دے سکتے ہین تو پھر گورنمنٹ کا اسپر تسلط کچھ باقی نہین رہتا - گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ان بغاوتون سے یہہ سبق سیکھے کہ سپاہ کو صاف صاف اسکی تنخواہ کے اور بھتے کے قواعد سنا دے ہر حال مین سپاہ کی تنخواہ کا کم کرنا بڑا خوفناک امر ہے - ایسی حالت مین تو انگریزی افسرون کے خیرخواہ رہنے مین بھی کلام ہے ان دو باتون کے مفصل نہ سمجھانے سے سپاہی رنجیدہ خاطر ہوتا ہے وہ اس مین جانتا ہے کہ دال مین

کچھ کالا کالا ہے اور اس مین دغا ہے جب اسکا حق یا جب ناحق تلف کیا جاتا ہے تو اسکے بحال کرنے کے لیے وہ ہنگامہ برپا کرتا ہے پھر گورنمنٹ کو نہایت مشکلات بیش آتی ہین پھر وہ اسکو برائیون مین کسی کو اختیار کرنا پڑتا ہے نرمی کے یا سختی کے اختیار کرنے مین غالباً افسوسناک غلطیان ہوتی ہین ؛

باب ہم

ہندوستانی سپاہ

پٹنہ کی سازش

امن امان کا زمانہ تھوڑے ہی دنون رہا کہ سکھون کے ساتھ ہنگامہ جنگ وبنرد برپا ہوا جس سے ہندوستانی سپاہ کے دلون مین شان وشکوہ حاصل کرنے کی امنگ پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ مین پٹنہ مین ایک سازش کا سازوسامان تیار ہونے لگا۔ ستلج کے کنارہ پر تو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف سپہ آرائی مین مصروف تھے سب کی آنکھین اس طرف لگی ہوئی تھین۔ گنگا کے کنارہ پر کلکتہ سے چار سو میل پر پٹنہ مین ایک سازش ہورہی تھی جسکا بھانڈا پٹنہ کے مجسٹریٹ میجر روکروفٹ صاحب نے پھوڑدیا۔ اگرچہ اس سازش کی اصل حقیقت نہ معلوم ہوئی اور نہ معلوم ہو گی مگر اسکا مقصود اتنا معلوم ہوا کہ یہہ تھا کہ دینا پور کی چھاونی کے سپاہیون اور اسکے افسرون سے بڑے بڑے زمیندار سازش کرکے انگریزی سلطنت مین فتور ڈالین جسکے لیے ایسی ایسی افواہین اڑتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ہندوؤن کی جات کو خراب کرے اور مسلمانون کے ختنہ کو بند کرکے انکی مسلمانی سے محروم کرے اور انکی عورتون کو حکم دے کہ وہ بے پردہ ہوکر گھر سے باہر پھرا کرین۔ اگر ایسی کہانیون مین ذرا سا بھی سچ ہوتا ہے تو بہت لوگ انکو یقین کرنے لگتے ہین۔ تانباشد چیزکے مردم نہ گویند چیزہا۔ اب ایک اور شگوفہ کھلا کہ پٹنہ کالج کے پرنسپل کی درخواست سے پٹنے کے مجسٹریٹ نے مردم شماری شروع کی کہ جس سے معلوم ہو کہ مختلف جاتون اور پیشون اور حرفون کے کتنے کتنے باشندے ہین اس مردم شماری کو لوگون نے یہہ جانا کہ اس مین بھی کوئی نئی شاخ ہے جو رعایا کے زبردستی عیسائی بنانے کے لئے گورنمنٹ نے سوچی ہے مولویون اور پنڈتون نے سپاہ کے بہکانے پر کمر باندھی تھی کیونکہ انکا مقصد انگریزی حکومت کے استیصال کرنے کا جب تک حاصل نہین ہو سکتا تھا کہ سرکار سے سپاہ برگشتہ نہ کرین سپاہی جب رخصت پر اپنے

گانوؤن مین جاتے تو وہ بہکائے جاتے کہ جیسے جیل خانون مین کھانا پینا سب قیدیون کا ایک ہوگیا ہے اسی طرح چھاونیون مین سپاہیون کا اکل و شرب ایک ہونے والا ہے سپاہی کو اپنی ہنڈیا پکانے پر بھی اختیار نہین رہے گا - انگریزون اور سکھون مین جو ہنگامہ جنگ برپا تھا تو اسوقت مین یہہ یقین سمجھا جاتا تھا کہ لاکھون پنجابی آنکر انگریزون کو ہندوستان سے باہر سمندر مین نکال دین گے بہت سے نادان اس امید مین بیٹھے تھے کہ پٹنے کے برہمن افیون کے گودام کو جس مین گورمنٹ کا ڈیڑھ کروڑ روپیہ کا مال ہے لوٹین گے تمام بدمعاشون کی جماعتین لوٹ مار و قتل کرنے کے لیئے آمادہ بیٹھی تھین سازش کرنے والون نے یہہ خبر اڑائی کہ بادشاہ دہلی نے ایک معتبر ایجنٹ بھیجا ہے کہ وہ تمام رجمنٹون کے ہر ایک سپاہی اور ہر ایک افسر کو ایک مہینے کی تنخواہ دیدے بشرطیکہ ملک کے اس فساد مین جو برپا ہونے والا ہے کوئی سپاہی گورمنٹ کی حمایت کے لیئے اپنا ہاتھ ہلائے تمام زمیندار اور کاشتکار اور اہل شہر سرکشی کرنے پر آمادہ بیٹھے ہین بشرطیکہ سپاہی کچھ کام نہ کرین - اسطرح برٹش گورمنٹ اسسے پہلے غارت ہوجائیگی کہ وہ ہمارے مذہب کے غارت کرنے کے لیئے حملے کرے - جب سازش کرنے والے یہہ تدبیرین کر رہے تھے تو پہلی رجمنٹ کے ایک جمعدار نے اپنے افسر کو ان سب باتون کی اطلاع دی تو پھر بہت جلد اس سازش کی اصل حقیقت دریافت کرنے کے لیئے تفتیش ہونے لگی تو معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے اصل نہ تھین روپیہ سپاہیون کو رشوت دینے کے لیئے جمع ہو رہا تھا اور تقسیم کرنے کے لیئے تھیلیون مین بھرا ہوا دھرا تھا اسپر حاکمون کا اتفاق راے ہوا کہ یہہ جمعدار اور دوسرا اور کوئی معتبر افسر رشوت کے روپیہ کو لے لے اور پھر اسکو اظہار کرے - رجمنٹ کا ایک حصہ گیا کو جاتا تھا جسکے ساتھ یہہ دو جمعدار تھے راہ مین ایک یکہ مین دو معزز مسلمان اچھے کپڑے پہنے ہوئے یون ہی جمعدارون سے ملے یا وہ اوڑکر انسے ملنے گئے تھے انہون نے جمعدارون کو روپیہ دیا اور کہا کہ اورون کے دینے کے لیئے بھی روپیہ لیا گیا ہی اور اسی مطلب کے لیئے بہت سا روپیہ آنے والا ہے بس روپیہ کے اسطرح تقسیم ہونے سے زیادہ کیا اور ثبوت سازش کے لیئے ہو سکتا ہے روپیہ کو تو آدمی اس چیز کے لیئے خرچ کرتا ہے جس کا وہ بڑا شائق ہوتا ہے - ایک اور ہندوستانی افسر نے بھی رشوت مین روپیہ لیا تھا اور رجمنٹ کا منشی اس سازش مین شریک تھا اس سازش کو گروفٹ صاحب نے آگے چلنے نہین دیا جو بڑی سازش کرنے والے تھے انکے پھانسی دینے سے سازش کا پردہ فاش ہوگیا اور پھر بالکل

امن امان ہوگیا۔ فساد کا خرخشہ باقی نہین رہا۔ دینا پورمین اور دور رجمنٹون کو اسطرح رشوتین دی جارہی تھین مگر روگروفنٹ صاحب نے انکو پکڑلیا۔ اس سازش مین بڑے بڑے نام بیان کیئے جاتے تھے کہ بادشاہ دہلی کی طرف سے حکم آیا ہے مہاراجہ نیپال سپاہ بھیجنے کو تیار ہین کہ میدانی ملک مین جہاڑو پھیرے یہہ بھی کہاگیا کہ اس سازش کے بانی اول سکھہ ہین۔ تحقیقات مین ایک گواہ نے اول ساڑھے ہاتھ لمبا پیش کیا جسمین پٹنے کے صدہا ہندو مسلمان رئیسون کے نام لکھے ہوئے تھے انہون نے آپس مین عہد کیا تھا کہ ہم اپنے مذہب کی حمایت مین جان دیدینگے یہان خواندہ ناخواندہ آدمیون کو اپنے سچے دل سے یقین تھا کہ برٹش گورنمنٹ کا مقصد عظیم یہہ ہے کہ سب لوگون کو بن جات فرنگیون کی طرح بنالین اس یقین کے سبب سے گورنر بنگال نے یہہ اشتہار جاری کیا کہ برٹش گورنمنٹ نے کبھی مذہب مین مداخلت نہین کی آیندہ رعایا کو یقین رہے کہ وہ اس ملک کے مذہب مین کبھی مداخلت نہین کریگی۔ لوگون کو یقین تھا کہ برٹش گورنمنٹ کو سکھون کے ساتھہ لڑائی مین بڑی ہزیمت ہوگی۔ لیکن لارڈ ہارڈنگ اور لارڈ گوف نے جو پنجاب مین فتوح حاصل کین تو لوگون کے یہہ سارے یقین اڑگئے اس سے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سپاہ کے اخلاق پر بڑا اثر پڑا اور پھر کسی سازش کا خوف خطر نہ رہا سپاہیون کو پنجاب کی فتح کرنے پر فخرو ناز تھا انکو اس فتح سے روپیہ کا بھی فائدہ حاصل ہوا۔ پنجاب بھی سندھہ کی طرح سرکاری عملداری مین الحاق کیاگیا تو بھتہ کا وہی جھگڑا جو سندھہ کے الحاق مین ہوا تھا کھڑا ہوا کہ ملک کے فتح کرنے سے وہ کیون موقوف کیا جائے +

پنجاب مین جو رجمنٹین بالفعل موجود تھین اور قدیمی اضلاع سے جو اور جانے والی تھین انہون نے اپنا یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ بھتہ کے اضافہ کے لیئے تکرار اور حجت کرینگے اور بھتہ کے کم لینے سے محض انکار آپس مین رجمنٹون نے ایکا کرکے اپنے اس ارادہ کو پختہ کرلیا۔ سب سے اول راولپنڈی مین اس ناراضی کا ظہور ہوا۔ جولای سنہ ۱۸۴۹ع مین ۲۲۔ رجمنٹ نے تنخواہ لینے سے انکار کیا۔ یہہ معلوم ہوا کہ پنجاب مین ہندوستانی رجمنٹین اسی اضافہ بھتہ کے لیئے بگڑینگی اور انکا بگڑنا اس نئے ملک مین جسمین پہلے ہی خالصہ سپاہی بیکار بیٹھے ہین بڑا اندیشہ ناک ہے۔ اس بگاڑ کے سنوارنے مین سرکولن کیمبل صاحب نے اپنی فرزانگی اور دانائی سے بڑی عمدہ تدبیرین حزم و احتیاط کے ساتھہ کین شملہ مین سرچارلس نیپیر

پنجاب مین ۱۸۴۹ع - ۱۸۵۰ع مین سندھ کی بغاوتین

کمانڈرانچیف اور گورنر جنرل کو یہہ خبر پہنچی کہ راول پنڈی مین ایک رجمنٹ نے بلکہ دو نے تنخواہ لینے سے انکار کیا۔ اور وزیر آباد مین چار رجمنٹیں اور جہلم مین دو رجمنٹین بھی اس طرح بگڑنے کو تیار ہین تو نے پیر وڈیل ہوزی نے کونسل جمع کی اور اسپر مباحثہ ہوا کہ جن رجمنٹون نے سرکار کے حکم سے یہہ سرتابی کی ہے کہ تنخواہ کے لینے سے انکار کیا ہے وہ موقوف ہونے کی مستحق ہین یا نہین؟ اس کمین اختلاف رائے ہوا۔ سر چارلس نے سر کیمبل صاحب کو لکھا کہ ناراض پلٹنون کو انکی حماقت پر تنبیہہ کردے اور خانگی چھٹی مین لکھا کہ اگر سپاہی اپنی ہٹ سے نہ ہٹین تو یوروپین رجمنٹون کو انکے دبانے کے لیئے بلالے کہ سرکشی کی صورت مین ہندوستانی سپاہیون کو وہ ٹھیک بنا سکین نے پیر صاحب کو اپنے دورہ مین معلوم ہوا کہ تمام رجمنٹون نے آپس مین اتفاق کرلیا ہے کہ پنجاب مین جب تک زیادہ بھتہ نہ ملے تو وہ اپنا کام نہ کرین اور انہون نے یہہ افواہین بھی سنین کہ ۲۴ پلٹنین نام کٹانے کو تیار ہین اسلیئے انہون نے جانا کہ بغاوت مین تو اسوقت التوا ہے مگر وہ ایک دن ہونے والی ہے۔ وزیر آباد مین اول بغاوت نمایان ہوئی۔ یہان کے کمانڈر جان ہیرسی بڑے دانا قابل لائق اور آزمودہ کار اور سپاہیون کی عادات و مزاج و زبان سے خوب واقف کار تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جبر انتظام و تالیف قلوب سے رجمنٹ کا مزاج ٹھیک رہ سکتا ہے انہون نے پریڈ پر سپاہ کے روبرو ایسی تقریر دلپذیر پرتاثیر کی کہ سپاہ پر اسکا اثر سحر کا سا ہوا سپاہی اپنی حرکت پر شرمندہ ہوکر سرنگون ہوئے اور بعض کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ سب نے تنخواہ لے لی۔ جن چار سپاہیون نے اول تنخواہ لینے سے انکار کیا تھا انکو باشقت قید کا حکم ہوا۔ سرطرک ان سے سپاہ کے روبرو کٹوائی گئی۔ تین سرغنون کو جو ہر ایک کمپنی مین بہکانے پھرتے تھے کورٹ مارشل سے چودہ چودہ برس کی قید ہوئی مگر کمانڈرانچیف نے اور مجرمون کو اور دو افسرون کو جو اس جرم کے مرتکب ہوئے تھے پھانسی کے لیئے لکھا مگر انپر رحم کیا گیا کہ وہ جلا وطن عمر بھر کے لیئے کئے گئے اور نے پیر صاحب نے اپنے جنرل اورڈر بک مین لکھا کہ یہہ قیدی جلا وطنی مین اپنے جرمون پر پچھتائین گے وہ ہمیشہ کے لیئے اپنے وطن سے اپنے عزیز و اقارب سے پردیس مین سمندر کے پار جدا ہونگے انکی زندگی بڑی مصیبت سے بسر ہوگی مین اس سزا کی اصلاح نہین کر سکتا وہ زندہ مثالین قسمت کے مارے ہوئے مصیبت زدون کی اُن لوگون کے لیئے ہونگی جو اپنے علمون سے دغا بازی کرتے ہین۔

سپاہیون کے خطون کا بوجھ جو ڈاک کے چپراسی لادے پھرتے تھے اُن مین سے بہت سے خط کھولکر دیکھے گئے تو انہین کسی کے اندر بہتہ کا ذکر کچھ نہ تھا۔ ۶۶۔ رجمنٹ نے گوبندگڈہ مین بغاوت کی پہ پڈیر پڑا غل غپاڑہ مچایا اور قلعہ کے دروازہ پر قبضہ کرنا چاہا کہ جسکے سبب سے قلعہ کے باہر خیر خواہ سپاہ سے کوئی آمد و رفت نہ ہو سکے لیکن ہندوستانی سوارون کے پہلے رسالہ نے قلعہ کے دروازہ پر ان کو قبضہ نہ کرنے دیا۔ اس قصور مین ۶۶ رجمنٹ کا نام سپاہ کی فہرست سے کاٹا گیا اور انکی جگہہ گورکھون کی پلٹن بھرتی کی گئی بس اس رجمنٹ کے برطرف ہونے سے بغاوت بالکل موقوف ہوگئی۔ برہمنون نے دیکھ لیا کہ ہماری جگہہ گورکھے بھرتی ہونے لگے جو ہماری برابر بہادر مین اسلیئے پھر انہون نے بغاوت نہین اختیار کی یہہ بیان کرنا ضرور ہے کہ گورنمنٹ کا یہہ قاعدہ تھا کہ سپاہیون کی خوراک کی اجناس کی جب قیمت معمولی قیمت سے گران ہو جاتی تو اس گرانی کا معاوضہ سپاہیون کو دیتی تھی ۱۸۲۱ء مین تو یہہ معاوضہ صرف آٹے کی بابت ملتا تھا لیکن ۱۸۴۴ء مین سب اجناس خوراک کی گرانی کے لیئے یہہ معاوضہ ملنے لگا۔ پھر ۱۸۴۵ء مین یہہ قاعدہ بدلا گیا کہ سب جنسون کی گرانی کے اوسط پر معاوضہ ملنے لگا۔ ۱۸۴۴ء کا قاعدہ بہ نسبت ۱۸۴۵ء کے سپاہیون کے حق مین مفید تھا وہی سرچارلس نیپیر کی سپاہ کے لیئے جاری کیا

ڈلہوزی اور نیپیر

جب پنجاب مین کمانڈرانچیف نیپیر نے سپاہ کے بھتہ کا قاعدہ درست کیا ہے تو گورنر جنرل سمندر مین تھے جہان سررشتہ کی خط و کتابت حسب ضابطہ نہین ہو سکتی تھی۔ جب وہ سمندر سے مراجعت کر کے آئے تو انہون نے دیکھا کہ نیپیر نے بغیر انکی اجازت و حکم کے بھتہ بڑھا دیا اسکا جواب جب نیپیر سے طلب کیا تو انہون نے یہہ جواب دیا کہ جنوری ۱۸۵۰ء مین سپاہ بغاوت پر تلی بیٹھی تھی ملک معرض خطر مین تھا اسلیئے مین اپنے اختیار سے بھتہ بڑھانے مین التوا نہین کر سکتا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی اس نیپیر کے سوال کے جواب سے بڑے ناخوش ہوئے اور اسکو مانا نہین بلکہ اسکے برخلاف بیان کیا کہ نہ ملک معرض خطر مین تھا نہ سپاہ بر سر بغاوت تھی غرض ان دونون مین اس بات پر ایسی شکر رنجی ہوئی کہ سرچارلس نیپیر نے استعفا دیدیا۔ اب انکی عمر ستر برس کی ہوگئی تھی وطن مین آرام کرنے کے دن آ گئے تھے۔ ہندوستان کی آب و ہوا مین کام کرنا انکے لیئے مناسب حال نہ تھا۔ جب سپاہ تنخواہ اور بھتے کے سبب سے ناراض ہوتی تو اسکی دو صورتین ہوتین کہ گیا تو سپاہ جو مانگتی ہے وہ اسکو گورنمنٹ دیدے یا اسکے نہ دینے مین اصرار کرے۔

جب ضرورت کا وقت آن کر پڑتا ہے تو بڑی مشکل اس بات کے فیصلہ کرنے مین آن کر پڑتی ہے کہ ان دونو باتون مین سے کس بات کے اختیار کرنے مین زیادہ برائی ہے اب دونو باتون مین سے جس بات کو اختیار کیا اسکے برخلاف ڈیل ہوزی نے دوسری بات کو اختیار کیا۔ غرض ان دو باتون کی ضرورت اسوقت آن کر پڑی کہ سندھ اور پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیے گئے سپاہ نے بھی ان الحاقون ہی پر اپنے بھتے اور تنخواہ کے اضافہ ہونے پر اپنی ناراضی ظاہر کی اور سرتابی نہ کی اگر سپاہیون کو پہلے سے سمجھا دیا جاتا کہ جب انکو اپنے گھرون سے دور جانا پڑیگا اور ایسی حالتین پیش آئینگی کہ انکو سندھ اور پنجاب مین خدمت گزاری مین بہ نسبت قدیمی اضلاع کے زیادہ تکلیف ہوگی تو خاص انکی تنخواہ اور بھتہ مین اضافہ ہوگا تو سپاہی سمجھتا کہ ہمارے آقاؤن نے ہمارے حق مین انصاف کیا اور وہ اسکا احسانمند ہوتا اور اپنے مالکون کی عدل کی ثناخوانی کرتا مگر جب سپاہی نے اپنی درخواستون کے قبول کرنے مین اپنے آقاؤن کا انصاف نہین دیکھا بلکہ دہشت تو اُسنے اپنی ناراضی ظاہر کی اور گورنمنٹ کے ساتھ اپنی الفت ومحبت مین کمی کی۔

باب یازدہم

سپاہ کے باب مین مباحثات

سپاہ کے اخلاق کا بگڑنا

اس زمانہ کے بعد پھر امن امان کا زمانہ آیا۔ لارڈ ڈیل ہوزی کے باقی عہد حکومت مین سپاہ نے کوئی فساد نہین مچایا جس سے ان کے اس یقین واثق مین کہ سپاہ بڑی وفادار جان نثار ہے کوئی شک شبہ واقع ہوتا بعض دانشمند اسوقت ایسے موجود تھے جو یہہ کہتے تھے کہ بنگال کی سپاہ کی سرشت ہی ایسی ہے کہ اسکا مغز گلا سڑا ہے اسمین عیبون کے داغ ایسے لگے ہوئے ہین کہ وہ کسی طرح مٹائے نہین مٹ سکتے بنگال کی سپاہ کے نظام پر بڑے بڑے مدبران ملکی کی رائون مین بڑا اختلاف تھا زمین آسمان کا فرق تھا ایک روز کہتا تھا تو دوسرا شب۔ بعض بنگال کے افسرون نے دانشمندانہ تحریرین کین کہ سپاہ مین بہت سی برائیون کے خطرناک آثار نمودار ہو رہے ہین تو افسرون کی نسبت کہا گیا کہ وہ اپنی خانہ خرابی خود ہی کرتے ہین اور اپنے دل کی کمزوری کے سبب ناحق ڈراتے اور چونکاتے ہین انکی باتین ذراسی بھی توجہ کے قابل نہین

غرض اس بات کا عموماً یقین تھا کہ یہہ سپاہ دنیا کی چیدہ وعمدہ سپاہیون مین سے ایک ہے اس سے
ظاہری شرارت ظہور مین نہین آتی تھی اسلیئے ارادۂ اسکے باطن مین زہریلی علامت کی تفتیش نہین کی جاتی
تھی بنگال کی سپاہ نے اپنی گستاخانہ بدخوئی کو چند دفعہ ایسا ظاہر کیا تھا کہ وہ اہل یوروپ کی سپاہیانہ
نگاہ مین بڑی جرم نظر آتے تھے مگر اسکے صد سالہ جان نثار خدمات کے دامن پر ان چند دھبون سے اسکی
پاک دامنی ناپاک نہین ہوسکتی تھی یہہ ممکن نہین تھا کہ یہہ چند مستثنے خطائین انگریزون کے دلون سے ان
کارہا رنمایان کو محو وحک کر دیتین جنسے کہ انکی سلطنت عظیم قایم ہوئی تھی یہہ بات بھی انکی خاطر سے فراموش
نہین ہوسکتی تھی کہ سپاہ کے یہہ جرم اس حالت مین صادر ہوتے تھے کہ افسران انگریزی یا گورنمنٹ کی طرف سے
کوئی بدنظمی ہوتی تھی جنکی وہ خدمت وملازمت کرتی تھی۔ ہندوستانی ریاستون مین جس قسم کے سپاہی تھے
اس قسم کے سپاہی سرکار کمپنی کی سپاہ مین تھے ان سپاہیون کو انگریز دیکھ چکے تھے کہ اپنے آقاؤن سے
کس طرح سے بگڑ کر اپنی ساری قوت سے انکے تباہ وبرباد کرنے کو تیار ہو جاتے تھے مرہٹون اور سکھون
کے سپاہیون کی مثالین انکی آنکھون کے سامنے موجود تھین مگر وہ ان مثالون کا مصداق اپنی سپاہ کو اس
وجہ سے نہین جانتے تھے کہ گو سپاہی سرکار سے محبت نہین رکھتے تھے مگر اپنی تنخواہ کو بڑا عزیز رکھتے تھے۔

یہہ امر طبع بشری کا مقتضا تھا اور تعریف کے قابل تھا کہ ہندوستانی سپاہ نے جو اپنے انگریزی آقاؤن
کی عمدہ نیک خدمات کین تھین وہ یاد رکھی جائین اور کل سپاہ پر اعتبار واعتماد کیا جائے۔ انکی خصلت مین
کوئی بات ایسی نہ تھی کہ وہ اس اعتبار کو کھوتی۔ یہہ جو انہون نے سرکشیان اور نافرمانیان کین وہ انکی طفلانہ
شوخیان اور گستاخیان تھین کوئی اس مین انکا مستقل ارادہ مردانہ نہ تھا انہون نے اپنا مزاج ایسا
تبلایا کہ وہ اپنے تئین جتنا زیادہ نقصان پہنچاتے ہین ایسا اورون کو نقصان نہین پہنچاتے اس بات کا یقین
کرنا ان لوگون کو آسان نہ تھا جو انکو یہہ جانتے تھے کہ ان مین یہہ قابلیت ہے کہ وہ کوئی سخت خونریز صدمہ
پہنچا سکتے ہین سپاہی کی سیرت متلون صفات سے مرکب ہوئی تھی کہ جنمین ضعیف اور کم اندیشہ ناک صفتون کا غلبہ تھا
اگرچہ انگریز یہہ جانتے تھے کہ ہندوستانی سپاہی کو اپنے سے ملانا نہایت مشکل ہے مگر وہ یہہ نہین جانتے تھے
کہ انہون نے اسکو وحشتناک آدمی بنایا ہے اور اپنی آستین مین کالا سانپ پالا ہے۔ جب ہندوستانی
سپاہ حالت طفلی مین تھی تو ایک مدراس کے سپاہی نے مسٹر بیلی برٹن کا گلا کاٹا تو فوراً ہی دوسرے
ہندوستانی سپاہی نے قاتل کو مار ڈالا اور اس دن سے کہ بولارم مین کولن میکنزی کو انکے اپنے ہی

برگیڈ کے سواروں نے قریب القتل کیا تھا تو قتل کا کوئی واقعہ ایسا نہین واقع ہوا کہ انڈین اسپائز کی سپاہ کی تاریخ پر داغ لگاتا تمام سپاہیون مین اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہین ایک مستثنے بداخلاقی ہے ہم یہہ نہین کہہ سکتے کہ ایک بدذات سپاہی نے خونریزی کا کام کیا اسکی ساری سپاہ بدذات خونریزی یہہ ایک عجیب بات ہے کہ ہندوستانی سپاہی کی سیرت اجزاء متناقض سے مرکب ہے اسکی خصلت مین اسلیئے مخالف اوصاف مخلوط ہوتے ہین کہ جو بظاہر یہہ معلوم ہوتے ہین کہ کبھی آپسمین مصالحت و موافقت سے نہین رہ سکتے۔ یہہ ہندوستانی سپاہی سادہ لوح ہوتا ہے مگر کپٹی فریبیا سریع الاعتقاد ہوتا ہے جو آسانی سے اورون کے دم مین آجاتا ہے لیکن اندرونی یقینات مین بڑا پکا ہوتا ہے۔ ایام طفلی مین تربیت پذیر ہوتا ہے مگر جوانی مین بڑا سخت مٹیلا ہوتا ہے پارسا متقی مگر تن پرور و نفس پرور۔ خاموش مگر تیز مزاج بھلا مانس مگر ظالم اپنی روزانہ زندگی مین ناتوان و کاہل مگر نہایت مستعدی سے جید کام کرنے کے قابل بعض اوقات کھلاڑی بعض اوقات غبی آسانی سے بلندی پر چڑھنے والا اور نیچے گرنے والا چھاونی مین خوش مزاج خندہ پیشانی زجبین بجبین اسکی طبیعت مین عموماً زندہ دلی ہوتی ہے مگر بعض اوقات وہ غلط خیالات بھی سوچتا ہی اگر ایکدفعہ اسکی روح مین کوئی مغالطہ بیٹھ جائے تو پھر اس سے بداندیشی کا زہر نہین رفع ہو سکتا۔ اب انگریز اس بات کو سمجھتے ہین کہ سپاہی کی سیرت مین یہہ صفات بڑی خوفناک تھین اسواسطے کہ اسکی بھل منسایت اور خوش مفرح صفتین تو ظاہر معلوم ہوتی تھین اور جلدی سے انکی قدرشناسی ہونے لگتی تھی اور اندرونی کریہ و زشت اوصاف تاریکی مین اپنا بھیس بدلے ہوئے رہتے جو انگریزون کو انکی روزانہ ملاقات مین نہین معلوم ہوتے بس ظاہر مین ایسی باتین تھین کہ جس سے یوروپین افسرون کو سپاہ پر نہایت اعتبار و اعتماد ہوتا ہے اور بہت تھوڑی باتین ایسی تھین کہ سپاہ کی طرف سے انکے دل مین کوئی اضطرابی و بدگمانی پیدا ہوتی۔
یہہ سچ ہے کہ یہہ امر عقل کے خلاف تھا کہ جن اجنبی افسرون نے سپاہیون کو انکے اعلے اور معزز عہدون سے محروم کرکے خاک مین ملا دیا ہوان سے محبت و الفت کی امید کی جائے۔ لیکن انگریز کبھی اپنے منصب کی نسبت جو اسکو اجنبی غیرون کے گروہون مین حاصل ہے استدلال نہین کرتا وہ اس بات کو مان لیتا ہے کہ مجھے سب سپاہی پسند کرتے ہین اور ایسے ادب کی توقع

توقع رکھتا ہے لیکن برٹش افسر کا ادب ہندوستانی سپاہی اسکی خاطر سے نہین کرتے تھے اسلیئے کہ وہ اسکے رنگ سے اسکے مذہب سے اسکے عجیب اطوار سے اسکی حکمرانی کے طریقون سے نفرت رکھتے تھے مگر اس سبب سے ادب کرتے تھے کہ افسر کو فاتح فتح مجسم جانتے تھے ہندوستانی سپاہی کی خصائل مین اپنی بہادری کی ڈینگین مارنا اور شیخی بگھارنا بھی داخل ہے اسکی خصلت مین یہہ تناقض بھی ہے کہ ادھر اپنی بہادری کی شیخیان بگھارتا ادھر دلی یقین رکھتا ہے کہ انگریز افسر ہی نے مجھ مین بہادرانہ سپاہیانہ شکوہ و تکبر کا جذبہ پیدا کیا ہے یہی سبب تھا کہ سپاہی اپنے قدیمی کمانڈر افسر کی قبر پر چراغ جلاتے تھے اور جس جنرل کے ماتحت میدان جنگ مین لڑائی لڑتے تھے اسکی تصویر کو جنگ آزمودہ سپاہی سلام کرتے تھے اسکے سوار اور بھی اشراف انہ فیلنگس محبت و فیاضی کے سپاہ مین تھے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص افسرون کی ذات کے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔ سپاہی جو بہت سی لڑائیان کر چکا ہے وہ اپنے بیمار افسر کے بستر سے لگا ہوا اسطرح بیٹھا ہوتا ہی جیسے کہ کوئی عورت تیمارداری کے لیئے بیٹھتی ہے اور کپتان کے برانڈہ کے آگے زرد رنگ بچون کو بڑی محبت سے کھلا اور بہلا رہا ہے افسرون کے ساتھ اسکی محبت و پرستاری بے نظیر و بے عدیل ہین جب انگلش عورتین یہہ جانتی ہین کہ ہمارے گھر کا محافظ ہندوستانی سپاہی ہے تو ان کے دل مین کوئی خوف و خطر کا کھٹکا نہ رہتا وہ اسکو ساتھ لیکر ملک کے تمام طول و عرض مین بے خوف و خطر سفر کرتین انگریز صرف سپاہی کی شفقت اور محبت کے رخ کو دیکھتے تھے اور یہہ نہین جانتے تھے کہ اس ہموار سطح کے نیچے خوف و خطر گھات لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور حاکمون کے ساتھ انکی ظاہری محبت نے جو اعتبار و اعتماد انکے لیئے پیدا کیا تھا اسکے اندر جو خوف تھا اسکو انگریز یقین نہین کرتے تھے ✽

برٹش گورنمنٹ سپاہی کی عام نیک سیرت پر جو اعتماد رکھتی تھی وہ عقل کے موافق تھا لیکن اگر وہ اپنے نظام کو بالتفصیل دیکھنے تو اسکو شبہات پیدا ہوتے وہ اپنے نظام کو بحیثیت مجموعی صحیح سمجھتی مگر اسکے اجزا مین نقص ہونے کو قبول کرتی اور بہت سوچ بچار اور غور و خوض سے سپاہ کی اصلاح کے کار عظیم کو انجام دیتی بجائے اسکے لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستانی سپاہ کے باب مین یہہ شیخی کی بات کہی کہ اسکے لئے کسی بات کے جاننے کی ضرورت نہین رہی انکو چاہیئے تھا کہ سطاحت کو چھوڑ کر

نظام موجودہ کی تمام برائیون کے زخمون کی گہرائی کو ناپا ہوتا اور اپنی ساری قوت وزور سے انکو دور کیا ہوتا اپنر آگاہی کے لئے سامان موجود تھا بڑے بڑے پرانے تجربہ کار افسر انکو بتلانے کے لیئے موجود تھے کہ انکو کیا کرنا چاہیئے انکی کونسلرون کے درمیان اختلاف آرائی کے ایسے الجھیڑے پڑے ہوئے تھے کہ وہ سلجھنے کی قابل نہین تھے اینن ایک سفید مورتیش بڑے تجربہ کا دوسرے سفید ڈاڑھی کے چالیس برس کے آزمودہ کار کو جھٹلاتا تھا لارڈ ڈیل ہوزی کو جسکے ذمے ساری جواب دہی تھی ایک مشیر سمجھاتا کہ اب اس داغ کو دیکھیئے اور اسکے مٹانے کا قصد کیجیئے تو دوسرا مشیر کہتا کہ یہہ داغ نہین ہے بلکہ بڑا خوبصورت پھول ہے آپ اسکو ایسا ہی رہنے دیجے جیسا وہ ہے۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے عمدہ ملیٹری نکتہ چینیون اور عیب جوئی بینیون کی متضاد لڑنے والی رائیون کی کش مکش سے بچنے کے لیئے وہی کیا جو گورنر جنرل سابقہ کر گئے تھے انہون نے اس بات کو مان لیا کہ اگر پہلی دفعہ انہون نے ہندوستانی سپاہ کی ترکیب کو درست کیا تو وہ بعض لحاظ مین اس سپاہ سے مختلف ہوگی جو انکے سامنے موجود ہے وہ نظامون اور مسائل نظری سے نہین پیدا ہوئی اسکو تو حالتون نے پیدا کیا ہے اسلیئے بہتر ہے کہ جس طرح وہ پیدا ہوئی ہے اسی طرح وہ اپنی حالت پر چھوڑ دی جائے۔ تبدیلی بعض اوقات بڑی خطرناک ہوتی ہے اور اکثر غلط سمجھی جاتی ہی بے شک ہندوستانی سپاہ کے سمجھنے سے زیادہ مشکل کوئی اور سوال نہ تھا۔ یہہ ایک امر واقعی تھا کہ گورنر جنرل کے دل پر متواتر مخالف رائین ان نکات کو بیان کر کے اپنا زور لگاتی تھین جو سپاہ کے خیرخواہ اور موثر ہونے پر بڑا اثر رکھتی تھین جات کے سوال عظیم پر حاکمون کا اختلاف تھا۔ بعض یہہ کہتے تھے کہ یہہ ضرور ہونا چاہیئے کہ ہندوستانی رجمنٹون مین سپاہی زیادہ تر اونچی جات کے ہون کیونکہ ایسے سپاہیون مین ایسی عمدہ اور بہتر ین صفات اخلاقی اور جسمانی ہوتی ہین کہ جنکے سبب سے کامل سپاہی بن سکتا ہے اونچی حالت کے سپاہی کا دل بہادر ہوتا ہے اسکو سپاہی ہونے پر فخر ہوتا ہے وہ وجاہت رکھتا ہے وہ اپنے ملک کی اونے جات کے آدمیون کی نسبت زیادہ سپاہیانہ وضع رکھتا ہے اور بعض یہہ کہتے تھے کہ سپاہیون کی بھرتی مین جات کی تمیز کو دخل دینا نہین چاہیئے سپاہ کی ڈسپلن کے لیئے یہی بہتر ہے کہ اس مین برہمن اور رجپوت نہین بھرتی کیئے جائین بنگال اور بمبئی کے سپاہیون مین فرق یون بتلائے جاتے تھے بنگال کا سپاہی صورت شکل مین بمبئی و مدراس کے سپاہی کی نسبت زیادہ خوبصورت وجیہہ و مضبوط وبھلامانس نظر آتا ہے اسکے برخلاف یہہ کہا جاتا تھا کہ وہ بھلامانس بہ نسبت سپاہی ہونے کے زیادہ ہوتا ہے بنگال کی

سپاہ کی اصلی حالت اس سبب سے باغیانہ ہے کہ اس مین وہ سپاہی ہوتے ہین جنمین جات کا پاس بہ نسبت ڈسپلن کے زیادہ قوی ہوتا ہے اور سپاہی کے اپنی معاشرت کے دستور و رواج کو سرکار کی ضروریات پر غلبہ ہوتا ہے اس وجہ سے اس بات پر مناقشہ ہوتا تھا کہ بنگال کی سپاہ مین گھٹیا جات کے آدمی زیادہ بھرتی کیئے جائین اب اسکے برخلاف یہہ کہا جاتا تھا کہ ان جاتون کے خلط ملط کرنے سے ڈسپلن غارت ہوتی ہے جب ایک ادنے جات کا ان کمشند افسر اپنے عہدہ سے علیحدگی مین کسی برہمن سپاہی سے ملتا ہے تو وہ اسے پالاگن کرتا ہے یعنی اپنے سر کو اسکے پانؤن مین رکھتا ہے بس جس برہمن سپاہی کی یہہ تعظیم کی جائے تو وہی افسر کا آقا ہوگا۔ اسکا جواب یہہ دیا جاتا تھا کہ بنگال کے سپاہ کے افسرون کی کمزوری اور نفس پروری کی پرورش جات کا تکبر کرتا ہے مدراس اور بمبئی کے سپاہیون مین سب جاتین برابر ہین نہ اس سے عمدہ خدمت گزاری مین مخالفت ہوتی ہے نہ اندرونی ڈسپلن مین کوئی فتور ہوتا ہے ان سپاہیون مین اونچی جات کے سپاہی خوشی سے وہ کام کرتے ہین جنکے کرنے سے بنگال کی سپاہ کو انکار ہوتا ہے۔ نیچ جات کے افسرون کی اونچ جات کے سپاہی ایسی ہی تعظیم و تکریم کرتے ہین جسکے وہ سپاہ مین اعلے عہدہ رکھنے کے مستحق ہین یہہ بیان کیا گیا کہ بنگال مین برہمنون کا مذہب گھمنڈی اور پکا ہے وہ انگریزی افسرون کے خوفون کو خفیف جانتا ہے اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ ہم جسقدر چاہین جات کا پاس لحاظ نہ کرین مگر ہندوستانیون مین سے نہ جات کا پاس لحاظ نہین اڑا سکتے اسکا جواب الجواب یہہ دیا گیا کہ اور پریسیڈنسیون مین جات کا پاس و لحاظ اڑا دیا یہی سبق ہم بنگال مین کیون نہ سکھا سکینگے؟ اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ سپاہی جو کام پردیس غیر ملکون مین کرتے ہین انکو ایسی ترغیب نہین دی جاسکتی کہ وہی کام اپنے دیس مین کرنے لگین اونچ جات کے ہندوستانی جو بمبئی یا مدراس کی سپاہ مین بھرتی ہین وہ زیادہ تر اپنی برادری سے دور ہو جاتے ہین وہان جو کام کرتے ہین انکی خبر انکے گھر تک نہین پہنچتی۔ اسلیئے بمبئی مین جب سپاہی بھرتی ہوتا ہے تو وہ کام کرنے لگتا ہے جو بمبئی مین کیئے جاتے ہین اس مین اسکو وہ دقت نہین پیش آتی جو بنگال مین آتی ہے اس قسم کا ایک دوسرا سوال معرض بحث مین یہہ آیا کہ ہر رجمنٹ مین ایک ہی قوم کے سپاہی رکھے جائین یا مختلف قومون کے ملے جلے سپاہی رکھے جائین۔ اب اس سوال مین ایک طرف یہہ کہا جاتا تھا کہ ایک رجمنٹ مین مختلف قومون کے سپاہیون کے رکھنے کے سبب سے اس مین اندرونی اتحاد کی روک ہوگی اگر ایک ہی قوم کے سپاہی ایک رجمنٹ مین رکھے جائینگے مثلاً پٹھانون کی رجمنٹین گورکھون کی رجمنٹین سکھون کی رجمنٹین جدا جدا ہون تو سرکشی کے لیئے آپس مین متحد نہ زیادہ

آسان ہو جائے گا۔ اب اسکے برخلاف یہہ مناقشہ پیش ہوا کہ اگر رجمنٹون مین مختلف قومون اور جاتون کے سپاہی ہونگے تو ان مین خارجی اتحاد پیدا ہوگا کل سپاہ کے اغراض مشترکہ ہونگے ہین اگر قومون کی مخالفت مین اپنی سلامتی کی تلاش ہو تو وہ غالباً اسطرح زیادہ حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ رکھی جائین بہ نسبت اسکے کہ وہ اس مین مخلوط کر کے ایک مجموعہ غیر متجانس بنایا جائے یہہ امر زیادہ آسان ہے کہ ایک رجمنٹ اس دوسری رجمنٹ کی مثال مین پیروی نہ کرے جو اسے مختلف قوم کے آدمیون سے بنی ہے اور ملک کے مختلف حصہ مین رہتی ہے بہ نسبت اسکے کہ رجمنٹ کا آدھا حصہ دوسرے آدھے حصے کی پیروی نہ کرے یہہ امر زیادہ آسان ہے کہ ان سپاہیون کو برخلاف ان سپاہیون کے لڑایا جائے کہ جنہون نے آپس مین ایک دوسرے کی صورت نہین دیکھی بہ نسبت اسکے کہ ان سپاہیون سے لڑایا جائے کہ جنکے ساتھ وہ برسون رہے ہون گو ان مین جات کی برادری نہ ہو مگر کم از کم ہم خدمت ہونے کی برادری ہو۔ ایک پلٹن مین ہندو مسلمان دونو آپس مین ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھتے تھے اگر انکی پلٹنین جدا ہوتین تو ایک قوم کی پلٹن دوسری قوم کی پلٹن کی اگر وہ سرتابی کرتی تو سر کچلنے کو موجود ہوتی۔

اب یہہ ایک اور مباحثہ اس سوال کی نسبت پیش ہوا کہ سپاہ کے ایک مقام مین مقیم رہنے مین یا مختلف مقامات مین تبدیل ہونے مین کیا کیا فائدے اور نقصان ہین اور انمین کسکو ترجیح ہے بعض نے یہہ کہا کہ مختلف رجمنٹین سپاہیون کی علیحدہ علیحدہ اپنے ایک ہی مقام مین مختلف حصون مین خدمت کیا کرین سوا رجنگ کی خاص ضرورت کے۔ غرض ایک مقامی سپاہ ہو اورون نے یہہ کہا کہ جو بالفعل نظام ہے وہ اچھا ہے جس مین پلٹنین وقتاً فوقتاً ایک مقام سے دوسرے مقام مین بدلتی رہتی ہین جو آپس مین سیکڑون میلون کا فاصلہ رکھتی ہین ایک جانب یہہ دلیل پیش ہوئی کہ جب سپاہ ایک مقام مین مدت دراز تک رہیگی تو وہان کے آدمیون مین اسکا اثر و رعب داب بہت ہوگا اور اس مین یہہ خوف ہے کہ سپاہ اور غیر سپاہ کے آدمیون مین مضر تناک سازشین و آمیزشین ہون سپاہ کی مقامی سکونت مین یہہ خرابی ہے اب دوسری جانب سے یہہ عرض کیا گیا کہ یہہ امر خوفناک ہے کہ سپاہی آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ واقف ہو جائین اور انکے سپاہیون مین آپس مین دوستی ہو جائے کہ سازشون کے کرنے کے لیئے اتحاد کرنے کا دائرہ فراخ ہو کر کل ملک مین اپنا جال بچھا دے۔ دانشمند اور تجربہ کار ایک دوسرے کی رائیون کو قطع کرتے تھے اور ایسی متضاد لڑنے والی رائیون سے ناممکن تھا کہ کوئی سچی بات تحقیق معلوم ہوتی *

بیوی بچون کا ساتھ ہونا

اس سوال پر بڑا مباحثہ ہوا کہ سپاہ وفادار جان نثار اور راشردار اس صورت مین بن سکتی ہے کہ سپاہی اپنے کنبے سے جدا رہے یا اپنے اہل وعیال کو اپنے ساتھ رجمنٹون مین رکھے اور اسکے متعلقین اسکی نسبت مین شریک رہین۔ بنگال سپاہ مین سپاہی اپنے کنبے سے جدا رہتے تھے اور مدراس مین زیادہ اور بمبئی مین کم سپاہی اپنے بیوی بچون کو اپنے ساتھ رکھتے تھے ان دونو نظامون مین سے ہر یک کے طرفدار وحامی تھے اور انکے خاص فائدے بتاتے تھے۔ بنگال کا سپاہی ایام رخصت مین اپنے کنبے مین جاتا تھا اور اسکو اپنی تنخواہ کا بڑا حصہ ہمیشہ بھیجتا رہتا تھا۔ اگر وہ یہہ روپیہ نہ بھیجتا تو اپنی رجمنٹ مین انگشت نما ہوتا اور یہہ بھی کہا جاتا تھا کہ اگر وہ اپنی خدمت کے کام مین قصور کرتا تو اسکی اطلاع اسکے گاؤن مین ہوتی جس سے تمام برادری مین اسکا منھ کالا ہوتا اسلیئے وہ اپنے سپاہی کے کام مین کبھی قصور نہین کرتا سپاہی کے ساتھ کنبے کے رہنے مین بڑی تکلیفین اور دقتین پیش آتی تھین جب رجمنٹون کی بدلیان ہوتی تھین تو تھوڑی سی آمدنی سپاہی کو ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین کنبے کے لیجانے مین تکلیف اٹھانی پڑتی تھی اور اس سبب سے سپاہی ایسی شکایتین کرتے تھے کہ وہ منجر بہ نافرمانی ہوتی تھین (اس کی مثال مدراس کے سوارون کے چھٹے رسالہ کا حال ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے) بنگال کی سپاہ مین شائد ہی کوئی رجمنٹ ایسی ہوگی کہ اُس مین بیس باجہ بجانے والے عیسائی نہ ہون۔ انکے ساتھ اہل وعیال ہوتے تھے افسرون کو انکے سفر کرانے مین جو دقتین پیش آتی تھین وہ آٹھ سو سپاہیون کے سفر کرانے مین نہین آتی تھین اب ایک اور بات کہی جاتی تھی کہ جب سپاہی کے ساتھ اسکا کنبا ہوتا ہے تو سپاہی کی نیک چلنی اور خیرخواہی کی وہ پوری ضمانت ہوتی ہے اسکی اولاد بطور اول کے اسکی عورتون کی عزت وناموس ہمارے ہاتھون مین ہوتی ہے پس سرکشی وقتل کے برخلاف وہ پشت پناہ ہوتے ہین یہہ بھی بیان کیا جاتا تھا اس نظام کا میلان یہہ ہے کہ سپاہیون کا ایک جدا فرقہ ایسا بن جاتا ہے جو اپنے ملک کے آدمیون سے بالکل جدا ہوتا ہے اور اسطرح سے ان کا رشتہ اپنے ملک سے ضعیف ہوجاتا ہے اور سرکار سے مضبوط۔ ہر نظام کے حمایتی موجود تھے اور ہر ایک نظام کو اپنا اپنا کام کرکے نتائج کو بروے کار ظاہر کرتا تھا۔

پلٹن میں ترقی کے مختلف نظام

سپاہی کی ترقی کے باب مین رائون کے بڑے اختلاف تھے بعض یہہ کہتے تھے کہ بنگال کی سپاہ کے نظام سے کہ مدت ملازمت کی درازی کے اعتبار سے ترقی ہو بنگال کی سپاہ غارت ہوگئی جس مین ہر سپاہی کے لیئے برابر احتمال تھا کہ وہ کمشنڈ افسرون مین داخل ہوجائے۔ ہندوستانی پیدل رجمنٹون مین ایک

صوبہ دار میجر اور دس صوبہ دار اور دس جمعدار ہوتے تھے جو کمشنڈ افسر کہلاتے تھے - دوسرے یہہ
راے رکھتے تھے کہ یہہ نظام ہی بڑی پشت پناہ ہے جو تمام مخالف اثرون کا مقابلہ کرتا ہی
دونو طرف بڑے بڑے مدبران ملکی اپنے براہین متین پیش کرتے تھے یہہ کہا جاتا تھا کہ اس نظام مین
کوئی بات جد و جہد کی ابھارنے والی نہین - سپاہی اپنے افسرون سے بے پروا تھے انکو ضرورت نہین
تھی کہ وہ اپنے افسر اعلے کی راے اپنی نسبت نیک حاصل کرین انکے لیے یہہ کافی تھا کہ خاص
سالون تک اپنی ملازمت کی اونگ مین بسر کرین پھر آرام سے کمشن مین داخل ہو جائین اور اپنی
سپاہیانہ زندگی کو پیرانہ سالی اور فراغ دلی کی اونگ مین بسر کرینگے اسی واسطے بنگال سپاہ کے افسر
اکثر قابل تعظیم فرسودہ تن ضعیف القلب بوڑھے آدمی ہوتے تھے اپنی رجمنٹون مین وہ بڑا اثر و رعب
داب نہین رکھتے تھے اور جہانتک ممکن تھا اپنے تئین محنت و مشقت سے بچاتے تھے اور راحت
اور آرام مین سب کو رکھتے تھے - اسکے مقابل مین یہہ کہا جاتا تھا کہ یہہ نظام مدت ملازمت کی
درازی کا سپاہی کی خدمت کا بڑی اڈواٹم اور سہارا ہے اس سے سب سپاہی خوش اور راضی رہتے
ہین اور اس مین انکو یہہ آس رہتی ہے کہ اگر ہم کوئی بدچلنی ایسی نہین کرینگے کہ جسکے سبب سے برخاست
ہو جائین تو سپاہ مین جو سب سے اعلے درجہ ہے اسپر ترقی کرینگے یہہ کہا گیا کہ جس سپاہی کا نام فہرست
مین اول ہے اسپر کسی اور سپاہی کو جو قلیل الخدمت ہے ترقی دینے سے رجمنٹون مین شکستہ دلی اور
انتظام سرکاری سے سخت ناراضی کا طوفان اٹھتا ہے اور سپاہی بددل کاہل ہو جاتے ہین -
ہنری لارنس اور جان جیکب سپاہ مین کمشن درجون پر افسرون کے مقرر ہونے کی برائیان بیان
کرتے تھے کہ یہہ افسر بیچارے بوڑھے جسم کے کمزور اور دل کے ناتوان ہوتے ہین سر چارلس نیپیر
بڑی شد و مد سے یہہ حکم دیتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ مین ہر درجہ مین قدیم الخدمت ہونے کے دعوی پر
بالاستقلال کمال خیال رکھا جائے اور توجہ کی جائے - ولیم سلیمن صاحب لکھتے ہین کہ ہر رجمنٹ مین
ہم چہار زیادہ تیز ہندوستانی افسر اسطرح مقرر کرسکتے ہین کہ ترقی کے قاعدون پر لحاظ نہ کرین
تو اس سے یورپین افسرون کی نسبت اچھی فیلنگس سپاہیون کی کم ہو جائیگی جس سے گورنمنٹ کا
نقصان ہزار گنا بہ نسبت فائدہ کے ہوگا تعجب ہے کہ ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل آتا رہا
اور اس معاملہ مین وہ حیران و پریشان رہا مگر اسنے اپنے اول آنے مین جو اس معاملہ کی صورت دیکھی تھی

دہی جانے کے وقت برقرار رکھی

رجمنٹون مین افسرون کے مقرر کرنے کے باب مین رائون کا بڑا اختلاف تھا بعض اس بات پر بحث کرتے تھے کہ غیر آئینی نظام اچھا ہے بعض آئینی نظام کی تعریف کرتے تھے بعض یہہ خیال کرتے تھے کہ قدیم زمانہ کی طرح چند منتخب افسر مقرر رہون اور انکو اختیار دیا جائے کہ وہ سپاہ پر حکمرانی کرین بعض یہہ کہتے تھے کہ افسر زیادہ ہون جس سے ایک جنرل سٹاف بن سکے اور سارے اختیارات و احکام سپاہ کے ایڈجوٹنٹ جنرل کے اختیار مین ہون۔ مارچ ۱۸۵۶ء مین ہر ایک ہندوستانی پیدل رجمنٹ مین ایک کرنیل ایک لفٹنٹ کرنیل ایک میجر ۶ کپتان ۱۰ لفٹنٹ ۵ انسائن ہوتے تھے پھر چند مہینون کے بعد ایک کپتان اور ایک لفٹنٹ اور زیادہ کیا گیا ہمیشہ افسرون کی افزائش کے لیئے دُہائی مچائی جاتی تھی ہر غیر آئینی رجمنٹ مین تین یا چار منتخب افسر ہوتے تھے جو ڈسپلن کو کامل رکھتے تھے اور میدان جنگ مین تعریف کے قابل خدمت کرتے تھے۔ یہہ کہا جاتا تھا کہ جب لڑائی مین سپاہ کا کوئی افسر مارا جاتا یا زخمی ہو کر بیکار ہوتا تو سپاہ مین پراگندگی آتی اور جب چند ہی افسر ہوتے تو زیادہ حیرانی ہوتی اسکا جواب یہہ دیا جاتا تا اگر ہندوستانی افسر اچھی قسم کے ہون تو وہ سپاہیون کو مجتمع رکھ کر اچھی کارگزاری کر سکتے ہین لیکن اگر وہ فرسودہ کمزور بیدم ہون تو انگریزی افسر کے مرنے یا زخمی ہونے سے سپاہ مین تباہی آسکتی ہے اس بات کو سنکر جھگڑا و تکرار کرنے والے یہہ کہتے تھے اگر ہندوستانی افسر مثل ہماری کارگزار ہون تو ہندوستان مین ہماری سلطنت کتنے دنون تک مہمان رہ سکتی ہے ہندوستانی سپاہیون کو اس قابل بنانا کہ وہ پلٹنون کو میدان جنگ مین لے جا کر لڑائین انکو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے سپاہیون کو لیکر ہم سے جنگ پیرا ہون

؎ کس نیاموخت علم تیر از من * کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد * اکثر اس دلیل کے طرفدار تھے کہ بے شک ہمارا سپاہ کا یہہ تعلیم کرنا اسکے موجد کے لیئے دبا ہوگا مگر ہنری لارنس کی فیاضانہ رائے یہہ تھی کہ صحیح پولیسی یہ ہے کہ ہر ایک سپاہی کی خواہ وہ یوروپین ہو یا ہندوستانی جد وجہد کرنے کے لیئے سبب پیدا کرنا چاہیئے ہماری نظام مین یہہ بڑا نقص ہے کہ بڑے بہادر و شجاع و لائق ہندوستانی سپاہیون کی مستعدی اور جد وجہد کے کرنے کے لیئے جگہہ نہین انہون نے کہا کہ ہم جب تک ہندوستانی سپاہ کو موثر نہین بنا سکتے کہ ہم اپنی مطلب کے لیئے انکو ترغیب ایسی نہین دینے کہ وہ اپنی اعلے درجہ کی لیاقت و جد وجہد کو کام مین لائین * اس باب مین بھی رائین بڑی مختلف تھین کہ انگریزی افسر ہندوستان مین اپنی روزانہ زندگی مین اپنی قومیت کا برتاو بہت زیادہ یا بہت تھوڑا رکھین ایک طرف یہہ بیان کیا جاتا تھا کہ انگریزی افسر ایسے درشت طبع ہوتے ہین کہ ہندوستانیون کی تعظیم

صحبت سے بہت جدا رہتے ہین اور انپر اپنے گرد کے آدمیون کا اثر کچھ نہین ہوتا ہے۔ دوسری طرف یہہ کہا جاتا تھا کہ انگریز جاتے ہی مشرقی عادتین اختیار کر لیتے ہین پھر انگریزی جنٹل مین نہین رہتے ہین جو انکو اول سے آخر تک رہنا چاہیئے۔ بعض یہہ کہتے تھے کہ یوروپ کی آمد و رفت مین جو آسانی زیادہ ہوگئی ہے اس سبب سے اپنی مشرقی صحبت اور فرض منصبی سے بہت ناخوش رہتے ہین دوسرے لوگ یہہ کہتے تھے کہ ہندوستان کے ملیٹری سسٹم (سپاہ کے نظام) مین بڑا نقص یہہ ہے کہ انگریزی افسرون کو یوروپ جانے کے لیئے فرلو (وطن جانے کے لیئے رخصت) کا بہت آسان ملنا مشکل ہوگیا ہے لارڈ ڈیل ہوزی کے زمانہ مین فرلو کے قوانین مین جو سختیان تھین وہ نرم ہوگئی تھین اور یوروپ و ہندوستان مین دخانی جہازون پر جو آمد و رفت باقاعدہ ہوگئی تھی اس سبب سے فرلو کے قاعدے عمل مین آنے تھے یوروپ کی آمد و رفت کی کثرت نے خواہ کتناہی مغربی سائنس کو ہندوستانی ملیٹری (جنگی) نظام مین داخل کیا ہو مگر اس سے رجمنٹ کے انگریزی افسرون کی ترقی نہین ہوئی جب انگریزی افسر فرلو سے ہندوستان مین اپنی خدمت پر آتا ہے وہ اپنی چھاونی کی زندگانی کو زیادہ بے لطف جانتا ہے اور وہ اس حکم کی اطاعت کرتا ہے کہ اپنی وضع انگلش رکھے جسکے سبب سے اس مین اور اسکے سپاہیون مین اور زیادہ مغائرت ہوتی ہے ہندوستانی سپاہ کے موثر ہونے کے باب مین جو بڑی بڑی باتین تھین اپنر بڑے مباحثے ہوئے تھے مختلف رائین ظاہر ہوتی تھین اور طرفین کی دلائل سنین پیش ہوتی تھین جسکے سبب سے سپاہ مین کوئی اصلاح نہ ہونے پائی تھی جو اسکے نظام مین برائیان تھین وہ بدستور باقی رہتی تھین۔

اس سوال کا حل کرنا بھی بڑا مشکل تھا کہ ہندوستانی سپاہ پر اعتماد و اعتبار کہانتک ظاہر کیا جائے یہہ کہا جاتا تھا کہ ہم جسقدر ہندوستانی سپاہ پر اپنا اعتبار کمتر ظاہر کرینگے اتنا ہی ہمارے حق مین مضر ہوگا بعض یہہ کہتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کی نگہداشت خوب کی جائے اور اسکے ساتھ گورون کی سپاہ اسقدر رکھی جائے کہ وہ ہندوستانی سپاہ پر مستلط رہے۔ دوسرے یہ کہتے تھے کہ اسکی برابر کوئی مہلک غلطی نہین کہ ہندوستانی سپاہ پر ذرا سا بھی شبہ اپنا ظاہر کرین جستے ممکن ہے کہ ہماری کالی سپاہ کا حصہ گوری سپاہ کے حصہ کا مخالف ہو جائے۔ یہہ مباحثہ نصف صدی سے چلا آتا تھا جب ویلور مین سپاہ نے سرکشی کر کے انگریزون کو قتل کیا تو مدراس کی گورنمنٹ نے بنگال کی سپریم گورنمنٹ سے درخواست کی کہ ساحل بحر کی سپاہ کی کمک کے لیئے کچھ گورون کی سپاہ بھیجی جائے تو بنگال گورنمنٹ نے اس درخواست کو اس بنا پر

نامنظور کیا گیا کہ گورون کی سپاہ کے بھیجنے سے ہندوستانی سپاہ پر جو علے العموم اعتبار کیا جاتا ہے اس مین فرق معلوم ہوگا جس کے سبب سے خیرخواہ پلٹنین بھی خوف کے سبب سے بدخواہ ہوجائین گین بہت سے مدبران ملکی گورون کی سپاہ کی افزائش چاہتے تھے مگر انکی یہہ درخواست انگریزی قوم کی کونسلون مین مسترد ہوجاتی تھی۔ سرکار کمپنی کی سپاہ ہندوستان مین تین لاکھ تھی جنمین چالیس ہزار سپاہ گورون کی تھی اور انہین سے ایک تہائی گورون کی سپاہ وہ تھی جو خاص ہندوستان کے لیئے سرکار کمپنی نے بھرتی کی تھی باقی سپاہ بادشاہی تھی جسکو تنخواہ ہندوستان کی آمدنی سے ملتی تھی اور بادشاہی احکام سے اسکی بدلی ہوتی رہتی تھی + لارڈ ڈلہوزی کے جانے سے پانچ برس پہلے گورون کی سپاہ کچھ زیادہ ہوگئی مگر انگلنڈ جو بادشاہی سپاہ ہندوستان کو مستعار دیتا تھا اسکی تعداد کم ہوگئی تھی ١٨٥٢ء مین ہندوستان کی تینون پریسیڈنسیون مین ٢٩ رجمنٹین شاہی تھین جنمین ٢٨٠٠٠ سپاہی تھے ١٨٥٦ء مین چوبیس ٢٤ رجمنٹین شاہی تھین جنمین ٢٣٠٠٠ سپاہی تھے اور اس پانچ سال مین سلطنت کی بہت توسیع ہوگئی تھی۔

لیکن ١٨٥٦ء مین بہ نسبت ١٨٥٢ء کے گورون کی سپاہ مین بقدر تین ہزار سپاہیون کے کمی ہوگئی تھی اس زمانہ مین انگلنڈ جنگہاے عظیم مین مصروف تھا اس سبب سے اسنے اپنی سپاہ کو ہندوستان سے بلا لیا تھا وہ انگریز اپنے تئین دھوکہ دیتے ہین اگر وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ انڈیا کی پبلک پر یوروپ کے پولیٹکس کا اثر نہین ہوتا۔ ہندوستانیون کے دلون پر اسکا جو نقش جمتا ہے وہ صاف صاف نہین ہوتا لیکن جہالت بڑی زبردست کلان مین ہوتی ہے وہ رائی کو پہاڑ بنا دیتی ہے۔ ہندوستان مین بعض فتنہ پردازان و تفرقہ انداز ایسے ہوتے ہین کہ وہ سچ کے ایک دانہ سے جھوٹ کا ایک کھیت بو دیتے ہین کریمیا کی لڑائی کے زمانہ مین بہت سی جھوٹی کہانیان گھڑی گئین اور انہون نے ہندوستانیون کے دلون مین جگہہ پکڑلی کہ انگریزی سلطنت کا بالکل زوال آگیا روسیون نے انگلنڈ کو فتح کر کے اپنی سلطنت مین الحاق کر لیا اور ملکہ معظمہ گورنر جنرل ہند کے پاس پناہ گزین ہوئی ہین۔ ہندوستانیون کو پہلے سے یقین ہے کہ روس مسلمانون کی دریائی سلطنتون کو غارت کرتے ہوئے ہندوستان کو لیکر انگریزون کو سمندر مین دھکیل دین گے۔ جب کریمیا کی لڑائی مین ہندوستان سے گورون کی سپاہ گئی تو دانشمند ہندوستانیون کے دل مین یہہ خیال آیا کہ انگلنڈ مین انگریزون کے پاس سپاہ نہین ہے جو وہ دنیا کے ایک حصہ سے سپاہ ملا کر دنیا کے دوسرے حصہ مین اپنی نمائش کرتے ہین +

لارڈ ڈیل ہوزی کے زمانہ مین دانشمند ہندوستانی متحیر تھے کہ انگریز تمام سمتون مین ملک بڑھاتے چلے جاتے ہین لیکن یوروپین سپاہ نہین بڑھاتے ایک لوگ یہہ دلیل کرتے تھے کہ جسقدر افزائش ملک مین ہوتی ہے اسی قدر دشمنون کی تعداد کم ہوتی ہے بس افزائش ملک کے لیئے ضرور نہین ہے کہ اسکی محافظت کے واسطے سپاہ کی افزائش کی جائے بلکہ دشمنون کی تعداد گھٹنے سے سپاہ کی تعداد گھٹانی چاہیئے یہہ بات بیرونی دشمنون کے لیئے صحیح تھی مگر اندرونی خوفون کے واسطے ٹھیک نہ تھی اور یہہ مثل فراموش خاطر ہوگئی تھی کہ مخفی جھوٹے دوست ظاہر دشمنون سے زیادہ خوفناک ہوتے ہین انگریز اپنی فتوح والحاقون کے نتایج کا تخمینہ کرتے تھے اور ہر چیز کو اپنی منشا کے موافق دیکھتے تھے کہ ہندوستانی ہماری اطاعت سے راضی تھے اور وہ ہماری خیرخواہ جان نثار باطمینان خاطر تھے اور وہ قومی رائون کا قیاس ان چند غرض پرداز ہندوستانیون کے فیلنگس سے کرتے تھے جنکو تغیر سلطنت سے دولت ہاتھ آئی تھی۔ دانشمند ہندوستانی جانتے تھے کہ انگریز مغالطہ مین پڑے ہوئے ہین اور وہ سمجھتے تھے کہ انگریز جھوٹ کو یقین کرتے ہین وہ متحیر تھے کہ انگریزون کی عقل کہان گئی ہے کہ وہ بڑے بڑے ملکون پر اپنا قبضہ کرتے ہین اور انگریزون کی جانون کی محافظت کے واسطے گورون کی سپاہ کا ایک دستہ بھی ولایت سے نہین آتا وہ جانتے تھے کہ انکا اعتبار جو ہندوستانی سپاہ پر ہے وہ انکو غارت کریگا یہہ انگریزون کی خوش نصیبی تھی کہ جب انہون نے پنجاب فتح کیا ہے تو یہہ ناممکن تھا کہ وہ افغانستان کو بھول جاتے جسکے دل مین کینہ و بغض انگریزون کی حملہ آوری کے سبب سے بیٹھا ہوا تھا ہنری لارنس نے جو بڑے دوراندیش تھے وہ جانتے تھے کہ سکھون کے سردار اور سپاہی فرنگیون کے جوئے کے تلے آنے سے دل مین متاثر ہوئے اور وہ یہہ یقین نہین کرینگے کہ ہم ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک مصائب سے چھٹانے والے ہین اس لیئے انہون نے اس ملک مین اور اسکی سرحد پر تمام ملک سے گورون کی سپاہ کو کھینچ کر متعین کر دیا تھا۔ اس مین یہہ خرابی ہوئی کہ سارا ملک گورون کی سپاہ سے خالی ہوگیا۔ یہہ پرانی حکایتین چلی آتی تھین کہ انگریزون کو ہندوستان مین خوف سوا شمال مغرب کے کسی اور طرف سے نہین ہے اسلیئے پنجاب مین گورون کی سپاہ کا بڑا حصہ جمع کر دیا اور باقی گورون کی چند رجمنٹون کو وسیع قلمرو مین جابجا تقسیم کر دیا۔ اس لیئے اب بالکل ہندوستانی سپاہ انگریزون کی پشت پناہ ہوگئی اور اس سے انگریزون کا ضعیف الجیش ہونا اور بھی ظاہر ہوگیا کہ ہندوستان سے گورون کی رجمنٹین کریمیا کی لڑائی مین بلائی گیئن *

اودھ کے الحاق کرنے کے بعض نتائج سپاہ کے حق مین مضر تھے - بنگال سپاہ کا بڑا حصہ صوبہ اودھ کا رہنے والا تھا اسکا کوئی گاؤن ایسا نہ تھا جس مین انگریزی وردی اور ہتھیار پہننے والون کا کنبا نہ رہتا ہو ان سپاہیون کو ایک مسلمان سلطنت کے برباد ہونے سے کوئی فوجی کینہ نہین پیدا ہو انکو واجد علی شاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی تھی نہ انکو وہ تکالیف اور مصائب اٹھانے پڑین جو سندھ اور پنجاب کے الحاق ہونے مین برداشت کرنی پڑی تھی کہ وطن سے دور جانا پڑتا تھا اور اپنی سی غیر آدمیون مین رہنا پڑتا تھا اودھ کے الحاق ہونے سے تو وہ اپنے وطن مین آگئے تھے لیکن جب تک کہ انگریزی عملداری سے اودھ جدا رہا تو انکو خاص استحقاق اور فائدے سرکار کمپنی کے سپاہی ہونے کے سبب سے حاصل تھے وہ اودھ مین بڑی وقعت اور عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - وہ ایک معزز فرقہ سمجھا جاتا تھا سپاہیون کے کنبون کے سوار اور انکے اہل وطن کوئی رشتہ اپنے فوائد اور محافظت کے لیئے برٹش گورمنٹ سے نہین رکھتے اسلیئے انکے کنبے اپنے ان اہل وطن مین بڑے سربلند تھے پنجاب مین بمبئی کے سوارون مین ایک اودھ کا سوار تھا اُس سے پوچھا گیا کہ وہ اودھ کے الحاق کو پسند کرتا ہے تو اسنے کہا کہ نہین جب مین اپنے گھر جاتا تھا تو لوگ میری تعظیم کو کھڑے ہوتے تھے اور مجھے بڑا آدمی سمجھتے تھے اب ادنے ذلیل آدمی میرے سامنے حقہ پیتے ہین" - ان الحاق ممالک کے باب مین سر ہنری لارنس لارڈ ڈلہوزی کو لکھتے ہین کہ دس برس گذرے کہ ایک سپاہی نے پنجاب مین اپنے افسر سے کہا تھا کہ آپ ہمارے بغیر کیا کر سکتے ہین ایک دوسرے سپاہی نے کہا تھا کہ اب آپنے پنجاب لے لیا سپاہ مین تخفیف کرینگے ایک تیسرے سپاہی نے کہا تھا کہ مینے سنا ہے کہ سندھ بنگال پریسیڈنسی مین داخل ہوئی شاید یہ حکم ہی ہوگا کہ لندن بنگال مین داخل کیا جائے بادجودیکہ اودھ مین بڑی بدعملی و بےانتظامی مدتون تک پھیلی رہی - انگریزی سپاہی کے ساتھ خواہ کیسی ہی ناانصافیان اور کرین مگر اسکو یقین تھا کہ رزیڈنٹ کے روبرو اپیل کرنے سے اسکے حق مین انصاف ہوگا - اگر وہ وہان خود موجود نہ ہوتا اور اسکے کنبے کا کوئی آدمی تھوڑی سی حقیت زمین مین رکھتا تو یہ حقوق زمینداری جسکی کہ اسکے اہل وطن کے لیئے باعث فخر ہوتے تھے ایسی ہی تکلیف کے سبب بھی ہوتے تھے اسکے باب مین جو تنازعات ہوتے تھے ان مین رزیڈنٹ اسکی اعانت و حمایت کرتا وہ جیت مین رہتا خواہ غلط یا صحیح - بعض اوقات سپاہی کے ان حقوق کے حاصل ہونے کے سبب سے ظلم بھی ہوتا تھا اور بعض اوقات وہ آدمی رجمنٹ کی پرانی وردی اور لوٹ پہنکر اپنا کام نکال لیتے تھے جنھون نے کمپنی کی سپاہ مین کمانڈر

لفظ بھی نہین سنا تھا اب اودھ کے الحاق ہونے سے وہ اور اسکے اہل وطن سب سرکار کمپنی کی رعایا ہونے مین برابر ہو گئے - جب رزیڈنسی موقوف ہو گئی تو سب آدمی کمشنر کی محافظت مین آکر برابر ہوئے - اب سپاہیون کی کمپنیون کو معلوم ہوا کہ اس انقلاب سے انکا کتنا نقصان ہوا -

سنہ ۱۸۵۶ء کے موسم بہار مین اگر ہم ہندوستانی سپاہ کا خاص کر بنگال کی رجمنٹون کا حال دیکھین تو معلوم ہوگا کہ مخالف حالتون کا ایک سلسلہ جسکا خاتمہ اودھ کے الحاق پر ہوا ایسا جاری تھا کہ اسکا اثر سپاہی کی محبت کو اپنے علمون کے ساتھ گھٹاتا تھا ہم دیکھتے تھے کہ جب اندرونی ڈسپلن کی بندشین ڈھیلی ہو گئین تو بیرونی واقعات نے براہ راست یا بواسطہ سپاہی کی اندرونی عداوتون اور ناراضیون کو اکسایا اور بھڑکایا ہم دیکھتے تھے کہ سپاہی کی وفاداری اور فرمانبرداری مین کمی ہو گئی اسکا اپنا زعم بڑھ گیا اور وہ سمجھنے لگا کہ ہماری وفاداری وجان نثاری پر سرکار انگریزی کے کامون کا مدار ہے اس سبب سے اسکا گھمنڈ بڑھ گیا اسکو بہت موقعے ملے کہ زمانہ حال کے سانحات اور عوام کی رائون سے اسکو واقفیت حاصل ہوئی وہ اپنی چھاونی اور اپنے سفر مین مختلف فرقون سے ملتا تھا اور مختلف ملکون مین پھرتا تھا وہ اپنے دوستون سے خواہ کتنے ہی فاصلہ پر ہون خط وکتابت کرتا تھا وہ بازارون کی سب گپ شپ سنتا تھا ہندوستانی اخبارون مین جو جھوٹی سچی ملی جلی خبرین شایع ہوتی تھین انکو خود پڑھتا تھا یا پڑھوا کر سنتا تھا وہ جانتا تھا کہ برٹش گورمنٹ کی کیا تدابیر ہین بعض اوقات وہ یہہ نہین جانتا تھا کہ گورمنٹ کے ارادے اور اسکی نیتین کیا ہین اور انکے معانی اپنی طرف سے وہ بیان کرتا تھا - سادہ لوح شکی آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ وہ نہایت مفید و نیک کامون مین دغا و فریب اور چھپے ہوئے خطر بتاتے ہین ایسے ہی گورمنٹ کی نیک نیتی کے کامون مین سپاہی شاخسانے نکالا کرتے اس مین یہہ لیاقت نہین تھی کہ وہ یہہ سمجھتا کہ انگریز جو تبدیلیان کرتے ہین وہ محض عام بھلائیون کے لئے ہوتی ہین انگریزی گورمنٹ کے مسایل نظریہ اسکی سمجھ سے باہر تھے انگریزون سے اپنا اصلاح و مشورہ لینا ہی موقوف کر دیا تھا تو عجیب وغریب دھوکون مین آنے لگا اور نہایت خطرناک و رورنج باتون کو یقین کرنے لگا -

برٹش گورمنٹ کی پولٹیکل اور سوشیل تدابیر جو سپاہی کے دل پر اثر پیدا کرتی تھی انکے حساب کرنے مین ہم کو ان تدابیر کے براہ راست عمل کرنے ہی پر صرف خیال نہین کرنا چاہیئے بلکہ ان باتون پر بھی خیال کرنا چاہیئے کہ سپاہی دور کے واقعات پڑھتا تھا جو اسکی روزانہ خوشی پر کچھہ اثر نہین رکھتے اپنے وہ اپنے خودغرض ہونے کی

سبب سے کچھہ لحاظ نہین کرتا تھا وہ اکثر انکو اور آدمیون کی سمجھہ سے انہین امتیاز کرتا تھا اگرچہ پولیٹکل اور سوشیل انقلابات جو اوپر بیان کیئے گئے ہین سپاہی پر کچھہ اثر نہین کرتے تھے مگر وہ اورون پر اثر کرتے تھے جو اس سے زیادہ اپنی نسل مین دانشمند تھے انگریزون کے ہر کام پر یہان کے تیز فہم بڑے سیانے مکار ایسے حاشیے چڑھا دیتے تھے جس سے سپاہی کا دل بگڑ جائے اور اسکو اسپر آمادہ کرائے کہ ایک اشارہ پر وہ اپنی دیوانگی کی شورش مچادے سپاہی کا حال اپنے ایمان مین بچہ کا سا ہوتا ہے اسکو سب قسم کی جھوٹی باتون کا یقین دلا دینا نہایت آسان بات ہے وہ نہایت سخت متناقض اور وحشیانہ بے سر و پا باتون کا یقین کر لیتا ہے سپاہی اس بات کے یقین کرنے پر آمادہ تھا کہ انگریزون کی عملداری کا بڑہنا اسکو نوکری سے موقوف کرا دیگا اور اسکے سبب سے دو چند کام کرنے کی مشقت اوٹھانی پڑیگی وہ ان دونو طرفون مین وسط کو تو نہین اختیار کرتا بلکہ دونو کو یا ایک کو یا دوسرے کو جسسے اسکی خوشی خاطر ہوتی پسند کرتا ایسے آدمیون کی کمی نہین تھی جو اسکے تصورات کو غذا ایسی نہ کھلاتے جو اسکو سب سے زیادہ خوشگوار معلوم ہوتی اسکی عقل کبھی مدد نہ کرتی تھی جو اسکو اس غذا کے زیادہ کھانے کے نتیجون سے باہر نکالتی۔

برٹش گورنمنٹ کے کامون کی شرحین عجیب عجیب رنگ کی ہوتی تھین بڑی ذہانت سے قصے و افسانے بنائے جاتے جنکا مطلب یہہ ہوتا کہ سپاہی کے دل مین بے چینی پیدا ہو اور وہ گورنمنٹ کی وفاداری اور جان نثاری سے دست بردار ہو گو یہہ سب باتین مختلف راگون مین گائی جاتین مگر سب کا سم اسپر ٹوٹتا کہ سپاہی کو یہہ سمجھایا جائے کہ انگریزون کی کل تدابیر کا مآل یہہ ہے کہ جات کو بالکل غارت کردین اور کل ملک مین عیسائی مذہب کو داخل کردین۔ جب کوئی صوبہ الحاق کیا جاتا تو یہہ کہا جاتا کہ اسے عیسائی بنانے کے لیئے آسانی ہوئی کہ بہت سے آدمی عیسائی ہوجائینگے۔ لاخراجی زمینون کی ضبطی کا مطلب یہہ بیان کیا جاتا تھا کہ ملک مین تمام مذہبی اوقاف کا نام نہ رہے۔ سرکاری قانون جو جاری ہوئے انکا مطلب یہہ بھی بیان کیا جاتا کہ ہندو مسلمانون کے مذاہب تہ و بالا ہوجائین۔ تعلیم کی تمام تدابیر کو کہتے تھے کہ یہہ تو براہ راست ملک کے مذہب پر حملہ تھا۔ تعزیرات کے نظام کو بتلاتے تھے کہ وہ جات کے برباد کرنے کیلئے ہے جیلخانون مین دیکھو لوگ سب کا کھانا پینا ایک کردیا۔ چھاونی کی ہر لین مین اس قسم کے آدمی تھے جو سپاہیون کو ان جھوٹی باتون کی تعلیم کرتے تھے اور اسکے ساتھ یہہ یقین دلاتے تھے کہ عنقریب وقت آنے والا ہے کہ ایک فرنگی زندہ باقی نہین بچیگا نئی سلطنت قائم ہوگی سپاہ کا نیا انتظام ہوگا جس مین سارے اعلے عہدے

جنکا فرنگیون نے اجارہ لے رکھا ہے وہ سب ہندوستانیون کو ملینگے۔ انگریز ہندوستانیون کی سوسائٹی مین جو تحریکین ہوتی ہین ان سے کم واقف ہوتے ہین وہ فقط انکے لباس کو انکے اچھے چال چلن کو دیکھتے ہین ان کے بنگلون کے سایہ مین اگر سازشین ہوا کرین تو وہ انکی خوفناک علامتون کو نہین دیکھ سکتے۔ اگر کوئی بُری علامت اینر ظاہر بھی ہوجاتی تو اصل ماخذ کے پتا لگانے مین انکی عقل حیران ہوتی ہے۔ وہ آدمی جنکا کام یہہ تھا کہ وہ سپاہیون کے دلون کو بگاڑین وہ اکثر اُن پرانے خاندانون مین سے تھے جنکو انگریزون نے غارت کیا تھا۔ ویلور کی سرکشی مین معلوم ہوا کہ سوا ٹیپو کے خاندان کے آدمیون کے اور پرانے خاندان کے آدمی بھی شریک تھے اور کوئی رجمنٹ خالی نہ تھی کہ اس مین اس قسم کے آدمی سپاہی نہ ہون یا ان شریف رؤسا و امرا کے خاندانون کے آدمی تھے جو سپاہیون کو بہکاتے تھے جنکی انگریزون نے لاخراجی زمینین ضبط کرکے انکو مفلس اور نان شبینہ کو محتاج بنا دیا تھا اور نہایت ذلیل کر دیا تھا برہمنون کی سوسائٹی مذہبی کی حماقتون کو انگریزون نے ظاہر کر دیا تھا اور انکے اختیار و اقتدار کو نیست و نابود کر دیا تھا پنڈتون کے تصورات غیر منتظم بتلا رہے تھے کہ نئے اوتار آنے والے ہین جو عیسائیون کی عظمت و شان کو شرق مین خاک مین ملا دین گے۔ اس تعلیم و تلقین کرنے والون کا خواہ کچھ ہی مقتضاء طبیعت ہو خواہ کچھ لباس ہو وہ مسافرون کی طرح چھاونیون کی لینون مین اس طرح آتے کہ وہ پھیری کرنے والے مسافر یا مذہبی بھکاری یا کٹ پتلیون کا تماشا کرنے والے معلوم ہوتے انہون نے سرکار کی بدخواہی کی تخم افشانی کی جسکے لئے یہان سرزمین خوب تیار تھی صرف یہہ انتظار تھا کہ موثر حالتون کا آفتاب انکو پختہ کرکے بغاوت و سرکشی کی فصل کو تیار کرے۔ ٭

باب یازدہم لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت کے متفرق واقعات

سرکار کمپنی کا نیا چارٹر افرمان شاہی ہندوستان مین حکمرانی کرنے کا ملنا سنہ ۱۸۵۲ و ۵۳ع

سرکار کمپنی کو جو ہندوستان مین فرمان روائی کی سند بست سالہ ملی تھی اسکی مدت سنہ ۱۸۵۳ع مین ختم ہونے کو تھی۔ اب برٹش پارلیمنٹ کے روبرو نئی سند ملنے کا سوال پیش ہوا کئی مہینے تک ہندوستان اور انگلستان مین سرکار کمپنی کے دوستون اور دشمنون کے درمیان یہہ سوال زیر بحث رہا کہ سند دیجائے یا نہ دیجائے۔ ۳ جون سنہ ۱۸۵۳ع کو سر چارلس وڈ نے جو انڈین بورڈ کے پریسیڈنٹ تھے آیندہ ہندوستان کی گورنمنٹ کے باب مین مسودہ قانون کامنس ہوس مین پیش کیا اسمین اول دوھری گورنمنٹ بورڈ اوف ڈائرکٹرز کی اور بورڈ اوف کنٹرول کی قائم

رکھی لیکن کورٹ دائرکٹرز کی قوت کو اسطرح گھٹایا کہ اسکے چوبیس ممبرون مین سے اٹھارہ ممبر رکھے جنمین چھہ ممبرون کا انتخاب کرنا بادشاہ کے اختیار مین رکھا کہ وہ ان آدمیون مین سے انتخاب کیا کرے جنہون نے ہندوستان مین دس سال خدمت کی ہو۔ باقی بارہ ممبر کورٹ پروپرائٹرز انتخاب کیا کرین جسپر مسٹر برائٹ نے یہہ کہا کہ زود ہضم غذا کے ایک رتی مین دو رتی زہر ملایا گیا پہلے جو یہہ قاعدہ تھا کہ سرکار کمپنی ایڈس کومب اور ہیلی بیری کالجون کے طالب علمون کو ملیٹری اور سول عہدون پر مقرر کرتے تھے سو یہہ قاعدہ موقوف ہوا اور اسکی جگہہ نوجوان انگریزون کے لیئے مقابلہ کا امتحان مقرر ہوا۔ ہندوستان کے لیئے ایک خاص قانونی کونسل مقرر ہوئی۔ صوبہ بنگال مین ایک جدا لفٹننٹ گورنر مقرر ہوا۔ غرض اگست ۱۸۵۳ء مین یہہ بل پاس ہوکر ایکٹ ہوگیا۔ اول ترمیم سے یہہ فائدہ ہوا کہ ہندوستان کے حاکم بڑے بڑے تجربہ کار اور آزمودہ روزگار ولایت مین جاتے تھے تو پھر انکی عقل و دانش و تجربہ سے ہندوستان کو کوئی فائدہ نہین پہنچتا تہا اب بادشاہ انکو کورٹ دائرکٹرز کا ممبر مقرر کرسکتا تھا جسسے انکا تجربہ پھر ہندوستان کے کام مین آنے لگا۔ دوسری ترمیم سے یہہ فائدہ ہوا کہ پہلے کالج کے بُرے بھلے تعلیم یافتہ نوکر ہوجاتے تھے اب انکی جگہہ مقابلہ کے امتحان کے پاس شدہ لائق فائق نوکر مقرر ہونے لگے۔ ترمیم سوم سے یہہ فائدہ ہوا کہ کلکتہ مین مئی ۱۸۵۴ء کو اس ایکٹ کے موافق کونسل کا اجلاس ہوا جس مین ایک کونسل تمام ہندوستان کے لیئے قوانین بنانے کے لیئے تھی پرانی کونسل اپنے اکثر کیولو اختیارات رکھتی تھی گو قانون بنا کے اختیارات ایک اور کونسل کے ہاتھہ مین منتقل ہوگئے تھے مگر پھر بھی وہ اس مین اپنے اختیارات رکھتے تھے نئی کونسل کے تیرہ ممبر تھے جنمین چار ممبر بنگال و آگرہ و مدراس و بمبئی کی گورنمنٹون کی طرف سے تھے اور دو سپریم کورٹ بنگال کے جج تھے دو اور ممبر گورنر جنرل نے اپنے اختیار سے مقرر کیئے تھے۔ چہارم ترمیم سے یہہ فائدہ تھا کہ بنگال و بہار و اڑیسہ کے صوبون کے انتظام کی خبرگیری گورنر جنرل کے ذمے تھی وہ اپنی دار السلطنت سے نصف سال جدا رہتے تھے اسلیئے اکثر کونسل کا ممبر اول ان صوبون کا کام کرتا تھا اس بے عنوانی کے سبب سے گیارہ برس مین دس دفعہ بنگال کے ڈپٹی گورنرون کا تغیر و تبدل ہوا۔ اب اس نئے انتظام سے یہہ تغیر و تبدل موقوف ہوا اور بنگال کے اول لفٹننٹ گورنر ہیلی ڈے صاحب مقرر ہوئے۔

جولائی ۱۸۵۵ء مین بنگال کے شمال مغرب مین پہاڑی قومون نے سر اٹھایا اور شور و شر مچایا وارن ہیسٹنگز کے عہد مین کلیولانڈ صاحب نے سنتھالیون کو وحشی سے اہلی آدمی بنایا تھا اور مسٹر بون ٹ نے اپنی فیاضی سے

دامن کوہ میں انکو زمینوں میں زراعت کرنی سکھائی تھی وہ دفعتہً اپنی مرتفع زمینوں کے جنگلوں سے میدان کے
دولت مند آدمیوں پر سیل باران کی طوفان برپا کرتے ہوئے چڑھ آئے۔ بنگالی مہاجنوں نے انکو قرض کے
پھندوں میں پھنسا کر لوٹ لیا تھا۔ عدالتوں میں نالشیں کر کے انسے اپنے مقاصد بد حاصل کیئے جنسے
گھبرا کر وہ دیوانے بن گئے بعض جوش نوجوان انگریزی ریل وے اوسیروں نے بھی انکا ناک میں دم کیا
تھا ان سیدھے سادے وحشیوں نے اپنے غول بنائے اور اپنے آپ ہی اپنے سردار مقرر کیے
اور کلکتہ کی کونسل کے روبرو اپنا استغاثہ کرنے کے لیئے چلے۔ بھوک اور توہمات نے ان ستغیثوں کو
لٹیرا اور خونخوار بنا دیا انکے پاس تبر اور زہر کے بجھے ہوئے تیر ہتھیار تھے خوشحال دہات میں انہوں نے
آگ لگائی اور انکو لوٹ لیا خالی بنگلوں پر حملے کیئے جو ادھر اُدھر انگریز ہندو مسلمان پھرتا ہوا انکو ملا اُسے
مار ڈالا راج محل دبیر بھوم و بھاگل پور کے بڑے بڑے سول سٹیشنوں کو گھیر لیا انکے پرجوش واعظوں نے
اپنے مواعظ کا ایسا اثر انپر ڈالا کہ ہزاروں سنتھالی ان اضلاع پر لوٹ پڑے۔ جو اچھی طرح محفوظ نہ تھے اور
ان میں ان کے اصلی دشمن رہتے تھے۔ دفعتہً بلوہ کا برپا کرنا ایسے وقت میں کہ برسات کا زور تھا ان کے
حق میں مفید تھا۔ دفعتہً سردست کوئی لشکر انکی سرکوبی کے لیئے سوا رپہاڑیوں کی سپاہ کے موجود
نہ تھا اور اس سپاہ سے جو سرکشوں سے رشتہ مندی رکھتی تھی اور توہمات میں مبتلا تھی خیر خواہ
رہنے کی تھوڑی توقع ہو سکتی تھی۔ غرض حکام اس ہنگامہ کو دیکھ کر متحیر ہو گئے تھوڑی سی سپاہ گوروں کی
اور پولس کے سپاہیوں نے ان ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کیا جو اسکے خون کے پیاسے تھے سنتھال کے
اضلاع میں سے دہاتی خوف زدہ ہو کر ایسے بھاگے جیسے کہ مرہٹوں کے حملہ کے خوف سے بھاگتے تھے
کلکتہ سے سپاہ نے جا کر رانی گنج کو بچایا جہاں بردوان کے ضلع میں کوئلے کا بڑا کارخانہ ہے۔ راج محل
اور کول گونگ اور بھاگل پور میں دہات تک جل رہے تھے اور مرشد آباد بھی اس خوف سے لرز رہا تھا
بلوہ کے مقاموں میں سپاہ آئی مگر وہ ہنگامہ فساد کو فرو نہ کر سکی۔ سوا اسکے کہ وہ چند مقامات کو
محفوظ رکھ سکتی تھی کچھ اور نہیں کر سکتی تھی۔ یہ وحشی اسکی بندوقوں کے آگے سے بھاگ جاتے تھے
مگر اور طرح سے اپنے حملوں سے ستاتے تھے۔ انگریزی سپاہ اچھی طرح کام کرتی تھی لیکن ان وحشیوں کے
ہجوم و غوغا اور زہر کے بجھے ہوئے تیروں سے ڈر جاتے تھے۔ دو دفعہ پہاڑی سپاہ راج محل کے
لوٹنے والوں کے مقابلہ کے لیئے بھیجی گئی وہ دونوں دفعہ پیچھے ہٹ آئی لفٹنٹ ٹول میں دو جنٹ کے

سپاہیون کو ساتھ لیکر ہزارون سنتھالیون سے لڑنے گئے اور دشمنون کی کثرت تعداد کے سبب سے
مغلوب ہوئے اور بیس سپاہی مع بہادر افسر کے مقتول و مجروح ہوئے۔ تازہ سپاہ آئی تو پھر ہزارون
سنتھالی تھوڑی سی قواعد دان سپاہ کے آگے سے بھاگنے لگے اسسے فساد بالکل فرو نہ ہوا سنتھالی
بھاگ کر جنگلون مین چلے گئے اور وہان رہکر ستانا شروع کیا بعض دہات مین سے انکو خوراک بھی
مل گئی۔ لفٹنٹ گورنر ہیلی ڈے صاحب نے مارشل لا جاری کرنا چاہا مگر سپریم گورنمنٹ اسکے مانع ہوئی
ستمبر ۱۸۵۵ء کے شروع مین جرنیل لونڈ کی سپاہ نے بھاگلپور مین اور برگیڈیر برڈ کی سپاہ نے بیربھوم
مین ان سرکشون کا سر کاٹنا شروع کیا مگر ابھی جنگل مین انکے شکار کرنے کا وقت نہین آیا تھا اس مہینے کی
ختم ہونے سے پہلے بیربھوم مین ہیضہ آیا اس ہیضہ نے اور سنتھالیون نے اس ضلع کی زمین کو آپس مین
تقسیم کر لیا۔ سرکش ایک ضلع کی لوٹ سے مالامال ہوکر انگریزی سپاہ کے ہاتھ سے بچکر نکلنا چاہتے تھے
تو امراض اور ہیضہ انکو نکلنے نہین دیتے تھے ہزارون سنتھالی بخارون اور بیماریون سے مرے
اور سینکڑون مقید ہوئے جنمین انکا ایک بڑا نامور سردار سیدو مانجی بھی تھا مگر ابھی تک زنادون مین
لوٹ خوب تقسیم ہوتی تھی نومبر کی سرد ہوا اور بے ابر دھوپ نے ایک نیا جلوہ دکھایا اسوقت لارڈ ڈلہوزی
نیل گری مین علیل تھے انکی کونسل نے اس فساد کے دور کرنے کی تدبیر آہستگی کے ساتھ کی لفٹنٹ گورنر
ہیلی ڈے صاحب نے آخر کو مارشل لا جاری کیا تازہ سپاہ میدان کارزار مین آئی۔ عموماً سرکشون کے
دہات کا جلانا شروع ہوا اور اب دشمنون کے لیئے جنگل پناہ گاہ نہ رہے انکے بہت سے سردار
مارے گئے اور پکڑے گئے اور پھانسی پر چڑھائے گئے سال کے آخر مین لشکرکشی موقوف ہوئی
اور ۳ جنوری ۱۸۵۶ء کو مارشل لا کی موقوفی کا اشتہار دیا گیا اور سنتھال کا ملک بنگال کے آئینی اضلاع
سے جدا ہوکر غیر آئینی ملک بنایا گیا۔ ابھی سنتھالی بالکل مطیع نہ ہوئے تھے وسط جنوری مین پھر
انہون نے سر اُٹھایا۔ دہات کو لوٹا مارا بہت سی فیکٹریون کو مسمار کیا خیرخواہ انگریزون اور بنگالیون
کی جان و مال کے لینے سے دھمکایا فروری کے ختم ہونے پر بالکل امن امان ہوگیا۔ پھر سنتھالی ریلوے
کی نئی لائینون اور سڑکون اور فیکٹریون پر کام کرنے لگے اور زراعت کے کام مین مصروف ہوئے۔
جن دنون انہون نے غدر مچایا تھا اور اپنی کھیتی نہ بوئی تھی اسکی سزا انکو یہہ ملی کہ ہزارون بھوکے مرگئے
لارڈ ڈلہوزی کے ارشاد سے جان لارنس نے اپنے سکرٹری سے ۱۸۵۵ء مین آن ردی کی سندہ

آن اردے سندھ کی [illegible] پولیسی ۱۸۵۵ء

سرحدون کی مہمات کی رپورٹ تیار کرائی جس میں سے سرحد کی پولیسی کی توضیح کی گئی - یہہ سرحد طول مین آٹھ سو میل ہے وہان کی اقوام کے دو جتھے ہین ایک جتھے مین ایک لاکھ پینتیس ہزار آدمی اور دوسرے جتھے مین اٹھی ہزار آدمی لڑنے والے ہین وہ اصلی جنگجو و شیر خو بہادر سخت جفاکش اچھے ہتھیار رکھنے والے ہین مگر ڈسپلن (قواعد) نہین جانتے انکی طبیعت مین وحشت شرافت آمیز ہے خونریزی کے بدلہ مین خونریزی کرنا انکا عین ایمان ہے وہ کبھی ہتیارون کے بغیر نہین رہتے مویشیون کے چرانے مین باربرداری کے جانورون کے ہکانے مین کھیتی کرنے مین ہتھیار لگائے ہوئے ہوتے ہین ہر خیل اور ہر خیل کا ہر فرقہ آپس میں ایک دوسرے کے قتل کرنے کے لیئے لڑائیان لڑتا ہے اور ہر خاندان مین خونی جھگڑے ورثے مین چلے آتے ہین اور ہر شخص کے جنم پترے ہوتے ہین - ہر خیل مین اپنے ہمسایون کے ساتھ جانستانی کا حساب ایسا ہی رہتا ہے جیسے کہ قرضدارون اور قرضخواہون کے مابین -

پہاڑون پر سے وہ اترکر انگریزی عملداری مین لڑائیان لڑتے تھے اور دہات کو جلا دیتے تھے یا انکو لوٹ لیتے تھے اور انگریزی رعایا کو قتل کرتے تھے مدتون تک وہ پہاڑون کے نیچے میدانون کو اپنی شکارگاہ سمجھتے تھے جنمین وہان کے باشندون کا شکار کھیلتے تھے جب انکا اس ظالمانہ شکار کھیلنے کو جی چاہتا تھا تو وہ قتل اور لوٹ مار کے لیئے حملے کرتے تھے اور بعض دفعہ آدمیون کو قید کر کے لے جاتے تھے کہ ان سے ڈانڈ لیکر رہا کرین - وہ انگریزی سپاہ پر گولیان مارتے تھے اور انگریزون کو انہی کی عملداری مین مار ڈالتے تھے وہ انگریزی عملداری مین جہان انکا جی چاہتا تھا بات مین گھس آتے تھے اور انگریزی بازارون مین تجارت کرتے تھے انگریزی رعایا مین چند آدمی انکے ملک مین کسی ضرورت کے سبب جاسکتے تھے مگر گورنمنٹ کے کسی نوکر کی یہ مجال نہ تھی کہ انکے ملک مین قیام رکھتا اب اسکے برخلاف برٹش گورنمنٹ انکو آزاد سمجھتی تھی اور اسکے ملک مین جو وہ معافیان رکھتے تھے وہ انکو بدستور برقرار رکھتی تھی اسنے سکھون کی قدیمی قلمرو کی حدود سے باہر ایک قدم بھی آگے نہین نکالا اسنے کچھ ان کے معاملات مین مداخلت نہین کی اور کچھ تعلق انسے نہین رکھا اگرچہ اسنے اپنی رعایا کو اجازت دے رکھی تھی اور وہ اسکی مدد کرتی تھی کہ حملہ کی صورت مین اپنی حفاظت کرین مگر انکو روکتی تھی کہ وہ اسکا معاوضہ نہ لین اور حملہ کے عوض مین حملہ نہ کرین وہ ان آدمیون کو پناہ دیتی تھی جو اپنی جان بچانے کے لیئے بھاگتے تھے مگر وہ انکے مسلح گروہون کو اپنے ملک مین پناہ گزین نہین ہونے دیتے تھے اسنے ان آزاد پہاڑی آدمیون کو آزادانہ اجازت دی تھی کہ وہ اسکے ملک مین آباد ہون زراعت

کرین اپنی مویشیون کو چرائین تجارت کرین اور اسطرح وہ اپنے حقوق و فائدے اور حالتین رکھتے تھے جو اسکی خود رعایا رکھتی تھی وہ انکو اپنی اسپتالون اور دواخانون مین بے تکلف آنے دیتے تھے اور ڈاکٹر انکے کوڑیون بیمارون کا علاج کرتے تھے اور جب وہ اچھے ہوجاتے تھے تو اپنے کوہستانی وطن کو چلے جاتے تھے۔ انکے واسطے سپاہ مین بھرتی ہونے کی بھی اجازت تھی کہ وہ انگریزی تنخواہ دار اور نمک خوار بنین۔ سنہ ۱۸۴۹ اور ۱۸۵۵ء کے درمیان پندرہ دفعہ لشکر کشیان ہوئین انہین عدل اور عقل کے موافق پولیسی ظاہر کی گئی قتل و قزاقی کے روکنے کے واسطے زور کی ضرورت ہوئی یہہ زور کام مین لایا گیا اور وہ کامیاب ہوا جب ان قومون کو سزا ملجاتی تو اکثر اپنے افعال سے پشیمان ہونے کا اقرار کرتین اور جنکو وہ پورا کرتین وہ جن جرمون کی سزا پاتین انکو سزا پانے کے بعد پھر نہین کرتین تقریباً ہر صورت مین یہہ قومین زیادتی کرنے والی اول مین برے کام کرتین اور آخر مین مصیبتین اوٹھاکر اچھے کام کرتین اس پولیسی کے سبب سے مصالحت کی بنیاد رکھی گئی اور یہہ سرحدی قومین سنہ ۱۸۵۷ء مین انگریزون کی خوش نصیبی کے سبب سے نچلی بیٹھی رہین جسکا آگے بیان ہوگا اگر ابتدا مین کوئی بے اثر برتاو انسے برتا جاتا تو وہ انگریزون کی کمزوری کے وقت بہادرانہ حملہ آوریان کرتین لیکن وہ انگریزی بجا پولیسی کے استحکام و استقلال کی عادی تھین انپر انگریزون کا خوف چھایا ہوا تھا اس لیئے وہ اسوقت مین کہ انگریزون کو نقصان عظیم پہنچا سکتی تھین اپنی شرارت سے باز رہین پھر اس پولیسی کو لارنس کے جانشینون نے بالاستقلال ترقی دی اسلیئے آن ردے سندھ کی سرحد انڈین ایمپائر کا قابل اطمینان حصہ ہوگیا تمام ملک مین کسی سمت مین انگریزی اور شرقی حکومتون مین ایسا فرق عظیم نہین ہے جیساکہ یہان ہے ✣

اب سرحدی پولیسی مین سنہ ۱۸۶۵ء کے آخر تک افغانستان اور ہندوستان کے تعلقات کا بھی ذکر کرنا ضرور ہے چونکہ افغانستان کے متصل پنجاب ہے اسلیئے پنجاب ہی ان تعلقات کا توسط ہے۔ سنہ ۱۸۵۵ء تک پنجاب کے منتظمون نے افغانستان کے معاملات سے کچھ سروکار نہین رکھا۔ افغانستان جنگ اول کے بعد سنہ ۱۸۴۲ء مین امیر دوست محمد خان اپنی سلطنت پر بحال ہوا تھا وہ اب بھی تخت نشین تھا مگر بڑا بوڑھا ہوگیا تھا اسکے مرنے پر معلوم ہوتا تھا کہ اسکے خاندان مین تخت نشینی کے لیئے فساد برپا ہوگا جب سے پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق ہوا نہ اسنے نہ اسکے لواحقین مین سے کسی نے برٹش گورنمنٹ کو

کوئی تکلیف پہنچائی تھی جو تکالیف کہ قومون سے انگریزون کو پہنچین تھین جنکا اوپر ذکر ہوا وہ خاص افغانستان نے نہین دی تھین بلکہ وہ آن روے سنارھ کی سرحدی قومون نے دی تھین جو عملاً افغانستان کی گورنمنٹ سے بے تعلق و آزاد تھین سنہ ۱۸۵۴ء کی جنگ کریمیا کے واقعات متعلقہ سے برٹش کے خوف کچھ مدت کے لئے سو گئے تھے پھر وسط ایشیا کے معاملات نے انکو جگایا جس مین افغانستان انگریزون کا نہایت قریب کا ہمسایہ تھا۔ اب پچھلے سالون مین یہہ خیال پیدا ہوا تھا کہ انگلنڈ جو ترکی کے ساتھہ ملنے کی تدابیر کریگا اسکے برخلاف کام کرنے مین روس وسط ایشیا کی طرف متوجہ ہوگا۔ اس باب مین جان لارنس نے پہلی دفعہ اپنی رائے حسب سررشتہ ظاہر کی وہ یہہ چاہتے تھے کہ اگر ممکن ہو تو اس معاملہ مین افغانستان کو کوئی دخل نہ دیا جائے وہ یہہ چاہتے تھے کہ سرحد سندھ ایسی مستحکم کردی جائے کہ روس اس سے گذر نہ سکے - - - - - - - - - - - - - - - - - انکی راے یہ تھی کہ روسیون کے برخلاف جو حرکت کی جائے وہ یوروپ سے کی جائے وسط ایشیا سے نہین اگر روسیون پر حملہ بحر بالٹک اور بحر اسود کی طرف سے کیا جائے تو اسکے سبب سے روس بمجبوری وسط ایشیا سے بند کرکے دق کرنی سے باز رہے گا۔ ان دنون مین جان لارنس صاحب پاس خان قوقند کا ایلچی آیا قوقند سائی بیریا کے متصل تین مشہور خانات مین سے قوقند بھی ہے جنکو یہہ خوف لگ رہا تھا کہ روس انکو اپنی عملداری مین داخل کرینگے لیکن جان لارنس کے نزدیک برٹش گورنمنٹ کی طرف سے کوئی انکی مدد نہین ہوسکتی تھی اُنھون نے اس باب مین لارڈ ڈیل ہوزی سے مشورہ لیکر اس ایلچی کی بہت تواضع و تکریم کی لیکن اسکو واپس یہہ کہکر بھیجا کہ ہم اس معاملہ مین کچھ امداد نہین کرسکتے اسکے بعد خان کو جو خوف تھا کہ روسی قوقند کو اپنی عملداری مین شامل کرینگے پورا ہوا۔

ایران نے جو افغانستان کے برخلاف دشمنانہ حرکتین کین جنپر یہہ گمان ہوا کہ وہ روسیون کے بل کے بھروسے پر کین ہین تو کرنیل اڈورڈس نے جو پیشاور کے بڑے دانشمند ذہین کمشنر تھے جان لارنس سے درخواست کی کہ امیر افغانستان سے دوستی پیدا کی جائے لیکن جان لارنس نے شد و مد کے ساتھہ یہ صلاح بتلائی کہ افغانستان کے ساتھہ تعلقات نہ پیدا کئے جائین لیکن اسکے ساتھہ یہہ اضافہ کیا کہ اگر افغانستان کے ساتھہ تعلقات اختیار کیئے جائینگے تو مین اسکے خاطرخواہ انتظام کے واسطے موجود ہون۔

کرنیل ہربرٹ اڈورڈس نے نہایت حزم و احتیاط سے امیر کابل سے پیغام سلام کیئے جنکے جواب باصواب

قدیمی دشمن نے دیئے ✤ آخر کار مارچ ۱۸۵۵ع امیر کابل کا پیارا بیٹا ولیعہد غلام حیدر خان پشاور مین اسلیئے آیا کہ گورنمنٹ ہند کے ساتھ دوستانہ عہد و پیمان کیئے جایئن جان لارنس صاحب چیف کمشنر پنجاب بھی اس سے ملاقات کے لیئے پشاور مین تشریف لائے اُنکی تجویز سے یہہ قرار پایا کہ فریقین مین صلاتا گفتگو ہو وکیلون کی معرفت گفتگو ہونے مین جھمیلے پڑجاتے ہین اور یہہ گفتگو باری باری سے ایک دفعہ افغانی کیمپ مین اور ایک دفعہ کمشنر پشاور کی کوٹھی مین ہو۔ جب اول مرتبہ ملاقات ہوئی تو چیف کمشنر نے کہا کہ حضور گورنر جنرل کی صرف یہی خواہش ہے کہ ایک عہدنامہ کامل باہمی اتحاد کے لیئے طرفین مین ہوجائے اور اگر دوست محمد خان اسکے سوا کچھ اور چاہتے ہون تو انکے فرزند ارجمند بیان کرین۔
ولیعہد نے جواب دیا کہ ہم لوگ بہادر اور جنگجو ہین مگر بالکل مفلس آپ سے معاہدہ کرنے مین روسی اور ایرانی ہمارے دشمن ہوجایئنگے اسلیئے امید ہے کہ آپ ہماری روپیہ سے اعانت کرین اگر روپیہ ہمارے پاس ہو تو ہم ہر ایک شخص کا مقابلہ کرسکتے ہین بغیر روپیہ کے ہم سے کچھ نہین ہوسکتا۔ ہرات ہمارا ہی ملک ہے وہ ایران کی سرحد پر واقع ہے اگر ایرانیون اور روسیون نے حملہ کیا جسکا ہونے کا ظن غالب ہے تو آپ ہم کو جواب دیدینگے کہ ہم کو اس سے سروکار نہین۔ چیف کمشنر نے جواب دیا کہ مجھے تو اس کا ابھی کوئی خطرہ معلوم نہین دیتا ایران سے ہمارا عہدنامہ ہے کہ وہ اپنی سلطنت اور ہماری ہندوستان کی سلطنت کے درمیانی ملک پر حملہ آور نہ ہو۔ روس کو تو ابھی یوروپ ہی کے جھگڑون سے فرصت نہین ہے۔ ہم ان کو افغانون پر حملہ کرنے نہین دینگے غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ ایران کے متصل روس ہے وہ روس کو پسند نہین کرتا مگر اس سے ڈرتا ہے اسلیئے وہ روس کے کہنے پر عمل کریگا۔ افغانون کو کی موجودہ حالت باہمی اتفاق کی ایسی ہے کہ ایران سے کچھ خوف نہین ہے بشرطیکہ روس اسکا شریک نہو اگر روس کا قصد ہندوستان پر نہین ہے تو قوقند پر وہ کیون حملہ کرتا ہے اور آک مسجد پر قبضہ کیون کیا ہے اور وہان اپنی سپاہ کی چھاونی کیون ڈالی ہے ؟ -
چیف کمشنر نے جواب دیا کہ ہم ہمیشہ خلیج فارس کے ساحل پر اپنی مخالفت دکھلا کر ایران کو روک سکتے ہین اس عہدنامہ مین ہم ہرات کا ذکر کرکے شاہ ایران کو بے وجہ ناراض کرنا نہین چاہتے۔ غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ آپ کو ایک عہدنامہ کی نقل دکھادون جسکو اسنے اسلیئے تجویز کیا ہے کہ جب آپ افغانستان مین دست اندازی کرین تو وہ ہم سے اس عہدنامہ کی تکمیل کرائے ✤ چیف کمشنر نے جواب دیا کہ یہہ سب

باتین ایران کی زبانی جمع خرچ ہے - غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ اس زبانی جمع خرچ کے ساتھ سرکشی بھی ہے
چیف کمشنر نے صاف صاف کہا کہ اسوقت عہدنامہ سے مراد ہماری یہہ ہے کہ نہ ہم افغانستان مین کوئی
مزاحمت کرین نہ اپنے ملک مین افغانستان کو مزاحمت کرنے دین بس ہم دونو مین آپس مین اتحاد ہو جس سے
کہ سرحدی اضلاع مین امان قائم ہو اور تجارت و زراعت مین ترقی ہو - غلام حیدر خان نے جواب دیا
کہ ہمکو کسی دشمن کا جسکا روس معاون نہ ہو خوف نہین ہے - بخارا گو ہمارا تمہارا دشمن ہے مگر افغانون کے
آگے ترکمان ایسے ہین جیسے کہ بھیڑیے کے آگے بھیڑ - چیف کمشنر نے کہا کہ آپ مطمئن رہین کہ افغانستان سے ہم
کوئی ہمارا قصد نہین ہے ہم اسکا زبردست اور خودمختار رہنا چاہتے ہین اصل مین دونو سلطنتون کے مقاصد
ایک ہی ہین ہم دونو ایک ہی کشتی پر سوار ہین غلام حیدر خان نے اسکا جواب کیا برجستہ دیا ہے کہ اگر ہم
دونو ایک ہی کشتی پر سوار ہین تو دونو ساتھ ہی ڈوب جائین گے یا تیرتے رہین گے آپ ہماری مدد کا
وعدہ کرین ورنہ آپ کے جانشین کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ آپ نے اسوقت کیا کیا تھا اور مشکل کے وقت
وہ ہم سے علیحدہ ہو جائینگے یہہ باتین ہو کر پہلی ملاقات ختم ہوئی دوسری ملاقات مین پھر ہرات کا
ذکر چھڑا اور جان لارنس نے ان ہی معاہدون کا حوالہ دیا کہ ایران اور انگریزون کے درمیان ہوئے تھے
غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ ہرات افغانستان کا دست راست ہے اگر آپ کا داہنا ہاتھ کٹ جائے
تو کیا اسکا صدمہ آپ کو نہین پہنچیگا ایسا ہی ہرات کے جانے کا صدمہ ہم کو ہوگا اگر اسپر کوئی حملہ کریگا
تو اسکی کمک کرنی ہم پر واجب ہوگی اگر اس عہدنامہ سے ہم کو کوئی فائدہ پہنچانا مدنظر ہو تو ہرات کا
ذکر اس مین ضرور شامل کرنا چاہیئے - جان لارنس نے کہا کہ ہرات کے باب مین جو ہماری خواہشین
ہین انسے پھر آپ کو مطلع کرونگا غلام حیدر خان نے اس بات کو منظور کر لیا پھر امیر کی اس استدعا کا ذکر ہوا کہ
غلام محمد خان کو وہ جاگیرین واپس کر دی جائین جو اسکے پاس پشاور مین پہلے تھین - چیف کمشنر نے کہا کہ
غلام محمد خان کو سکھون نے معزول کر دیا تھا اور قیدی کے طور پر رکھا تھا میرے بھائی ہنری لارنس نے
پشاور اور کوہاٹ مین اسکی جاگیرین دیدین اور اسنے میرے بڑے بھائی جارج لارنس کو اہل وعیال
سمیت شیر سنگھ ہمارے دشمن کے حوالہ کر دیا تو غلام حیدر خان نے چیف کمشنر کے دونو ہاتھون کو
پکڑ کر یہہ پکار کر کہا کہ آپ برائے خدا محمد خان کا نام نہ لیجئے اب مین اس ذکر کو چھوڑتا ہون محمد خان نے
میری نہایت منت سماجت کی تھی کہ میرے لیئے چیف کمشنر سے یہہ درخواست کرنا اس لیئے مین نے

ذکر کیا ورنہ وہ تمام افغانستان مین بدنام ہے بعد اسکے ملاقات کا جلسہ برخاست ہوا۔
جان لارنس نے عہدنامہ مرتب کیا جس مین تین شرائط درج تھین شرط اول سرکار کمپنی اور امیر افغانستان کے درمیان ہمیشہ صلح اور دوستی رہیگی۔ دوم افغانستان مین سرکار کمپنی کبھی دست اندازی نہین کریگی سوم شرط امیر دوست محمد خان اور انکے ورثا کبھی سرکار کمپنی کے ملک مین مداخلت نہین کرینگے اور سرکار کمپنی کے دوستون کے دوست اور دشمنون کے دشمن رہین گے طرفین سے اس عہدنامہ پر دستخط ہو گئے۔ جب عہدنامہ کا مسودہ غلام حیدر خان کے روبرو پیش ہوا تو اسنے یہہ حجت کی کہ عہد و پیمان طرفین سے ہونے چاہئین یہہ تیسری شرط انگریزون کی طرف سے بھی ہونی چاہیئے کہ افغانون کے دوستون کے دوست اور دشمنون کی دشمن سرکار کمپنی رہیگی۔ لیکن چیف کمشنر نے اسکا یہہ جواب دیا کہ ہمارے اور آپ کی گورنمنٹون کے درمیان بڑا فرق ہے افغان ہمیشہ اپنے دشمنون سے لڑتے رہتے ہین تو اس شرط کے موافق ہمکو ہمیشہ افغانستان کے معاملات مین دست اندازی کرنی پڑیگی جو ہمکو اور افغانون کو بری معلوم ہوگی اور ہم کو کسی دشمن کا خوف نہین ہے کہ جس سے لڑنا پڑے یہی دانشمندانہ پولیسی لارڈ ڈیل ہوزی کی تھی اور اسکے بانی مبانی سر ہربرٹ ایڈورڈس کمشنر پشاور تھے جسکے ثمرات قابل یاد ۱۸۵۷ء مین ظہور مین آئی اور آیندہ سب گورنر جنرلون کا سوا ایک کے اس پولیسی پر عمل رہا۔ اس ملاقات مین غلام حیدر خان کو جان لارنس نے ایک تلوار اور طپنچہ ہدیۃً دیا تھا جسکو اسنے بہ تکلف قبول کیا اور اسکے عوض مین ایک گھوڑا جان لارنس کو بھیجا جب انہون نے اسکے واپس کرنے کی اجازت مانگی تو اسنے جواب دیا کہ اگر آپ گھوڑا واپس کرین گے تو مین اسکو گولی ماردونگا۔

لارڈ ڈل ہوزی کا ہندوستان سے جانا

فروری ۱۸۵۶ء کی آخر تاریخ کو مارکوئس ڈیل ہوزی نے اپنا کام اپنے قائم مقام کو سپرد کیا سب لوگ یہہ کہتے تھے کہ ہندوستان سے وہ حاکم ہند کا جو اکبر اعظم تھا چلا۔ انکی مدح سرائی اور ثناخوانی بہت ہوتی تھی وہ اسکے مستحق تھے انہون نے پبلک خدمات کے لیئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا۔ وہ کامیابی مجسم تھے جس کام کے کرنے مین کوشش کی اس مین اپنا دل بالکل لگا دیا انہون نے جو اپنے عہد حکومت ہشت سالہ مین پولیسی اختیار کی وہ انکی اپنے ذہن و دانائی کی ایجاد کی ہوئی تھی اسلیئے اس مین فتحیابی بھی انکی ہی تھی۔ انکے عہد حکومت مین گورنمنٹ کے نام کی جگہہ ڈیل ہوزی ہی کا نام لیا جاتا تھا۔

لارڈ ڈل ہوزی کی سیرت

یہہ جوانمرد ایسا انگلش مین تھا جسکی برابر کمتر ہی انگلش مین ہوتے ہین انیسوین صدی مین ایک خاص زمانہ

وہ تھا کہ ہر انگلش مین کی زبان پر ترقی کا لفظ تھا آگے نہ بڑھنے کو وہ اپنی تذلیل و تحقیر جانتا تھا۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے اس ترقی کو دکھلا دیا۔ وہ اپنے سچے دل سے یقین کرتے تھے کہ انگلش گورنمنٹ۔ انگلش قوانین۔ انگلش علم انگلش دستور و عادات۔ انگلش اوضاع و اطوار بہ نسبت ہندوستانی گورنمنٹ۔ ہندوستانی قوانین ہندوستانی علم ہندوستانی دستور عادات و ہندوستانی اوضاع و اطوار کے بدرجہا بہتر ہین بس انھون نے اس مسئلہ نظری کو اپنی ساری دلی و دماغی قوت سے عمل کرنا چاہا انہون نے کبھی اس مین شبہ نہین کیا کہ انگلنڈ اور ہندوستان دونو کے حق مین یہہ بہتر ہے کہ جس ملک کی حکومت کے لیئے وہ بھیجے گئے ہین وہ سب ایک سطح سرخ رنگ کی ہو جائے یا وہ سارے ہندوستان مین انگریزی عملداری ہو جائے۔ بس انکو اپنی اس پولیسی کے کامیاب ہونے کا ایسا یقین تھا کہ اگر ہندوستان کی گورنمنٹ کے سب اعلے عہدہ دار انکی مخالفت پر کمر باندھتے تو بھی وہ اسکو نہ چھوڑتے۔ انکے عہد حکومت کا آغاز اسوقت ہوا ہے کہ ہندوستان کے قابل اور لایق عہدہ دارون نے قدیمی مدبرکے مقولون کو ترک کر دیا تھا۔ اب لارڈ ڈیل ہوزی نے اس گروہ کا اپنے تئین سرپرست بنایا اور اسکے دل پر اپنا اثر وہ ڈالا جو کبھی کسی پیغمبر نے اپنے مریدون پر کیا ہوگا انکے مصاحب و مشیر جس وفاداری کے ساتھ انکی اطاعت کرتے تھے وہ کبھی کسی بادشاہ کی بھی نہین کرتے ان کے مریدون کا ایمان اپنر ایسا پکا تھا کہ انہون نے اپنی ساری قوت کو انکی مرضی کے موافق کام کرنے مین خرچ کیا لارڈ ڈیل ہوزی ایسا ملکہ رکھتے تھے کہ وہ اپنے کامون کے کامل کرنے کی قوت و استعداد اپنے ایجنٹون (کارکنون) مین پیدا کر دیتے تھے مگر انکے کارپرداز انکے کام کے لئے تعریف کے قابل موزون تھے جس میدان مین لارڈ موصوف کام کرنے کے لئے بلائے گئے تھے اسکے واسطے ان کے خاص قواء کے استعمال کے لیئے بہت ہی مناسب تھے۔ برٹش ایمپائر کا کوئی اور حصہ ایسا نہ تھا جہان وہ اپنے انتظام کی نادر لیاقت کو بروے کار ظاہر کر سکتے انکی رگ رگ مین بادشاہی سمائی ہوئی تھی وہ اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ مین بادشاہی کر سکتا ہون انکی طبیعت کسی اور کی حکومت کو مانتی نہ تھی کوئی اسکا مقابلہ کرتا تو اس سے انتقام لیتے تھے سب سے کم ہندوستان مین کونسٹی ٹیوشنل زنجیرین تھین وہ اپنی قوت کو بڑے پیمانہ و اندازہ سے کام مین لا سکتے تھے انکی لیاقتون کا مقتضا یہہ تھا کہ وہ آزادانہ کام مین آہنی اپنے زبردست قوت کے ساتھ انہون نے کام بھی بڑے زبردست مستعدی سے کیا انکو جو کامیابی حاصل ہوئی اسکی کوئی نظیر نہین کسی شخص کا اپنے ارادون اور تمناؤن کا پورا ہونا ہی اسکا پورا کمال ہوتا ہے۔ لیکن ایک عیب انکی خصلت مین تھا جسنے انکی پولیسی کے دریا کے

سرچشمہ کو مکدر رکھا تھا اور انکے بعض بڑے بڑے کارہا رنمایان کو بڑی روشن غلطیان بنا دیا تھا کوئی شخص ہندوستان
مین کامیابی کے ساتھ فرمان روائی نہین کرسکتا جب تک اسکی قوت متخیلہ بڑی جامع و مانع نہ ہو لارڈ ڈلہوزی
مین قوت متخیلہ نہ تھی اس قوت متخیلہ کی کمی کے سبب سے آدمی برسون کے تجربہ کے بعد قومی خصلت سے
واقف ہو سکتا ہے لیکن جس آدمی کی قوت متخیلہ زندہ ہو تو بغیر اس تجربے کے چند ہفتہ مین قومی خصلت سے
واقف ہو سکتا ہے۔ لیکن لارڈ ڈلہوزی نے کسی طرح ان آدمیون کی خصلت وطبیعت کو نہین سمجھا جنہین
انکی قسمت حکمرانی کے لیئے لائی تھی انکی نسبت انکو فقط یہہ خیال تھا کہ وہ بادشاہ کی حکومت شخصی کے عادی
ہین وہ یہ نہین سمجھ سکتے تھے کہ ہندوستانی اپنی پرانی باتون سے کسقدر محبت رکھتے ہین وہ انکے قدیمی عالی
خاندانون کے ساتھ ہمدردی نہین کرسکتے تھے جنکا ادب واحترام ہندوستانیون کے دل مین بیٹھا
ہوا تھا وہ ان قوانین وآئین ورسم ورواج کی جنکی وہ عزت اُس زمانہ سے کرتے چلے آتے تھے جواب
یاد نہین رہا کچھ قدر اور توقیر نہین کرتے تھے ان مین اس بات کے خیال کرنے کی لیاقت ہی نہین تھی کہ ہندوستانی
اپنے قدیمی گورنمنٹ کے طریقون کو باوجود نقصون اور خرابیون کے زیادہ اچھا بہ نسبت انگریزی عمدہ
نظامون کے جانتے ہین وہ تمام مقدمات کو سکوپ منطقی کی طرح مرتب کرکے استدلال کرتے تھے وہ انہین
ہندوستانیون کی عادات دیرینہ کے پختہ تعصبات کو اور اس جہالت کو جو انکی آنکھون کے سامنے نیک
وبد مین صحیح تمیز نہین کرنے دیتے تھے دخل نہین دیتے تھے وہ اس بات کا سچا خیال نہین کرسکتے تھے کہ
ایک قدیمی شاہی خاندان کے قائم مقام کے دل مین کیا اسکے اثر اس بات کے ہونگے کہ دفعتہً اسکو اور اسکے
خاندان کو ایک اجنبی غاصب کا فرملیا میٹ کردے اور اس سفید ریش امیر کی جان کیسے عذاب مین ہوگی
جسکا خاندان نسلاً بعد نسلٍ امارت وثروت آبائی پاتا چلا آتا تھا اب دفعتہً ان غیرون کے حملے سے مفلس و
ذلیل ہو گیا جنکا رنگ اور مذہب اسکے سے غیر ہے۔ لارڈ ڈلہوزی کی صدہا چٹھیون سے معلوم ہوتا ہے
کہ ان مین یہہ قابلیت نہین تھی کہ وہ اپنے محکومون کی دلی کیفیتون اور حقوق اور اولوالعزمیون اور خیالات سے
ہمدردی کرسکتے تھے اسواسطے وہ اس امر کے سمجھنے سے معذور تھے کہ ہندوستانی باوجود انگریزون کی
حکومت کے عام فیض رسانی اور یقینی فائدون کو تسلیم کرکے بڑے ٹھنڈے سانس لیکر اپنی پرانے
زمانہ کی یاد کرتے تھے اور اگر انپر ظلم ہوتا تھا وہ لوٹے جاتے تھے تو اپنی ہی قوم کے ہاتھ سے وہ لوٹ انہین
اور نہ جاتی تھی آپسہی مین ہی تقسیم ہوتی تھی وہ سمجھتے ہی نہ تھے کہ الحاق کی پولیسی کا اثر ہندوستانیون کے دلون پر

بہیئت مجموعی کیا ہوگا انکے مذہبی تبنیت کے حق کے باطل کرنے کو وہ کیا سمجھنگے انکے مذہبی خیالات مین خلل ڈالنے کا نتیجہ کیا ہوگا غرض رعایا کی خواہشون اور خیالات کو ایسا نہین سمجھتے تھے جس سے وہ کل ہندوستان پر حکمرانی کرنیکا خاص دعوے کرسکین ہندوستان مین ایک نیا اسکول قائم ہوا تھا جسکے طلبہ ان مدبرون کے اقوال پر ہنستے جنہون نے انڈین ایمپائر کی یہہ عمارت عالی شان بنائی تھی اور پریس کی تحریرون مین جنہین شاذ و نادر ہی کوئی لیاقت ہوتی تھی اس اسکول کے خیالات کو وسیع کردیا تھا پریس عام غصب کرنے کو فرض بتاتا تھا اس زمانہ مین سب ادنے اعلے اس بات کو بھول گئے تھے کہ ہرچہ برخود نہ پسندی بر دیگران مپسند جب کوئی انگریز کونشنش سے یہہ پوچھتا کہ اپنے واسطے اس بات کو پسند کروگے؟ تو پھر اس پر لعنت ملامت ہونے لگتی کہ وہ قوم کا فریب دینے والا ہے جب کوئی انگریز یہہ ظاہر کرتا کہ ایشیائی قوم مین بھی آزادی کا حوصلہ اور وطن کی محبت کا ولولہ ہے جنکا ظاہر ہونا فی نفسہ معزز و محترم ہے گو وہ انگریزون کے لیئے مضر ہے تو وہ انگریزی برادری سے خارج سمجھا جاتا۔ ہندوستانیون کی کالی کھال انگریزون کی ہمدردی کی آنکھون کو تاریک کرتی تھی وہ فقط یہی نہین کہتے تھے کہ وطن کی محبت و آزادی کا حوصلہ جو یوروپ کی قومون مین ہے انکو ہندوستانی قومین نہین جانتین بلکہ ایشیائی قومون کو خاص کر ہندوستانی قومون کو یہہ حق نہین ہے کہ وہ یہہ فیصلہ کرین کہ انکے حق مین کیا بہتر ہے اور سفید رنگ مہذب قوم کی فیاضی کے خلاف سرکشی کرین جو سوچ سمجھ کر جانتی ہے کہ کن کامون کے کرنے سے ان کے کن عزیز حقوق اور نہایت قیمتی مقبوضات کے محروم کرنے سے انکی بھلائی ہوسکتی ہے۔ پس لارڈ ڈلہوزی کی بڑی زبردست گورنمنٹ گو سب لحاظ سے بڑی مستحکم و استوار تھی مگر وہ ہندوستانیون کی طبیعت کے موافق نہ تھی وہ یوروپ کی شائستگی و تہذیب کے موافق نہایت تعریف کے قابل گورنمنٹ تھی جسکو وہ آدمی چلا رہے تھے جنکا ترقی کا سیلان ایشیا کے مٹیا لکھوس ہونے سے سو برس پہلے تھا لارڈ ڈلہوزی نے بے فائدہ اپنے پاکیزہ لطیف نظامون کے جرٹ کی پیٹہ سے ہندوستانیون کو باندھا انکو ہر کام مین کامیابی حاصل ہوئی مگر ہندوستانیون کے اڑیل پن مین وہ کچھ کام نہ کرسکے یہان کے آدمی تاریکی کو روشنی پر اور حماقت کو دانائی پر ترجیح دیتے تھے اس مین شک نہین کہ انگلش مین صواب پر تھے اور ایشیائی قابل افسوس خطا پر انگریزون نے انجیل کے اس حکم اعظم پر کہ نئی شراب پرانی بوتلون مین نہ بھرو" بالکل لحاظ نہین کیا شراب بہت اچھی اور تیز تھی جو آدمی کے دل کو خوش کرتی تھی مگر وہ ایسی پرانی بوتلون مین بھری گئی جو ذرا سی سیر پھٹنے والی تھین گورمنٹ کی کامیابی کے لیئے دو چیزین ضروری ہین

اول یہہ کہ اسکی تدابیر فی نفسہ نیک ہون دوم یہہ کہ وہ جنکے لیۓ کی جائین اُنکے مناسب حال ہون انگریز پہلی بات پر ایسے متوجہ ہوئے کہ دوسری بات کو بھول گئے اور یہہ غلطی کی کہ بہت جلد ترقی کی اور انگریزی لفاست کی اشاعت کے درپے ہوگئے۔ اس غلطی کی تہ مین بڑی نیک مہربرورنیتین تھین لارڈ ڈیل ہوزی اور انکے نائبون کو بڑا مضبوط بالاستقلال یہہ اعتقاد تھا کہ انکی تدابیر مین بہت دانائی اور نیکی ملی ہوئی ہے انہون نے انگلش قوم کی علوشان کے لیۓ اور ہندوستانیون کی رفاہ وبہبود کے واسطے یکسان کوشش کی

لارڈ ڈیل ہوزی کی اغلاط مین بعض باتین بڑی اور نیک تھین انمین کوئی دنارت وخباثت اور غرض پرستی کی آلائش نہ تھی۔ اہنون نے پبلک سروس مین اپنے تئین بالکل محو و وقف کردیا تھا اور ایک کار عظیم کے کرنے مین اپنی ہمت صرف کی انکو اس اپنے فخر و ناز کے خیال سے بڑی خوشی ہوتی تھی کہ جس سلطنت پر وہ حکومت کرنے آئے تھے اسکو بہت زیادہ زبردست و قوی چھوڑتے ہین بہت سے نئے ملک اور نئی قومون کو وہ برٹش گورنمنٹ کے عصاء شاہی کے نیچے لائے اور ایک عظیم الشان تہذیب و شائستگی کا بیج بویا اسکی خاطر انہون نے اپنی فراغت و آسائش و آرام و صحت مت کو قربان کیا جب لیڈی ڈیل ہوزی کے مرنے کی خبر اول ان پاس آئی تو وہ گورنمنٹ ہوس کے باہر نہین نکلے لیکن گورنمنٹ کے تمام کام ایمانداری سے اسی طرح انجام دیتے رہے جیسے کہ وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے اسی رنج و الم مین بھی اپنے فرائض منصبی ادا کرتے

باب دوازدہم

لارڈ کیننگ عہد حکومت

۱۸۵۶ء

جب ہندوستان مین نیا سال آیا اور پرانا سال گیا تو سب آدمیون کے منہ مین یہہ بات تھی کہ دیکھین یہہ سال کیا رنگ دکھائے سو برس بعد اس سال سے آیا ہے جس مین بلیک ہول کا مہلک حادثہ واقع ہوا تھا جس مین کلایو انتقام لینے کے لیۓ سپاہ لایا تھا بہت گفتگوئین اس باب مین ہوتی تھین کہ لارڈ ڈیل ہوزی جیسے عالی دماغ روشن ضمیر دانشمند کا قائم مقام کون ہوتا ہے کہ صحیح خوشخبری یہہ آئی کہ لارڈ پامرسٹون کی کے بی نٹ کا سب سے زیادہ کم عمر ممبر اور ملکہ معظمہ کا پوسٹماسٹر جنرل لارڈ کیننگ ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوا۔ پہلی اگست ۱۸۵۵ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے انڈیا ہوس مین اجلاس کیا اور لارڈ کیننگ

اس مین اپنے عہدۂ جلیل القدر کا حلف اٹھایا۔ اس تاریخ کی رات کو لندن کے ٹےورن کے دعوت کے کمرے مین انکو ڈنر کروفر شان وشکوہ سے دیا گیا کہ پہلے کبھی کسی اور گورجنرل کو بالکل نہین یا کمتر دیا گیا ہوگا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے صدر انجمن مسٹر الیٹ میکناٹن اس جلسہ کے پریسیڈنٹ تھے اس جلسہ مین لارڈ کیننگ نے سپیچ دیا ہے تو سامعین سنکر دنگ رہ گئے انکے سپیچ کا یہ آخر فقرہ جسمین پیغمبرانہ انہونے پیشین گوئی کی تھی ہمیشہ یاد رہیگا کہ مین نہین جانتا کہ کیا واقعات پیش آئینگے مین امید کرتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ جنگ وپیکار کی نوبت نہ آئے مین جانتا ہون کہ میرے عہد حکومت مین امن امان رہیگا لیکن مین یہہ فراموش خاطر نہین کرسکتا کہ ہمارے ہندوستان کی سلطنت مین جیسی برکتین زیادہ تر انواع انواع کے اتفاقات پر اور خاص مجہول حالتون پر منحصر ہین ایسا کہین اور دنیا کے پردہ پر نہین ہم کو یہہ بھولنا نہین چاہیئے کہ ہندوستان کے صاف آسمان پر ایک بادل جو اول مین آدمی کی بالشت سے بڑا نہین ہوتا اٹھتا ہے پھر وہ بڑہتے بڑہتے آخر کو ایسا ہوجاتا ہے کہ ہم کو غارت ہونے کا خوف دلانے لگتا ہے جو واقعہ ایک دفعہ واقع ہوتا ہے وہ دوبارہ واقع　　ہوتا ہے یقینی خلل اندازو فتنہ پرداز اسباب کم ہوگئے ہین مگر وہ دفع نہین ہوئے ہین جو رعایا ہماری حکومت مین متحد ہوئی ہے وہ ناخوش و غیر متجانس ہے ہمارے سامنے ہمسائے ایسے رہتی ہین کہ ہم بالکل اپنی خبرداری اور چوکسی کو دور نہین کرسکتے ہماری سرحدی صورت ایسی ہے کہ ممکن ہے کہ کسی وقت کسی مقام مین سٹ بھیٹر کے اسباب پیدا ہون سوا اسکے ہمارے بڑے پیچدار تعلقات ان ریاستون سے ہین جنسے ہم روپیہ لیتے ہین اور اُس کے عوض مین سپاہ سے انکی محافظت کرتے ہین مجھے اس مین شبہ ہے کہ ایسی اعظم سلطنت وسیع مین جسکا حال یہہ ہو نہایت دانشمند گورنمنٹ کے اختیار مین ہو کہ وہ امن امان کو اپنے حکم مین رکھ سکے اگر ہم ایسا حکم نہین رکھ سکتے تو کم از کم ہمکو سزاوار یہہ ہے کہ خبرداری سے اپنی عزت کو اپنی نیک ایمانداری کو اپنی راست معاملگی کو سلامت رکھین اگر اسکے برخلاف کوئی ہمکو ایسی ضرورت آن پڑے کہ ہمکو صدمہ پہنچانا ضرور ہو تو وہ اپنی صاف کرکے سے پہنچائین اگر ہم اسطرح کے صدمے پہنچائینگے تو جھگڑا تھوڑی دیر رہیگا اور نتیجہ مشتبہ نہین ہوگا مگر بڑی خوشی سے اپنے دل سے ان خوفونکو نکالتا ہون جو فوج پر یہہ نہین معلوم ہوتے اور کورٹ ڈائرکٹرز کی امداد اور اشتراک کو اپنے ساتھ مسرت دلی سے اپنے لیئے ایک بڑا امن کا میدان پر امن جانتا ہون۔ لارڈ پامرسٹون وزیر اعظم نے اس جلسہ مین یہہ ارشاد فرمایا کہ یہہ واقعیت بڑی پرمعانی ہے کہ جب ہم وحشی تھے تو پرانی تہذیب انڈیا سے

مصر مین آئی اور وہان سے ہمارے پاس اب ہم تہذیب و شائستگی و روشن ضمیری کو واپس اسکے اصلی ماخذ و
مبدا پر لے جا رہے ہین شاید یہ امر ہمارے ہی حصہ مین آیا ہے کہ بے شمار ہندوستانیون کو انسان کے اصلی علم
برتر اور مقدس عطیہ عطا کرین لیکن انکی یہ تدریج ترقی زمانہ کے ہاتھ مین ہے" انہون نے لارڈ کیننگ کی پیشین گوئی
کو گو وہ جانتے نہ تھے اپنی سپیچ کا ضمیمہ بنایا اور بتلایا کہ کس مقام سے وہ چھوٹا بادل اٹھنے کو ہے گو لارڈ کیننگ کا
تقرر ماہ اگست ۱۸۵۵ء مین ہوگیا تھا مگر انکی روانگی مین التوا اس سبب سے ہوا کہ لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنے عہدہ
جلیلہ پر یکم مارچ تک رہنے کی اجازت مانگی تاکہ اودھ کا الحاق اپنے ہی عہد مین کر لین۔ اس الحاق کو لارڈ
کیننگ نے بھی جب وہ کیبنٹ مین ممبر تھے منظور کر لیا تھا۔ اس التوا کے زمانہ مین وہ ہندوستان کے
معاملات کا مطالعہ کرتے رہے۔ ۶ دسمبر ۱۸۵۵ء کو ہندوستان کو روانہ ہوئے رستے مین خوب سیرین
کرتے ہوئے فروری ۱۸۵۶ء کی ۲۹ تاریخ کو کلکتہ مین جہاز سے اترے اور اترتے ہی ۵۰ منٹ بعد گورنمنٹ
ہوس مین گئے اور اپنے عہدہ کا حلف اٹھایا اور کونسل مین اجلاس فرمایا انکے آنے کے بعد لارڈ ڈیل ہوزی
ایک ہفتہ تک یہان رہے اور لارڈ کیننگ کو تمام سلطنت کے بڑے شوق سے سکھاتے رہے اور وہ بڑے
شوق سے سیکھتے رہے

کسی شخص نے انڈیا کے گورنر جنرل ہونے کا عہدہ نہین اختیار کیا کہ اسکے دل مین یہ نقش جما ہوا ہو کہ
اس عہدہ مین کام کم ہے اور آمدنی زیادہ جس شخص نے اس عہدہ کو اختیار کیا خواہ اسکی رائے انگلنڈ مین
پوچھی ہو جب وہ یہان آنکر اپنے عہدہ کے کامون کو لیتا ہے تو جانتا ہے کہ مین نے اس کے
کامون کے لیے اپنی محنت کا تخمینہ بہت ہی کم کیا تھا۔ کام کی رو ایسی زور کی متواتر چلتی ہے کہ اس مین بہت سے
کامون کے دریا آنکر ملتے ہین جس سے اس مین پانی کی وہ طغیانی ہوتی ہے کہ مضبوط سے مضبوط آدمی کو بھی
اسکے تیرنے مین دم اکھڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ وقت مشکلات کو آسان کر دیتا ہے لیکن ابتدا مین ایسے
کام جنسے ناواقفیت ہوتی ہے اس کثرت سے پیش ہوتے ہین کہ ان مین بڑے سے بڑا اعالی دماغ طباع ذہین چکرا جاتا
ہے۔ گورنر جنرل کی میز پر بکس کے بکس کاغذون سے بھرے ہوئے رکھے ہوتے ہین جنپر نام
اجنبی آدمیون کے اور مقامون کے لکھے ہوتے ہین انہین نامعلوم واقعات کے ذکر ہوتے ہین اور
سوسائٹی کے حالات ناقابل فہم ہوتے ہین گورنر جنرل کے روبرو ہر قسم کے فیصلہ کے لیے بعض مسائل
سے پیش ہوتا ہے وہ اسکے واقفان سابقہ پر بعض مسائل سے علم حاصل کرتا ہے اکثر بہت سے

بیچارہ مقدمات اسی کے فیصلہ کے لیئے چھوڑے جاتے ہین کہ وہ اپنے سابقین کی جھنجٹون سے حیران پریشان نہو۔ ہفتے پر ہفتے گذر جاتے ہین کہ کامون کے انبار کا نقش اسکے دلپر تھوڑا ہی سا جمتا ہے۔ مارچ کے آخر مین لارڈ کیننگ نے لکھا کہ جو کام میرے سامنے پیش ہوتے ہین انکے رشتون کو آہستہ آہستہ جمع کرنا مین نے شروع کیا ہے لیکن یہہ بڑا سخت کام ہے کہ ہر گذشتہ سوال پر جو میرے سامنے آئے اسپر بہت سا وقت صرف کیا جائے چند ہفتون کے بعد مین یہہ جانونگا کہ واقعات کی رز مین سے سلامت نکلا" گورنر جنرل معاملات کو سرسری نظر سے نہین دیکھتے تھے وہ کوشش کرتے تھے کہ جو معاملات میرے روبرو پیش ہون انکو نظر غائر سے دیکھون گو ان مین التوا ؤن سے دقت واقع ہو۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ ابھی مجھے بہت کچھ سیکھنا ہے اور اس سیکھنے کے لیئے اپنے واسطے بہترین وسائل وہ پیدا کرتے تھے انہون نے سارے ملک کے بڑے بڑے ایجنٹون کو بلایا خاص انکو جو ہندوستانی ریاستون کے کارفرما تھے۔ انہون نے ہریک کے ساتھ ان معاملات مین جو انسے متعلق تھے کونفاڈینشل خط و کتابت کی انہین سے جتنے ملاقات کی اسکو اجازت دی کہ وہ آزادانہ بے باکانہ اپنی رائے اور خیالات کو بالتفصیل سچ سچ بیان کردے وہ یہہ جانتے تھے کہ انڈیا کے علم حاصل کرنے کے لیئے کوئی شاہی راہ ایسی نہین ہے جو مین اسکو جلدی سے طے کرلون اسلیئے انہون نے سال اول اپنے کامون کے سیکھنے ہی مین گذارا۔

گورنر جنرل کی کونسل

اس وقت لارڈ کیننگ کی کونسل مین انکے مددگار بڑے بڑے لائق فائق ممبر تھے جنسے صحیح رای کے قائم کرنے کے لیئے صحیح علم حاصل ہوسکتا تھا اسوقت سپریم کونسل مین جنرل جان لو اور مسٹر ڈورن مسٹر جان پیٹر گرینٹ اور مسٹر بارنس پی کوک ممبر تھے جنرل لو بڑے بوڑھے تھے وہ بڑے بڑے کارہاے نمایان کرچکے تھے اور ہندوستانی دربارون کے حالات سے کوئی انسے زیادہ واقف نہ تھا کوئی شخص ہندوستانیون کا مزاج شناس انسے زیادہ نہ تھا وہ ہندوستانیون کی آنکھ سے دیکھ سکتے تھے وہ انکی زبان سے بول سکتے تھے وہ انکے سواد فہم سے پڑھ سکتے تھے وہ لارڈ ڈیل ہوزی کے الحاق کی پولیسی کو پسند نہین کرتے تھے اسلیئے انکی رائے لارڈ ڈیل ہوزی کی نگاہ مین بے وقعت تھی ✤

مسٹر ڈوران

مسٹر ڈورن کوئی بڑی لیاقت کے ممبر نہ تھے وہ خزانہ و مال کے کام مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وہ کچھ ہندوستانیون کے حالات سے خبر نہین رکھتے تھے ملک کے حال کو بھی کم جانتے تھے وہ لارڈ ڈیل ہوزی کی ہان مین ہان ملانی جانتے تھے ؛

سر جان پیٹر گرینٹ

سب سے زیادہ لایق ممبر مسٹر جان پیٹر گرینٹ تھے وہ بے انتہا کام کر چکے تھے اگرچہ انکی وضع مین خفگی معلوم ہوتی تھی مگر اسکے ساتھ عجیب غریب بیدار دل بھی تھے ۔ اکثر وہ صدر مقام مین رہتے تھے اسلیئے انکو ملک اور اہل ملک کے حال سے آگاہی کم تھی وہ مال کے کامون کے الجھیڑون کے سلجھانے مین بڑا کمال رکھتے تھے وہ لارڈ ڈیل ہوزی کے آخر زمانہ مین کونسل کے ممبر مقرر ہوئے تھے

بارنس پیکاک

بیہہ جو تھے کونسل کے لا ممبر تھے وہ انگلش قانون دان تھے ہندوستان کے لیئے قوانین بنانے کے لیئے مقرر ہوئے تھے وہ نہایت طبع مستقیم و ذہن سلیم رکھتے تھے ۔ وہ کمپنی کے طوفانون کا پاس و لحاظ کمتر کرتے تھے بعض دفعہ اپنی حد سے متجاوز کر کے غلطیون مین پڑ جاتے تھے انہون نے ہندوؤن کی کثیر الازدواجی کا انسداد کیا انہون نے اپنی خدمات کو صرف قانون ہی پر مقصور نہین کیا بلکہ اور بڑے بڑے کامون مین انہون نے اپنی ذہانت کے جوہر دکھائیے ۔ لارڈ کیننگ کے محنت کے کامون مین بیہہ چار ممبر شریک تھے جنکی اعانت سے وہ گورنمنٹ کے کامون کو سرانجام دیتے تھے ۔ ملیٹری علم مین کونسل مین کمی تھی گو جنرل لو بڑے سپاہی تھے مگر انکی بڑی عمر کا حصہ ہندوستانی دربارون مین گذرا تھا اسلیئے میدان جنگ کے حالات کو کم جانتے تھے مگر کونسل مین ایک ممبر کمنڈرانچیف بھی ہوتا تھا جو کونسل کی ملیٹری علم کی کمی کو کم کرتا تھا ۔ اونرابل جارج این سن کمانڈرانچیف تھے وہ عمر رسیدہ نہ تھے چونکہ ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین انگلنڈ مین بڑا زمانہ صلح مین گذرا تھا اسلیئے مشکل تھا کہ یہان کوئی عمدہ کارگزار جب تک وہ عمر رسیدہ نہ ہو ملے ۔ گورنر جنرل اور کمانڈرانچیف کی حکومتون کی تحدید ایسی اچھی طرح نہین کی گئی تھی کہ ان دونو مین آپس مین نزاع نہ ہو ان دونو کی ان دو باتون مین نزاع رہتی اول بیہہ کہ سپاہ کے افسرون کی فرلو کی درخواستین جو کمانڈرانچیف کو دی جائین وہ گورنر جنرل پاس منظوری کے لیئے آنی چاہئین دوم گورنر جنرل جن افسران سپاہ کو سول اور پولیٹکل خدمات کے لیئے منتخب کرے اسکو کمانڈرانچیف نامنظور نہین کر سکتا ۔ مگر ان دونو مین آپس مین اخلاص اور اتحاد تھا گو ان اختیارات کے باب مین بیہہ اختلاف تھا ۔ کونسل مین ان ممبرون اور بہت سے سرشتون کے لائق سکرٹریون کی اعانت سے گورنر جنرل اپنا کام کرتے تھے کام کے ہجوم سے رنجور نہین ہوتے تھے مگر بعض کام ایسے ہی الجھیڑے کے ہوتے ہین کہ ان مین حیران و پریشان ہونا پڑتا ہے

وہ بڑی مشکل سے حل ہوتے ہین۔ ہندوستان مین امن امان تھا ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا تھا کہ لارڈ ڈیل ہوزی امن امان ورثہ مین دے گئے ہین اودھ جو ابھی انقلاب سے باہر نکلا تھا خارج مین ساری علامتین خیر وعافیت کی معلوم ہوتی تھین سب رعایا راضی خوش نظر آتی تھی بلکہ مطیع وفرمان بردار۔ نظم ونسق خاطر خواہ ترقی کر رہا تھا لیکن وہان ایک نئے منتظم کی ضرورت تھی اوٹرم صاحب رزیڈنٹ اودھ اپنا کام کر چکے تھے جسکی محنت سے وہ بیمار ہوگئے تھے انکی رے مین ہندوستانی ریاستون کا قائم رکھنا انصاف تھا انکے نزدیک اودھ کے رئیسون اور شہزادون کے ساتھ بڑی ناانصافی کی گئی تھی جسکے لیے بہانہ یہہ بتایا گیا تھا کہ یہہ کام رعایا پروری کے لیے کیا جاتا ہے جب اودھ کا برٹش گورنمنٹ مین الحاق کا اشتہار دیا گیا تو رزیڈنٹی کا عہدہ موقوف ہوا اور انکی جگہہ چیف کمشنری کا عہدہ قائم ہوا لیکن اوٹرم صاحب کی صحت ایسی نہ تھی کہ وہ اس عہدہ کا کام کر سکتے وہ فرلو لیکر ولایت گئے انکی جگہہ قائم مقام مقرر کرنے کا سوال پیش ہوا جسپر بہت بحث رہی کہ کون ہو آخر کو نئے چیف کمشنر مسٹر کورلی جیکسن مقرر ہوئے جو ممالک مغربی شمالی کے بڑے مستعد وجید مالی افسر تھے۔ انہون نے گورنر جنرل سے اپنے کام کرنے کے اور سب افسرون اور رعایا کے خوش رکھنے کے وعدے بہت کیے مگر کسی وعدہ کے ایفا کرنے کا بالاستقلال ارادہ نہین کیا مسٹر مارٹن گبنس بنگال سول سروس کے افسر فنانشل کمشنر اور مسٹر اومینی دیوانی عدالت کے اعلے افسر مقرر ہوئے۔ مارٹن گبنس بڑے عالی دماغ افسر تھے انکی خدمات سے ملک اودھ کو بہت فائدہ ہوتا اگر انکی چیف کمشنر سے کھٹاپٹ نہ ہوتی۔ اب یہہ معلوم نہین کہ مسٹر جیکسن نے نادانی ونامہربانی سے اپنی ناخوشیون کو گبنس صاحب کی نسبت ظاہر کیا جس سے انکو غصہ آیا رنج ہوا یا گبنس صاحب نے اپنی نافرمانی کو ظاہر کیا اب اسکی تحقیقات تو عبث ہے غرض ان دونو مین جو منازعت ہوئی اسکی خبر جلد گورنر جنرل کو ہوگئی۔ انہون نے نہایت دانشمندانہ چٹھیان چیف کمشنر کو لکھین جنمین اپنا افسوس زیادہ اور ناراضی کم ظاہر کی ہین بطور مثال کے ایک چٹھی کا ترجمہ کیا جاتا ہے "کہ مین اپنے تجربہ سے فیصلہ کرکے یہہ کہنا چاہتا ہون کہ سرکاری ملازم جنپر کوئی الزام عائد ہو انکے ساتھ اسطرح برتاؤ کرنے سے ہر مطلب حاصل ہوسکتا ہے کہ انکی خطائین صاف صاف بغیر کسی لاگ لپیٹ کے ایسی زبان مین بیان کردی جائین جس مین کوئی غلطی نہ ہو۔ مگر انکی اصلاح کا مقصود کسی اور طرح سے ایسا مفقود نہین ہوتا کہ ایسے الفاظ کام مین لائے جائین کہ ان کے دل مین چھید کرین اور انکے رنجون کو بے ضرورت بڑھائین گو یہہ کام راستی اور واقعیت کی حد سے بالکل

منجاوز نہ ہوا مین یقین کرتا ہون کہ اگر کوئی شخص اپنے فرض منصبی کا خیال دل مین رکھتا ہے اور شرافت اسکی جبلت مین ہے تو جب اسکی غلطی جتنی سادگی سے اسکو بتلائی جائیگی اور زیادہ صاف وخاموش سرزنش کی جائیگی اتنا ہی قوی احتمال ہے کہ وہ جلدی سے اور خوشی سے اپنی غلطی کو صحیح کرلیگا اگر ہم یہہ چاہین کہ جس شخص کو ہم ضرور تاً سرزنش کرتے ہین کہ وہ لجا مین اپنا کام کرنے لگے تو جہانتک ممکن ہو اسکے دل مین اشتعال اپنے خلاف نہ پیدا ہونے دین" لیکن جیکسن کی ناہموار طبیعت کو گورنمنٹ ہوس کے عنایت آمیز صلاح ومشوری نرم نہ کرسکے جتنا وقت گذرتا گیا اتنا ہی انکا جھگڑا افسا وگنبس کے ساتھہ ایسا بڑھتا گیا کہ اصلاح پذیر نہین رہا۔ ہندوستان مین جب کاغذی لڑائی ہوتی ہے تو بڑی آستینین چڑھائی جاتی ہین اور عمدہ سرکاری ملازمین بعض اوقات اپنا وقت اور استعداد ذاتی جھگڑون مین کھوتے ہین اور اپنی خدمات کے کامون کو بھول جاتے ہین جیکسن صاحب نے اپنے ماتحت افسرون کی بدچلنی کے ثابت کرنے مین جو تکلیف اٹھائی اگر اس سے آدھی تکلیف وہ اس بات مین گوارا کرتے کہ وہ برٹش کی عہد وپیمان کو پورا کرتے اور اودھ کے الحاق سے اسکے بڑے بڑے آدمیون کو تباہ نہ ہونے دیتے تو اپنے اور اپنی قوم کے لئے بھلا کرتے لیکن جبوقت جیکسن اور گنبس آپس مین ایک دوسرے پر الزام لگا رہے تھے اسوقت گورنر جنرل کی فیاضانہ طبیعت بادشاہ کی شکایتون اور رنجون کے سننے سے غمزدہ ہوتی تھی بادشاہ فریاد کرتا تھا کہ لکھنؤ مین انگریزی افسرون نے اسکی اور اسکے کنبے کی بڑی تذلیل کی ہے کہ اسکے مال اسباب کو ضبط وضائع کیا ہے اور اسکے گھر کے ملتزمین اور اراکین کو خوار وذلیل کیا ہے۔

شاہ معزول کا سفر

واجد علی شاہ کو بالکل مایوسی ہوئی کہ ان سفید رنگ آدمیون کی دست درازیون سے مین اپنی سلطنت کو بچا نہین سکتا اسلیئے اسنے سفر کا ارادہ کیا کہ انگلنڈ مین جاکر تخت شاہی کے قدمون کے تلے اپنا سر رکھ کر داد فریاد کرے لیکن بادشاہ کے قوا جسمانی وباطنی ایسے قوی کب تھے کہ وہ اس سفر کی سختی کی برداشت کرتے وہ لکھنئو سے تھوڑی دور چلکر مقیم ہوا کہ اسکا وزیر علی نقی خان آجائے وہ لکھنؤ مین انتظام جدید کی امداد کے لیئے ٹھیرالیا گیا تھا۔ کچھ دنون کے بعد بادشاہ اور وزیر اور بادشاہی ملتزمین عورت مرد کلکتہ کی طرف منزل پیما ہوئے خشکی مین اول کچھ منزلین طے کین پھر بحری سفر دخانی جہاز مین اختیار کیا۔ لارڈ کیننگ نے بادشاہ سے کہا کہ یہہ سفر ایسا مفرح ہوگا کہ بادشاہ کو سفر کی تکان ذرا نہ ہوگی آدھا مئی کا مہینہ ابھی گزر چکا تھا کہ بادشاہ کلکتہ مین آیا اور دریا کے کنارہ پر ایک مکان مین مقیم ہوا اس مکان مین بادشاہ کا دل ایسا لگا کہ اسنے یہان رہنے کو خلیج بنگال اور بحر مڈیٹرینین کے سفر مین جانے سے بہتر جانا۔ اسکا ولیعہد اور ان

دونو ملکہ معظمہ کے تخت کی قدمبوسی کے لئے انگلنڈ روانہ ہوئے گورنمنٹ ہوس نے انکے جانے کے لئے کوئی
مزاحمت نہین کی گورنر جنرل نے کہا کہ انکو جانے دو یہہ شن مغرب کی طرف گیا اور اپنی سلطنت
اودھ کی بحالی کی بڑی فضول تمنائین ساتھ لے گیا اسکی ہمت ان لوگون نے بندھوائی جو جانتے تھے
کہ اس کام مین بالکل کچھ نہین ہوگا۔ اس مقدمہ مین بڑی بے عنوانیان ہوئین آپس ہی مین فساد برپا ہوئے
اور اصل کام کی طرف توجہ نہین کی گئی اس شن نے فقط اپنا خزانہ ہی برباد نہین کیا بلکہ جانون کا نقصان
بھی اٹھایا۔ بادشاہ کا ولیعہد اور اسکی مان دونو پیری لاچیس کے قبرستان مین دفن ہوئے۔ انگلنڈ مین
ملکہ معظمہ سے چند منٹ کے ملاقات ہوئی نذر پیش ہوئی بے نیل مرام مراجعت ہوئی ✤

بادشاہی کا مقدمہ نوشن کے حوالہ کیا گیا اب بادشاہ کو جو یہان تکلیفین پہنچ رہی تھین انکی بابت شکایتین گورنر جنرل
کے روبرو پیش کین کہ انگریزی افسرون نے لکھنؤ کے شاہی محلون کو اصطبل اور کتے خانہ بنایا ہے انہون نے
نازپرورده عورتون کو بادشاہ کی بیٹیون اور اسکے مصاحبین کو محلون سے نکالکر بے خانمان و بیکس بنا دیا
ہے خزانون کو توڑ کر روپیہ لوٹ لیا ہے خاندان شاہی کے رنج کا مال اور اسباب نیلام کر دیا ہے اور بہت سے
ایسے برے کام کئے گئے کہ جنسے بادشاہ کے آدمیون کی ذلت و خواری و ویرانی ہوئی ہے اور انگریزون
کی عزت مین بھی بٹا لگا ہے۔ بہت سے امیر اور شاہی خاندان کے آدمی بادشاہ کے ساتھ کلکتہ مین تھے
اور بہت سے جا رہے تھے جو لکھنؤ مین باقی تھے انکی مٹی پلید ہو رہی تھی بادشاہ کی طرف سے حسب سررشتہ
جو شکایتین پیش ہوئی تھین انپر لارڈ کیننگ کو بہت تھوڑا اعتبار تھا مگر گورنمنٹ کی شان و عدل کا مقتضا یہہ تھا
کہ انکی تحقیقات ہو اور انکا انسداد ہو گورنر جنرل نے چیف کمشنر کو تاکیداً لکھا کہ وہ فوراً ان الزامون کو جو بادشاہ
کے آدمیون نے افسرون پر لگائے ہین تحقیقات کر کے رپورٹ کرے لیکن جیکسن صاحب بر خود غلط ایسے تھے کہ
اس کام کو کوئی بڑا کام نہ سمجھے ٹال ٹول کے جوابات دئے جو قابل اطمینان نہ تھے گورنر جنرل نے خانگی اور
سرکاری طور پر چیف کمشنر کو تاکید سے لکھا کہ یہہ جو داغ انگریزی قوم پر لکھنؤ کے قدیمی شاہی دربار کے آدمی
لگا رہے ہین انکے مٹانے پر وہ متوجہ ہو لیکن لارڈ کیننگ کو اپنی تحریر سے جس نتیجہ کی امید تھی وہ نہ حاصل ہوا
۱۹۔ اکتوبر کو آخرکار گورنر جنرل نے غصہ مین آنکر جیکسن صاحب کو لکھا کہ مین اس بات کو آپ سے چھپاتا نہین کہ اول سے
آخر تک جو طریقہ تم نے اس امر مین اختیار کیا اس سے مجھے بڑی مایوسی ہوئی بادشاہ نے جو نالشین
دائر کی تھین انکی جواب شافی صفائی کے ساتھ دینے کے قابل تم نے گورنمنٹ کو نہین بنایا بلکہ بجائے اسکے

تم انہین سے بعض نالشون سے خبر بھی نہین ہوئے تم کو جاننا چاہیئے کہ گورنمنٹ کے پاس جواب دینے کے لیئے مصالح موجود نہین ہین تمہارے سارے جوابون کو بادشاہ کے خطون کے ساتھ پہلو بہ پہلو رکھ کر دیکھتا ہون تو مین ہرگز اپنے تئین اس قابل نہین پاتا کہ یہہ کہہ سکون کہ عمارات جنکا بیان کیا گیا ہے مسمار ہوئی ہین اور کیون ہوئی ہین؟ اگرچہ بادشاہ کو ایک خاص جلوخانہ کی بابت اطلاع دی گئی ہے کہ وہ ڈھ رہا ہے بادشاہ نے ۲۴ستمبر ۱۸۵۶ء کے خط مین لکھا ہے کہ جس منزل مین گھوڑے اور کتے باندھے گئے ہین۔ بادشاہ کی اولاد کو دھمکیان دی گئی ہین کہ انکا وظیفہ بند ہو جائے گا تم مجھ سے کہتے ہو کہ جوابون مین تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ انکی تکمیل زیادہ ہو جائے اسلیئے مشکل سے مین یہہ خیالات کرتا ہون کہ یہہ معاملات تمہاری نظر سے نہ گذرے ہون مگر کوئی اور سبب بھی مین نہین جانتا کہ تم نے انکو کیون فروگذاشت کیا خواہ کچھ ہی ہوا ہو تم نے جو کارروائی کا طریقہ اختیار کیا اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ بادشاہ سے ایسا برتاؤ برتنا پڑا جسکو ذلت تو نہین کہہ سکتے تھے مگر مکروہ ناسزا ضرور تھا۔ بادشاہ جو شکایتین کرتا تھا خواہ وہ سچی ہون یا جھوٹی وہ صاف صاف گورنمنٹ کے افسرون کے خلاف نتھین گورنر جنرل بادشاہ کو یقین دلاتا تھا کہ جلد یہہ معاملات چیف کمشنر کی طرف رجوع کیئے جائین گے تو خاطر خواہ بادشاہ کو اسکی توجیہہ بتلادی جائیگی مین یہہ اعتبار کرتا تھا جسکے کرنے کا حق مجھ کو حاصل ہے کہ چیف کمشنر اسکی ہدایتون کی اطاعت کریگا اور اپنا فرض ادا کریگا مگر اس مین مین نے بڑی غلطی کھائی اور بہت سی باتون مین شکست پائی جو قابل بیان بھی نہین وہ چیف کمشنر پر لکھنؤ مین ظاہر ہو گئین اب کلکتہ گورنمنٹ انکو نظر انداز نہین کر سکتی یہہ کوئی بات نہین ہے کہ یہہ الزامات جو بادشاہ کے بدنام طفیلیون نے برانگیختہ کیئے ہین اور وہ بالکل یا بالجبر سچے نہین ہین یا ناممکن خواہ وہ سیاہ ہون یا سفید ہون انکا جواب دینا چاہیئے ہے مجھے حیرت ہے کہ تم نے اس ضرورت کی قدر نہین جانی۔

چیف کمشنر اور گبنس صاحب اور اوم بینی صاحب آپس مین لڑتے رہے اور خاندان شاہی کی شکایتون اور نالشون پر متوجہ نہ ہوئے آخر کو لارڈ کیننگ کو یہہ معلوم ہو گیا کہ جس چیف کمشنر کو مین نے انتخاب کیا تھا وہ غلط تھا صوبہ اودھ کے لیئے یہہ بہتر ہوگا کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ وہان سے علیحدہ کیا جائے +

ابھی لارڈ کیننگ نے گورنمنٹ ہوس مین قدم رکھا ہی تھا کہ ایران کے ساتھ پرخاش کی نحوست کا آغاز ہوا حقیقت مین انکو اس لڑائی سے سروکار نہ تھا پچاس برس ہوئے کہ ایران کا ہندوستان کی گورنمنٹ سے صرف

ایران سے مخاصمت

یہہ تعلق تھا کہ مالی جوابدہی کمپنی کے ذمے تھی عملی امداد گورنمنٹ کے ذمے اور پولیٹکل معاملات شاہی گورنمنٹ کے فورین اوفس سے متعلق تھی اور ایران مین سفیر پادشاہ انگلنڈ مقرر کرتا - لارڈ کیننگ کی زمانہ مین بھی یہی تعلقات تھے کہ برطانیہ اعظم کی جنگ ایران کے ساتھہ شروع ہوئی -

ہرات

پولیٹکل ایمان کا یہہ بھی ایک جملہ تھا کہ ہرات ایک آزاد مملکت ہے اسکی آزادی کے سبب سے انڈین ایمپائر کی نجات ہے جب افغانستان پر انگریزی سپاہ نے قبضہ کیا ہے اور برٹش افسرون نے دروازہ ہند پر دولت کو لٹایا ہے تو یہہ بات ٹھیری تھی کہ سدوزئی شاہ کامران ہرات کا فرمان روا ہے لیکن اسکا وزیر یار محمد ہمیشہ ایران کی طرف اپنا دل لگائے رکھتا تھا اور دھمکاتا تھا کہ مین اپنے تئین ایران کے حوالہ کرتا ہون - جب انگریزی سپاہ نے افغانستان کو خالی کیا تو یار محمد نے سدوزئی کی براے نام بادشاہی سے اپنے تئین آزاد کر کے خود فرمان روائی شروع کی اس نے دس برس تک اچھی طرح سلطنت کی اسکے مرنے کے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا وہ فرمان روائی کی لیاقت نہین رکھتا تھا جب اسکو خوف معلوم ہوا تو اسنے ہرات کو ایران کے حوالہ کر دیا -

سنہ ۱۸۵۲ع مین ایران کی سپاہ ہرات پر چلی یہہ بیان کیا گیا کہ یار محمد کے مرنے سے ہرات مین بدنظمی ہو گئی تھی اسکے انتظام کے لئے لشکر ایران گیا تھا مگر آخر کار اصل مقصود اس مہم کا ظاہر ہو گیا اور ایران کا ایک صوبہ ہرات ہو گیا برطانیہ اعظم نے ایران کو دھمکایا کہ وہ اپنی سپاہ کو واپس بلائے اور معاہدہ کرے کہ ہرات ہمیشہ آزاد رہے گا بمجبوری ایران کو ہرات سے اپنی سپاہ ہٹانی پڑی اور معاہدہ کرنا پڑا کہ ہرات آزاد رہیگا لیکن اس سے طہران مین سفارت انگریزی پر بدگمانی پیدا ہوئی اور دونو سلطنتون مین پرخاش کا ہونا وقت کا منتظر تھا -

یوسف محمد خان

مگر جب کریمیا کی لڑائی ختم ہوئی اور روسیون کا قبضہ ایشیا مین قرص پر ہوا تو ایران نے برٹش کے ساتھہ دوست رہنے مین اپنا فائدہ نہ دیکھا روسیون کا دامن پکڑا سنہ ۱۸۵۵ع مین سفارت انگلشیہ پر الیسی طعنہ زنی ہوئی کہ مسٹر مری صاحب سفیر انگلشیہ ترکستان کی سرحد مین چلے گئے اسی زمانہ مین یہہ سانحہ رونما ہوا کہ ہرات مین سرکشی ہوئی - ہرات کا فرمان روا یار محمد کا بیٹا مارا گیا اور اسکی جگہہ یوسف خان جانشین ہوا جو سدوزئی شاہی خاندان مین شاہ کا بھتیجا تھا - اگرچہ یوسف خان مین فرمان روائی کی کوئی لیاقت نہ تھی مگر وہ پہلے فرمان روا سے گیا گذرا بھی نہ تھا - پہلے فرمان روا کے قتل مین کہتے ہین کہ شاہ ایران کی سازش بھی

واقعات کے پیش آنے سے مستفید ہونے کا شائق تھا۔ جب سے کہ افغانستان مین برٹش نے امیر دوست محمد خان کو سلطنت پر بحال کیا تھا تب سے اس پیرانہ سال امیر کی چستی و چالاکی و مستعدی و اولوالعزمی کا اقتضا یہہ تھا کہ وہ اپنی پہلی مملکت کو مستحکم کرے اور مغرب کی طرف اپنی سلطنت کے اور بڑھانے مین سرگرمی کرے ایسی علو حوصلگی مین اسکی اپنی سلطنت کی سلامتی تھی ایران کے دعوے بڑے بڑے تھے اسکا ہرات ہی پر کچھ حصر نہ تھا اب اس نے قندھار مین بھی اپنی دباغت پیدا کر لی تھی اسپر بھی دانت مارنے کی نیت تھی اس مین شبہ نہین کہ ایران افغانستان کی فتح کا ارادہ نہین رکھتا تھا مگر اس مین وہ اپنا رعب داب پیدا کرنا چاہتا تھا۔ شاہ ایران نے خود درخواست کی تھی کہ وہ اپنے کل ملک کی صورت سلطنت ایسی بنا لے کہ وہ ایران کی حراست مین معلوم ہونے لگے۔

اب امیر کے لیئے وقت ایسا آن پہنچا تھا کہ وہ اپنے زبردست ہاتھ کو پھیلا کر افغانستان کو بالکل آزاد کر لے ۱۸۵۵ء مین اسکا سوتیلا بھائی قندہار کا فرمان روا کہن دل خان مرگیا تو اسنے قندہار کو کابل کی حکومت مین داخل کر لیا۔ ایران کی گورنمنٹ کو یقین ہوا یا اسنے اس یقین کرنے کا بہانہ بنایا کہ امیر ہرات کی فتح کو بھی اپنے سکیم مین داخل کریگا۔ اس زمانہ مین امیر کا ارادہ یہہ تھا مگر ایرانیون نے اپنی افزون ستانی کے لیئے یہہ شعبدہ بازی کی کہ اپنی محافظت خود مختاری کے لیئے اور دہشت سے بچنے کے لیئے ہرات پر قبضہ کرنے کو ضروری جانا ہرات کی اندرونی حالت بھی اسوقت ایسی تھی کہ جس سے اس کام کے لیئے انکی ہمت کو اور بھی تقویت ہوئی اور دوست محمد خان کی چالون کو دیکھکر انہون نے ان معاہدون کو بالائے طاق رکھا جو ۱۸۵۳ء مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ہوا تھا کہ ہرات آزاد رہیگا اور ہرات پر ایک سپاہ کو روانہ کیا مگر اسکا وہان خیر مقدم نہین ہوا۔ امیر کابل کی پولیٹکل تبدیلیون سے اور ہرات مین خود مخالف انقلابات سے ہرات کے برائے نام فرمان روا نے ایران سے استعانت چاہی لیکن جب اسنے دیکھا کہ ہرات کے بڑے بڑے سردار اہل سنت ایران کے شیعون کی استعانت چاہنے سے بیزار ہین تو اسنے انگریزی جھنڈون کو بلند کرنا چاہا اور دوست محمد خان کو اپنی امداد کے لیئے بلایا سدوزئی شہزادون کی بے ایمانی نمایان تھی اسکے اپنے ہی آدمی اسپر اعتبار نہین کرتے تھے۔ ایرانی ہرات کو گھیر رہے تھے اور یہہ خوف تھا کہ یوسف خان ہرات کو دغا بازی کر کے اہل ایران کو دیدیگا اسلیئے یہہ بات آسان تھی کہ ایک گروہ اسکے مخالف کھڑا کیا جائے سو عیسیٰ خان نے جو اسکا مدار المہام تھا اسکو مقید کر کے دشمنون کے کیمپ مین بھیجدیا اور اسکے ساتھ ایک خط اس مضمون کا لکھکر بھیجدیا کہ اب ہرات مین اسکا کچھ کام نہین اہل ایران جو چاہین اسکا حال کرین *

جب ان واقعات نی یہان تک ترقی پائی تو لارڈ کیننگ کو وسط ایشیا کے پولیٹکل معاملات کی طرف توجہ کرنے کی تکلیف دی گئی یہہ نیا گورنر جنرل ان معاملات کی پیچیدگیون کا پھیلنا اپنے لئے وبال جان جانتا تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ انگلنڈ ایران سے لڑائی خود بغیر میرے کسی دخل و مشورہ کے شروع کریگا اور اسکے ختم کرنے کی لئے سارا کام مجھے کرنا پڑیگا اسکو اسطرح کام کرنا بڑا تلخ و ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ اسنے اگست مین ۱۸۵۶ء مین پریسیڈنٹ کو لکھا کہ میری اپنی آسائش و آرام کی امید قریب المرگ ہوگئی ہین ان گران قیمت بے شان و شوکت لڑائیون پر جو غور کرتا ہون تو مجھے انسے ایسی نفرت پیدا ہوتی ہے کہ مین اسکو بیان نہین کرسکتا مین مثل اپنے سابقین کے اپنے سچے دل سے صلح جو ہون مگر انکے ظالم مایوسیون سے عبرت پکڑ کر انہون نے کہا کہ مین ایران کے سزا دینے مین ناحق جلدی نہ کرونگا اس لیئے مین نے انگلنڈ مین اپنا مستحکم و مستقل عزم کیا تھا کہ مین کسی مخالف یا مرعوب حالتون کے سبب سے غیر ضروری جنگ کے لیئے آمادہ نہین ہونگا آپ خائف رہین کہ ناحق ایران کی سرزنش مین جلدی نہین کرونگا اگر شاہ ایران ہگلی پر دخانی جہاز مین مری صاحب سمیت آجایگا تو بھی مین صلح کو جب تک قائم رکھونگا کہ آپ کی ہدایتین میرے پاس پہنچین" وہ صرف یہی نہین چاہتے تھے کہ ہندوستان کی طرف سے حملہ آوری کی زیادتی ہو وہ ہر ایک ایسی ڈپلومیٹک الجھیڑے سے بچنا چاہتے تھے جو آیندہ انکی گورنمنٹ کے حق مین وقت اٹھانے کا سبب ہو انکو وسط ایشیا کے پولیٹکس سے نہایت نفرت تھی وہ زمانہ گذشتہ سے عبرتناک سبقون کو یاد رکھتے تھے انہون نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ وہ اپنی خوشی سے ایک آدمی افغانستان مین نہین بھیجین جب انگلنڈ کے وزرا نے انکو لکھا کہ وہ دوست محمد خان کو عطیات عطا کرکے اپنا موثر دوست بنائین کہ وہ قندھار کی طرف سے خوشی و مستعدی سے ہرات کو پر آبلہ بنائے جب پہلے زمانہ مین انکے پاس یہہ ہدایتین آئین کہ دوست محمد خان کو روپیہ اور ہتھیار دے دین اور انکو یہہ اختیار دیا جاتا ہے وہ کوئی مشن ہرات بھیجین تو اس دوسری بات سے وہ بڑے جھجکے و چکر مین آئے انہون نے لکھا کہ "مین ہرات مین انگریزی افسرون کے بھیجنے سے کوئی مقصد نہ رکھونگا۔ اس مطلب کے لیئے ہم وہان کا حال ایسا کم جانتے ہین کہ مشن بھیجنے کو بجا نہین جانتے یقینی اس مین بڑی جوکھون ہے ملک کو تو جیسا سختی سے قحط مین ہاہے ایسے ہی دشمن مین ہے ہین۔ ہمارے افسر انسے نہ کوئی مدد نہ کوئی عہد لے سکتے ہین اسلیئے کہ ہم خود تو ہرات کو سفر کرتے نہین جو کچھ وہان امیر کام کریگا اسکے ایمان پر ہم کوئی توقع نہین کرسکتے" لارڈ کیننگ کے ان خطون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان تدابیر کو اختیار کرنا نہین چاہتے تھے جو انکو بتلائی گئی تھین۔ مگر جب

ہوم گورنمنٹ نے ایران کے ساتھ لڑائی لڑنے کے اشتہار دیدینے کا ارادہ مصمم کرلیا تو لارڈ کیننگ افغانستان
عدم مداخلت کی پولیسی کو برقرار نہین رکھ سکتے تھے ابہی سال شروع ہوا تھا کہ پارلیمنٹ کے شکستہ ہونے سے
پہلے خلیج فارس کی مہم کی تیاری کا حکم ہوچکا تھا ہوم گورنمنٹ کے یہہ احکام تھے کہ بمبئی مین ساری تیاریان
خلیج فارس مین بحری و بری لشکر کے بھیجنے کی کی جائین مگر یوروپ مین بعض ایسے ڈپلومیسی کے کام تھے کہ
جس مین اس مہم مین جلدی نہین کی گئی ستمبر کے آخر مین ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے سیکرٹ کمیٹی کے ذریعہ سے
ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز کو ہدایتین بھیجی ہین کہ کس طرح بحری سفر ہون اور کیونکر لڑائی کا آغاز
ہو پہلے اکتوبر ۱۸۵۶ع کی آخر تاریخ کو یہہ ہدایتین گورنر جنرل پاس کلکتہ پہنچین پہلی نومبر کو جنگ کا اشتہار دیا گیا
اسی تاریخ کو بمبئی کے گورنر لارڈ الفنسٹن اور کمانڈر جنرل پاس ہدایتین اس مہم کے باب مین بھیجی گئین اب اس
مہم کی سپہ سالاری کے لئے بہت سے نام بڑے بڑے نامورون کے پیش ہوئے انمین جنرل ونڈھم کا نام
بھی تھا جنہون نے کریمیا کی لڑائی مین بڑے دلاورانہ کام کیئے تھے اور وہ دنیا کے ہر حصہ مین دلیرانہ کام
کرنے کو مستعد تھے انکی تقرر پر لارڈ کیننگ نے یہہ اعتراض کیا کہ اگرچہ انکا تقرر انگلنڈ مین عام پسند ہوگا
لیکن یہان بادشاہی اور کمپنی کی فوجین مخلوط ہین اسکے لیئے یہہ امر اہم ہے کہ کمانڈر کے ساتھ ماتحت افسر
یکدل ہوکر کام کرین مگر اس بات کا ہونا غیر متعارف کمانڈر کے واسطے بہ نسبت متعارف افسر کے زیادہ مشکل
ہے کمانڈر کو چاہیئے کہ وہ ہندوستانی سپاہ کا مزاج شناس ہو جب وہ ایک سپاہ عظیم کو دشوار گذار
اور نامعلوم ملک مین لے جاتا ہو تو وہ چاہے کہ اسکی اساس وطینت و جزئیات سے آگاہ ہو کہ وہ کن
کامون کی کرسکتی ہے اور کن کامون کو نہین کرسکتی ہے یہہ بات انگلنڈ سے تازہ وارد ونڈھم کو نہین
حاصل ہوسکتی ہے اگر کوئی بڑی لشکر کشی ہوتی تو کمانڈر انچیف جنرل این سن بھیجا جاسکتا لارڈ کیننگ نے یہہ مستقل ارادہ کرلیا
تھا کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ ہندکی حالت مین سپہ سالار انڈیا سے بھیجا جائے مگر انکو ایسے سپہ سالار کی انتخاب
مین دقت پیش آئی تو انہون نے جان لارنس سے مشورہ لیا تو انہون نے صلاح دی کہ انکا بھائی ہنری لارنس
بھیجا جائے۔ اسپر لارڈ کیننگ نے کہا کہ وہ ملکی انتظام کی لیاقت بڑی رکھتے ہین مگر میدان جنگ مین
سپاہ کثیر لڑانے کا تجربہ انکو نہین ہے پھر سٹرنی کوٹن کا نام لیا گیا اسپر جان لارنس نے اعتراض کیا اور
کہا کہ اگر آپ میرے بھائی کو نہین بھیجتے تو اوٹرم صاحب موجود ہین جرنیل جیکب کا نام بھی سپہ سالاری کے
لئے لیا گیا پنجاب و کلکتہ ہی مین کمانڈر کی تجویز کے لیئے صلاح و مشورے نہین ہورہے تھے بلکہ بمبئی مین بھی یہہ

تقرر سپہ سالاری

سوال پیش تھا۔ مہم کی تیاری کا آغاز اور اسکا اہتمام و انتظام تو بمبئی کے حوالہ ہوا تھا۔ زیادہ تر بمبئی ہی سے سپاہ خلیج فارس مین روانہ ہونے کو تھی اسلیئے لارڈ الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے جنرل سٹاکر کو جو بڑے شجاع نیک سیرت تھے کمانڈری کے لیئے تجویز کیا اور لارڈ کیننگ نے انکو منظور کیا مگر انگلنڈ مین یہ تجویز ہوئی کہ کرنیل اوٹرم کمانڈر مقرر ہون جو بیماری کی رخصت سئی مین لیکر انگلنڈ مین ضعیف و ناتوان ہو رہے تھے جب انکو ایران کی مہم کی سپہ سالاری کا مژدہ سنایا گیا تو وہ خوشی کے مارے ایسے تازہ و توانا ہو گئے جیسے کہ بوڑھا گھوڑا لڑائی کی بو سونگھ کر اور ہتھیارون کی جھنکار سنکر ہوتا ہے۔ اس جنگ کی شوق مین وہ اپنی بیماری کو بھول گئے۔ انھون نے لارڈ کیننگ کو اطلاع دی کہ وہ ۲۶ دسمبر کے جہاز مین ہندوستان کو مراجعت کرینگے اور میرا اس مہم مین کام کرنا اودھ مین کام کرنے سے زیادہ مفید ہوگا وہان تو کام اچھی طرح چل رہا ہے۔ لارڈ کیننگ نے اوٹرم صاحب کو لکھا کہ مجھے آپکے تندرست ہو جانے سے بڑی خوشی اور مہم ایران مین کمانڈر ہونے کی مسرت حاصل ہوئی اس جنگ کی بابت آپ کی راے کیا ہے تو انہون نے لکھا کہ اس جنگ مین طول نہین ہوگا سواحل بحری پر کچھ لڑائیان ہونگین اور پھر صلح ہو جائیگی مین اپنے پرانے عہدہ رزیڈنسی پر اودھ پر واپس آ جاؤنگا۔ لارڈ کیننگ نے لکھا کہ اگرچہ اودھ مین بالکل امن ہی اسکی مرفہ حالی بڑھتی جاتی ہے لیکن پھر بھی مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ آپ اپنے عہدہ کا چارج لینگے ؛

جب سٹاکر صاحب بمبئی سے پہلے ڈویزن کو خلیج فارس مین لے جاکر رزم آرائی کامیابی کے ساتھ کر رہے تھے کہ شروع سال ۱۸۵۷ء مین جیمس اوٹرم صاحب بمبئی مین آ گئے اور دوسرے ڈویزن سپاہ کے لے جانے کی تیاریان کرنے لگے دربار طہران کو فقط یہہ مہم بحری ہی نہین خوف دلا رہی تھی بلکہ ڈپلومیسی اس ملک مین اسکو خوف دلانے کا سامان تیار کر رہی تھی جو انڈیا اور ایران کے درمیان واقع ہے۔ لارڈ کیننگ گو سال گذشتہ مین وسط ایشیا کی پولیسی سے استکراہ رکھتے تھے مگر اب وہ ہمہ تن اسکی طرف متوجہ تھے امیر کابل کی دوستی سے مستفید ہونا چاہتے تھے اب مشکلین صلح سے آسان نہین ہو سکتی تھین لڑائی کا اشتہار دیا جا چکا تھا ہرات کو ایرانیون نے لے لیا تھا امیر دوست محمد خان برٹش گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد کرنے کی تمنا مین ظاہر کر چکا تھا۔ اب سوال یہہ تھا کہ دونو کے ساتھ معاملہ کس طرح کیا جائے اس مین بڑا اختلاف راے تھا۔ لارڈ کیننگ اس باب مین یہہ راے رکھتے تھے کہ اس مین تھوڑا کام کرنا بہ نسبت بہت کام کرنے کے بہتر ہوگا اور یہہ تھوڑا کام بھی عین ضرورت کے وقت کیا جائے اس سے ایک دن پہلے نہ کیا جائے۔ افغانون کے ساتھ

جنرل اوٹرام کی انگلستان سے واپسی ۱۸۵۶ء

پہلی لڑائیون کیے واقعات کی ہیبت ابھی انگریزون کے دلون سے باہر نہین گئی تھی اسلیئے وہ افغانستان سے پھر معاملات بڑے سوچ بچار سے کرنا چاہتے تھے کہ ایران پر افغانستان کی طرف سے حملہ کس طرح کیا جائے جو ہرات پھر دوبارہ ملجائے۔

امیر دوست محمد خان

امیر دوست محمد خان سے دوستانہ پیغام سلام ہو رہے تھے انگریزون نے امیر کی ان خطاؤن کو معاف کر دیا تھا جو اسنے اپنی سپاہ کو سکھون کے ساتھ ملکر انگریزون سے لڑنے کے لیئے بھیجا تھا اور ۳۰ مارچ ۱۸۵۵ء کو جان لارنس اور غلام حیدر خان کی ملاقات مین دوست محمد خان اور سرکار کمپنی کے مابین مصالحت و مؤانست کا عہد نامہ ہوگیا تھا جسکا ذکر ہم پہلے لکھ چکے ہین۔ سر ہربرٹ اڈورڈس کمشنر پشاور کی حسن تدبیر سے یہہ تجویز ہوئی کہ پشاور مین کونفرنس مین امیر بلایا جائے۔ امیر راضی ہوگیا کہ برٹش گورنمنٹ کے قائم مقام سے وہ بالمشافہ ملاقات کرکے اتحاد و وداد کے معاملہ کو طے کرے۔ اگرچہ جان لارنس کو یقین نہین تھا کہ امیر آئیگا اور اگر آئیگا بھی تو اسکے ساتھ ملاقات کا نتیجہ کچھ نہین ہوگا مگر انہون نے اپنے عالی دماغ روشن ضمیر نیک تدبیر دوست ہربرٹ اڈورڈس کی صلاح کو منظور کرلیا اور ملاقات کی تیاریان کین +

یکم جنوری ۱۸۵۷ء

امیر نے دعوت کو قبول کیا اور وہ اپنے دو بیٹون اور بعض چیدہ مشیرون اور منتخب سپاہ کے ساتھ سر خیبر آیا اور نئے سال کی پہلی تاریخ کو درہ خیبر مین اس سے برٹش کمشنرون نے ملاقات کی لارنس و اڈورڈ و سڈنی کوٹن اور اور انگلش افسرون نے پیر کہن سال امیر کے چہرہ کو دیکھا کہ ڈاڑھی سفید ہے اور اسپر وجاہت امارت فراست کیاست و مستعدی و چستی چالاکی برستی ہے۔ اسنے بڑی خوشی سے خندہ پیشانی کے ساتھ برٹش افسرون کا استقبال کیا یہہ صرف رسمی ملاقات ہوئی دو دن بعد امیر پشاور مین بازدید کے لیئے آیا۔ اس کی تعظیم و تکریم کے لیئے ایک میل مین انگریزی سپاہ دورویہ کھڑی ہوئی سات ہزار سے کچھ زائد سپاہ ایستادہ تھی امیر پر اور اسکے مشیرون پر اسکا بڑا اثر پڑتا تھا۔ رسم کے موافق مراتب ملاقات ادا کیئے گئے۔

۵ جنوری ۱۸۵۷ء کو امیر جمرود مین خیمہ زن ہوا اور وہان جان لارنس اور اڈورڈس اور میجر لمسڈن امیر سے ملاقات کو گئے دوست محمد خان کے پیچھے ان کے بیٹے اور چند چیدہ سردار داہین طرف ایستادہ تھے۔ امیر نے جو ہرات مین بالفعل فساد برپا ہو رہا تھا اسکی توضیح کی اسنے بیان کیا کہ ہرات کی فتح کرنے کا میرا ارادہ نہین ہے ایرانیون نے جو ہرات کی طرف حرکت کی ہے اسکے معنی یہہ ہین کہ وہ قندھار کی طرف آتے ہین اس نے راست راست یہہ بیان کیا کہ ہرات کے فتح کرنے کا شوق مجھے بہت ہے اگر خدا کی اور انگریزون کی مرضی

ہوئی تو مین ہرات کو ایرانیون سے چہین لونگا مجھے خدا و رسول کی قسم ہے کہ اگر ساری دنیا میری دشمن ہو جائے تو بھی مین انگریزون کا دوست رہونگا - انگریز خلیج فارس کی طرف سے حملہ کرین اور مجھے روپیہ اور ہتھیار دین تو مین ہرات کی دیوارونکی بنیاد کو اکھیڑ کر پھینک دونگا اسکے برجون کو اڑا دونگا اور بزور شمشیر اُسکو لے لونگا اور ملک مین وہ آگ روشن کرونگا کہ سارے ایرانی اس مین جلکر بھسم ہو جائین گے میرے حکم سے ایرانیون کے برخلاف سارے ترکمان اور اوزبک میرے ساتھ متفق ہو جائین گے -

جب جان لارنس اور دوست محمد خان کی آپس مین یہہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک سوار گورنر جنرل کا وہ تار لیکر آیا جو پہلے ایک دن آیا تھا اس مین لارڈ کیننگ نے جان لارنس کو یہہ لکھا تھا کہ پانچ ہزار سپاہ کی کمک بہت جلد جہان تک ممکن ہے خلیج فارس کو بھیجی جائیگی اور شرائط صلح مین جو ایران سے ہونگین ایک شرط یہہ بھی ہوگی کہ وہ ہرات سے اپنی سپاہ کو ہٹالے اور پھر آیندہ ہمیشہ کے لیئے افغانستان مین مداخلت کرنے سے ہاتھ اٹھائے پیغام کے آخر مین لکھا ہوا تھا کہ ان الفاظ کو بہتر طور پر آپ کام مین لائین مگر ابھی انکے بہتر طور پر کام مین لانے کا وقت نہین آیا تھا اسلیئے جان لارنس نے امیر سے فقط یہہ کہا کہ خلیج فارس مین سپاہ کی کمک جلد روانہ ہونے کو ہے باقی الفاظ کو انہون نے اور وقت و موقع کے لیئے مخفی رکھا اس اول ملاقات مین جان لارنس کا یہہ ارادہ نہ تھا کہ زیادہ تر امیر کے سارے ارادون اور خیالات کو معلوم کریں اور اپنی گورمنٹ کی نیت و ارادون کو مخفی رکھین انہون نے کسی قسم کے وعدے اور قول و قرار نہین کیئے انہون نے ان مشکلات پر اطلاع دی جو افغانستان کے فرمان روا کی راہ مین موجود ہین اور انہون نے پوچھا کہ وہ وسائل اور مخازن بیان کیئے جائین جو امیر اپنی مشکلات کو رفع کرنے کے لیئے اپنے اختیار مین رکھتا ہے اور انگریزون سے جو وہ اعانت چاہتا ہے اسکا اندازہ بیان کیا جائے لیکن ان باتون کا بتلانا جب تک امیر اُنپر خوب غور و تامل نہ کرلے آسان نہ تھا امیر نے اُنپر سوچنے کے لیئے مہلت چاہی اور کہا کہ دوسری ملاقات مین اس باب مین اپنے خیالات ظاہر کرونگا بس اب آج کی ملاقات ختم ہوئی -

۲ جنوری کو دوست محمد خان چند چیدہ اپنے صلاح کارون کے ساتھ برٹش کیمپ مین آیا اور چیف کمشنر کے خیمہ مین کونفرنس ہوئی جان لارنس نے اپنا وہی پرانا طریقہ دریافت کرنے کا جاری رکھا اور اول ہی امیر کو یاد دلایا کہ وہ اپنے نیتین اور ارادے اور خیالات پر پوری طرح اطلاع دے اور اس معاملہ مین اس افغان کہن سال سے استقلال کی درخواست کی اور مشکل سے امیر سے قول و قرار حاصل کیئے آخر کار امیر نے

بیان کیا کہ موسم کی کیفیت یہہ ہے کہ ہرات کی طرف مین سفر نہین کر سکتا دو مہینے کے بعد نئی گھاس اُگیگی اور کھیتی ہری ہوگی تو کمسریٹ کا انتظام جس مین بڑی دشواری نہین ہوگی انتظام کیا جائے گا تو سپاہ کے لیئے رسد ملیگی مین ایک کولم سپاہ کا بلخ سے اور دوسرا قندھار سے بہیجونگا اپنی سپاہ کا شمار بتلایا کہ ۵۳ ہزار سپاہ اور ساٹھ توپین موجود ہین اور انکی افزایش پچاس ہزار سپاہی اور سو توپون تک ہوسکتی ہے چار پانچوین حصے سپاہ کے اور تقریباً کل توپین ہرات پر چڑہائی کرسکتی ہین اگر آپ کہینگے اور زیادہ سپاہ کرو تو مین آپ سے زیادہ لونگا اور اگر آپ کہینگے کہ کم سپاہ کافی ہوگی تو مین کم لونگا مین نے اپنی رائے بتادی آپ صاحب مجھ سے بہتر ایران کا حال جانتے ہین جب امیر پر امداد کی مقدار بتلانے کا تقاضا کیا گیا تو امیر نے کہا کہ کل صبح کو میرا بیٹا اعظم جاہ آپ صاحبون کی خدمت مین حاضر ہوگا اور وہ امداد مطلوبہ کے حال پر بالتفصیل اطلاع دیگا پھر آپ اسکا فیصلہ فرمائیے گا۔

پس کونفرنس ختم ہوئی دوسرے دن صبح کو امیر کے بیٹے مع چند وزیرون کے جان لارنس کی خدمت مین حاضر ہوئے اور انکے سامنے انہون نے بالتفصیل افغانستان کی مالی حالتون کو اور سلطنت کے جنگی خزانون کو اور اس امداد کے تخمینہ کو بیان کیا جو اسلیئے درکار ہوگی کہ افغانی ایرانیون کو ہرات سے نکال دین اور اپنی بنیئن اور حملہ آورون سے بچالین انہون نے چونسٹھ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک لڑائی ختم ہو امداد طلب کی اور پچاس توپین اور آٹھ ہزار بندوقین اور بہت سا سامان جنگ طلب کیا۔ انگلش گورنمنٹ جو امداد دینی چاہتی تھی اسسے بہت زیادہ امداد مانگی گئی اور بظاہر وہ اصلی ضرورت سے بہت زیادہ طلب کی گئی یہہ سوال مبارک نہ تھا افغان ہرات جانے کے لیئے بڑے سرگرم تھے اگر وہ مملکت مین خاموش بیٹھے رہتے تو ایرانی فرح پر قبضہ کرلیتے البتہ یہہ فیصلہ کرنا تھا مگر وزیرون کے اختیار مین تھا کہ کوئی چال افغانون کی طبیعت اور سیرت کے موافق چلی جائے کہ جس سے ایک زبردست پیش قدمی وہ ہرات پر کرسکین جان لارنس نے کہا کہ اگر فقط ڈفنسو پولیسی (محافظت کی پولیسی) اختیار کی جائے تو افغانون کو امداد کی کسقدر ضرورت ہوگی تو سردارون نے کہا کہ ہم اس بات کا جواب بغیر امیر سے صلاح لینے کے کچھ نہین دے سکتے پس مجلس شوریٰ برخاست ہوئی دوسرے دن پھر یہہ سردار آئے انہون نے بیان کیا کہ چار ہزار بندوقین دی جائین اور آٹھ ہزار آئینی سپاہ کی تنخواہ کے لیئے روپیہ دیا جائے جنمین سے آدھی سپاہ قندھار مین اور آدھی سپاہ بلخ مین کام کریگی مگر افغانون کو مہمات عظیم کرنے کا شوق تھا ایک افغان نے ہربرٹ اڈورڈس کے کان مین

کہا کہ افغانون اور ایرانیون مین فقط دنیاوی عناد نہین ہے بلکہ شیعہ اور سُنی ہونے کے سبب سے ان مین عناد دینی بھی ہے اب کچھ اور گفتگو کے لیئے باقی نہ تھا افغانون نے اپنی درخواستون کو بیان کر دیا تھا اور انگریز جنٹلمینون نے کہا کہ وہ اپنی گورنمنٹ سے یہہ سارا حال فوراً بیان کر دینگے۔

اب ٹیلیگراف کے تارون کو پھر حرکت دی گئی گورنر جنرل سے کالکتہ مین دونو ملاقاتون کے حالات بیان کیۓ گئے اسکا تحریری جواب جان لارنس کو پیشاور بھیجا گیا۔ جان لارنس نے بھی ان ملاقاتون کا مفصل حال لکھکر اسکے ساتھ اپنی یہہ راے شامل کرکے گورنر جنرل پاس بھیجدی تھی کہ ہرات کے محاصرہ کے واسطے امیر کو زیادہ امداد نہ دی جاے چار ہزار بندوقین جو وہ مانگتا ہے دی جائین اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک دیا جاۓ کہ انگلنڈ اور ایران مین لڑائی رہے اسکے جواب مین گورنر جنرل نے فوراً تار پر جواب بھیجا کہ آپ امیر سے کہہ دین کہ یہہ شرائط منظور کی گئین کہ چار ہزار بندوقین اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک کہ انگلنڈ اور ایران مین لڑائی رہے دیا جاۓ۔ یہہ پیغام ۱۳۔ جنوری ۵۷ء کو آیا تھا۔ دوسرے دن صبح کو جان لارنس اور اڈورڈس دونو دوست محمد خان کے کیمپ مین گئے اور اس سے برٹش گورنمنٹ کے ارادے اور خیالات ظاہر کیۓ گئے۔ امیر نے یہہ منظور کر لیا کہ وہ ہرات پر چڑھائی نہین کریگا اور اور شرائط کو جو تجویز کی گئی تھین منظور کر لین لیکن ایک شرط یہہ بھی تھی کہ ایک انگریزون کا گروہ کابل بھیجا جاۓ یہہ شرط اسکو ناپسند تھی۔ جب اس شرط پر مباحثہ ہوا تو امیر نے کہا کہ اگر انگریز کابل مین جائینگے تو افغان انکے دیکھنے کے متحمل نہ ہونگے گلا کاٹنے کو تیار ہونگے۔ یہہ بڑا غمناک خیال تھا جان لارنس نے پوچھا کہ کس طرح سے ان دونو قومون مین دوستی کی بنیاد مستحکم ہوگی جبکہ ایک ملک مین ایسے شبہات اور عداوتین کبھی سوتی نہین۔ انگریز جو چاہتے ہین وہ یہہ بات نہین ہے کہ اپنی اپنی اغراض کے وقت عارضی دوستی افغانون سے ہو جاۓ بلکہ وہ اتحاد و وداد چاہتے ہین کہ جسکی بنا طرفین کے اعتماد اور ادب پر مبنی ہو لیکن امیر دوست محمد خان افغانون کے حال کو خوب جانتا تھا اسنے جو کچھ کہا اسکو سب انگریزون نے سچ جانا اسلیۓ انگریزون کا کابل مین جانا موقوف رہا صرف قندھار مین اُنکا جانا ٹھیرا۔

۲۶۔ جنوری ۵۷ء کو تار کے ذریعہ سے عہدنامہ کی ساری دفعات کی منظوری گورنر جنرل کو کی گئی اور مہر اور دستخطون کے لیۓ عہدنامہ تیار ہو گیا دوست محمد خان کے خیمہ مین اسکی تکمیل کے لیۓ دربار ہوا عہدنامہ فارسی اور انگریزی مین لکھا گیا تھا وہ پکار کر پڑھا گیا۔ اس عہدنامہ کے موافق امیر نے وعدہ کیا کہ وہ

اٹھارہ ہزار سپاہ رکھے گا انگریزی افسرون کو اجازت دیگا کہ وہ کابل قندہار یا بلخ مین جہان افغانی سپاہ مقیم ہون قیام کرین - انگریزی وکیل کابل مین رہے اور افغانی سفیر کلکتہ مین رہے اور جنگ کے درمیان جو ایران اور ایران کے دشمنون کی تجاویز امیر کو معلوم ہون انکی اطلاع وہ برٹش گورنمنٹ انڈیا کو دے اور اس کے عوض مین انگریزون نے یہہ اقرار کیا کہ جب تک ایران کے ساتھ انگلنڈ کی لڑائی رہے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ امیر کو دے اور چار ہزار بندوقین دے اور جو انگریزون کے ساتھ امیر نے خطائین کین ہین ان سب کو وہ بالکل معاف کر کے فراموش کرے اور امیر سے کہا گیا کہ برٹش افسر فقط قندہار ہی اول جائین گے جس سے امیر کو بڑا اطمینان ہوا - طرفین سے عہدنامہ پر دستخط و مُہر ہو گئے - گورنر جنرل کی طرف سے یہہ تار آیا کہ سرجان لارنس دوست محمد خان سے یہہ بیان کردین کہ گورنر جنرل کو امیر کی راست معاملگی سے درست فہمی سے جس پر معاملات کی بنا رکھی گئی بڑا اطمینان حاصل ہوا مین امیر کی صحت اور درازی عمر کی تمنا رکھتا ہون اور مجھے افسوس ہے کہ مین امیر سے ملاقات نہ کرسکا امیر اس پیغام کو سنکر بڑا خوش ہوا اور اسنے کہا کہ میری یہہ خوشی تھی کہ مین خود گورنر جنرل سے جا کر ملتا مین نہین چاہتا تھا کہ وہ میری ملاقات کے لیئے ایسے دور دراز سفر کی تکلیف اٹھائین آخر کو امیر نے کہا کہ اب مین نے انگلش گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد کیا ہے خواہ کچھ ہی ہو مین اسکو تا دم مرگ نبھاؤن گا - اسنے جو کہا تھا اسکو پورا کیا وہ دم واپسین تک انگلش کا سچا دوست رہا -

دوسرے دن برٹش کمشنر کے خیمہ گاہ مین دربار ہوا جس مین امیر کے بڑے بڑے سردار رخصت ہوئے امیر نے اپنے نہ آنے کا عذر بیماری اور ضعف سے کیا کیونکہ وہ دفعتہً وجع مفاصل مرض مین مبتلا ہوا وہ بہت جلد اپنے وطن کو چلا گیا ان عہد و پیمان سے اسکو بڑا اطمینان حاصل ہوا اور جان لارنس اور اڈورڈس بھی خوش تھے کہ افغانستان سے دوستی کے عہد و پیمان ارزان ہو گئے -

۲۷ جنوری ۱۸۵۷ء

سرجان لارنس کو اپنے بزرگ سیرت مہمان کے عہد و پیمان پر چندان اعتماد نہ تھا انہون نے لارڈ کیننگ کو ۳۰ جنوری ۱۸۵۷ء پشاور سے چٹھی مین یہہ لکھا کہ امیر کے اصل منصوبون اور خیالات کے باب مین راے زنی دشوار ہے کہ وہ کیا ہین مین مقر ہون کہ امیر نے جو کچھ بیان کیا اسپر مجھے کسی طرح کا اعتماد نہین ہے اسوقت اسنے اپنی غرض کے لیئے ہماری طرف رجوع کی لیکن یہہ یقین نہین کہ اپنی مطلب براری کے بعد وہ ایک دن بھی ہمارا دوست رہے اسکو حیا مطلق نہین ہے اسنے بطور تحفہ کے دس گھوڑے اور دو خچر بھیجے ہین جو بڑے حقیر اور نیچا ہین تھے انکی قیمت ایک ہزار روپیہ سے زیادہ نہ تھی فقط

لارڈ کیننگ کو بھی جس طور سے عہد و پیمان ہوئے بڑی خوشی ہوئی انہون نے جان لارنس کا شکریہ ادا کیا اور انکی لیاقت و قابلیت کی تعریف کی جان لارنس نے اسکے جواب مین لکھا کہ اس کام کی حسن کارگزاری کی تعریف کا مستحق ہربرٹ اڈورڈس ہے اسی کی تدابیر صائب سے سارے کام انجام ہوئے گورنر جنرل نے اڈورڈس صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا کیونکہ وہ اس ملاقات ہونے کے موجد تھے۔ پہلے بھی اور اب بھی اس پالیسی کو اڈورڈس صاحب نے ہی پیش کیا تھا۔ دوست محمد خان اور اسکے مشیرون نے پشاور مین جو ملاقات کی مجلسین ہوئین ان مین اکثر یہہ ذکر کیا کہ روسیون کی امداد کرنے اور ابھارنے سے انکو یہہ حوصلہ ہوا اور اسنے پہلے بھی اور اب بھی ہرات پر قبضہ کر لیا مگر لارڈ کیننگ کو اسکا یقین نہین تھا اسلیئے پرنس گورٹ چکوف نے لارڈ گرین ویل کو مسکو مین لکھا تھا کہ طہران مین سفیر روس کو یہہ ہدایت کی گئی کہ ایران کی گورمنٹ پر زور ڈالے کہ وہ ہرات کو خالی کر دے اور خود عہدنامہ کی شرائط پوری کر کے دوسری طرف سے ایفاء عہدنامہ کا خواستگار ہو۔ امیر دوست محمد خان نے جان لارنس سے پشاور مین کہا کہ مین آپ کو خط دکھاؤنگا جو کم بخت روسیون کا سفیر وکٹی وچ میرے پاس لایا تھا مگر یہہ خط اسنے کبھی دکھایا نہین جس سے اوپر کا مضمون ثابت ہوتا

سنہ ۱۸۵۷ء کے شروع مین لارڈ کیننگ فورین پولیسی کی طرف متوجہ ہوئے تھے مگر انکو اپنے ملک کے اندرونی انتظامات مین بھی دقتین پیش آ رہی تھین۔ یہہ فیصلہ تو ہو گیا تھا کہ ایران مین سپہ سالار جیمس اوٹرم صاحب مقرر ہون لیکن یہہ فیصلہ کرنا باقی تھا کہ اودھ مین چیف کمشنر کون مقرر ہو اگرچہ لارڈ کیننگ کو حال کے چیف کمشنر جیکسن کے موقوف کرنے کا افسوس تھا مگر انکا موقوف کرنا بھی ضرور تھا۔ جیکسن سخت مزاج تھے مگر بہت قابل اور اچھے آدمی تھے جب انکی مخالفت کی جاتی تھی تو وہ اپنے آپے سے باہر ہو جاتے تھے۔ انکے نام گورنمنٹ نے چٹھیان بھی بڑی لتاڑ کی لکھی تھین۔ غرض لارڈ کیننگ نے انکو اپنے عہدہ سے جدا کر دیا اور انکی جگہہ سر ہنری لارنس کو چیف کمشنر مقرر کیا۔ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۵۷ء کو انہون نے ان سب آدمیون کے حال پر توجہ کی جو اس صوبہ مین جو سرکار انگریزی کی عملداری کے ہونے سے اپنی خدمات سے جدا ہو گئے تھے انہون نے ساری رعایا کی بڑی تسلی کی انہون نے سب لوگون کو اپنے پاس آنے دیا اور انکی تشفی و تسلی کی۔

——— سر ہنری لارنس دل سے ہندوستانیون کے بہی خواہ تھے۔ ہندوستانی بھی انکو دل سے عزیز رکھتے تھے۔

بمبئی مین خلیج فارس مین بوشہر پر حملہ کرنے کی تیاریان ہوئین ۱۳- نومبر کو بمبئی کے آخر جہاز مسقط سے آگے چلے

اودھ کی چیف کمشنری کا فیصلہ

خلیج ایران

۴۵ جہاز ایک لشکر جرار ۵۷۰۰ سپاہیون کا جنمین تہائی گورے تھے لیکر چلے سرہنری لیک اس بیڑے کی کمانڈ تھے اور بری سپاہ کے سپہ سالار میجر جنرل سٹاکر تھے اس سپاہ نے ۴ دسمبر کو جزیرہ کرک پر قبضہ کرلیا ۔ ۸ دسمبر کو سٹاکر کا سارا لشکر خشکی مین بوشہر سے بارہ میل پر اترا ۔ ایرانی رو شہر مین جو ڈچون کا ایک پرانا قلعہ تھا چلے گئے ۔ اس قلعہ سے انگریزی سپاہ نے ایرانیون کو حملہ کرکے نکال دیا ایرانیون کی طرف سے عرب کے سوار جو قواعد دان نہ تھے خوب لڑے انگریزی دو افسر مارے گئے ۔ کپتان فیلکس ایک چھوٹے دخانی جہاز مین علم صلح لیکر بوشہر کی طرف گئے اور معمولی درخواست کی کہ شہر اور حوالہ کیا جائے اہل شہر کو اور تاجرون کو سب طرح سے پناہ دی جائیگی ۔ بجائے حوالہ کرنے کے ایرانیون نے جہاز پر گولے چلائے ۔ انگریزون نے حملہ کرکے بوشہر کو فتح کرلیا اور ۶۵ توپین اور بہت سا اسباب حرب و ضرب انکے ہاتھ آیا کئی ہفتے تک پھر لڑائی نہین ہوئی ۔

اسوقت مین اوٹرم اور ہیولوک کے دو برگیڈ بوشہر کے باہر پہنچنے کو تھے ۔ ۲۷ ۔ جنوری ۱۸۵۷ع کو اوٹرم صاحب کو معلوم ہوا کہ شیراز کی سڑک مین ۴۶ میل کے فاصلہ پر آٹھ ہزار ایرانیون کا لشکر مع اٹھارہ یا بیس توپون کے موجود ہے انہون نے اسپر فوراً حملہ کرنا چاہا بوشہر مین کافی سپاہ قلعہ نشین کرکے وہ ۳ ۔ فروری کی شام کو ساڑھے چار ہزار فوج و اٹھارہ توپین لیکر چلے اور ۴۱ گھنٹے دشوار گذار سفر کیا موسم بہت برا تھا پھر ایرانیون کے مورچے انکو نظر آئے لیکن انہون نے یہہ دیکھا کہ دشمن پاس کے پہاڑون کے گھاٹیون کے اندر گھسے ہوئے ہین انکے پیچھے ناہموار بنجر پہاڑون مین جانا ایسی لشکر کے ساتھ کہ تعداد مین تھوڑا تھا اور رسد اچھی طرح اس پاس نہ تھی مناسب نہ جانا وہ بوشہر کو ۷ تاریخ واپس چلے آئے دشمن جو بہت سا جلدی مین اسباب حرب و ضرب چھوڑ گئے تھے اسکو ساتھ لائے ۔

پھر ایرانیون سے خوشاب پر لڑائی ہوئی رات کو اوٹرم صاحب گھوڑے پر گرنے کے سبب سے ضعیف ہوگئے تھے اسلیئے سٹاکر صاحب نے حملہ کیا اور کئی سو ایرانیون کو مارا دشمن بھاگ گئے دو توپین اور بہت سا میگزین چھوڑ گئے انگریزی لشکر مین سوار تھوڑے سے تھے اسلیئے انکا تعاقب نہ ہوسکا وہ بھاگ کر زندہ نکل گئے اوٹرم صاحب کی طرف دس سپاہی مارے گئے اور ۶۲ زخمی ہوئے فروری مین پھر کوئی لڑائی نہین ہوئی بمبئی سے اور تازہ تازہ سپاہین آتی رہین کیمپ مین جلدی سے یہہ معلوم ہوا کہ خشکی و تری کی طرف سے پہلے محمرہ پر حملہ ہوگا یہہ ایک فصیل دار شہر دریاے قارون اور شط العرب کے ملنے کی

جگہہ سے کچھ تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے اسکے گرد گچ بیس فیٹ آثار کے اٹھارہ فیٹ بلند مضبوط مٹی کے بنے ہوئے ہین اور توپون کی ربنیان خشتی ہین اور وہ خوب مسلح ہین شط الفرات کی راہ پر حکمرانی کرتے ہین تری کی راہ سے اصفہان جانے کے سد راہ ہین مہمرا کے گرد اور اندر تیرہ ہزار سپاہ ایرانیون کی تھی جو اسکی محافظت کرتی تھی جنرل سٹاکر اور کموڈور آتہرسی نے خلل دماغی کے سبب سے خودکشی کی تھی سپاہ کا سارا اہتمام اوٹرم صاحب اور ہیولاک کے ذمے تھا ان موتون کے سبب سے اوٹرم صاحب کو بوشہر مین قیام کرنا پڑا - ۲۱ - مارچ ۱۸۵۷ء کو کرنیل جیکب کو بوشہر مین حاکم بنا کے اوٹرم صاحب بیڑے سے جا کر ملے جو دریاے فرات کے دہانے پر جمع ہوا تھا -

دو دن کے بعد ہندوستان کے دخانی جہاز کموڈور ینگ کے ماتحت روانہ ہوئے جنمین چار ہزار نو سو سپاہی تھے اور انمین دو رجمنٹین سوارون کی اور دو توپخانے تھے اس بیڑے نے ساٹھ میل سفر طے کیا اور کوئی مزاحمت اسکو پیش نہ آئی کنارون پر جہان عرب جمع تھے انہون نے چھرے دئے - ۲۴ تاریخ شام کو مہرتا گاؤن کے قریب جہاز لنگر انداز ہوئے یہہ مقام مہمرا سے تین میل پر دریاے قارون اور شط الفرات کے ملاپ کی جگہہ سے تھا وہان سے مہمرا کے گرد گچ اور فصیل سب نظر آتے تھے جنہون نے ہر طرف جانے کی راہ بند رکھی تھی رات کو اور اسکے بعد دن کو حملہ کرنے کی تیاریان ہوئین اور دشمن کے مقامات معلوم کیئے گئے ۲۶ کو صبح ہوتے ہی ایک توپخانے نے دشمنون کے مورچے پر خوب توپین مارنی شروع کین - سات بجے جہازون نے اپنے مقامون پر جانے کے لیئے حرکت کی اپر دشمن آگ برساتے تھے مگر انمین سے کسی نے منھ نہین موڑا - ان سب جہازون نے گولے دشمن پر متواتر لگانے شروع کیئے پستول کی گولی کے فاصلہ پر دشمنون کے قریب جہاز پہنچ گئے دس بجے قلعہ کے شمال مین جو ایرانیون کا میگزین تھا وہ اڑ گیا تو پھر ایرانیون کی آتش زنی ٹھنڈی ہوئی اور دو پہر کے بعد تو اسکے توپخانے گونگے ہو گئے ڈیڑھ بجے جہازون سے لشکر خشکی مین اترا اور وہ کھجورون کے جھنڈ کی طرف جسمین ایرانیون کے مورچے تھے چلا اسنے دشمنون کے مورچون مین سوا اسباب کے جو وہ چھوڑ گئے تھے کچھ نہ پایا اس حملہ اور خشکی و تری کی سپاہ نے مہمرا کو فتح کر لیا جسپر چالیس توپین چڑھی ہوئی تھین اور اسکو طہران کے اچھے سے اچھے توپچی چلاتے تھے اور کوڑیون جن گل اور ہزارون توڑے دار بندوقین چلتی تھین اور انگریزی لشکر کا بہت تھوڑا ہی نقصان دس سپاہیون کے مقتول اور بیس سپاہیون کے زخمی ہونے کا ہوا - دشمنون کی سترہ توپین ہاتھ لگین باقی دریا مین ڈبو دی گئین یا دشمن اپنے ساتھ لے گئے

تین دن بعد ۲۹ - کو کپتان رینی نے تارون سے اوپر مفرور ایرانیون کے تین دخانی جہاز اور اتنی جنگی کشتیان چھین لین اور یکم اپریل ۱۸۵۷ء کو اہواز کے داہنی کنارہ کے قریب سات ہزار ایرانی دکھائی دیئے جنگی کشتیون سے جو اپر چند گولے سپاہ نے پھینکے تو ایرانی بھاگے اور اسکے پیچھے عرب لوٹنے والے پڑے دو دن تک لوٹ مار کرکے اہواز سے بیڑا اُدھر آگیا - ۱۵ - اپریل کو اوٹرم صاحب نے اطلاع دی کہ صلح ہوگئی - پیرس مین ۴ - مارچ کو انگلش اور ایرانی کمشنرون نے ایک عہد نامہ پر دستخط کیئے جس مین شاہ نے وعدہ کیا کہ ہرات اور کسی اور افغانی صوبہ پر وہ بادشاہی کے دعوے نہین کریگا ملکہ معظمہ اور گورنر جنرل نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی سپاہ کو ایران سے بلا لیگی - ۲ - مئی کو بغداد مین عہد نامہ پر دستخط ہو گئے جولائی کے آخر مین شاہ کی سپاہ نے ہرات سے کوچ کیا اور ہرات مین امیر دوست محمد خان کا بھتیجا احمد خان حاکم مقرر ہوا - ۹ - مئی کو اوٹرم صاحب کی میدان جنگ کی سپاہ کا لام ٹوٹا کچھ سپاہ بوشہر مین اکتوبر تک رہی - یہہ انگریزون کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ غدر کے ہونے سے پہلے لڑائی ختم ہوگئی سنئے کمانڈر انچیف جرنیل ایسن نے ہیولاک صاحب کو شروع اپریل مین لکھا تھا کہ سپاہ بنگال اپنی نافرمانی دکھا رہی ہے اور اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ ایلفنسٹن گورنر بمبئی نے اوٹرم صاحب کو لکھا تھا کہ وہ اپنے واپس آنے مین ایک لمحہ کا توقف نہ کرے اب ہم آئندہ ایام غدر ۱۸۵۷ء کی تاریخ لکھتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ ان افسرون اور سپاہ کے بلانے کی ضرورتین کس سبب سے ہوئی تھین +

حصہ چہارم

تاریخ بغاوت ہند

انڈین میوٹنی کا ترجمہ مین نے بغاوت ہند کیا ہے جس سے مراد یہہ ہے کہ ہندوستان مین سرکار کمپنی کی ہندوستانی سپاہ کا مسلح ہو سرکار سے برسر مقابلہ ہوکر لڑنا یا غیر مسلح ہوکر اسکے جائز حکمون کی نافرمانی کرنی اور انکو بجا نہ لانا اور اسکی نصرت پہنچانا اسکے مخالفون کی مدد کرنا اور غدر مچانا جس سے معلوم ہو کہ سرکار کی عملداری نہین -

باب اول

اسباب بغاوت ہند

جنوری ۱۸۵۷ء کا چھوٹا بادل

یہہ پرانا سال نو مردہ ہوا اور اپنے قائم مقام کو وہ حزن و ملال دے گیا جو جنگ ایران کی لازمی

۱۸۵۶ع سے پہلے افواج انگریزی کی حالت

تکلیفات زیادہ تہے ابھی نئے سال کی عمر کچھ دنون ہی کی ہوئی تھی کہ افق پر ایک چھوٹا سا بادل جو آدمی کی بالشت سے بڑا نہ تھا نمودار ہوا جسکی پیشین گوئی لارڈ کیننگ نے انگلنڈ مین سرکار کمپنی کی دعوت الوداع مین کی تھی - یہہ بادل چھوٹا بھی ہو سکتا تھا اور بڑا بھی ہو سکتا تھا وہ ہوا کے ایک جھونکے سے اڑ بھی سکتا تھا اور ایسا پھیل بھی سکتا تھا کہ اسکی خوفناک وسعت سارے آسمان کو گھیر لے *

جب ہندوستان سے لارڈ ڈیل ہوزی رخصت ہوئے تو انہون نے اپنی یہہ رائے لکھی کہ ہندوستانی سپاہ کے لیئے کوئی چیز باقی نہین رہی جسکی خواہش کی جائے اب کوئی وجہ نہین تھی کہ لارڈ کیننگ انکے جانشین انکی رائے پر پورا اعتماد نہ کرتے وہ انڈیا مین ہندوستانی سپاہ کی جانبازی وفاداری پر یقین اپنے ساتھ لائے تھے چالیس برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ انکے باپ بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ جارج کیننگ نے مرہٹون کی دوسری لڑائی کے بعد لارڈ ہیسٹنگز کی سپاہ کی حسن خدمات کی شکر گزاری مین اپنے سپیچ مین کانسل ہوس کے اندر یہہ فرمایا تھا کہ مین ہندوستانی سپاہ کی جان بازی وفاداری کی نیکی کی داد دیتا ہون کہ بمبئی کی سپاہ کے بہت سے سپاہی پیشوا کے ملک کے باشندے تھے انکا مال اسباب عزیز اقارب اور انکی تمام قیمتی چیزین جو انکو عزیز تھین وہ پیشوا کے قبضے مین تھین اسسے پہلے کہ لڑائی کا آغاز ہو پیشوا نے کوئی بات ہندوستانی سپاہ کے اغوا کرنے مین اٹھا نہین رکھی اسنے انکو خوب دھمکایا اور دم دیئے کہ وہ انگریزون کا ساتھ چھوڑ کر اسکا دامن پکڑین مگر کوئی اسکی چال بازی چلی نہین - ہندوستانی افسر و سپاہی اپنے کمانیرون کے پاس آئے اور ثبوت ساتھ لائے کہ پیشوا انکو اغوا کرتا اور اپنی طرف انکو بلاتا ہے ایک نن کمشنڈ افسر نے پانچ ہزار روپے نقد پیش کیئے کہ پیشوا نے خود اسکو دیئے ہین کہ وہ اپنے سپاہیون کو بہکا کر لائے - پیشوا کا دھمکانا خالی نہ تھا اسنے ان سپاہیون کے رشتہ دارون کو تکلیف دی جنہون نے اسکے کہنے کو نہین مانا مگر اسکا اثر الٹا یہہ ہوا کہ سپاہیون نے جو اپنی جان نثار وفاداری کا حلف اٹھایا تھا اسپر وہ اور زیادہ مستقل ہو گئے -

لارڈ کیننگ کو اپنے باپ کا یہہ کہنا یاد تھا اور ظاہری اسباب بھی ایسے نظر نہین آتے تھے کہ سپاہ کی نیک خواہی پر کوئی بدگمانی کا تصور بھی ہو سکتا - مگر جب انہون نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی تو ہندوستانی سپاہ کے ایسے معاملات پیش آئے کہ انکو طول طویل خط و کتابت اسکی بابت کرنی پڑی - لارڈ ڈیل ہوزی کا عہد حکومت توسیع سلطنت کے لیئے مشہور تھا مگر اس توسیع سلطنت کے ساتھ کام کرنے والے افسر ایسے نہین بڑھائے گئے تھے کہ وہ انتظام کرنے کے لیئے کافی ہوتے سیول

افسرون کا کام بہت تھا انکی تعداد بڑھائی گئی مگر اسطرح کہ ملیٹری افسر سول افسر مقرر کر دیئے گئے اگر نئے سول افسر ولایت سے بلائے جاتے تو سرکار کمپنی کے سول افسرون کا خرچ بہت ہوتا جو الحاق ممالک کے نفعون مین کمی کرتا نئے ملکون مین غیر آئینی انتظام ہوتا تھا جسکے لئے ملیٹری افسر بہ نسبت سول افسرون کے زیادہ موزون تھے پس ملیٹری افسر سول کے کامون پر مقرر کیئے گئے جسکے سبب سے اودھ کے الحاق ہونے سے پہلے ہندوستانی رجمنٹین افسرون سے خالی ہوگئین اور جب اودھ الحاق ہوا تو اور بھی یہہ برائی اپنی معراج پر پہنچ گئی لارڈ کیننگ نے اپریل ۱۸۵۶ء مین انگلنڈ کو لکھا کہ ہر ہندوستانی رجمنٹ مین دو افسر اور ہر گورون کی رجمنٹ مین چار افسر زیادہ کیئے جائین۔

ولایت مین بعض مدبران ملکی کی راے یہ تھی کہ ہندوستانی رجمنٹون مین بالفعل افسر زیادہ ہین انکو اور بڑھانا سپاہ کے موثر ہونے مین کمی کرنے کی برائی پیدا کرنی ہے لارڈ کیننگ ابھی نئے گورنر جنرل مقرر ہوئے ہین افسرون کی افزائش کے لیئے پہلے ہی سے دہائی مچ رہی تھی انہون نے اسکو عام پسند جانکر درخواست کی ہے کہ افسرونکی افزائش ہو لیکن یہہ بات ضرب المثل ہوگئی تھی کہ ہندوستانی رجمنٹ کی ریڑھ کی ہڈی انگلش افسر ہے۔ جدید صوبون کے انتظام مین سپاہ کے افسرون کے چلے جانے سے ہندوستانی رجمنٹین نہایت کمزور ہوگئی تھین انکی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی انمین افسرون کا بڑھانا انکو اپنی اصلی حالت پر بحال کرتا تھا لیکن یہہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر ریڑھ کی ہڈی مین جوڑ زیادہ لگائے جائین تو وہ کمزور نہ ہو جائے۔ سر جارج کلرک سکرٹری بورڈ اوف کنٹرول نے کہا کہ ہندوستانی رجمنٹون مین انگریزی افسرون کے بڑھانے سے زیادہ خوف بہ نسبت انکے کم کرنے کے ہے اسلیئے کہ ان افسرون کی افزائش سے ہندوستان مین خود ان افسرون کی اپنی سوسائٹی ہو جائیگی افسر اپنے سپاہیون سے جدا رہینگے اور وہ اپنی زندگی کو بالکل یورومین طرز پر برتنے لگینگے جب اس قسم کے شبہات لارڈ کیننگ کے روبرو پیش ہوئے تو انکو معلوم ہوا کہ واقعی ہندوستانی سپاہ کا مسئلہ بڑا مشکل ہے اسکا حل کرنا ایک پہاڑ سے بچکر دوسرے پہاڑ مین راہ چلنا یعنی کھائی سے بچکر کنوے مین گرنا ہے۔ سرکار کمپنی کی ہندوستانی آئینی رجمنٹین یورومین رجمنٹون کے نمونہ پر بنائی گئی تھین اس نظام کا بڑا جاندار حصہ یہ تھا کہ اس مین بہت سے افسرون کے حکم چلانے کا اصول قائم کیا جائے غیر آئینی نظام بہ نسبت آئینی نظام کے بہتر ہوتا جس مین افسر کم ہوتے ہین لیکن آئینی رجمنٹ جسمین افسر کم ہو جائین وہ آئینی نظام رہا نہ غیر آئینی آخر کار ہوم گورنمنٹ نے افسرون کی افزائش کے اپیل کو سن لیا +

اب ایک مشکل کا سوال حل کرنے کے لیئے پیش ہوا کہ جن سمتون مین انگریزی عملداری کی توسیع ہوئی تھی اسکے لحاظ سے مختلف طرح کی برائیان پیدا ہوئین جنوب مشرق ساحلون کی طرف جو توسیع سلطنت ہوئی تھی اس سے بہت تھوڑا یو لیٹکل خلل انڈیا مین پیدا ہوا تھا لیکن اس سے اور قسم کی برائیان پیدا ہوئین یہہ کہا جاتا تھا کہ برہما اور انڈیا کے درمیان کالے پانی (خلیج بنگال) کے واقع ہونے نے برہما کے راجاؤن کو ہندوستان کے راجاؤن کی برادری سے الگ کر دیا ہے اور انڈیا مین اسکی کچھ پروا نہین ہے کہ دنیا کے اس حصہ مین انگریزون کو

پلٹن کے افسرون کی افزائش

وسعت سلطنت کی برائیان اور ملکون کی حفاظت کے لیئے سپاہ

فتح ہوئی یا شکست۔ انگریزون کو ہر ملک مین جو سمندر پار انہون نے فتح کیا تھا اسکی محافظت کے لیئے سپاہ کے متعین کرنے مین دقت پیش آئی
نیا صوبہ پیگو جو نیا فتح ہوا تھا اسکا انتظام سپریم گورنمنٹ انڈیا کے حوالہ ہوا تھا تو اسکے اول انتظامات مین بنگال سپاہ کی رجمنٹین اسکی
حفاظت کے لئے مقرر ہوئی تھین لیکن اس سپاہ کی بڑی حصہ نے اس فورین حکومت سے فرار اختیار کیا۔ سرجان مالکم صاحب کہتے ہین کہ
ہندؤون کو سمندری سفر سے نفرت قلبی ہے جب وہ بحری سفر کرتے ہین تو اپنی جات کی پابندی کے سبب سے اپنے اوپر سخت تکلیفین
اٹھا کر فقط چبینے پر گذر اوقات کرتے ہین جب ہم انکو جہاز پر سفر ہونے کا حکم دیتے ہین تو وہ کبھی کبھی نافرمانی کرتے ہین اسپر ہمکو
حیرت ہونی چاہیئے وہ بہت کڑے کڑے وقتون پر اپنی گرمجوشی و سرگرمی ہماری جانبازانہ اطاعت اور فرمان برداری مین دکھاتے ہین"
جن شرائط پر سپاہیون نے اپنی تئین سپاہ مین بھرتی کرایا تھا انمین یہ شرط داخل نہین تھی کہ وہ سمندر کے پار بھی جائینگے۔ سپاہی نے سپاہ مین
بھرتی ہونے کی وقت یہ قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی اپنے علمون کو چھوڑیگا نہین اور جہان اسکو حکم ہوگا وہ سرکار کمپنی کی مملکت کی اندر
اور باہر سفر کریگا چوہتر رجمنٹون مین جو بنگال کی سپاہ مین تھی صرف چھ لیٹنین جنرل سروس (عام) خدمت کے لئے خواہ سمندر کے
پار ہون بھرتی ہوئی تھین۔ اگر سمندر کے پار لڑنے کے لئے زیادہ رجمنٹون کی ضرورت ہوتی تو دستور یہ تھا کہ ان رجمنٹون مین سے
جنکی ملازمت محدود تھی یعنی سمندر کے پار جانے کی شرط نہین ٹھیری تھی وولنٹیر طلب ہوتے تھے وہ جمع ہو جاتے تھے اور ولنٹیر کے
معنی یہ ہین کہ سپاہی خود اپنی درخواست سے خدمت قبول کرلے) وہ سمندر کے پار بڑی خوشی سے جاتے تھے اور وہ اچھی طرح سمندر
پار اپنی خدمتون کے حق کو ادا کرتے تھے اور بحری سفر کے تمام مصائب اور آفات کی برداشت کرتے تھے ۱۸۱۱ء مین بنگال
کی سپاہ کے ہزار سپاہی و ولنٹیر اسطرح جمع ہوئے تھے ایک سال مین مورشس اور جاوا مین فرانسیسون سے لڑنے کے لئے سات ہزار بنگال
سپاہ کے سپاہی وولنٹیر تیار ہوئے تھے مگر برہما کی جنگ اول و دوم مین بعض رجمنٹون نے جہاز مین سوار ہونے کے لئے سرکشی کی جسکا
بیان اوپر ہو چکا کہ ۳۸وین بنگال رجمنٹ نے انکار کیا کہ ہم سمندر پار نہین جائیگے تو اسکو ڈھاکہ بھیجدیا تھا۔ جب کورٹ ڈائرکٹرز کو
اسکی خبر ہوئی تو اسکو یہہ فکر ہوا کہ اس وسیع سلطنت مین نصف سپاہ سے جنکی اطاعت محدود خشکی مین ہو اور سمندر پار نہ جائے انتظام کرنا

۲۵۔ جولائی ۱۸۵۶ء کو گورنمنٹ انڈیا نے ایک جنرل اورڈر (حکم عام) صادر کیا کہ اب آیندہ سے گورنمنٹ کسی
ہندوستانی کو سپاہ مین نہین بھرتی کریگی کہ وہ بھرتی ہونے کے وقت یہہ اقرار نہین کریگا کہ سمندر پار جاکر وہ خدمت کرے گا
خواہ وہ سرکاری عملداری کے اندر ہو یا باہر۔ لارڈ کیننگ نے جن دلائل سے یہہ حکم صادر کیا وہ انکی خط و
کتابت سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ ۹۔ اگست ۱۸۵۶ء کو پریسیڈنٹ انڈیا بورڈ کو لکھتے ہین کہ آپ نے دیکھا
ہوگا کہ ایک جنرل اورڈر شائع ہوا ہے جسنے اس دستور العمل کا خاتمہ کیا جسکے موافق بنگال کی ہندوستانی سپاہ
کی کل رجمنٹین سوا چھ کے محدود خدمات کے لیئے بھرتی کی جاتی تھین جنسے سمندر پار جانے کی شرط نہین ٹھیرتی تھی۔

مشکل ہے اسلیئے ۲۔ اکتوبر ۱۸۵۲ء کو گورنر جنرل کو لکھا کہ اس سپاہ کی بھرتی کرنے مین کوئی شرط ایسی لگانی چاہیئے کہ جس سے یہہ وقت دور ہو +

لارڈ کیننگ کا ایکٹ جنرل ان لسٹ منٹ یعنی عام بھرتی ہونے کا جس مین سمندر پار جانے کی شرط تھی

یہہ دستور العمل بہت پرانا تھا مگر پولیٹکس کے بڑا خلاف اور دق کرنے والا اور بے معنی بنگال کی سپاہ کے بھرتی کرنے
کے لئے تھا۔ تعجب ہی کہ یہہ دستور العمل اتنی مدت دراز تک جاری رہا اور گورنمنٹ انڈیا اسکی متحمل ہوئی اور بار بار والنٹیر لوگون
کے لیئے محتاج ہوئی۔ گورنمنٹین جنہین بمبئی اور مدراس بھی داخل ہین اپنے سپاہیون سے سمندر پار خدمتین لیتی تھین
اور اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہہ ہے کہ کوئی شخص اسکی دلیل نہین پیش کر سکتا کہ بنگال کی سپاہ کو عقل کے
خلاف یہہ حق دیا جائے کہ وہ سمندر کے پار نہ جائے اس مین جات کی کچھ مشکلات نہین ہین۔ بمبئی کی سپاہ مین
ان ہی فرقون اور ان ہی اضلاع کے باشندے بھرتی ہوتے ہین جو بنگال کی سپاہ مین بھرتی ہین بمبئی کی سپاہ کے
اچھے اچھے برہمن سمندر کے پار جاتے ہین اپنی جات کے تعصبات کا عذر کرتے نہین کچھہ دہندلا سا خوف یہہ معلوم ہوتا
ہے کہ اس ظلم سے سپاہ اور گورنمنٹ کے درمیان معاملہ کرنے کی بنا جن شرائط پر اب تک مبنی چلی آتی تھین اسمین کچھ
خلل پڑا اور اس موقع پر اس حکم سے چند آدمی بھی دہلانے والے موجود ہین لیکن مین کوئی دلیل اپنے خوف کرنے کی
نہین دیکھتا کہ یہہ حکم بنگال سپاہ کے دلون پر اپنی بری تاثیر پیدا کریگا۔ وہ کچھ سپاہ کے موجودہ استحقاقون مین
خلل نہین ڈالتا لیکن اسکے بعد جو کچھ ہونے والا ہے وہ ان کے خوفون کو ابھاریگا اسلیئے کہ جب مین یہہ
پیش کرونگا کہ بنگال کی سپاہ کی رجمنٹون کو گھٹانا چاہتا ہون اور سپاہیون کے نوکر رکھنے کو ترجیح دونگا جو
جنرل سروس (سمندر پار جانے کی شرط) کو قبول کرین لیکن یہہ بات ہنوز میرے دل مین ہے اسلیئے وہ بالفعل
اس تبدیلی سے جو حکم مذکور سے ہوگی کچھہ تعلق نہین رکھتی پھر ۸ - نومبر ۱۸۵۶ع کو چند مہینے بعد بڑی بھروسے سے
انہون نے یہہ لکھا کہ بنگال سپاہ کے لیئے بھرتی ہونے کا جو نیا قاعدہ جاری ہوا ہے اسنے جات کے باب مین
کوئی خوف سپاہیون کے دلون مین موثر نہین ہوا کسی شخص پر اس قاعدہ کا عمل نہین ہوگا جب تک اسکی خود اپنی مرضی نہ
ہوگی۔ بنگال سپاہ کے اکثر سپاہیون کے ہم ملک ہم جات ہم حال بمبئی کی سپاہ مین بہت سے سپاہی بھرتی ہوتے
ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اول بھرتی ہونے کے وقت جات کی پابندی کے لئے یہہ عذر نہین کرتے کہ
سمندر پار جانے سے وہ جاتی رہیگی۔ آپ کو معلوم ہے کہ بمبئی کی سپاہ جنرل سروس کے لئے بغیر کسی استثنا کے بھرتی
ہوتی ہے۔ کبھی مجھے جو کوئی خوف پیدا ہوا تھا (اب وہ غائب ہوگیا) یہہ تھا کہ سپاہی جو ابھی پرانی شرطون کے
موافق بھرتی ہوئے ہین وہ یہہ شبہ کرینگے کہ یہہ پہلا مرحلہ اینکے ساتھ عہد شکنی کا ہے اور جب ضرورت اول
پڑیگی تو وہ زبردستی سمندر پار بھیجے جائینگے لیکن سپاہیون کی طرف سے دہلکون کی جو جھوٹے مشہور
ہورہے ہین کوئی علامت نہین ظاہر ہوئی۔ یہہ سچ ہے کہ گورنمنٹ ہوس مین علامتین نہ ظاہر ہوئی ہون لیکن

ہندوستانیوں کے دیہات مین اور چھاونیوں کی لینوں اور بازارون مین اس بات کا بڑا چرچا رہتا تھا۔ یہہ مشکل سے کہا جاسکتا ہے کہ سپاہیون کی فوائد و اغراض موجودہ مین کوئی خلل اندازی نہین ہوئی اسلیے کہ بنگال کی سپاہ مین سپاہی کے یہہ فوائد و اغراض موروثی تھے۔ اگر گورنمنٹ نے دفعتہً سمندر پار نہ جانے کا حق سپاہی سے دفعتہً نہین چھین لیا مگر یہہ تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ اسکا بیٹا بھیجا جائیگا۔ بنگال کی سپاہ کو جو ایک خاص استحقاق حاصل تھا جس سے اور سپاہ مین خارج تھین اور مدت سے وہ اسسے متمتع ہوتی آتی تھی۔ اب آیندہ اس کے اس استحقاق کی پرانی صورت کسی طرح اپنی حالت پر عود نہین کریگی پرانے سپاہیون کو جو یہہ فخر تھا کہ انکے لڑکے انکے قائم مقام ہونگے وہ اب دفعتہً بالکل فنا ہو گیا سوا اسکے سپاہی کہتا تھا کہ اس قاعدہ جدید کا یہہ اثر ہوگا کہ اونچی جات کے آدمی سپاہ کی ملازمت سے پرہیز کرین گے اسواسطے انکی جگہہ برادری کے آدمی نہین بھرتی ہونگے خالی آسامیون پر ایسے آدمی بھرتی ہونگے جنکو اپنا ہمدم رفیق دل سے نہین سمجھینگے یہ صرف خیال ہی نہین تھا جسوقت حکم نے صوبون مین گشت کیا اسوقت ان افسرون کو جو سپاہ کے بھرتی ہونے کا کام کرتے تھے ظاہر ہوا کہ وہی اونچی جات کے آدمی جو بڑے شوق سے سپاہ مین بھرتی ہوتے تھے وہ اب برٹش ملازمت کے لیے آگے دوڑ کر نہین آتے۔ ہنری لارنس نے پہلی مئی ۱۸۵۶ع کو لارڈ کیننگ کو لکھا جنرل سروس ان لسٹ منٹ کا حلف آدمیون کو بڑا ہی ناگوار ہے بہت آدمیون کو ملازمت مین داخل ہونے نہین دیتا اور پرانے سپاہیون کو اسنے دہشت زدہ کردیا ہے نوجوانون کی بھرتی کے وقت قسم کھانا کل رجمنٹ پر اثر کرتا ہے مجھ سے ۱۳ ہندوستانی پیدل رجمنٹ کے کپتان نے کہا کہ مین نے اس امر کو خوب تحقیق کرلیا ہے۔ مسٹر اے ای ریڈ صاحب گورکھپور کے کلکٹر نے بھی لکھا کہ رجپوت سپاہ مین بھرتی ہونے سے اس نئے قاعدہ کے سبب سے پرہیز و گریز کرتے ہین۔ یہہ یقین کیا گیا تھا کہ بنگال کی سپاہ مین برہمنون اور راجپوتون کا بہت ہونا کوئی بڑی برائی نہین ہے لیکن ظن غالب یہہ تھا کہ جب یہہ قاعدہ جدید تمام پلٹنون مین گشت کریگا تو بعض سپاہی اپنی جہالت سے اسے غلط سمجھینگے اور بعض دانستہ اسکے معانی غلط بیان کرین گے۔

یہہ بات بہت جلد کہی گئی کہ انگلش جنٹل مین یہہ کوشش کر رہے ہین کہ انکو قدیمی اونچی جات کے سپاہیون سے جلد فراغت ملے۔ اور ان کے لیے سپاہ گری کا معزز پیشہ جو نسل بعد نسل چلا آتا تھا اور جسپر وہ فخر و ناز کرتے تھے وہ باقی نہ رہے اس یقین کو اور بھی اس شہرت نے مضبوط کردیا کہ گورنمنٹ نے یہ ارادہ

مصمم کرلیا ہے کہ تیس ہزار سکھون کی سپاہ بھرتی کی جائے۔ پنجاب کے فتح کرنے سے گورنمنٹ کو ایک جنگجو قوم ہاتھ لگ گئی تھی جسکو ہمیشہ یہہ شوق لگا رہتا تھا کہ اپنی فتح کرنے والون کی سپاہی کی وردی کو ہم پہنین وہ فتح ہی کو بڑی غنیمت سمجھتے تھے پنجابی بہادر تھے صورت شکل سپاہیانہ رکھتے تھے اسلیئے گورنمنٹ چاہتی تھی کہ انکو اپنی سپاہ مین بھرتی کر کے اپنی ہندوستانی سپاہ کو تقویت دے اس نئی سپاہ کی زیادہ بھرتی کرنے کا ارادہ گورنمنٹ کا نہ تھا مگر پرانی سپاہ یہہ سمجھتی تھی کہ اب انگریز ہم کو ارادۃً نقصان پہنچا رہے ہین سکھون کی سپاہ کی بھرتی کی جھوٹی افواہون اور جنرل سروس کے نئے حکم سے سپاہیون نے اپنی سادہ لوحی سے یہہ نتیجہ نکال لیا کہ انگریز پرانی بنگال سپاہ کو الگ کر کے اسکی جگہہ ایسی سپاہی بھرتی کرنی چاہتے ہین کہ اُسکو جہان چاہین وہان بھیجین اور اس سے جو کام چاہین لین اور رذیل قومون کا لین +

ایسے مفسد آدمیون کی کچھ کمی نہ تھی جنہون نے شوق سے بنگال کے سپاہیون کو بھگایا کہ یہہ نیا حکم بھی ایک کوشش عیاری کے ساتھ ہے کہ رعایا کی جات برباد کی جائے اور سب مذہبون کے آدمی انگلش کے کہنے مین آ نکر فرنگیون کا ایک مذہب اختیار کر لین۔

جنرل انسن صاحب کے اعتراض کا بیان

سب ہندوستانیون کے دلون مین یہہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ برٹش گورنمنٹ جتنا قابو پاتی جائیگی اتنی مذہبی مداخلت کرتی جائیگی اور سب ہندو و مسلمانون کو عیسائی بنائیگی اور اپنے ملک کے رسم و رواج کو پھیلائیگی اب اس بات کے سلسلہ شہادت مین بڑی فطرت و حرفت سے یہہ ایک اور لڑی بڑھائی گئی کہ لارڈ کیننگ جو انگلنڈ سے آئے ہین وہ بیڑا اٹھا کے آئے ہین کہ ہندوستانیون کو عیسائی بنائین انکو انگلنڈ کی کونسل سے جنین ملکہ معظمہ خود شامل ہین ہدایتین ہوئی ہین کہ وہ جائز وسائل سے یا ناجائز طریقون سے جمہور کو ہندوستان مین عیسائی بنائین اب لارڈ کیننگ کی گورنمنٹ کے کامون مین پہلا کام یہہ ہوا کہ اسنے یہہ حکم صادر کیا کہ سپاہ کو جہازون مین سوار کرا کے کالے پانی کے پار بھیجے اور اسے دنیا کے ان بیگانہ حصون مین کام لے جنکے باشندے بالکل نجس اور اسکے مذہب کی متبرک چیزون کے ناپاک کرنے والے ہون اور وہان اسکے مذہب کی نشانیان اور پابندیان کچھ نہون

مشنریون اور پادریون

اس زمانہ مین ہندوستانی بڑے ذکی الحس ہو رہے تھے مشتبہ باتین جو ظہور مین آتی تھین انکے دل مین بڑا اثر کرتی تھین۔ ہم نے ان مشتبہ باتون کا ذکر مفصل پہلے بابون مین کر دیا ہے۔ ریلوے اور تار برقی تک اس ملک کے مذہب کے برباد کرنے والے حیلے بتائے جاتے تھے۔ یہہ صرف ہندوستانیون کے اپنے ہی دلون کا ایجاد نہ تھا بلکہ یہہ خیال مشنریون و پادریون نے بھی پیدا کیا تھا انہون نے انگریزون کی ترقی و عروج کو ایک دلیل

ٹھیرایا کہ ہندوستان کے باشندے عیسائی مذہب اختیار کرین - پادری اے ایڈمینڈ نے سب مقامات مین خاصکر
بنگال مین کلکتہ کی تمام تعلیم یافتہ آدمیون اور سرکاری معزز عہدہ دارون کے نام اسوقت چٹھیان بھیجین کہ لارڈ
ڈلہوزی کی حکومت کا زمانہ ختم ہونے کو تھا یعنی ۱۸۵۵ء مین وہ اسطرح لوگون کی طرف مخاطب ہوئے کہ
معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم لوگون کو بڑے شوق سے اس سوال پر متوجہ ہونا چاہیئے کہ آیا کل
آدمیون کو ایک مذہب اختیار کرنا چاہیئے یا نہین - ریلوے - دخانی جہاز - تار برقی روے زمین کی سب قومون کو
آپس مین بہت جلد ایک کر رہے ہین جسقدر وہ آپس مین ملتے جائینگے اسی قدر اس نتیجہ کا زیادہ یقین ہوتا
جائیگا سب آدمیون کی ایک ہی حاجتین ہین ایک ہی افکار و ترددات ہین ایک ہی رنج و ملال اور علے ہذا القیاس"
آگے پادری صاحب نے اس بات کے ثابت کرنے مین کوشش کی کہ یورپ مین تہذیب سب سے آگے قدم بڑہائے
ہوئے ہی کہ اور سب مذہبون کو سفید رنگ کے حکمرانون کے مذہب مین ضرور منجذب کریگی - یہہ عیسائی مذہب کا
اشتہار جس مین عیسائی مذہب کی راستی کی دلائل اور اصول بنائے گئے تھے وہ ہندوستانی تعلیم یافتہ خاص کر
معزز مسلمانون کے پاس جو گورنمنٹ کے ملازم تھے اور بنگال مین بڑے عہدہ دار تھے بھیجا یہ کسی نے نہین
جانا کہ اسکا اصل مطلب کیا ہے اور کہان سے وہ آیا انکو صاف صاف حال نہین معلوم ہوا وہ یہی سمجھے کہ یہہ
چٹھیان گورنمنٹ کے حکم سے آئی ہین جنکا مطلب یہہ ہے کہ اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو جاو
ان چٹھیون سے ایسی ہلچل اور کھلبلی پڑی کہ قسمت پٹنہ کے کمشنر ٹیلر صاحب نے لفٹنٹ گورنر ہیلیڈے
صاحب کو لکھا کہ تمام عاقل ہندوستانیون کے خاص کر عالی خاندان مسلمانون کے دلون پر ان چٹھیون نے اس
یقین کو پتھر کی لکیر بنا دیا ہے کہ گورنمنٹ ابہی یہہ کوشش کرنے کو ہے کہ اپنی رعایا کو زبردستی عیسائی بنالے اور
اضلاع زیرین کے مختلف حصون مین اشراف ہندوستانیون مین اس بابت خط و کتابت ہو رہی ہے - لفٹنٹ گورنر
بنگال ہیلیڈے نے صاف سمجھ لیا کہ یہہ بات کوئی یا وہ گوئی نہین ہے مفسدہ پردازون نے اپنے دماغ سے بنائی ہو
انہون نے جلد اس مضمون کا اشتہار چھاپ دیا کہ درین نزدیکی بسمع مبارک نواب معلے القاب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال
چنان رسیدہ کہ بعض اشخاص از راہ تعصب و نادانی محض برائے حیرانی و پریشانی جمہور خلائق چنین سخنان بے اصل
و نالائق متعلق بمذاہب و ملت و رسم و طریقت ہنود و مسلمانان چنان مشہور و اعلان کردہ اند کہ باستماع خطرات
پر خطر در دل مردمان جا کردہ جناب لفٹنٹ گورنر بہادر را بسیار حیرت و حسرت است کہ سکنۂ این ملک حقیقت
حال را دریافت نکردہ صرف بافساد مفسدان چرا خود را زیر بار تشویش می کنند لاجرم بذریعہ اشتہار عام حقیقت نفس الامر

اختراعات که بگوش حقیقت نیوش نواب محتشم الیه در آمده مشتهر کرده میشود تا کافهٔ انام بر حقیقت حال وا رسند و بیقین معلوم نمایند که سرکار بهادر را نوعی در ملت و مذهب و طریق و رسم و راه رعایا مداخلت و مزاحمت نیست و آینده را نیز نخواهد بود بلکه حفاظت جان و مال و عزت و حرمت ایشان پیش نهاد است و لمساعی جمیله درین باب بکار می آید و آمدنی است :: اول اینکه بعض پادریان کلکته بطریق طریقه و وظیفه معمولی خود افراد سوال درباره مذهب و ملت بطریق مناظره و مباحثه چاپ کرده ملفوف بلفافها عموماً بیش هندوستانیان فرستاده و آنها از غلط فهمی خود انگاشتند که آنچنان مضامین باشاره سرکار ابد پائدار بظهور رسیده حالانکه سرکار بهادر را ازان هیچگونه اطلاعی و آگاهی نیست و نیز هرگز و هر آئینه شان سرکار عالی اقتدار چنان نبوده که ترغیب و تحریص کسے از رعایا بسوئے ملت و دین خود فرماید چه ظاهر است که رعایائے این ملک بر قسم مردم اند و ملت و مذهب و کیش و آئین جدا گانه میدارند و رقبه ایشان تحت رقبهٔ اقتدار سرکار والا اقتدارست و نظر لطف و کرم بر حال آنها مساوی و یکسان است با وجود امتداد مدت سلطنت سرکار ابد پائدار هیچ وقتے مزاحمت و تعرض کیش و ملت گرامی اهل اسلام و دیگر مذاهب مخل بنیاد نه شده پادری صاحبان این قسم امور از طرف خود اجرا میکنند و این همه گویا لوازمه عادات معمولی شان ست چنانکه مسلمانان و هنودان در مساجد و معابد وعظ و نصائح و اظهار و ابراز امورات شرعی و ترغیب اطاعت و اجتناب از نواهی می سازند و اگر تامل کرده میشود صاف واضح شود که این معنی سخنے بود امرے جدید نیست بلکه بطریق مناظره مباحثه درمیان علمائے مختلف المذاهب همواره جاری ست و از هیچ امورات سرکار بهادر را هیچ علاقه نیست :: دوم اینکه در بعض اخبار اخبار کرده در عوام نیز شهرت یافته بالفعل از طرف سرکار آنچنان قوانین جاری شدنی ست که ازان رسم تعزیه داری و مراسم ختنه و پرده نشینی زنان شرفا وغیره احکامات شرع و شاستر بر افتد و یکسر موقوف گردد حالانکه این هم غلط است و افترائے محض سرکار بهادر را در راه و رسم و کیش و مذاهب گرامی کس دست اندازی منظور نیست بلکه این معنی بر خلاف طریقه رعیت پروری که سجیه رضیه سرکار بهادر بوده است :: سوم اینکه صاحب سپرنٹنڈنٹ جیلخانه بعض اضلاع بلا اطلاع و واقفیت سرکار والا اقتدار بر حکم ستنبیه دگر فتن ظروف اکل و شرب از قیدیان بخیال و تصور تفرقه و امتیاز در مصائب قید و راحت خانه صادر کرده بود لیکن سرکار بهادر را معلوم گردید که این امر نقصانے است در مذهب آنان و از لاعلمی مهتمم جیلخانه آنچنان حکم صادر گردیده علی الفور بسبیل ڈاک برقی حکم بحکم موقوفی آن صادر گشت ۔

چهارم اینکه بسمع معدلت مجتمع دار رسانا که سکنه این مملکت بنائے اسکول و اسباب علوم و تحصیل فنون و ترویج

زبان انگریزی را اسباب تبدیل ملت و تخریب بناے دین و مذہب می پندارند وازینجاست کہ بسے از مردمان
در تحصیل علم و تکمیل فنون تعلل و تہاون میکنند و بعض اشخاص بفرستادن اطفال در اسکول مضائقہ میدارند ظاہرا
منشاے آن جز نافہمی و بے دانشی نیست والاصل این ست کہ ہرگاہ بحضور سرکار والااقتدار محقق گردید کہ رعایاے
این مملکت بسبب بے علمی و بے ہنری از طریقہ کسب معاش چنان بے خبراند کہ از اوقات گزاری خود ہا با راحت
و آسائش معذوراند لاجرم بحکم والاے جناب ملکہ انگلستان کہ از راہ تفضلات خسروانہ صدور یافت براے
تعلیم و تربیت آنہا باہتمام تمام و صرف مالاکلام در ہر یک اضلاع و امصار مدارس سکول و کالج بنا گردید و در
ہر ضلع عہدۂ انسپکٹری بہ نیابت شان متعدد ہندوستانی براے طریقہ تربیت تعیین گشتند و براے درس و
تدریس و تعلیم کسب علوم و فنون زبان انگریزی وغیرہ آن تاکید مزید شد تا باشندگان این ملک عموماً از جہل و
بے دانشی بخوبی تحصیل معاش نمایند و از تنگناے تنگی و عسرت برآمدہ با مسرت و عشرت صرف اوقات خود ہا نمایند

مخفی نیست کہ باشندگان ملک یوروپ (یعنی ولایت انگلشیہ) باعث تحصیل علوم ہر گونہ امورات را برسائی
عقل رسای خود بجہبہاے تمام انجام میدہند بخلاف اہالی این دیار کہ باعث بے علمی و بیدانشی بے سلیقہ محض اند
اگر علم و ہنر و فہم و دانش در اینان شایع گردد ہر یکے لوازمہ آسائش و آرام را جامع شود و تشریف شاہی را لکاہی
نہ دریافتن و نیکی را بجاے خود حمل نکردن چہ قدر افسوس و حسرت ست کہ بشرح نمی آید۔ جناب لفٹنٹ گورنر بہادر
چنان قیاس میفرمایند کہ بناے این ہمہ خیالات فاسدہ براہ غلط فہمی ست نہ از روی تعصب و بدباطنی باید دانست
کہ غرض سرکار بہ تربیت و تعلیم انگریزی اینست کہ حرفے بر دین و آئین شان در آید بلکہ ہر کس مجاز ست کہ
ہر علم و ہنر کہ مرغوب مطبوع باشد و باعث فائدہ داند بہ تحصیل آن پردازند دیگر این مہم و اتفنی است کہ بالفعل
بزبان انگریزی کتب و رسائل ہر فن موجود ست و ہمیشہ بجر بہاے متعددہ اختراعات نو بہ نو بر روے کار
می آیند کہ بزبان دیگر حاصل نیست و زبان انگریزی زبان والی ملک و صاحب سلطنت است و در عدالتہا
باعث افہام و تفہیم عوام زبان مروجہ این ملک جاری است درین صورت تحصیل و تکمیل زبان انگریزی و اردو
و بنگلہ از براے حصول معاش و ترقیات حرمت و عزت و اقبال بلاشک ست و از واجبات ست

مخفی مباد کہ از آوانیکہ نواب معلے القاب لفٹنٹ گورنر بہادر احوال این دیار را بچشم خود دیدہ و از اکثر اشخاص
شنیدہ ہمت والا نہمت محتشم الیہ بفکر درستی اوضاع باشندگان این ملک و بہ ایجاد طریق تعلیم و تربیت آرام
و آسائش در حفظ عزت و حرمت ہر یک عموماً مصروف است و از غایت مہربانی و دلسوزی اصلاح حال

شرفاو نجباو زمینداران و رعایا خصوصاً مد نظر است -
لهذا اشتہار داده می آید که همگنان سکنهٔ این ملک بر نیک نیتی و بلند همتی سرکار والا اقتدار واقف و مطلع بوده
شکر خدا بجا آرند و باطمینان تمام اوقات خود ها بسر کرده بدعاے دوام دولت ابد مدت سرکار دولتمدار مصروف باشند

اس اشتہار کا جواب فوراً گمنام لکھا گیا جو بلا شبہ کسی ذہین ہندوستانی یا ذہین ہندوستانیون کی چھپی جماعت کا طبع زاد تھا جس مین حقائق نفس الامری سے استدلال منطقی کرکے تبلایا گیا تھا کہ گورنمنٹ اپنی تدبیرون سے اس پر خطر یقین کو تقویت دیتی ہے کہ ہندوستانیون کے دل مین یہہ خیال محکم ہوا ہے کہ انکے مذہب کے برخلاف جنگ آزمائی ہو رہی ہے * یہہ خیال کہ انگریز ہندوستانیوں کو عیسائی بنانا چاہتے ہین ایسا انکے دل مین پتھر کی لکیر ہو گیا تھا کہ وہ کسی طرح نہین مٹتا تھا جسقدر اسکے مٹانے کی کوشش کی جاتی تھی اتنا ہی وہ اور زیادہ ہندوستانیون کے دل پر جمتا تھا اس اشتہار کو بھی بعض مفسد منتفنی اشخاص نے لوگون کو سمجھا دیا کہ یہہ اشتہار دینا بھی منجملہ ان مکائد کے ہے جو گورنمنٹ نے ہندوستانیون کو برے طریقون سے عیسائی بنانے کے لیے اختیار کیے ہین - غرض ہر سینہ مین ہندوستانیون کا یہہ یقین محکم ہو گیا کہ گورنمنٹ نے ارادہ مصمم کر لیا ہے کہ زبردستی یا فریب دیکر ہندوستانیون کو عیسائی بنائین - جب لارڈ کیننگ انڈیا مین تشریف فرما ہوئے ہین تو ان پر ہندوستانیون نے اپنی غلط فہمی سے شبہات کیے اور مشہور کیا کہ وہ مشنری سوسائٹیون کے بڑے حامی ہونگے اور لیڈی کیننگ جنپر ملکہ معظمہ کی خاص نظر التفات ہے بذات خود اس ملک کی عورتون کو عیسائی بنانے مین بڑی کوشش کرینگین *

ان باتون مین کچھ سچ نہ تھا اس گورنر جنرل نے وہی کام کیا تھا جو اور گورنر جنرلون نے کیا تھا انہون نے اس بائبل سوسائٹی کو چندہ دیا تھا جو کتب مقدسہ کا ترجمہ شرقی زبانون مین کرتی تھی یہان کے آدمیون مین ان نئے ترجمون کی اشاعت کرنی تھی لیکن یہ ترجمے فورٹ ولیم مین نصف صدی سے ہو رہی تھی جسکے مربی لارڈ ولزلی اور انکے جانشین تھے جنکے عہد حکومت مین کلکتہ بائبل سوسائٹی قایم ہوئی تھی اور اسکی فہرست چندہ مین سب سے بڑی رقم لارڈ ولزلی نے لکھی تھی - اس سوسائٹی کے فنڈ کی معاونت لارڈ ہیسٹنگز لارڈ ولیم بن ٹنک و سر چارلس مٹکف نے کی تھی لیکن لارڈ کیننگ نے سری رام پور کے بپٹسٹ کالج مین بھی چندہ دیا تھا - یہ کالج ۱۸۱۸ء مین لارڈ ہیسٹنگز کے زمانہ مین قائم ہوا تھا وہی اسکے اول پیٹرن ہوئے تھے بعد ازان گورنر جنرلون نے اسکی امداد کی جس مین کبھی کچھ چون و چرا نہین ہوئی سوا ان علیا سن کے لارڈ کیننگ نے نہایت عمدہ فری چرچ مشن مین جسکے

بانی ڈاکٹر ڈف تھے چندہ دیا جس مین پہلے لارڈ ڈلہوزی نے بھی دیا تھا - لارڈ کیننگ نے کہا کہ مین اس بات کو مانتا ہون کہ جو گورنمنٹ کا سردار ہو اسکو ان افعال سے باز رہنا چاہیئے جنمین اسکی حکومت و اقتدار کا اظہار ہو جسسے لوگون کو اپنے مذہب بدلنے کی ترغیب و تحریص ہو لیکن اسکول جو مثل اس اسکول کے ہر مذہب کے طلبہ کے لئے عام جاری ہو اور وہ کسی پر سختی نہ کرتا ہو اور وہ معاندت اور محاسدت کو بے ہتھیار کرتا ہون (ہندو و مسلمان طلبہ کی تعداد اسکو ثابت کرتی ہے) وہ گورنر جنرل کی امداد اور عنایت سے اس سبب سے محروم کیا جائے کہ اسکے مشنری مہتمم ہین مین اس مقولہ کو نہین مانتا -

اب سوال یہ ہے کہ لیڈی کیننگ نے کیا کیا؟ انہون نے لڑکیون کی تعلیم کے لئے وہ سچا کام کیا جو ان پر واجب تھا انہون نے کلکتہ کے زنانہ اسکولون کا ملاحظہ چپ چاپ فرمایا بی تھیون کی درسگاہ پر خاص توجہ کی جسکو لارڈ ڈلہوزی نے گورنمنٹ کے اہتمام مین لے لیا تھا اس اسکول کے مینیجنگ کمیٹی کے ممبر اکثر اونچی جات کے ہندو اشراف تھے -

لیڈی صاحبہ نے اپنی ہمجنس عورتون کی تعلیم و تربیت مین سعی جمیلہ کی - گورنمنٹ ہوس مین خواہ کچھ ہی سرگرمی بابت پرستاران کے عیسائی بنانے کے لئے ہو مگر اسکے اظہار مین کوئی بے عقلی نہین کی گئی تھی لیکن ایسے وقت بھی آتے ہین کہ انہین حزم و احتیاط کام مین نہین آتے کہ وہ دروغ و افترا کو تھامین برانگیختگی کے موسم مین ایک چھوٹی سی بات جھوٹ مین رنگی ہوئی سچ کے رنگ مین اپنا رخ تابان دکھاتی ہے اور جاہل اور بے دانش آدمیون کے دلون مین یقین پیدا کرتی ہے جب لوگ بی تھیون اسکول کے دروازہ پر لیڈی کیننگ کی سواری کو کھڑا ہوا دیکھتے تھے وہ یہہ جانتے تھے کہ جات کے برباد کرنے کی تصویر ہین گورنمنٹ نے ایک اور رنگ بھرا اس تصویر کو بعض چالاک شیطان سیرت جاسوس بڑے شوق سے قلمرو کے پبلک مقامات مین لٹکا دیتے تھے -

یہہ کوئی بڑی بات نہ تھی شاید کچھ بھی نہ تھی کہ اس زمانہ مین جان گرینٹ اور برمیس پی کوک نے محض خیر اندیشی کے ارادہ سے ہندوستانی عورتین جو ذلت و خواری کے گڑھے مین پڑی ہوئی تھین نکالنا چاہا کہ لارڈ کیننگ کے عہد مین بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کا بل پاس ہوا جسپر پہلے لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین بڑے مباحثے ہو چکے تھے اسکی بابت تقریرون اور تحریرون کے طومار کے طومار بندھے اور اسکے جاری ہونے کو ہندوا اپنے مذہب مین گورنمنٹ کی مداخلت اور اپنے خاندانون کی بے آبروئی سمجھے -

سر ہنری لارنس نے اس قانون کے پاس ہونے کی نسبت لارڈ کیننگ کو لکھا کہ پچھلے سالون مین گورنمنٹ کے پہیئے بڑی تیزی سے چل رہے ہین جو ہندوستانیون کے تعصبات کو صدمہ پہنچاتے ہین ہندوستانی اپنی کثیرالازدواجی کی

موقوف ہونے سے دہشت زدہ ہو رہے ہین اور اسکو یہہ بات مشکل نہین ہو کہ اسکو توڑ مروڑ کر مذہب مین داخل کرین - پھر نیچ جہاز جسقدر جلد چلے اسی قدر احتیاط چٹانون اور بالو کے ڈھیکون کے موسم کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے -

لارڈ کیننگ نے اپنے اس سال اول کی حکومت مین کوئی کام ایسا نہین کیا کہ جس مین عیسائی مذہب کی اور ہندوستانیون کی معاشرت کی اصلاح کی ترویج مین کوئی اعتدال سے باہر کوشش ہوئی ہو لیکن اس مین شبہ نہین کہ اس زمانہ مین بہت سی ناسزا و نازیبا حالتون کا مجموعہ ایسا جمع ہوگیا تھا کہ چند سالون سے ہندوستانیون کا یہہ یقین بڑھتا جاتا تھا کہ گورنمنٹ بڑے بھلے وسائل سے یہہ چاہتی ہے کہ سب ہندوستانی عیسائی ہو جائین یہہ امر کچھ کم یقینی نہین ہے کہ ایسے وقت مین سپاہ کے بھرتی ہونے کے لیئے سمندر پار جانے کی شرط کا داخل ہونا اور بیوہ عورتون کی شادی کا دوبارہ ہونے کا قانون جاری ہونا جاہلون کے سمجھانے کے لیئے بعض مفسدین متعصبین کے لیئے جو جمہور انام کو حیران و پریشان کرتے تھے کافی تھا کہ وہ جاہلون کو سمجھائین کہ یہہ دونو باتین بھی اس تدبیر کا ایک جزو ہے جو ہندوستانیون کے عیسائی بنانے کے لیئے گورنمنٹ کر رہی ہے یہہ کہا جاتا تھا کہ انگریز یہہ چاہتے ہین کہ سب ہندوستانی انکے مذہب کو اختیار کرلین اور یہہ اس صورت مین ہو سکتا ہے کہ سپاہ انکے حکم مین ایسی ہو کہ اسکو جہان چاہین دنیا مین لے جائین اور وہ بحر و بر سے سب قسم کے کامون کے کرنے مین ڈرے نہین یورپ مین بھی انگریزون کی لڑائیان ہوتی ہین انگلنڈ مین تو لڑنے والے آدمیون کا کال ہے ہندوستان سے سپاہ کریمیا مین لڑنے گئی تھی - ہندوستان مین بہت آدمی ایسے مفسد متفنی تھے کہ وہ جمہور اخلائق کے اس یقین کو بڑھاتے جاتے تھے کہ انگریزون نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ ہندوستانیون کو عیسائی بنائین ٭

ان دنون مین ایک اور بڑی علامت ظاہر ہوئی کہ جسنے بعض خاص مقامات مین بنگال کی سپاہ کے درمیان آنے والے خوف کا نقش جمادیا - اس سپاہ کے یوروپین افسرون مین بہت سے کٹے عیسائی تھے جب وہ اپنے گرد بت پرستون کا بڑا ہجوم دیکھتے تھے تو انکے دل لرزنے لگتے تھے - خاصکر انکو اور بھی زیادہ قلق ہوتا تھا کہ وہ دیکھتے تھے کہ انکے ہمراہی سپاہی جو انکے تابع تھے ان پر تاریکی طاری ہو رہی ہے جو افسرون مین ہوشیار و آگاہ دل تھے وہ تو اپنے دل ہی دل مین کہتے تھے اور اورون کے مذہب کا ادب کرکے خاموش رہتے تھے لیکن انمین ایسے افسر بھی تھے جو عاقبت اندیش ہوشیار نہ تھے وہ یہہ یقین کرتے تھے کہ یہہ ہمارا فرض مذہبی ہے

عیسائی مذہب کی اشاعت مین افسرون کی سرگرمی

کہ ہم حواریون کا کام مستعدی سے کرین یہہ انکا اعتقاد تھا کہ سب انسان شمول انکے ہین انکی روح کی نجات ہونی چاہیئے اور کوئی خارجی حالتین ایسی نہین ہین جو ہم کو اپنے خداوند کے کام کرنے سے جدا رکھین اگر ان اپنی معتقدات اور یقینیات کے دباؤ سے انہون نے اپنے سرخ کوٹ کی جگہہ سیاہ کوٹ پہن لیا ہو اور تلوار کو گُدڑیہ کے آنکڑی کی جگہہ لیا ہو وہ مستحق ہین کہ سب نیک آدمی انکی تعریف کرین وہ ایک ہاتھہ مین اور ڈرل بک (سپاہ کے حکمون کی کتاب) اور دوسرے ہاتھہ مین بائیبل لے جاتے اسطرح سے انہون نے اپنی گورنمنٹ کی بڑی خطا کی جسکے وہ ملازم تھے انگریزی افسرون مین مشنریون کی سرگرمی کتنی پھیلی تھی اسکا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا آسان نہین لیکن اب اس مین شبہہ نہین کہ بعض افسر مشنریون کی سرگرمی سپاہیون کے عیسائی بنانے کے لیئے کرتے تھے اور وہ اپنے اس کام پر فخر کرتے تھے - لفٹنٹ کرنل ویلر نے جو ایک رجمنٹ کا کمانیر تھا ۱۸۵۷ع مین بڑے فخر سے یہہ بات کہی کہ بیس برس سے کچھہ زیادہ دنون سے میری یہہ عادت رہی کہ سب قسم کے آدمیون کو سپاہیون اور اورون کو بغیر کسی تمیز کے عیسائی مذہب کا وعظ سناتا ہون مسیح کا سپاہی بنکر خدا کے احکام اور سرکار کمپنی کا سپاہی بنکر اسکے احکام سناتا ہون - غرض افسران فوج اور حکام متعہد اپنے تابعین سے مذہبی باتین بہت کرتے تھے اور بعض حکام اپنے ماتحتون کو حکم دیتے تھے کہ اتوار کو ہماری کوٹھی پر آنکر پادری صاحب کا یا ہمارا وعظ سنو ❊

غرض پادریون اور افسران سپاہ اور حکام متعہد کے مذہبی مباحثون کا روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور ہندو و مسلمانون کے مذہبون کے ابطال مین پادریون کے رسالے بہت تصنیف ہوکر تقسیم ہوتے تھے جنسے ہندوستانی آزردہ خاطر ہوتے تھے یہہ سب کام زیادہ تر کلکتہ کے گرد ہوتے تھے مگر بہت دور شمال مغربی سرحد سے ایجی ٹیشن کی سیل آئی جو ہندوستانیون کے ایجی ٹیشن کے دریا سے مل گئی اور پرخطر افواہون سے مکدر ہوئی انگریزی تاریخون مین لکھا جاتا ہے - جب شاہ ایران سے ۱۸۵۶ع مین انگریزون کی لڑائی شروع ہوئی تو اسنے اپنے بھی جاسوس شاہ دہلی پاس بھیجے کہ وہ انگریزون کے ساتھہ برائی کرے اور ہم دونو آپس مین متحد ہوجائین جس سے امید ہوتی ہے کہ مسلمانون کی ایک بڑی سلطنت قائم ہوجائیگی اسلیئے ایک اشتہار تیار ہوا اور وہ دہلی اور جامع مسجد کی دیوارون پر چسپان ہوا اور یہہ شہرت بھی ہوئی کہ خلیج فارس مین انگریزون کو بڑی شکست فاش ہوئی ہے اور یہہ بات مشہور ہوئی کہ انگلش یہہ خیال کرتے ہین کہ ہم نے امیر دوست محمد خان کو دوست بنالیا مگر وہ اصل مین ایران کا زیر فرمان ہے انگریزون کے ساتھہ یہہ دوستی اسلیئے اختیار کی ہے کہ افغانون کو انگریز پشاور دیدین ❊

شاہ ایران اور دہلی

بالائے ہند مین یہہ امر یقین کیا گیا تھا کہ انگریزون نے امیر دوست محمد خان کو افغانستان دیدینے کا
اور اس اپنے نقصان کے پورا کرنے کے لیے کل راجپوتانہ کے ضبط کرنے کا ارادہ کیا ہے راجپوتانہ کی ضبطی
کی خبر فقط ہندوستانیون ہی کی طبع زاد نہین تھی بلکہ وہ انگریزون کے اخبارون مین بڑی شد و مد کے ساتھ
لکھی جاتی تھی ہندوستانی ریاستون کے ساتھ انگریزون کا کوئی گذشتہ سلوک ایسا نہ تھا کہ جس سے
اس خبر کا یقین نہین ہوتا۔ ہندوستان کے شمال مغربی اضلاع مین تو پر خوف و خطر افواہین پولیٹکل رنگ پکڑتی
تھین اور بنگال و بہار مین اکثر مذہبی سانچے مین ڈہل کر اپنا رنگ دکھاتی تھین راجپوتانہ کی پرانی ریاستون کا
نئی انگریزی عملداری مین شامل ہونے کی خبر نے راجپوتون کی حیرانی اور پریشانی کو بہت بڑہایا اور انکے
دل مین انگریزون کی طرف سے کینہ پیدا کیا اور کل ملک کی باقی ہندوستانی ریاستون مین ایک کھلبلی اور ہلچل
ڈالدی یہہ ایسی پرخوف و خطر رپورٹ تھی کہ جب وہ انگلنڈ مین پہنچین اور اخبارون مین انکا زیادہ چرچا
ہوا تو ایسٹ انڈیا کے کورٹ ڈائرکٹرز نے جو تمام پولیٹکل گروہون مین نہایت کم گو ہے اس خبر کو
حاکمانہ بالکل غلط بتایا؛

بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوستانیون کے دلون مین افواہین جو خطرناک اثر پیدا کرتی ہین انکو انگریز
اپنے آپ دیکھین اس زمانہ مین اوفشل زبان مین یہہ کہا جاتا تھا کہ بالائے ہند مین سب طرح سے خیر و عافیت
ہے مگر بعض مسلمان دوست یا ہندو خاص فساد و فتور کے آثار انگریزون کو بتاتے تھے جو انگریزی
آنکھون سے نظر نہین آتے تھے چنانچہ ایک افغان کہن سال جان فشان خان جو کابل کی جنگ مین
انگریزون کی خیر خواہی کے سبب سے یہان انگریزون کے ساتھ آیا تھا اور برٹش گورمنٹ اسکو پنشن دیتی
تھی وہ مسٹر گریٹ ہیڈ کمشنر سے کانپور مین فروری ۱۸۵۷ء کو ملا اور اسنے عرض کیا کہ آجکل جو افواہین اُڑ
رہی ہین وہ بہت برے اثر اپنے پھیلا رہی ہین کمشنر صاحب نے ایک خانگی چٹھی مسٹر کالون لفٹنٹ گورنر
ممالک مغربی و شمالی کو لکھی کہ چند روز ہوئے کہ جان فشان خان نے مجھ سے ملاقات کی جسکا خاص مقصد یہ
تھا کہ ہندوستان مین جو پولیٹکل معاملات کے حالات بالفعل اسکو خوف و دہشت دلا رہے تھے
انسے مجھے مطلع کرے وہ اپنے کنبے کے بہت سے آدمیون کو بھی ساتھ لایا تھا کہ وہ اس ملاقات کے شاہد
رہین اسنے یہہ تنبیہ کی کہ مین نے جو سر ولیم میکناٹن صاحب کو کابل مین جو واقعات گذر رہے تھے
انسے آگاہ کیا تھا مگر اسکا نتیجہ کچھ نہین ہوا دہی خوف مجھے اب انگریزون کی سلامتی کے لیے یہان

راجپوتانہ کی ضبطی کی شہرت

افواہون کا اثر دو انگریزون

ہور ہے ہین مجھے یقین ہے کہ انگریزون نے امیر دوست محمد خان کو لپٹا اور دینی کا اور راجپوتانہ کے ضبط کرنے کا ارادہ کرلیا ہے اسنے کہا کہ ہمارا یہہ مقولہ ہونا چاہیئے کہ پرہیز شفا سے بہتر ہوتا ہے اور اپنے گھر کے عزیزون و اقارب کی حفاظت و سلامتی کے لیئے دشمنون کے دروازہ پر خبر لینی چاہیئے مین نے جب اسکو یقین دلایا کہ غالباً وہ واقعات ظہور مین نہین آئین گے جو اسکو خوف زدہ کررہے ہین تو اسکی تشفی تسلی ہوئی اگرچہ یہہ واقعہ مشکل سے بیان کے قابل معلوم ہوتا ہے لیکن اوٹ پٹانگ گپین آج کل جو ہندوستانیون مین اڑ رہی ہین انکی خبرین شاذ و نادر ہی ہم تک پہنچی ہین مین یقین کرتا ہون کہ افغانستان کے خان نے افواہون کو یقین کرکے جو بات کہی وہ محض ہماری بھلائی کے لیئے کہی تھی اسکو ہمارے تباہ ہونے کا یقین نہین تھا مجھے اندیشہ ہے کہ راجپوتانہ کی ضبطی کی جو افواہین اڑتی ہین وہ جمہور خلائق کے دلون کو پریشان اور حیران کرتی ہین اور راجپوتون مین بدگمانی پیدا کرتی ہین یہہ افسوس کی بات ہے کہ بہت سے برس گذر گئے کہ کسی گورنر جنرل کو یہہ موقع نہین ملا کہ وہ بذات خود راجپوتون کو انکی سلامتی کا یقین دلاتا بعض آئندہ آنے والے خوفون کی بے سروپا رپورٹین جنکی اصل حقیقت کوئی یقینی نہین بتلا سکتا تھا ممالک مغربی و شمالی کے حکام کے کانون تک پہنچی ہین جنسے آخر کو بعض آہستہ آہستہ اس بات کے یقین کرنے پر بیدار ہوئے کہ بعض برائیان ہندوستانیون کے دلون پر اثر کررہی ہین ؎

صدی کی پیشین گوئی

نیا سال آیا اسنے انگریزون کی مصیبت کی پیشین گوئی کا شگوفہ کھلایا ۱۸۵۷ء مین سو برس کے عرصہ مین کل ہندوستان مین انگریزی عملداری ہوگئی تھی یہہ قدیم سے ایک پیشین گوئی چلی آتی تھی کہ سو برس کے بعد انگریزی اقبال کا زوال آئیگا اور انگریزی راج نہین رہیگا ہمیشہ سے عام برانگیختگی مین لوگون مین عجیب عجیب پیشین گوئیان پھر زندہ ہورہی تہین یا ضرورت زمانہ کے موافق وہ نئی ایجاد ہوئی ہون قیاس کرنا مشکل ہے ایک کلکتہ کے اخبار مین ایک پیشین گوئی مشتہر ہوئی کہ ہزار برس پہلے یہہ پیشین گوئی ہوئی تھی کہ اس ۱۸۵۷ء مین انگریزی راج جاتا رہیگا اسکو اور لفظون مین یون بیان کرو کہ جب انگریزون کا یہان نام بھی نہ تھا اسنے صدہا برس پہلے انکے راج جانے کی پیشین گوئی ہوچکی تھی پیشین گوئیان خواہ نئی ہون یا پرانی ہون وہ صدق و فنہ کے ساتھہ کہی گئی ہون یا مکاری سے وہ آدمیون کے دلون پر اپنے یقین کے جمانے مین کمتر ہی ناکام رہتی ہین۔ جب کسی اوٹ پٹانگ بات کا مذہب یقین دلادیتا ہے تو اسکے لئے یقین کرنے والون کی اولوالعزمی اور حرص بہت زیادہ بڑھہ جاتی ہے۔ اس خاص پیشین گوئی مین جسکا لوگ ذکر کررہے تھے اس کی

معقول وجہ یہہ تھی کہ انگریزون کی عملداری کی پہلی صدی ختم ہونے کو تھی پس یہہ امر سادہ لوح سریع الاعتقاد ہندوستانیون کے دلون مین انگریزی حکومت کے جانے کے یقین کرنے کے لیئے تھا۔ اور یہہ امر بھی تحقیق تھا یہہ پیشین گوئی پہلی ہی دفعہ نہین سنی گئی تھی وہ پہلے سے سنی جاتی تھی جسکے ہونے کا وقت آگیا تھا یہہ پیشین گوئی ہندوؤن کی تھی ۱۸۵۷ع مین سمت ۱۹۱۴ تھے اور ۱۸۵۷ع مین سمت ۱۹۱۴ تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤن کے سمت کے موافق سو برس ہو چکے تھے ۱۸۳۲ع مین سوارون کے صوبہ دار تواری نے اپنی رخصت کے وقت اپنے بھائی سے کہا تھا کہ ۲۵ برس باقی ہین کہ کمپنی کا راج جاتا رہے گا اور ہندوؤن کا راج قائم ہوگا۔ دہلی مین فیض بازار مین ایک پرانی نہر تھی جو بند پڑی تھی ایک بزرگ مولوی شاہ عبدالقادر صاحب کی یہہ پیشین گوئی غدر سے بہت دنون پہلے سے مشہور تھی کہ جب یہہ نہر جاری ہوگی تو انگریزی عملداری دہلی مین نہین رہیگی یہہ پیشین گوئی انکی پوری ہوئی کہ جب انگریزون نے اس نہر کو جاری کیا تو اسکے تھوڑے دنون بعد انگریزی عملداری دہلی سے اٹھ گئی +

اسباب بغاوت کا مختصر بیان

۱۸۵۷ع مین جو فساد و شور و شر کا ہنگامہ برپا ہوا اسکو ہم غدر یا سرکشی یا بغاوت کہتے ہین لیکن انگریزی زبان مین اسکو میوٹنی کہتے ہین جسکے معنی یہہ ہین کہ بحری یا بری سپاہ مین ماتحت اپنے افسرون کے جائز احکام کی نافرمانی کرین یا بری سپاہی یا جہازی سپاہی اپنے افسرون کے خلاف غدر مچائین پس جہان ہم نے سرکشی یا بغاوت یا غدر کے الفاظ لکھے ہین انمین سے ہر ایک کے معنی وہی سمجھنے چاہئین جو ہم نے میوٹنی کے بتلائے اب سوال یہہ ہے کہ یہہ بغاوت کن سببون نے پیدا کی؟ قاعدہ ہے کہ جب کوئی واقعہ وقوع مین آتا ہے تو ارباب الراے اسکے مختلف اسباب بتلایا کرتے ہین انمین سے ہر ایک اپنی اپنی راے زنی کرتا ہے مین نے مسٹر کین صاحب انسپکٹر مدارس میرٹھ سے کہا کہ سر سید نے اسباب بغاوت خوب لکھی ہے تو انہون نے پوچھا کہ کیا وہ ۱۸۵۶ع مین لکھی تھی مین نے جواب دیا کہ ۱۸۵۶ع مین نہین ۱۸۵۸ع مین تو انہون نے فرمایا کہ کسی واقعہ کے وقوع ہونے کے بعد اسباب بتلانے مین ارباب الراے راے زنی کرتے ہین مگر وہ قابل اعتبار نہین ہوتی ہان اگر کوئی بتلادے کہ ایسے اسباب موجود ہین جنسے کہ واقعہ وقوع مین آنے والا ہے تو وہ اسباب صحیح ہوتے ہین مین نے لوہر الواب مین وہ اسباب بیان کیئے کہ جن سے سپاہ کی دل شکنی اور رعایا کی آزردگی روز بروز بڑھتی جاتی تھی بہت تھوڑے دانشمند دور اندیش ہندوستانی ایسے تھے جو گورنمنٹ کے دل سے خیر خواہ تھے ہندوستان مین رعایا کا جم غفیر مجمع کثیر تو ایسا ہے کہ وہ گورنمنٹ کے کامون سے واقف ہی نہین

ہوتا۔ گورنمنٹ کے تغیر و تبدل کا اثر اسپر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ڈھور ڈنگر پر وہ نہ تو نہ گورنمنٹ کے خیر خواہ ہوتے ہین
نہ بدخواہ ہان تھوڑا سا فرقہ اعلے درجہ کا ہندوستان مین ایسا ہے کہ گورنمنٹ کے سارے کامون کو سمجھنا چاہتا
ہے اور ان پر اپنی راے لگاتا ہے مگر اپنی کم علمی کے سبب سے اس مین بڑی غلط فہمی کرتا ہے یہہ فرقہ باستثنار چند
دانشمند ہندوستانیون کے گورنمنٹ کا بدخواہ ہوتا ہے اور ایسے قابو اور موقع ڈہونڈہتا رہتا ہے کہ گورنمنٹ
کے کامون اور قوانین کی نسبت ایسی افواہین اُڑائے اور نکتہ چینیان کرکے جمہور خلائق مین خرابی اور پریشانی
پیدا ہو گورنمنٹ کے ساتھ بدخواہی کا ارادہ لوگون کے دلون مین جب پیدا ہوتا ہے کہ انکے مزاج و رسم و
رواج و مذہب و طبیعت و تعصب کے برخلاف گورنمنٹ کے کام اور احکام ہوتے ہین ہم نے گورنمنٹ کے ایسی
کام و احکام و قوانین کو بالتفصیل اوپر کے ابواب مین بیان کیا یہان بالاجمال لکھتے ہین جنہون نے سپاہ کی دلشکنی کی اور رعایا کو
آزردہ اور ناراض کیا۔

ابتدا مین انگریزی عملداری کا آغاز ہوا تو ہندو مسلمان اس عملداری کے شکر گزار اس سبب سے ہوتے تھے
کہ ایک مدت کی طوائف الملوکی اور بدنظمی اور فتنہ و فساد کے بعد انکو امن و عافیت و آرام و راحت کی غیر مترقبہ نعمتین و
برکتین حاصل ہوئی تھین مین آٹھ نو برس کا لڑکا تھا اور میرے جد امجد اسّی ۹۰ نوّے برس کے بوڑھے تھے جنہون نے
شاہ عالم کا زمانہ خوب دیکھا تھا وہ یہہ بیان کیا کرتے تھے کہ اس دہلی کی دار السلطنت مین دن کو آنام کی گلی مین
و قاضی کے حوض پر۔ لال کنوے پر فتح پوری پر خونی دروازہ پر بھلے مانسون کی پگڑیان اتر جاتی تھین
پانچ چار اور ان کے ہم عمر دوست آتے تھے جن کے بدن پر خانہ جنگیون کے زخم تھے وہ بیان کیا کرتے تھے
کہ اب جو انگریزی عملداری مین امن امان ہے پہلے زمانہ مین اسکا سان گمان بھی نہ تھا ہم اپنے محلون میں راتون کو
اپنے گھرون پر ہتھیار لگا کے پہرہ چوکی دیا کرتے تھے جہان کوئی کھٹکا ہوا تو ہم نے کہا کہ کون ہے بے اگر وہان سے جواب آیا
کہ ہم ہین تو کیا بکتا ہے بے تو ادھر سے ہتھیار لیکر ہم گئے اُدھر سے وہ آئے دو چار آپس مین ہاتھ ہوئے کچھ ہم
زخمی ہوئے کچھ وہ مجروح ہوئے کیا ہم بھاگ گئے یا انکو بھگا دیا اب ہم رات کو اپنی نیند سوتے ہین اپنی بھوک کھاتے
ہین مگر افسوس ہے کہ اس امن امان نے ہم کو مرد سے عورت بنا دیا ہمارے ہاتھون مین ہتھیارون کی جگہہ سوئیان
دیدی ہین جنسے کام کرکے پیٹ کو پالتے ہین سپہ گری کے لطف و مزے سارے اڑ گئے مگر ہزار ہزار شکر ہے کہ اب
جان و مال و ناموس سب محفوظ ہین زندگی اب خوب چین سے بسر ہوتی ہے غرض جن ہنود و مسلمانون نے شورش
فتنہ و فساد کے زمانے دیکھے تھے وہ امن امان کے لیے گورنمنٹ کے بڑے شکر گزار تھے مگر جب

زمانہ گذرتا گیا ایک نئی نسل پیدا ہوئی وہ پہلے زمانہ مین جو آفتین برپا ہوتی تھین اور مصیبتین پڑتی تھین انکو بھول گئے
انہین بعض تو ایسے تھے جنکو اصل مین تکلیف و مضرت پہنچی تھی بعض ایسے تھے جو بے وجہ یہہ خیال کرتے تھے کہ ان
فرنگی حاکمون نے ہمارا ستیاناس کیا ہے مسلمان اپنی پہلی سلطنت واقبال کو یاد کرتے تھے اور یہہ بالکل بھول
گئے تھے کہ انسے بالکل سلطنت مرہٹون اور ہندوؤن نے چھین لی تھی اور اسکا حال ایسا کردیا تھا کہ ہندوستان کے
بہت سے حصون کے کسی بڑے شہر مین انکا مقدور نہ تہا کہ اپنی اذان کی آواز اللہ اکبر کی پکار کر نکال سکتے
مگر ہندوؤن سے انگریزون نے سلطنت کو ایسا جلد لے لیا کہ مسلمانون کی اور انگریزون کی عملداری مین
فصل نہین معلوم ہوتا جس مین ہندوؤن کی سلطنت رہی مسلمان اپنی نادانی اور غلط فہمی سے یہی سمجھتے ہین
کہ انگریزون ہی نے انسے سلطنت چھینی ہے اگر انگریزی عملداری نہ ہوتی تو معلوم نہین کہ مسلمانون پر ہندو
کیا قیامت برپا کرتے یا مسلمانون کے بھائی شمال مغرب سے آنکر پھر ہندوؤن کو ٹھیک بناتے اور اپنی سلطنت کو
دوبارہ چھین لیتے مسلمانون کے مولوی انکو سمجھاتے تھے کہ ہم برٹش گورنمنٹ کے مستامن ہین کسی طرح انکی عملداری
مین جہاد نہین کرسکتے ہم کو جب تک ان کافرون کی اطاعت کرنی چاہیئے جب تک انسے سرکشی مین کامیابی کی امید ہو
وہ اس توقع مین تھے کہ اسلام کا اقبال پھر چمکے گا۔ ہندو یہہ زعم رکھتے تھے کہ ہم نے مسلمانون کی حکومت کو
اپنے ملک مین زیروزبر درہم برہم کردیا برٹش راج قائم رہنا ہمارے دم اور ہمارے لطف وکرم پر موقوف ہے۔
سر جارج کیمبل لکھتے ہین کہ یہہ غدر ہندوؤن کی سرکشی نہ تھی بلکہ صرف سپاہ کی بغاوت تھی۔ لارڈ رابرٹس
یہہ فرماتے ہین کہ اگرچہ زراعت پیشہ نے عام سرکشی نہین اختیار کی مگر انکی رائے مین یہہ غدر نہین مچتا
اگر ملک کے ان حصون مین جنسے کہ سپاہ مین ہندوستانی سپاہی بھرتی ہوتے تھے خاص وہ ذی رعب
واہل دماغ اسکے بہکانے والے نہ ہوتے جو گورنمنٹ کے نظام سے سب طرح سے ناراض تھے
یہہ ناراضی و بدخواہی گورنمنٹ کی پولیسی سے پیدا ہوئی تھی جو بہت سے مقامون مین ناگزیر تھی انگریزی
حکام ہند کے اختیار سے باہر تھا کہ وہ اس پولیسی کو بالکل فروگذاشت کرتے یا اس مین التوا کرتے وہ تو
انکی تہذیب شائستگی کے لیئے لازمی تھی کہ وہ روشن ضمیری کے قوانین بناتے بس سازش کرنے والونکو
یہہ موقع وقابو ہاتھ آیا کہ اس مقصد برآری کے لیئے ان حالتون سے مستفید ہون انکی بڑی تدبیر
یہہ تھی کہ کسی طرح سے ہندوستانی سپاہ کے دلون کو انگریزون سے برگشتہ کرین حکام جو کافہ انام کی
ترقی کے لیئے صلاح وفلاح مین مختلف تدابیر کرتے تھے انکے کرنے مین گورنمنٹ کی بدنیتی کی جھوٹی جھوٹی

افواہین اڑا کر جمہور خلائق کے دلون مین حیرانی اور پریشانی پیدا کرتے تھے اس مین کوئی شبہ نہین کہ یہ تدابیر گورنمنٹ کی فی نفسہ بجا و درست اور مناسب تھین لیکن وہ اس سبب سے یہان کے باشندون کے مذاق کے موافق نہ تھین وہ برہمنون کے حق مین کچھ کم مضر نہ تھین۔

بعض صورتون مین وہ قبل از وقت تھین بعض صورتون مین وہ ایسی دانائی سے نہین کی گئین جنین کوئی خرابی نہ ہو اور اُن مین ہندوستانیون کے تالیف قلوب اور تعصبات کا کافی لحاظ و پاس نہین کیا گیا ستی ہونے کی رسم کا موقوف کرنا دختر کشی کا انسداد کرنا۔ برہمنون کو جرائم کبیرہ کی سزا دینا مشنریون کی اشاعت مذہب مین کوشش کرنی ہندوستانی عیسائیون کی پرورش و حمایت کرنی بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کی مزاحمتون کا دور کرنا مغربی دنیاوی تعلیم کا اشاعت کرنا خاص کر عورتون مین تعلیم کا داخل کرنا ان سب باتون سے برہمنون اور اونچی جات کے ہندوؤن کو نفرت تھی اور وہ انسے دہشت زدہ ہوتے تھے برہمن جو ابتک ہندوؤن کی قسمت کے فیصلہ کرنے والے تھے اور انکے ہر ایک دنیاوی دینی سیاسی کامون مین بالکل اختیار و اقتدار رکھتے تھے وہ خوب تیز نگاہون سے دیکھ رہے تھے کہ اب ہمارے سارے اقتدار و اختیارون مین خلل و فتور آتے جاتے ہین اگر ہم کوئی تدبیر ایسی نہین کرین گے کہ برٹش گورنمنٹ تہ و بالا نہ ہو تو آخر کو ہمارا کوئی اقتدار و اختیار ہندوؤن پر نہین رہیگا وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے اصل اقتدار و اختیار کی بنا جہالت اور توہمات پر مبنی ہے ترقی تعلیم اور روشنی پھیلنے سے بالضرور کھل کھلی ہو جائے گی تار برقی اور ریلوے برہمنون کی نظرون مین خار معلوم ہوتے تھے وہ ان لیاقتون اور قوتون کی خاک اڑاتے تھے سوا اسکے ریلوے نے جات کے نظام پر ایک صدمہ پہنچایا تھا کہ ہر جات کے آدمی خواہ اونچی جات کے ہون یا نیچی جات کے سب ایک ساتھ بیٹھکر سفر کرتے تھے۔

بس یہہ تو بمقتضائے طبع بشری برہمنون کی بدخواہی کا سبب برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تھا وہ خدا سے چاہتے تھے کہ کسی طرح غارت ہو انہون نے جمہور خلائق کے دلون مین اپنی جھوٹی کہانیون کا بس گھولا کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ہندوؤن کو زبردستی عیسائی کرلین بس برٹش گورنمنٹ کے قائم رہنے کے یہہ معنی ہین کہ جن باتون کو ہم متبرک اور مقدس جانتے ہین وہ سب غارت ہو جائین۔ انکو اپنے اس بیان کے یقین دلانے کا قابو اور موقع مل گیا کہ جیل خانون مین اکل و شرب کا انتظام ایسا ہوا کہ وہ جو ایک قدیم معزز رسم چلی آتی تھی کہ ہر شخص اپنی خوراک آپ پکائے اور اسکا سامان خود کرے اس مین خلل پڑ گیا یہہ ایک نئی بات

بڑی احتیاط سے جیلخانون کی ڈسپلن کے لیئے داخل کی گئی تھی کہ ہندوؤن کی خوراک ان ہی کی جات کے اعلے جات کی رسوئی پکائین باوجود اس بات کے جھوٹی افواہین اڑائی جاتی تھین کہ جس سے سادہ لوح ہندوؤن کی آبادی اس بات کا یقین کرے کہ قیدیون کی خوراک آیندہ نیچی جات کے آدمی تیار کیا کرینگے تاکہ ان قیدیون کی جات کو جنکے لیئے خوراک تیار کی جاتی ہے کوجات کرین یہہ خبر کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے ایک شہر سے دوسرے شہر مین اور ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین پہنچی جس سے اس یقین نے بہ تدریج خلقت کے دلون مین جڑ پکڑی کہ زبردستی ہم عیسائی کیئے جائینگے۔

جیل خانون مین اس کھانے پینے کے انتظام سے مسلمانون پر کچھ اثر نہین ہو سکتا تھا انکے دلون مین شبہ پیدا کرنے کے لیئے اور فریادین اور واویلا مچین انہین سے ایک جو ہندو مسلمانون پر یکسان اثر کرتی تھی وہ یہہ تھی کہ بندوبست اراضی سخت ہوتا ہے جس مین ہر ایک زمیندار کی حقیت ملکیت اراضی کی تحقیقات ہوتی ہے اور سرکار کو مالک زمین سمجھ کر باقاعدہ زر مالگزاری ادا کیا جاتا ہے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کی عملداری جلد جلد ہندوستان مین بڑھتی گئی اور اسکی سلطنت سپاہ کے زور سے سب سے زیادہ والا اقتدار ہوگئی پہلے ہندوستانی فرمانروایون نے زمین کا بندوبست اناپ سناپ کیا تھا جس مین زور ظلم بہت ہوتا تھا اب اس سرکار والا اقتدار نے نہایت چھان بین اور تحقیقات کرکے بندوبست کی اصلاح کرنی شروع کی اس مقصد کے لیئے زمینون کی پیمایشین ہوتی تھین اور ملکیت اور قبضہ اراضی کی تحقیقاتین ہوتی تھین جسکا نتیجہ اکثر صورتون مین یہہ ہوتا تھا کہ وہ اعلے خاندانی ذی اختیار زمیندارون کو نہایت ناگوار خاطر ہوتا تھا جو اپنے زبردست ہمسایون کی زمینون کو زبردستی دباکے آپ ہی مالک بن گئے تھے اور اپنی جایداد کے متناسب زر مالگزاری ادا نہین کرتے تھے اگرچہ یہہ تحقیقاتین بڑی نیک نیتی اور انصاف کے ساتھ کی جاتی تھین مگر وہ اعلے درجہ کے آدمیون کو تو ناگوار گذرتی نہین اور ادنے درجہ کے آدمی اسسے خوش نہ ہوتے تھے ذی اختیار خاندان انگریزون کی اس کوشش مین رخنہ اندازی کرتے تھے کہ زمین کا خرچ اور حقوق ملکیت اراضی صحیح صحیح تشخیص ہوکر تجویز کیئے جائین وہ یہہ سمجھتے تھے کہ اس انتظام سے انکی حکومت جو مدتون سے چلی آتی ہے برباد ہو جائیگی اب جو ہم اپنی خود مختاری سے احکام چلاتے ہین وہ پھر نہین رہیگی کسی جبر و تعدی کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ غرض اب جو دیہات مین راج کے مزے اڑاتے ہین وہ بہت کم نصیب ہونگے اگرچہ اور زراعت پیشون کو انگریزون کے اس انتظام بندوبست سے

سراسر فائدے تھے مگر وہ گورنمنٹ کی اس فیاضانہ نیت کو جو انکی حالت کے بہتر کرنے کے لیئے اور آسودہ حال بنانے کے لیئے رکھتی تھی دل مین کچھ نہین سمجھتے تھے۔ مگر اس مین شک نہین کہ-------
افسران بندوبست اراضی کی جمع کی تشخیص کرنے مین غلطیان کرتے تھے کہین جمع بہت بڑھا کر سخت باندھی کہین بہت گھٹا کر نرم پھر جمع کی تحصیل مین بہت سختی کی جاتی تھی فصل کی پیداوار کی کمی پر اسکی تحصیل مین رعایت نہین کی جاتی تھی پھر اسپر یہہ غضب تھا کہ جمع کی باقی کے لیئے ملکیت زمین کے نیلام کرنے کا قانون بڑا سخت تھا جمع کی باقی کی علت مین دہڑادہڑ حقیت ملکیت اراضی نیلام ہوتی تھی حکام کو نیلام کرنے مین ذرا تامل نہین ہوتا تھا۔ ہندوستان کے مزارعین پہلے ہی جاہل و مردہ دل تھے اور اب بھی ہین وہ ظلم اٹھانے اور لٹنے کے اور ایک زمانہ کے بعد سلطنتون کے الٹ پلٹ ہونے کے عادی تھے وہ اس وجہ سے شبہہ کرتے تھے کہ فرنگیون کی حکومت مثلون یا مرہٹون کی سلطنتون سے زیادہ دنون تک قائم رہیگی جسقدر یہہ منصف و متحمل گورنمنٹ انکے لیئے نفع رسان تھی اسقدر وہ اسکی قدرشناسی نہ کرتے تھے اور اگر وہ اسکی قدرشناسی کرتے بھی تو انمین بہت نامردی تھی اور انکی تنظیم مین ہی نقص تھا جو انکو اسکے علے الاعلان کرنے مین سہارا نہین دینے دیتا تھا بس پولیٹکل اور سوشیل حالتون مین اعلے درجہ کی بڑی بڑی جماعتون کی دشمنیون کی اور انکے ملتزمین کی جو صدہا برس سے لوٹ مار اور آپس کی لڑائیون کے خوگر تھے زراعت پیشہ رعایا کی خاموش و ضعیف طرز موازنت نہین کرسکتے تھے۔
ایک اور بھاری سبب ناراضی کا جو بڑے دولتمند اور ذی جاہ جماعتون پر اثر کرتا تھا اور برہمنون کی اس افترا پردازی کو رنگ دیتا تھا کہ انگریز مذہب کو زیر و زبر کرنا اور ہندوؤن کی نہایت عزیز رسم و رواج کو مٹانا چاہتے ہین یہہ تھا کہ لارڈ ڈیلہوزی نے اس قاعدہ کو سختی سے اختیار کیا تھا کہ جس والی ملک کے صلبی بیٹا نہ ہو تو اسکو متبنے کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور جب مرجائے تو اسکا ملک و مال سب سرکار کمپنی ضبط کرلے اور انہون نے کئی بڑی بڑی ریاستون کو اسی وجہ سے ضبط کرلیا کہ والیان ملک کے صلبی بیٹا نہ تھا اور خاص علے پنشنین جو گورنمنٹ دیتی تھی موقوف کردین ہندوستان کی رعایا اسکو بہت ہی برا جانتی تھی کہ گورنمنٹ ملک کے آئین و رسم مین بڑی بیجا مداخلت کرتی ہے اس سبب سے گورنمنٹ نے اپنے دشمن بہت سے پیدا کرلیئے۔ ریاستون کی ضبطیون کی کیفیتین اور اسکے نتیجے ہم نے اوپر دو بابون مین بیان کیئے ہین کہ اودہ کی ضبطی سے اور چھوٹی چھوٹی ریاستون کے رؤسا کانپنے لگے تھے جو اس امر پر تیار بیٹھے تھے کہ عمدہ وسائل ایسے پیدا کرین کہ جنکے سبب سے سرکار کمپنی کی عملداری بڑھنے نہ پائے اور وہ جو سب سے زیادہ

والا اقتدار ہو گئی اس اقتدار کو کسی طرح کم کرنا چاہیئے۔ سرکار کمپنی اپنے اقتدار و اختیار پر اور ظاہری امن امان و سلامتی پر مفتخر تھی وہ اپنے اصول کو جو فی نفسہ صحیح و بجا تھے مگر بیہودہ ہندوستانیون کے مذاق کے موافق نہ تھے وہ اسکو بیجا ظلم و ستم جانتے تھے۔ برٹش گورنمنٹ نے اپنے بہت سے تدبیرون سے یہہ ثابت کیا کہ ہندوستانیون سے انگریزون کے خیالات کیسے مختلف ہین جسقدر انگریزون نے انہین اپنی خیالات کے نقش جمانے کا دباؤ ڈالا اتنا ہی انہون نے اپنے خیالات کو ترجیح دی کر انگریزون کے ساتھ اپنی کینہ توزی اور بدخواہی کو بڑھایا جو ہندوستانی والیان ملک ایسی عالی دماغ و روشن ضمیر تھے کہ وہ اس بیہودہ بات کا یقین نہین کرتے تھے کہ ہندوستانیون کو انگریز زبردستی عیسائی بنائین گے اور انکے قدیمی رسم و رواج کو تبدیل کرین گے مگر وہ اس بات کو یقین کرتے تھے کہ گورنمنٹ کی یہی خیالات ملک کی ترقی اسی طرح آگے چلی تو ہماری حکومت برائے نام رہجائیگی اور ہماری اصلی حکومت کی ہر صفت بہت جلد رخصت ہو جائیگی۔ جب اس طرح سے سارے ملک مین یہہ ناراضی برٹش گورنمنٹ سے اور اسپر نہایت شبہات پھیل رہے تھے تو یہہ توقع نہین ہوسکتی تھی کہ اگر والیان ملک کو کوئی موقع و قابو ہم کو مضرت اور گزند پہنچانے کا مل گیا تو اس مین وہ کوشش کرنے مین کسر باقی نہین رکھینگے ایسی حالت مین انگریزون کے استیصال مین سب سے زیادہ مسلمانون مین دہلی و اودھ کے بادشاہی خاندان اور ہندوؤن مین پیشوا کا جانشین دودو پنتھ نانا صاحب سرگرم ہونگے جنمین سے ہر ایک کسی نہ کسی وجہ سے برٹش گورنمنٹ سے دلی رنجش اور آزردگی رکھتا ہے۔ ہم نے اوپر بیان کردیا ہے کہ اودھ کی ضبطی کا کیا اثر ہوا۔ شاہ اودھ کلکتہ مین بیٹھا تھا اور بارہ لاکھ پنشن لینے سے انکار کرتا تھا اور اس عہدنامہ پر دستخط کرنے سے انکار کرتا تھا جسکے موافق وہ خود ملک کو برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کرتا اسنے اپنی مان اور بیٹے و بھائی کو اپیل کرنے کے لیئے ولایت بھیجا تھا۔ بہادر شاہ کی ناراضی یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہہ بوڑھا ۱۸۵۷ء مین بیس برس سے تخت نشین تھا اور اس کے مرنے کے بعد گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کیا تھا کہ اسکے خاندان مین بادشاہی لقب نہ رہیگا اور اسکا جانشین قطب مین رہیگا اور قلعہ دہلی خالی کرایا جائیگا بادشاہ نے خود اپنے لیئے بطور پیشین گوئی یہہ شعر کہا تھا۔ ع

اے ظفر اب ہے تجھی تک انتظام سلطنت + بعد تیرے نے ولیعہدی نہ نام سلطنت

بادشاہ کی یہہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ نانا راؤ کی ناراضی کی وجہ اوپر خوب بسط و تفصیل سے بیان ہوچکی ہے۔ ان تینون مین نانا سب سے زیادہ ہوشیار تھا۔ جب نانا صاحب برٹش گورنمنٹ سے مایوس ہوا کہ اب وہ اسکے مقدمہ پر کچھ توجہ نہین کریگی تو اسنے اپنا ایجنٹ بنا کے عظیم اللہ خان کو بھیجا جو یوروپ مین تین

برس رہا اس عرصہ مین زیادہ تر وہ لندن مین رہا وہ پیرس اور قسطنطنیہ اور کریمیا مین جنگ کے وقت مین گیا کہ انگریز فرانسیسون کے ساتھ ہوکر روسیون سے لڑتے تھے۔ ہندوستان مین تو عظیم اللہ خان کوئی بڑی وقعت و عزت نہیں رکھتا تھا نانا کا فقط ایجنٹ تھا مگر لندن مین انگلش سوسائٹی کے اندر شہزادہ سمجھا جاتا تھا اور ایک انگلش لیڈی سے وعدہ ہوگیا تھا کہ وہ ہندوستان مین آنکر اس سے شادی کریگی ایک بڑی بوڑھی لیڈی اسکو مشرقی بیٹا کہتی تھی اسکے پاس بہت سی چھٹیان بڑے بڑے انگریزون کی تھین اور دو فرانسیسی چھٹیان تھین جو لامونٹ نے چندن نگر کی بابت لکھی تھین جس مین فرانسیسی آباد ہین۔ غرض وہ بڑا چلتا ہوا پرزہ نانا صاحب کے ہاتھ آگیا تھا۔

ہندوستانیون کے اسطرح ناراض ہونے کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے سرکار کی ہندوستانی سپاہ کے دل مین یہہ یقین کرادیا کہ برٹش گورنمنٹ انکو عیسائی بنانا چاہتی ہے سپاہ مین بھی کچھ بدنظمی اس سبب سے ہوئی کہ اسکے بہت سے قدیمی افسر سول مین چلے گئے تھے۔ سپاہ کے بھرتی ہونے کی قواعد مین سمندر پار جانے کی شرط لگ گئی تھی بہت سا مصالحہ آتش گیر جمع ہو رہا تھا کہ چکنے چرڑے کارتوسون نے شتابہ لگا کے خوب اسکو بھڑکا دیا جسکا حال مفصل نیچے کے باب مین بیان ہوتا ہے ❊

باب دوم

آغاز بغاوت

سرکاری کامون کے التوا ہونے کا سبب

کل ملکون مین گورنمنٹ کی ساری صورتون مین وہ خوف جو سلطنت کو دہشت زدہ کرتے ہین اور تاریکی مین چلنا شروع کرتے ہین۔ کامیابی مین پیش قدمی اس سے پہلے کرتے ہین کہ ملک کے فرمان روا اسکو صفائی سے دیکھین اکثر انکو زمان و مکان ایسے حاصل ہوجاتے ہین کہ گورنمنٹ کے کامون کی آہستگی اور پیچیدگی انکی شرارتون اور آگے کی ترقی کو روک نہین سکتی ہندوستان مین انگریزی سلطنت کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ظن کو یقین بنا دیتی ہے انگریز نسل مین قوم مین زبان مین مذہب رسم و رواج وضع انداز رفتار گفتار مین، ہندوستانیون سے بالکل مختلف ہین انکی باہمی ہمدردیون اور اغراض مین نقیض و تضاد ہے اس سبب سے حاکم و محکوم کے درمیان ایک پردہ لاعلمی اور تاریکی کا حائل ہے حکام انگریزی اپنی آنکھون

اور کانون سے دیکھہ بھال اور سن نہین سکتے کہ کیا گذر رہا ہے اور آدمی انکو آگاہ کرنے والے بھی کمتر ہوتے ہین اگر بعض اتفاقات سے آخر کو کوئی امر ظاہر ہوتا ہے تو وہ اکثر ادنے افسرون مین جہان سے ان اعلے افسرون تک اسکے پہنچنے مین بہت وقت ضائع ہوجاتا ہے جنکے کام برائی کو روک نہین سکتے لیکن وہ اسکے دبانے کے لئے کئے جاتے ہین کسی بدخواہی کے روکنے کے لئے حسب سررشتہ وضابطہ خط وکتابت بہت آہستہ آہستہ عمل مین آتی اور اسکا ہونا ضروری اسلئے تھا کہ حکومت کے مرجع وآئینہ مرکز کا نظام ہی ایسا تھا کہ جب کسی کار اہم کی درخواست ہوتی تو کاغذ وقلم سررشتون مین چلتے جہان ایک ضرب ومکا لگانے کی ضرورت تھی اسکی بجائے ایک چھٹی لکھی جاتی اور یہہ چھٹی افسر پاس نہین جاتی کہ کچھہ کام کرسکے بلکہ وہ دوسرے افسر پاس جاتی جو اس کام کے کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور اس پاس سے تیسرے افسر پاس جاتی ادنے افسر کے گھر سے تمام درجے کے افسرون کے پاس چکر لگاتی ہوئی گورنمنٹ ہوس تک پہنچتی - ہندوستان کی سلطنت کے کل جنگی معاملات کمانڈر انچیف کے سپرد تھے لیکن اس کے اختیارات پر گورنر جنرل کو فوقیت تھی برائے نام تھوڑا سا اعتماد کمانڈر انچیف کے کامون پر گورنر جنرل کرتا تھا دونو کے اختیارات کی حدود قانوناً باریساً ایسی ناقص مقرر کی گئی تھین کہ اکثر یہہ دیکھا جاتا تھا کہ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کے درمیان ناچاقی رہتی تھی جو کبھی ایسی بڑھہ جاتی تھی کہ جس سے عام بدنامی ہوجاتی تھی یا کبھی خوش اخلاقی سے باہم رضامندی ہوجاتی تھی یہہ امر ان دونو کی طبائع پر موقوف تھا گورنر جنرل اپنے اختیارات سے آگاہ ہوکر بالطبع تمام خالص جنگی معاملات کو کمانڈر انچیف کے ہاتھہ مین سپرد کرتا لیکن ہندوستان مین تفصیلی انتظام کے دائرہ سے یہہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ وہ خالص جنگی معاملات کیا ہوتے ہین - گورنر جنرل کی کونسل کا ایک ممبر کمانڈر انچیف ہوتا تھا جب یہہ دونو ایک جگھہ ہوتے تھے تو سول اور ملیٹری معاملات کے فیصلہ کرنے مین کچھہ دشواری نہین ہوتی تھی لیکن اکثر یہہ ہوتا تھا کہ گورنر جنرل مع اپنی ملیٹری سکرٹری کے ملک کے ایک سرے پر ہوتا تھا اور کمانڈر انچیف مع اپنے ایڈجوٹنٹ جنرل کے ملک کے دوسرے سرے پر - ایسا ہی اتفاق ۱۸۵۷ء کے اول حصہ مین ہوا کہ لارڈ کیننگ کلکتہ مین تھے اور جنرل اینسن کا اونس بالائے ہند مین تھا اور وہ خود بنگال کے اضلاع زیرین مین تھے اور ایڈجوٹنٹ جنرل میرٹھہ مین تھا ان تمام حاکمون کو جنگی کارتوسون کے باب مین کچھہ کام کرنا ضرور تھا نظام ایسا ہے کہ ان تمام منتشر ایجنسیون کو مرکزی حکومت مین

ملاتا تھا اس سبب سے ایک مضرت ناک التوا ہوتا تھا چٹھیون کا دفترون مین آنے جانے کے سبب سے بہت عرصہ لگتا جس مین دشمن اپنا کام بیٹھے ہوئے بنایا کرتے یہہ تمہید اسلیئے لکھی ہے کہ جہان احکام کے جاری ہونے مین التوا ہوا اسکا سبب جو ہم نے اوپر بیان کیا سمجھنا چاہیئے - گورنر جنرل کو تو ہندوستان مین آئے ہوئے ایک سال ہوا تھا انکو اسوقت کی مشکلات پر آگاہ ہونا مشکل تھا مگر انکے پاس بڑی بڑے دبیر یہ تجربہ کار مشیر موجود تھے اپر اعتماد کرنا دانائی تھی اسوقت کرنیل رچرڈ برچ ملیٹری سکرٹری تھے وہ پہلے بڑے بڑے عہدون کے کامون کو بہت خوبی و نیکنامی کے ساتھ سرانجام دے چکے تھے - لارڈ ڈلہوزی نے انکو منتخب کرکے ملیٹری سکرٹری مقرر کیا تھا ملیٹری سکرٹری خود مختار نہین ہوتا مگر ایسے زمانہ مین جیسا کہ یہہ تھا گورنمنٹ کی مدد کرنی اور اسکے کامون مین سرعت کرنی اسکا کام تھا - اسوقت کامون مین انہون نے سہل انگاری کی جب انکو یہہ اطلاع ہوئی کہ دمدم مین سپاہ برسر فساد ہے تو انہون نے اس بغاوت کے جھوٹ سچ سبب کی تحقیقات شروع کی اور وہ خود اورڈی نینسی ڈپارٹمنٹ کے چیف پاس اس بات کے دریافت کرنے کے لئے گئے کہ کیا کیا ہے وہان جاکر کارتوسون کا حال دریافت کرکے گورنمنٹ کو رپورٹ کردی جسپر احکام گورنمنٹ کے کارتوس کے باب مین جاری ہوگئے کہ وہ ہندوستانی سپاہ کو نہ دیئے جائین -

سنہ ۱۸۵۳ع مین انگلنڈ سے چکنے کارتوسون کے بکس آئے وہ سپاہ مین تقسیم کرنے کے لیئے نہین آئے تھے بلکہ اس امتحان کے لیئے آئے کہ یہان کی آب ہوا کا اثر اپر کیا ہوتا ہے - انکی ساخت مین چربی داخل تھی اسوقت کرنیل ہنری ٹکر بنگال کی سپاہ کے ایڈجوٹنٹ جنرل تھے انہون نے دسمبر سنہ ۱۸۵۳ع مین کمانڈر انچیف کی راے کی اطلاع ملیٹری بورڈ کے سکرٹری کو دی کہ جب تک یہہ نہ معلوم ہو کہ کارتوسون مین چکنائی جو کام مین لائی جاتی ہے وہ اس قسم کی تو نہین ہے جو سپاہیون کی جات کے تعصب مین خلل انداز ہوکر انکو ناراض کرے وہ ہندوستانی سپاہ کو نہین دینے چاہیئے گورون کی سپاہ کو دیئے جائین لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اس راے کا ملیٹری بورڈ پر کچھ اثر ہوا - وہ ہندوستانی گارڈ کو فورٹ ولیم اور کانپور اور رنگون مین دیئے گئے سپاہیون نے انکی لینے اور کام مین لانے مین کچھ عذر نہین کیا اسکا امتحان کئی مہینے تک کیا گیا اور انگلنڈ کو رپورٹ بھیجی گئی کہ سپاہیون کو اسکے استعمال مین کچھ عذر و اعتراض نہین ہے - ملکہ کی ساٹھوین رجمنٹ ہندوستان مین تھی

اسکی دونالی بندوقون کے کارتوس مین صرف باروت ہوتی اور کارتوس سے جدا گولی ایک باریک کپڑے
مین جو موم وتیل سے چکنایا ہوا ہوتا لپٹی ہوئی ہوتی۔ ہندوستانی سپاہیون کو یہی دونالی بندوق اور
کارتوس دیئے گئے جسپر سپاہیون نے کوئی اعتراض نہین کیا چکنائی جو کام مین آتی تھی اس مین کوئی
قباحت نہین جانتے تھے اور کارتوس کے کاغذ پر کوئی شبہ نہین کرتے تھے ۱۸۵۶ء ازمل برونبیس
کی بجائے انفیلڈ رائیفل گورون کی سپاہ کو دی گئی اور انکے واسطے اول اول چکنے کارتوس ولایت سے
بنکر آئے اور اسکے ساتھ انگلنڈ سے یہہ احکام بھی آئے کہ اس قسم کے کارتوس کلکتہ اور میرٹھ مین
ڈیفنس ڈپارٹمنٹ نبائے موم وتیل سے جو کارتوس چکنائے جاتے تھے وہ اپنے استعمال کے وقت
کام دے جاتے تھے مگر کارتوسون کی بندوقون مین کام نہین دیتے تھے اسلیئے کہ اُنکی چکنائی جلد جاتی
رہتی تھی بس انفیلڈ رائفل کے لیئے کارتوسون مین چکنائی چربی سے دی جانے لگی جس مین یہہ تمیز نہ تھی
کہ وہ چربی کس جانور کی ہے گائے بھیڑ یا سور اور بکری کی ہے اگرچہ اسمین سور کی چربی نہ تھی مگر گائے کی
چربی ضرور تھی۔
۲۹ جنوری ۱۸۵۷ء کو گورنمنٹ کا ایک سرکیولر جاری ہوا کہ جب ہندوستانی سپاہ کے واسطے کارتوس
بنائے جائین تو اس مین صرف بکری اور بھیڑ کی چربی کام مین لائی جائے اور سور اور گائی کی چربی ہرگز ہرگز
کام مین نہین لائی جائے۔ لیکن اور ڈی فینس ڈپارٹمنٹ گورون کے لئے کارتوس انگلنڈ کے حکم سے نباتا
تھا اسکے حکم مین چربی کی کوئی قید نہین لگائی گئی کہ وہ کس جانور کی ہو۔ یہہ سچ بات ہے کہ دونو فورٹ ولیم
اور میرٹھ کے ہیڈ کوارٹر ارٹلری میرٹھ مین کارتوس مکروہ چربی سے چکنائے جاتے تھے۔ اکتوبر ۱۸۵۶ء
مین دمدم کلکتہ سے ۲۲۵۰۰ کارتوس انبالہ کے لیئے اور ۱۴۰۰۰ کارتوس سیالکوٹ کے لیئے روانہ ہوئے
مگر یہہ سچ نہین ہے کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کے استعمال کے لیئے بھیجے گئے تھے اسواسطے ابھی وہ وقت
نہین آیا تھا کہ مسکٹری سکول (بندوق بازی کے سکھانے کا مدرسہ) مین کسی قسم کے کارتوس بھیجے جاتے۔
جب پرانی بندوق کی کلکتہ مین رفلمین سپاہیون کو ملین اسکے لئے ایک مختلف قسم کی ضرورت تھی تاکہ کل ہندوستانی
سپاہ یہہ ڈرل جلدی سے سیکھ جائے تو ڈپو ایسے مقامات مین نبائے کہ جہان ہر پلٹن کے منتخب سپاہیون کو
تعلیم پانا آسان ہو۔ جو اس ڈرل کو سیکھ کر تمام رجمنٹون کو سکھا دین۔ ان ڈپوؤن مین انفیلڈ رائفل جن سپاہیون
کو ملی تھین وہ کلکتہ سے قریب دمدم کی چھاونی مین تھا اور وہ بالائے ہند مین انبالہ اور سیالکوٹ کی چھاونیون مین

تھے سپاہی فقط اس بندوق کے استعمال مین نوآموز تھے وہ اس نئی بندوق کی ساخت اور صفات کو اسکے اجزا کی تحلیل کو پھر اجزا کی ترکیب کو مشقت و نشانہ لگانے کو سیکھتے تھے ان باتون کے سیکھنے مین اور چاندماری کے موسم کے آنے مین ابھی ہفتون کی دیر تھی اب تک قواعد مین پرانی بندوقین اور کارتوس کام مین آتے تھے جو تیل اور موم سے چکنائے جاتے تھے - کارتوسون کی نسبت کمانڈر انچیف نے کلکتہ کو تار بھیجا کہ چکنے کارتوس مدت سے بغیر کسی اعتراض و خوف کے کام مین آتے ہین لیکن ہیڈ کوارٹرون مین یہہ خیال کیا گیا تھا اگر ایک دفعہ اور چکنے کارتوسون کے باب مین توجہ کی گئی تو ہر ایک سپاہی جو پرانے کارتوس کام مین لاتا ہے انکے استعمال سے خوف زدہ ہوگا ٭ یہہ توہم صحیح تھا یا غلط تھا وہ سپاہیون کے دلون مین ایک مقام سے دوسرے مقام مین منتقل ہوا اس دہشت ناک خوف سے سپاہی ضیق مین آئے سچ سے جھوٹ اگاڑی بڑھ گیا یہہ امر مشتبہ ہے کہ احکام یا اشتہارات اس دہشت کو سپاہیون کے دلون سے دور کرتے وہ تو الکٹرسٹی کی رو کی طرح ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین دوڑ رہی تھی اور سپاہیون کے دلون کو سرکار کی طرف سے منحرف کر رہی تھی یہہ صاف ہے کہ سپاہیون کے دلون پر خوفناک دھوکے نے قبضہ کر لیا تھا انکے دلون سے اس دھوکے کے دور کرنے کی ہر معقول تدبیر کرنی عین صواب تھی مگر اب اول ہی منزل مین سپاہی عقل کی بات ماننے سے گریز و پرہیز کرتے تھے وہ چکنائی نہ تھی بلکہ چربی تھی جو سپاہیون کو برافروختہ کر رہی تھی - برسون سے ہندوستانی ہاتھون سے توپون کے پہیون اور گاڑیون مین مکروہ و ممنوع چکنائی کام مین لائی جاتی تھی کبھی اس ناراضی کی آواز نہین سنی گئی - کلکتہ اور میرٹھ مین چکنے کارتوس ہندوستانی بناتے تھے اور میرٹھ مین تو برہمنون کے لڑکے بھی انکو بناتے تھے اس سے یہہ خیال ہوا کہ سپاہیون کو ان کارتوسون کے سرون کے منھ سے کاٹنے مین صرف اعتراض ہوگا یہہ سچ ہے کہ چکنائی کارتوس کے اس حصہ مین لگائی گئی تھی جو منھ کے اندر ہونٹون کے لگنے سے پرے جاتا تھا اسلیئے میجر برٹن کی راے کے موافق یہہ تبدیلی کی گئی کہ کارتوس بجائے دانتون سے کاٹنے کے ہاتھ کی چٹکی سے کاٹے جائین مگر سپاہیون کو اسپر اطمینان نہین ہوا انہون نے کہا کہ ہم کو دانتون سے کارتوسون کے سرون کے کاٹنے کی عادت ہمیشہ ایسی پڑی ہے کہ ہم انکو بے اختیار اپنے دانتون کے اندر لے جائین گے خاص کر جنگ کے وقت - ہندو مسلمانون دونو کو ایسی مہلت ملی تھی کہ کیا تو وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی طرف ہو جاتے یا اس سے بالکل منحرف یہہ بات آسان تھی کہ گورنمنٹ سپاہیون کو ترغیب دیتی کہ وہ اس کل معاملہ کو اپنے ہاتھ مین لے لین اور جس طرح سے چاہیئے وہ

کارتوسون کو چکنا کرین اور اپنی وضع پر انکو استعمال کرین مگر سپاہیون کے دلون مین ایسے بیہودہ شبہات و وسوسے زمانہ گذشتہ نے بھر دیئے تھے کہ بالفعل انکو ایسا سنہ چڑھ گیا تھا کو وہ گورنمنٹ کی کسی بات کو یقین ہی نہین کرتے تھے ٭

جنوری ۱۸۵۷ء کو میجر جنرل ہیرسی کمانڈنگ پریسیڈنسی ڈویزن نے دو چٹھیان ایڈجوٹنٹ جنرل افس کو بھیجین کہ فوراً گورنمنٹ انڈیا کی خدمت مین وہ بھیجی جائین انہین سے ایک چٹھی کپتان رائٹ کی تھی جو افسر کمانیر رائیفل انسٹرکشن (بندوق چھوڑنے کی تعلیم) دمدمہ کے تھے جس مین یہ بیان تھا "کہ ہندوستانی سپاہیون مین جو یہان بندوق چھوڑنی سیکھنے آئے ہین انہین ایک بڑی ناخوشی کارتوسون کے چکنے بنائے جانے کے باب مین پھیل رہی ہے بعض مفسد فتنہ انگیز آدمیون نے یہہ افواہ اڑا دی ہے کہ انہین گائے اور سور کی چربی ملا کر لگائی جاتی ہے اس افواہ کا یقین ایک میگزین کے خلاصی نے سپاہیون کو اسطرح کرا دیا ہے کہ اسنے ۲۔ رجمنٹ کو ہندوستانی پیدل کے ایک برہمن سپاہی سے کہا کہ مجھے اپنے لوٹے سے پانی پلا دو اسنے کہا کہ مین نہین جانتا کہ تو کس جات کا ہے اسلیئے مین تجھے اپنے لوٹے سے پانی نہین پلاؤنگا تیرے پانی پلانے سے وہ ناپاک ہو جائے گا۔ تو خلاصی نے فوراً یہہ کہا کہ اب تمہاری جات بھی جانے کو ہے ابھی تم کو وہ کارتوس سنہ سے کاٹنے پڑین گے جو گائے اور سور کی چربی سے چپڑے ہوئے ہین"۔ کپتان رائٹ نے یہہ بھی لکھا کہ اس سے دمدمہ کے بعض آدمیون نے یہہ کہا کہ سارے ہندوستان مین گائے اور سور کی چربی سے ان کارتوسون کے چکنائے جانے کی شہرت ہو گئی اگر ہم اپنے وطن مین جائین گے تو ہماری برادری کے آدمی ہمارے ساتھ کھانے پینے کے نہین"۔ مین نے انکو یقین اس بات کا دلایا جسکا مجھے خود یقین تھا کہ کارتوسون کے بنانے مین بھیڑ کی چربی اور موم کام مین آتے ہین جسکا جواب انہون نے یہہ دیا کہ ایسا ہو لیکن ہمارے دوست اسکو باور نہین کرین گے ہم کو اسکے اجزا خود بازار سے خریدنے دو اور ہم ہی کو کارتوس بنانے کی اجازت دو تو ہم جانین گے کہ کیا چیز کارتوس کے بنانے مین کام آئی اور ہم اپنے ہمراہی سپاہیون کو اور زیادہ یقین دلائین گے کہ کارتوس مین کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ وہ ہماری جات مین ممنوع ہو"۔

دوسری چٹھی جو جنرل ہیرسی نے بھیجی تھی وہ میجر بونٹین صاحب افسر ڈپو مسکٹری (بندوق بازی کا فن) دمدمہ کی تھی جس مین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ جب کپتان رائٹ صاحب کی چٹھی میرے پاس پہنچی تو مین نے ڈپو کے ہندوستانی سپاہیون کو پریڈ پر بلایا اور مین نے انسے کہا کہ جو شکایتین تم کو ہون انکو عرض کرو کم از کم دو تہائی

چٹھی میجر بونٹین صاحب کی

سپاہی جنہین سب گشت افسر داخل تھے آگے بڑھے اور انہون نے نہایت مودبانہ صاف صاف بیان کیا کہ نئی بندوق کے لیئے کارتوس بنائے جانے کی ترکیب جو بالفعل ہے اسپر ہم کو اعتراضات ہین کہ ان چیزون سے جو ہمارے مذہب مین ممنوع ہین کارتوس چکنائے جاتے ہین انکا کاٹنا ہمارے مذہب کے خلاف ہی عاجزانہ یہ درخواست کرتے ہین کہ انکے چکنا کرنے مین موم اور تیل ایسی اندازہ سے کام مین لائے جائین جو حصول مقصود کے لیئے کافی ہون" جنرل ہیرسی نے یہہ سفارش کی" کہ رائفل ڈپو کے کمانیر کو حکم دیا جائے کہ وہ بازار مین سے وہ اجزا جو ضرور ہون خرید کر کے سپاہیون کو دیدے کہ وہ کارتوس اپنے آپ بنالین اور کارتوسون مین اس قسم کا کاغذ استعمال کیا جائے جو اب تک بندوق کے کارتوسون کے کام مین آتا ہے مجھے یقین ہے کہ اسطرح سپاہیون کے دلون کی خلش مٹ جائیگی جنرل کی درخواست کا یہہ جواب دیا گیا کہ یہہ ناممکن ہے کہ پرانا کاغذ نئے رفل مین کام مین لایا جائے اسلیئے کہ رفل کا سوراخ نسبت بندوق کے بہت چھوٹا ہے جسکے لیئے باریک کاغذ کا ہونا ضرور ہے تم سپاہیون کو اطلاع دیدو کہ وہ پتلا کاغذ ایسی مصالحہ سے بنائین جس سے پہلے کاغذ بنا تھا اور چکنائی کی نسبت وہ سپاہیون سے کہدے کہ گورنمنٹ نے حکم دیدیا ہے کہ موم اور تیل سے کارتوس چکنائے جائین اور اس چکنائی سے سپاہی اپنے آپ کارتوس چکنا کرین یہہ احکام ہندوستانی سپاہ کو سنائے گئے مگر انکا نتیجہ کچھ نہین ہوا۔ انکا جو کارتوسون کی نسبت مذہبی اعتراض تھا وہ رفع نہوا اور انہون نے بے باکانہ اپنے خوفون کو بیان کیا۔

کلکتہ سے سولہ میل کے فاصلہ پر بارک پور مین بہت بڑی چھاونی کی سپاہ تھی جس سے بہتر ہندوستان مین کوئی چھاونی نہین تھی اور انگریزون کی بڑی آمد و رفت رہتی تھی۔ گورنر جنرل کی کوٹھی بڑی خوشنما بنی ہوئی تھی جس مین گورنر جنرل آنکر رہتے تھے یہان سے باغیانہ شگوفے کھلنے شروع ہوئے۔ اس وقت پریسیڈنسی ڈویزن کا صدر مقام بارک پور مین تھا اس مین ہندوستانی سپاہ کی چار رجمنٹین تھین دوسری گرانڈیر ۳۴۔ ہندوستانی رجمنٹ ۴۳ وین لائٹ انفنٹری اور ۷۰ وین ہندوستانی پیدل پلٹن۔ بریگیڈیر جنرل گرینٹ اس چھاونی کے کمانیر افسر تھے۔ اور اس ڈویزن کے جنرل جان ہیرسی تھے وہ بڑے جوانمرد دلیر شہسوار سپاہی تھے وہ سپاہ کے بڑے مزاج شناس تھے وہ سپاہیون کے دکھ درد رنج مین انکے بڑے ہمدرد اور دلسوز تھے وہ سپاہیون کی خو کو سمجھتے تھے وہ سپاہ کی زبان

[illegible]

اور عادات سے خوب واقف تھے انکی برابر ان باتون مین کوئی اور افسر نہ تھا۔ انہون نے خوب سمجھ لیا کہ سپاہی اس وقت بڑے خوف و اندیشے مین ہین وہ ان افسرون مین نہ تھے جو یہہ سمجھتے تھے کہ کالے آدمیون کو گورے افسرون کے ارادون پر شبہہ کرنے کا کوئی حق ہی نہین ہے۔ انہون نے ۲۸ جنوری ۱۸۵۷ع کو لکھا کہ کلکتہ مین جو دھرم سبہا ہے اسنے یہہ شہرت دیکر کہ گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہے کہ سپاہیون کو عیسائی بنائے سپاہیون کے دلون مین گورنمنٹ کی طرف سے برے وسوسے پیدا کر دیئے ہین۔ انہون نے یہہ بھی بیان کیا کہ ان شہرتون کی کچھ وقعت میرے دل مین نہ پیدا ہوتی اگر اسکے ساتھ ہی رانی گنج مین ایک بنگلہ نہ جلایا گیا ہوتا اور چند ہی روز مین بارک پور مین تین جگہہ جن مین ایک ٹیلیگراف آفس کا بنگلہ بھی تھا آتش زنی نہ ہوئی ہوتی جنرل ہیرسی نے یہہ بھی بیان کیا کہ شاید گورنمنٹ کے حیران پریشان کرنے کے لیئے یہہ کام اس گروہ نے کیا ہو جو ہندو بیواؤن کے دوبارہ شادی کرنے سے ناراض تھے ٭

ہم نے اوپر مفصل بیان کر دیا ہے کہ بیوہ عورتون کے دوبارہ شادی کے باب مین قانون نافذ ہونے سے اور مدارس کے اور ریلوے اور ٹیلیگراف کے جاری ہونے سے پکے اور کٹے ہندوئون مین ناراضی پھیل رہی تھی اور انکے دلون مین وسوسے پیدا ہو رہے تھے کہ انکے رسم و رواج و مذہب کے برباد کرنے کی دھن مین انگریز لگے ہوئے ہین اور اسکے لیئے ایک تدبیر کے بعد دوسری تدبیر کرتے جاتے ہین کہ سب ہندوستانی سور کھانے اور گائے کھانے سے فرنگی بن جائین۔ بعض ہندو اپنے مذہب کے دیوانے برٹش گورنمنٹ کے بدخواہ اور دشمن تھے وہ سپاہیون کے دلون مین یہہ خیال پیدا کرنے کے لیئے بڑی سرگرمی سے وعظ سنا رہے تھے کہ گورنمنٹ کو ایک منتظم و منضبط حملہ قدیمی مذہب و رسم و رواج پر کر رہی ہے جسکا ثبوت یہہ ہے کہ وہ کارتوس سپاہ کے منہ سے کٹوانی ہے جس مین گائے کی چربی لگی ہوئی ہے۔ وہ یہہ بیان کرتے تھے کہ گورنمنٹ مدت سے اس تدبیر کے درپے تھی کہ کوئی ظاہری رسم ایسی جاری کرے کہ جس سے ہندوون کی جات کی پابندی ٹوٹ جائے سو اس کارتوس سے گورنمنٹ کی مدت کی آرزو بر آئیگی۔ جب ہندو اس کاغذ کو کاٹین گے جو گائے کی چربی سے چکنایا ہوا ہے تو انکی جات باقی نہ رہیگی۔ برہمن جات کے نہ رہنے سے برادری سے خارج ہوتے ہین انکے ہان کوئی دینی عذاب اور دنیوی ذلت جات کھونے کے برابر نہین جات جانے سے انکی دین و دنیا دونو خراب ہوتے ہین۔

اس جات کے باب مین لارڈ لارنس اپنی ایک چٹھی مین لکھتے ہین کہ ایک خیرخواہ سپاہی نے انسے کہا کہ ہندوستانی سپاہیون مین یہہ عموماً یقین تھا کہ انگریزون نے یہہ مستقل ارادہ کر لیا ہے کہ انکی جات اور مذہب کو بالکل غارت

کرے اور یہہ یقین ایسا پختہ ہے کہ جب مین سپاہیون کے دوستون اور رشتہ دارون سے گفتگو کرتا
اور لڑتا کہ یہہ خیال انکے دل سے دور ہو جائے تو آخر کو انکے دلائل سنکر مجھے خود یقین ہوتا کہ انکے خیالات
سچ ہین جب مین آپ سے باتین کرتا ہون اور آپ کی باتین سنتا ہون تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہیون کے
یہہ خیالات کیسے سفیہانہ تھے انگریزی افسر اس بات کو بہت کم جانتے ہین کہ اس بات کا نقش سپاہیون کے
دلون پر پتھر کی لکیر ہو رہا تھا کہ پانچ برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ یہہ یقین موجود تھا کہ جب گرینڈ ٹرنک روڈ (دہلی
اور کلکتہ کی درمیانی سڑک) پر برداشت خانے پڑاؤن پر گورنمنٹ نے بنائے ہین تو یہہ کہا گیا تھا کہ جات کے
برباد کرنے کی غرض سے یہہ تدبیر کی گئی ہے کہ پہلے سے ان برداشت خانون مین ناپاک قسم کی خوراک تیار
کی جائے جسکو بمجبوری سپاہی اور آدمی خریدین اور کھائین" بس اس جات کے جانے کے خوف سے
سپاہیون نے آپس مین اتفاق کر لیا کہ کارتوس کاٹنے سے انکار کرین گے۔ جنرل ہیرسی نے جو بارک پور مین
بنگلون مین آتش زنی کی رپورٹ بھیجی تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ سپاہیون کے سینون مین جو غصہ کی آگ
بھڑک رہی تھی اسکے شعلون کو بنگلون کی آتش زنی مین انہون نے علے الاعلان دکھلایا کہ انگریز متنبہ ہو جائین کہ ہمارے
دلون مین انکی طرف سے کیسی ناراضی اور رنجش بھری ہوئی ہے۔

جنرل لو ممبر سپریم کونسل نے اودھ کی غیر آئینی سپاہ کی نسبت لکھا کہ "میری راے مین آئینی رجمنٹ کو جو
کارتوسون کے کاٹنے مین انکار ہے وہ کچھہ گورنمنٹ اور اسکے افسرون کے ساتھہ بدخواہی اور بیوفائی
کے سبب سے نہین ہے بلکہ انکو سچا اور بے ریا خوف یہہ ہے کہ ان کارتوسون کے چکنا کرنے کی ترکیب ایسی شبہہ
ہو رہی ہے کہ اسکے کاٹنے سے انکی جات مین خلل اور فتور آئیگا جس سے انکی عزت و آبرو مین بٹا لگ جائیگا
خلاصہ یہہ ہے کہ اگر وہ ان کارتوسون کو کاٹین گے تو وہ سخت گناہ گار اپنے مذہب کے موافق ہونگے۔"

جنرل ہیرسی سپاہیون کے تعصبات سے خوب واقف تھے کہ وہ آسانی سے مشتعل ہو جاتے ہین اسلیے انہون نے
حکم دیا کہ بارک پور مین ایک خاص کورٹ اجلاس کرے جس مین یہہ تحقیقات کی جائے کہ "سپاہی کیا کہتے ہین اور
کیا چاہتے ہین" اس مطلب کے لئے ۲۔ رجمنٹ ہندوستانی گرانڈیر کے منتخب حصہ سے شہادت لی جائے
کہ نئی بندوق کے کارتوسون کے کاغذ پر ہمیں کیا اعتراض ہوتے ہین۔ ۶۔ فروری کو کورٹ نے اجلاس کیا
اور بیج ناتھہ سپاہی بلایا گیا اور اسکا اظہار قلمبند ہوا اس سے پوچھا گیا کہ کارتوسون پر تم کچھہ اعتراضات
کرتے ہو اس نے جواب دیا کہ ہان مجھے یہہ شبہ ہے کہ یہہ کاغذ میری جات پر اثر کریگا اس سے پوچھا گیا کہ

تمہارے اس شبہہ کی وجہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ یہہ ایک نئی قسم کا کاغذ ہے جسکو مینے پہلے کبھی نہین دیکھا اس نے یہہ رپورٹ سنی ہے کہ کاغذ مین چربی ہے یہہ بازار کی شہرت ہے" اس سے کہا گیا کہ وہ بہت خبرداری سے کاغذ کا امتحان روشنی مین کرے اور کورٹ کو مطلع کرے کہ کونسی چیز اس مین قابل اعتراض اسنے دیکھی اسنے جواب دیا" کاغذ کے باب مین مجھے شبہہ اس سببسے پیدا ہوا کہ وہ سخت ہے اور کپڑے کی طرح پھٹتا ہے وہ اس پرانے کاغذ سے مختلف ہے جو اب تک ہم مین مستعمل تھا دوسرا گواہ چاند خان نے بھی کاغذ پر اعتراض کیا کہ وہ کرخت ہے اور وہ جلتا ایسا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اس مین چکنائی ہے اس سے یہہ سوال کیا گیا کہ جب کاغذ جلایا گیا تھا تو تو اسوقت موجود تھا اس نے جواب دیا" یہہ تاریخ کی شام کو کارتوس کے کاغذ کا ایک ٹکڑا پانی مین ڈبو یا گیا اور پھر جلایا گیا تو اس مین چرچر کی آواز آتی تھی اور اسکے جلنے مین بُو ایسی آتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ چکنائی اس مین ہے" ایک کاغذ کا ٹکڑا کورٹ مین جلایا گیا تو چاند خان اس مین چکنائی کو نہین بتا سکا لیکن جب اس سے پوچھا کہ اب بھی تمکو اپنا اعتراض باقی ہے تو اس نے کہا" مین اس کاغذ پر جو استعمال مین آتا ہے یہہ اعتراض کرتا ہون کہ ہر ایک شخص اس سببسے اسپر اطمینان نہین رکھتا کہ وہ موم جامہ کی طرح چمکتا ہے۔ ہندوستانی افسر صوبہ دار خدا بخش نے بیان کیا کہ مجھے کارتوس پر اعتراض نہین ہے لیکن مین جانتا ہون کہ چھاونی مین عموماً یہہ شہرت ہے کہ کاغذ مین چربی لگائی گئی ہے ایک اور جمعدار گلاب خان نے کہا کہ میرے دل مین یقین ہے کہ اس مین چکنائی ہے وہ اس کاغذ سے مختلف ہے جو اب تک کارتوسون کیلئے استعمال کیا جاتا تھا۔ جنرل ہیرسی نے اس کورٹ کے اجلاس کی یہہ رپورٹ بھیجی کہ گواہون کے بیانات سے میری یہہ رائے قائم ہوئی ہے کہ کارتوس کے کاغذ کی ساخت کی نسبت بغیر کسی وجہ کے نہایت سفیہانہ بے اصل شبہہ برگشتہ بختی سے عام ہندوستانی افسرون وسپاہیون کے دلون مین پیدا ہوا ہے اور اس احمقانہ خیال نے انکے اندر ایسی جڑ پکڑی ہے کہ میری راے مین اسکے اکھیڑنے مین کوشش کرنی عبث اور عقل کے خلاف ہے مین یہہ التماس کرتا ہون کہ گورنمنٹ اسپر خوض کرے اور میری راے ہے کہ گورنمنٹ حکم صادر کرے کہ اس نئی بندوق کا کارتوس اس قسم کے کاغذ سے بنایا جائے جس سے وہ میگزینون مین اب تک پہلی بندوقون کے لئے بنا جاتا تھا کہ اس طرح سے بے اصل شبہہ اور اعتراض بالکل رفع دفع ہو جائے" میجر ہیرسی باوجود اپنی مشرقی تجربہ کاری کے اس بات کو نہین سمجھے کہ جب

جنرل ہیرسی کی چٹھی

کسی جاہل فرقہ کے بڑبڑانے اور دہمکیون سے اسکی درخواستین منظور کی جاتی ہین تو اسکی کجروی اور حماقت اور زیادہ ہوتی ہے۔

جنرل ہیرسی نے کورٹ کی اس تحقیقات کی رپورٹ بھیجنے کے بعد گورنمنٹ کو لکھا "کہ ہم بارک پور مین ایک سرنگ پر بیٹھے ہین جو عنقریب اڑنے کو ہے" "۳۴ رجمنٹ کے ایک جمعدار نے انکو مطلع کیا کہ کیسے پرخوف وخطر حالت ہے کورٹ کی تحقیقات سے ایک دن پہلے دو یا تین آدمی میرے پاس آئے اور مجھے پریڈ کے میدان مین لے گئے جہان مین نے دیکھا کہ اس چھاونی کے مختلف رجمنٹون کے سپاہیون کا ایک جم گھٹ لگ رہا ہے انہون نے اپنے سرون پر کپڑے ایسے ڈھک لیئے ہین کہ تھوڑا ہی سا چہرہ دکھائی دیتا ہے انہون نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ہوجاؤ مین نے کہا کہ کس کام کے لیئے آپ مجھے اپنے ساتھ کرنا چاہتے ہین انہون نے جواب دیا کہ ہم سب اپنے مذہب کے لئے مرنے کو راضی ہین اگر ہم سے ہوسکا تو ایسا بندوبست کرین گے کہ دوسری رات کی شام (۶- فروری ۱۸۵۷ع) کو چھاونی کو لوٹ لین گے اور تمام یورپین افسرون کو مار ڈالین گے اور جہان جی مین آئیگا چلے جائین گے۔ جرنیل ہیرسی نے گورنمنٹ کو اس امر سے مطلع کیا اور تبلایا کہ دارالسلطنت کے قریب چار پانچ ہندوستانی رجمنٹون کا پاس ہونا بڑا خطرناک ہے اور آگے یہہ بیان کیا" آپ کو خیال کرنا چاہیئے کہ اس سارے کام مین ہندوستانی افسر کسی کام کے نہین درحقیقت وہ اپنے سپاہیون سے ڈرتے ہین اور کوئی کام دلیرانہ نہین کرسکتے جو کچھ وہ کرسکتے ہین یہی کہ سب سپاہیون سے علیحدہ ہو بیٹھیں اور اس کام کے کرنے مین فقط انکو یہہ توقع ہے کہ انپر لعنت ملامت یہ نہین ہوگی کہ وہ مستعدی سے اس پیچ مین پھنسے ہوئے تھے ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے اور جب تک ہندوستان مین ہماری بادشاہی رہیگی یہی ہوتا رہیگا سر چارلس مٹکاف نے کیا خوب کہا ہے کہ وہ کسی خاص صبح کو جاگ کر دیکھے گا کہ انگلش تاج نے ہندوستان کو کھو دیا ہے (یعنی جیسا ہندوستان ایک دن مین جلد ہاتھ آیا ہے ایسا ہی ایک رات مین جلد نکل جائیگا) ۶- فروری کو ۳۴ وین رجمنٹ ہندوستانی پیدل افسر کو اسکی کمپنی کے سپاہی نے اطلاع دی تھی کہ اس چھاونی مین چار ہندوستانی رجمنٹیں خائف بیٹھی ہین کہ انکی ذات بزور بگاڑی جائینگی اور وہ عیسائی بنائی جائینگی وہ اپنے افسرون کے برخلاف سرکشی کرنی چاہتی ہے وہ اپنے افسرون کو مار کر اور انکے بنگلون کو جلا کر کلکتہ جائینگیں اور فورٹ ولیم کے قلعہ پر قبضہ کرنے کے لئے کوشش کرینگیں اگر اسپر قبضہ کرنا انکی قدرت سے باہر ہوگا تو وہ خزانہ پر قبضہ کرینگیں۔

جنرل ہیرسی کا سپاہ کے سامنے اول مخاطبت

جمعدار نے جو کچھ جنرل ہیرسی سے عرض کیا تھا اس سے انکو یقین ہوگیا کہ سپاہ میں بغاوت کا عزم مصمم و پختہ ہوگیا ہے اسلیئے ضرور ہے کہ سپاہ کو جمع کر کے سمجھایا جائے کہ انکو جو اپنی جات جانے کا خوف ہے وہ بالکل بے اصل و باطل ہے انہوں نے ۹ - فروری کو برگیڈ کو پریڈ پر جمع کیا اور سپاہیوں کی زبان میں وہ انسے مخاطب ہوئے نہایت استعدی اور صفائی سے سپاہیوں کو سمجھایا کہ انکے دل میں حماقت سے یہہ خوف سما گیا ہے کہ گورنمنٹ یا اسکے افسر انکی جات میں یا مذہبی تعصبات میں مداخلت کرنی چاہتے ہیں تم کو اس کا یقین ایک لمحہ بھی کرنا نہیں چاہیئے کہ وہ زبردستی عیسائی بنائے جائیں گے اسکا بطلان نہایت فصاحت سے بیان کر دیا " میں نے انسے کہا کہ انگلش پرٹسٹنٹ عیسائی اہل کتاب ہیں وہ کسی شخص کو اپنے مذہب میں داخل نہیں کرتے ہیں سوا جوان بالغ آدمیوں کے جو پڑھ سکتے ہیں اور پوری طرح ان احکام کو سمجھ سکتے ہیں جو ہماری کتاب میں لکھے ہوئے ہیں اگر لوگ آئیں اور ہمارے قدموں میں سر رکھ کر عاجزی سے کہیں کہ ہمکو عیسائی کرلو تو وہ اہل کتاب عیسائی نہیں بنایا جائے گا اور اسکو اصطباغ نہیں دیا جائے گا جب تک اس کتاب کے مضامین میں اسکا امتحان نہیں لیا جائیگا اور اپنے تئین وہ پورا واقف کار انسے نہیں ثابت کریگا اسکے بعد وہ اپنی خوشی مرضی اور خواہش سے کتابی عیسائی ہوگا۔

جنرل ہیرسی کو یقین تھا کہ انہوں نے سپاہیوں کے دلوں سے دھوکوں کو دھویا - انہوں نے گورنمنٹ کو لکھا کہ رجمنٹوں کے کمانیر افسروں سے میں نے سنا ہے کہ ہندوستانی افسر اور سپاہی خوش اور راضی ہوگئے ہیں اور انکے دلوں میں جو گرانی تھی اُس سے وہ سبک ہوگئے " لیکن برہام پور میں سپاہیوں نے وہ حرکت کی کہ اسکی خبر آنے سے جنرل ہیرسی کی تقریر کی نیک تاثیر سپاہیوں کے دلوں سے اڑی۔

۱۹ - رجمنٹ ہندوستانی پلٹن کی بغاوت

بارک پور سے سو میل کے فاصلہ پر اور نواب بنگال کے قدیمی دار الخلافہ مرشد آباد سے چند میل کے فاصلہ پر برہام پور میں سپاہ کی چھاونی تھی اور اس وقت اس میں ۱۹ - رجمنٹ پیدل کی اور غیر آئینی رسالہ سواروں کا اور توپخانہ جسکے توپچی ہندوستانی تھے مقیم تھے - چکنے کارتوسوں کی خبر کے آنے میں کچھ دیر نہیں لگی (ہندوستان کی ضرب المثل ہے کہ بُری خبر ہوا پر جاتی ہے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض اوقات بری خبریں تار برقی کی خبر سے بھی پہلے پہنچ گئی ہیں) ماہ فروری کی ابتدا میں ایک برہمن بے حولدار نے کرنیل مچل کمانیر ۱۹ - رجمنٹ سے پوچھا کہ یہہ کیا کہانی ہے کہ ہر شخص کہہ رہا ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ نئی بندوق کے کارتوس جس میں گائے اور سور کی چربی لگی ہوئی ہے ہندوستانی سپاہیوں سے منہ سے

کٹوائے جائینگے؟ کرنیل مچل نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اس افواہ مین کسی بات کا یقین کرتے ہو؟
اُس نے جواب دیا کہ مین کسی بات کو یقین نہین کر سکتا۔ ۲۶۔ فروری کو بارک پور سے ۳۴ رجمنٹ کی کچھ
کمپنیان برہام پور مین آئین انسے سپاہیون نے کارتوسون کا حال پوچھا کہ تم دار الخلافہ سے آئے ہو سچ بتاؤ
کہ حقیقت حال کیا ہے تو انہون نے انکو وہ باتین سنائین جنسے انکی دہشتین اور جاگ گئین کرنیل مچل نے حکم دیا
کہ دوسرے روز پریڈ پر قواعد ہوگی جس مین نئے کارتوسون کی مشق کرائی جائیگی شام کو حسب دستور تانبے
کے پٹاخے بھیجے گئے انکے لینے سے ۱۹۔ رجمنٹ نے یہہ کہہ کر انکار کیا کہ یہہ امر مشتبہ ہے کہ کارتوس کس طرح بنائے
جاتے ہین" جب کرنیل مچل کو یہہ خبر ہوئی تو وہ ایڈجوٹنٹ کو ساتھ لیکر چھاونی کی لینون مین آئے اور سب
ہندوستانی کمشند افسرون کو کوارٹر گارڈ کے سامنے بلایا اور بیان کیا کہ کل صبح کو رسلون کے لیے جو کارتوس
مشق کے لیئے بھیجے جائینگے وہ ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ انکو ہندوستانی پیدل رجمنٹ نے اپنے
ہاتھون سے بنایا تھا بہتر ہوگا کہ تم اپنی کمپنی کے سپاہیون سے کہدو کہ جو سپاہی اپنے افسرون کی حکم عدولی کرینگے
انکو سخت سزا دی جائیگی بعد ازان کورٹ مین شہادت مین وہ ہندوستانی افسرون نے بقسمیہ یہ بیان
کیا کہ کرنیل مچل نے یہہ بیان کیا تھا کہ سپاہی کارتوس لین نہین تو وہ برہما یا چین بھیج دیئے جائینگے
جہان وہ مر جائینگے مگر کمانڈر افسرون نے اس بیان کے ماننے سے انکار کیا۔ کرنیل مچل کل صبح کو
سپاہ کی پریڈ کا حکم دیکر اپنے گھر گئے رات کے دس یا گیارہ بجے لینون مین نقارون کی آواز
اور سپاہیون کا غل شور سنا۔ کرنیل مچل لکھتے ہین" کہ مین نے فوراً کپڑے پہنے اور ایڈجوٹنٹ کی
طرف گیا اور اسکو ہدایت کی کہ میرے گھر پر سب افسرون کو چپ چاپ بلاؤ پھر مین کپتان الکسنڈر
پاس گیا اور اسکو حکم دیا کہ اپنے سوارون کو جسقدر جلد ممکن ہو چھاونی مین لائے اور ہماری لینون کے
داہین طرف کچھ فاصلہ پر تیار رہے پھر مین توپخانہ کی لین کی طرف گیا اور توپخانہ اور اسکے سامان کو فوراً
تیار کیا مین بیان کرتا ہون کہ جب مین ایڈجوٹنٹ کے گھر کی طرف جاتا تھا تو ڈرل حولدار ایڈجوٹنٹ
کے مکان کی طرف جاتا ہوا ملا تو مین نے اُس سے پوچھا کہ پلٹنون مین کیا غوغا ہو رہا ہے اور بلٹر مچ مکا
ہے اُس نے کہا کہ رجمنٹ نے بلیس اوف ارمس (مکان جس مین سپاہیون کے ہتھیار اور ساز و سامان
رہتے ہین) توڑ ڈالا ہے زبردستی ہتھیارون اور گولی باروت پر قبضہ کر لیا ہے اور اپنی بندوقین بھر لی
ہین مین توپخانہ اور سوارون کے رسالہ کو تیار کرا کے رجمنٹ کے افسرون کو ساتھ لیکر لینون مین گیا مین نے

دیکھا کہ لین مین سپاہی وردی نہین پہنے ہوئے ہین اور غل مچا رہے ہین کہ بعض سپاہی یہ آواز سنا رہے ہین کہ اسطرف نہ آؤ تم کو سپاہی مار ڈالین گے مین نے توپون مین گراپ بھرے اور انکو ٹھیک لگایا کچھ سوارون کو گھوڑون پر سے اُتارا اور مین سپاہیون کی طرف گیا افسرون کے بلانے کے لیئے آواز دی ہندوستانی افسرون اور کچھ سپاہیون نے ہم کو گھیر لیا مین نے پوچھا کہ اس ہلڑ اور غوغا مچانے کے کیا معنے ہین ہندوستانی افسرون نے اس کے لئے سب طرح کی معذرت کی اور عرض کیا کہ آپ سپاہیون پر تشدد نہ فرمائیگا مین نے انسے مخاطب ہو کر پوچھا کہ انکو شکایتین کیا ہین مین نے انسے کہا کہ کچھ دن گذرے ہین کہ ہندوستانی افسرون سے اچھی طرح کہدیا تھا کہ اگر نئے کارتوسون کے لیئے چکنائی کی ضرورت ہوگی تو مین میجر جنرل کمانڈنگ ڈویزن سے درخواست کرونگا کہ کمپنی کے پے حولدارون کو اجازت دے کہ وہ اپنی کمپنی کے لیئے چکنائی کا سامان خود کر لین تو سپاہیون نے کہا کہ ہندوستانی افسرون نے ہم سے یہہ بات کبھی نہین کہی مین نے افسرون سے کہا کہ وہ سپاہیون سے کہین کہ فوراً اپنے ہتھیار رکھ دین تو ہندوستانی افسرون نے کہا کہ توپون اور سوارون کے سامنے اپنے ہتھیار نہین رکھین گے اگر آپ ان سوارون اور توپون کو ہٹا لین گے تو وہ چپ چاپ اپنی لینون کو چلے جائین گے اسوقت صبح کے تین بجے تھے مین نے حکم دیا کہ سورج کے نکلتے ہی پریڈ ہوگی اور مین چلا گیا سوارون کو اپنی لین کو اور توپخانہ کو میگزین کو رخصت کیا - صبح کو پریڈ پر رجمنٹ آئی کوئی نافرمانی کی نشانی اس مین نہین تھی کرنیل مچل نے اسکا ملاحظہ فرما کر آرٹکلز اوف وار (دفعات قانون جنگ) پڑھ کر سنائے اور علمون کو سلام اور سپاہیون کو رخصت کیا +

کرنیل مچل کے اس فعل پر جو اوپر بیان ہوا ہے نہایت درشتی کے ساتھ اس زمانہ مین عیب و صواب بینی ہوئی ہے اسکی نسبت بڑے زور سے یہہ کہا گیا ہے کہ جب سپاہی ہاتھون مین ہتھیار لئے ہوئی کھلی بغاوت کر رہے تھے تو کرنیل مچل کو نہین چاہیئے تھا کہ انکی درخواست کو منظور کر لیتا جب انکی اس فعل کی تحقیقات کے لیئے کورٹ بیٹھا ہے تو انہون نے یہ کہا کہ مین نے سپاہ سے عہد و پیمان جھگڑا نپٹانے کے لیئے نہین کیا جب مجھ سے ہندوستانی افسرون نے کہا کہ بعض کمپنیون کے ہتھیار رکھ دیئے ہین تو مین نے سوارون اور توپخانہ کو روانہ کر دیا - گورنر جنرل نے اس کورٹ کی تحقیقات کی

کارروائی پر یہہ تحریر کیا کہ اس بات کے صحیح ہونے مین شک نہین کہ لفٹنٹ کرنیل مچل اور سپاہیون کے درمیان کوئی قول قرار نہین ہوا لیکن اسکا فرض یہہ تھا کہ وہ سپاہیون کی عرض کو نہین سنتا اور جب تک انگریزی افسرون سے تحقیق نہین کر لیتا کہ سپاہیون نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے ہین انکی درخواست کو نہین منظور کرتا اسنے ان سپاہیون کے جنکے ہتھیار ہاتھون مین لیئے کھلی بغاوت کر رہے تھے قائم مقامون کی بات کو مان لیا اور یہہ اسنے اسلیئے کیا تا کہ وہ بات اسکو انسے حاصل ہو جائے جو اسکو سپاہیون کی اطاعت سے استنباط کرنی چاہیئے تھی یہہ ناممکن ہے کہ یہہ امر نہ خیال کیا جائے کہ لفٹنٹ کرنیل مچل نے زیر کرنے والی سپاہ کو اس طرح ہٹا لیا کہ باغی سپاہیون کو فتح ہوگئی یہہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ کرنیل مچل پاس آٹھ سو سپاہیون سے لڑنے کے لیئے دو سو سپاہی تھے جب کہ اس نے تحقیقات کے کورٹ مین بیان کیا کہ یہہ امر محقق نہ تھا کہ ہم ۱۹ - رجمنٹ کے ساتھ لڑنے مین عہدہ برآ ہو سکتے اس سبب سے میری بڑی خواہش یہہ تھی کہ لڑائی نہ ہو ہندوستانی سوارون اور توپخانہ نے پیچھے اپنا طریقہ ایسا دکھایا اس سے ظن غالب یہہ ہوتا ہے کہ اگر مچل صاحب نبرد آزمائی کرتے تو وہ سرکش رجمنٹ سے ملجاتے اسلیئے مچل صاحب نے جو طریقہ اختیار کیا وہ دانائی کا تھا لیکن انڈین ایمپائر (ہندوستان کی سلطنت) بہادرانہ و بے باکانہ درشتی سے حاصل ہوئی ہے ٭

۴- مارچ کے قریب برہامپور کی سرکشی کی خبر کلکتہ مین پہنچی گورنمنٹ کو تحقیق ہوا کہ اس مقام مین بڑی دشواری اور جوکھون ہے - گورنمنٹ نے باغیون کو سزا دینے کا قصد مصمم کیا - کلکتہ اور دیناپور مین تین سو میل سے زیادہ کا فاصلہ تھا وہان ایک یوروپین رجمنٹ تھی اسلیئے ایک دخانی جہاز رنگون بھیجا گیا کہ ملکہ معظمہ کی ۸۴ وین رجمنٹ کو وہ لے آئے - چند روز اس جہاز کی روانگی مین ہوئے تھے کہ کلکتہ مین یہہ حادثہ وقوع مین آیا کہ دوسری رجمنٹ ہندوستانی پیدل (گرانڈیر) ایک کمپنی فورٹ ولیم پر پہرہ چوکی دیتی تھی اسکے دو سپاہی ٹکسال کے پہرہ کے صوبہ دار سے ملنے آئے اور اس سے کہا کہ جولدار میجر نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ گورنر جنرل بارک پور مین جاکر میگزین لینے کو ہے اور وہان لڑائی ہوگی کلکتہ کی ملیشیا (وہ پیشہ ور جو لڑائی کے وقت سپاہی کا کام دین) قلعہ مین آئیگی تم اپنے سپاہیون کو ساتھ لاؤ اور ہمارے ساتھ ملجاؤ صوبہ دار سمجھ گیا کہ انکی خبر کے کیا معنے ہین اسنے حکم دیا کہ انکو قید کرو اور ان قیدیون کو فورٹ ولیم مین بھیجدیا - انکی روبکاری ایک ہندوستانی

کورٹ مارشیل مین ہوئی اپنر جرم ثابت ہوا اور انکو چودہ چودہ برس کی قید کا حکم ہوا۔ کمانڈر انچیف نی اس حکم کی نسبت لکھا کہ قید یون پر جو جرم ثابت ہوا ہے اسکی مناسب سزا پھانسی ہے کورٹ مارشیل مین حکم سب سے زیادہ سخت ودرشت حکم سپاہی کے جرم پر جیسا ہوتا ہے اس سے زیادہ کسی اور پر نہین ہوتا لیکن چودہ برس کی قید بھی بے عزتی کے ساتھ مشقت کرنے کی موت سے زیادہ سخت ہے اسلیئے کمانڈر انچیف کورٹ مارشیل کے حکم کو تبدیل نہین کرتا اسکو یقین ہے کہ کورٹ مین جو ہندوستانی افسر موجود تھے ان مین بہت سے میرے اس خیال سے متفق ہونگے اس لیئے مینے بے تامل جو سزا کورٹ نے مجرمون کو دی تھی منظور کر لی جو کم بختی سے قیدی اپنے سر پر آپ لائے ہین اسکے ساتھ کسی سچے سپاہی کو ہمدردی نہین ہوگی"

جنرل ہیرسی کی دوسری بار سپاہیون سے گفتگو

بارک پور مین جن ہندوستانی افسرون کو کورٹ مارشیل مین ممبر ہونے کی اطلاع دی گئی تھی جب بارک پور سے وہ ہندوستانی افسر چلے گئے جنکو وہ دوسری رجمنٹ کے سپاہیون کے جرم کی تحقیقات کرنے کے لیئے کورٹ مارشیل مین ممبر ہونے کی اطلاع دی گئی تھی تو اسکے بعد جرنیل ہیرسی نے سپاہ کے ایک عام پریڈ کی اور سپاہیون کی طرف وہ مخاطب ہوئے انہون نے جو کلکتہ مین واقعہ گذرا تھا اسکو بیان کیا اور ان سے کہا خبیث بد باطن آدمیون کی باتون سے آگاہ ہو کہ وہ اس بات مین کوشش کرتے ہین کہ اچھے نیک سپاہیون کے منہ سے انکی روٹی چھین لین اور انکو اپنی زشت کرداری اور بدافعالی کا آلہ بنائین پھر اس ناراضی کی بابت جو کارتوس کے کاغذ کی چمک دار صورت کی نسبت تھی بیان کیا کہ یہہ چمک دار صورت کاغذ کی اس سبب سے ہے کہ اسپر اہار دیا گیا ہے" انہون نے ایک خط جو مہاراجہ گلاب سنگہ کا ان پاس آیا تھا کمخواب کے خریطہ مین سے نکالکر دکھایا اور سب ہندوستانی افسرون مین سے ہر ایک کے ہاتھ مین دیا اور انسے کہا کہ اسے کھولکر دیکھو اور مجھ سے کہو کہ وہ کارتوس کے کاغذ سے زیادہ چمک دار ہے یا نہین جسپر انکو شبہ ہے وہ اپنے سپاہیون مین اسکو لے جائین اور انکو دکھائین انہون نے یہہ کام کر کے ہندوستانی افسرون اور سپاہیون سے پوچھا کیا یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ ڈوگرا برہمن یا رجپوت جو گائے کی پوجا کرتے ہین وہ اس قسم کے کاغذ پر لکھین گے جس مین چکنائی اس قسم کی ہو جسکو تم کارتوس مین بتاتے ہو۔ پھر انہون نے یہہ بیان کیا کہ چکنے کاغذ کس طرح سے جھوٹے لفنگین نے ۱۹ وین رجمنٹ سے کھلی بغاوت کرائی اور گورنمنٹ کو بہت خفا کیا اور

پلٹن کو حکم ہوا کہ وہ سفر کر کے بارک پور سے جائے اور غالباً انکی موقوفی کا حکم صادر ہوگا۔ اس صورت
مین تمام سپاہ ڈویژن کی بارک پور مین اس لیئے جمع ہوگی کہ اُن کے موقوف ہونے کی سیر دیکھے اور
یوروپین توپخانہ اور سوار ہونگے ۱۹ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی برطرفی کی رسم اس طرح ادا کی جائیگی
جیسے کہ میرٹھ مین ۳۴ رجمنٹ کی موقوفی کے لیئے ہوئی تھی کہ اسکا نام سپاہ کی فہرست مین کاٹا جائیگا
انہون نے یہہ اور اضافہ کیا کہ مین اسکی اطلاع تم کو پہلے سے اس لیئے دیتا ہون کہ تمہارے دشمن تم کو
یقین دلا رہے ہین کہ یوروپین ترپ مع سوارون اور توپخانون کے یہان بھیجے جائین گے۔
اور تم پر وہ دفعتہً حملہ کرین گے یہہ اور ایسی ہی باتین جھوٹ بناتے ہین اور انکو شہرت دیکر تم کو رنج دیتے
ہین بارک پور مین نہ یوروپین نہ کوئی اور سپاہ آئیگی جب تک مین اسکے آنے کا حکم نہ دون گا
اور مین تم کو انکے آنے کی ٹھیک خبر دونگا۔ جنرل نے اپنے سپیچ کو اسپر ختم کیا کہ سپاہیون کو یقین دلایا کہ
انکی جات اور مذہبی تعصبات بالکل سلامت ہین اور اگر ان مین مداخلت کرنے کی کوشش کی جائیگی
تو اسکی سخت سزا دی جائیگی۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوکر آہستہ آہستہ صفون مین گئے اور جن سپاہیون کے
گلون مین تمغے پڑے ہوئے تھے انسے پوچھا کہ کن لڑائیون مین یہہ تم کو ملے تھے۔

بارک پور مین جنرل ہیرسی نے جس دن سپاہیون کے سامنے تقریر کی تھی اسکے دو روز بعد وخانی جہاز
جس مین ۳۴ وین رجمنٹ سوار تھی کلکتہ مین آیا اور چنپرہ مین بارک پور سے آٹھ میل پر ۔۔۔ گوری
بھیجے گئے اور برہام پور کو فوراً احکام بھیجے گئے کہ بارک پور مین آنیسوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی روانہ
ہو لیکن بارک پور مین اسکے بھیجنے سے پہلے بغاوت ہند مین اول خون ہوگیا۔

۲۹۔ مارچ ۱۸۵۷ء کو دوپہر کو ترپن وین رجمنٹ گورہ کے پچاس سپاہی دریا کی راہ سے کلکتہ سے
آئے اور دریا کی طرف اُترے ان گورون کی آمد سے ہندوستانی سپاہ کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ
ساری چھاونی گورون سے بھر جائیگی اور ایک جوان سپاہی منگل پانڈے کو بھنگ کے نشہ مین
چربی دار کارتوسون کے سبب سے ایسا ست چڑھا کہ جب اُس نے سنا کہ گورے سپاہی آئے ہین
تو وہ یہہ سمجھا کہ اب وہ ساعت آگئی کہ سپاہیون کی جات غارت ہو وہ مسلح ہو کر اپنے مکان سے نکلا
اور اپنے ہمراہیون کو پکارا کہ اگر تم کارتوس کاٹنا اور لامذہب بننا نہین چاہتے ہو تو میرے پیرو ہو
وہ کوارٹر گارڈ (پہرہ کے مقام) پر کھڑا ہوا اور بگل بجانے والے سے کہا کہ سب کے جمع ہونے کا بگل

کلکتہ مین ۳۴ وین رجمنٹ کا آنا

منگل پانڈے کی حرکات

بجائے مگر اس بگل بجانے والے نے اسکا حکم نہ مانا منگل پانڈے نے اوپر نیچے چھلانگین مارنی شروع
کین اور جب یوروپین سرجنٹ میجر باہر گیا تو اسپر اپنے بندوق چلائے مگر گولی نے خطا کی اس وقت
ہندوستانی افسر اور سپاہی جو نتیسوین رجمنٹ کے جو کوارٹر گارڈ مین اپنی خدمت پر موجود تھے
دیکھتے رہے اس باولے سپاہی کو جو گزند رسانی پر مستعد تھا گرفتار نہین کیا لیکن ایک ہندوستانی
سپاہی اڈجوٹنٹ کی کوٹھی پر دوڑا گیا اور اس واقعہ سے جو گزرا تھا مطلع کیا۔ لفٹنٹ گف نے
بے ضرورت ایک لمحہ کا توقف نہین کیا تلوار لی پستولون کو بھرا اور گھوڑے پر سوار ہو کر سرپٹ گھوڑی کو
دوڑاتا ہوا کوارٹر گارڈ کے پاس آیا اُس نے ابھی باگ روکی تھی کہ منگل پانڈے نے اڈجوٹنٹ
کے گولی ماری مگر گولی صاحب کے تو لگی نہین مگر اسکے گھوڑے کو اسنے زخمی کیا اور گھوڑا اور سوار دونو زمین پر
گرے گف صاحب نے گھوڑی کی الجھن سے اپنے تئین نکالکر اپنا طپنچہ قبورہ سے نکال منگل پانڈے کو
مارا مگر اسنے خطا کی تو پھر وہ اپنی تلوار سونت کر پانڈے کے قریب گئے تو انکے ساتھ کئی آدمی تھے پھر دست
بدست لڑائی ہوئی منگل پانڈے بڑا زبردست قوی سپاہی تھا اس نے اپنے حملہ آورون کو زخمی کیا
غالباً وہ اپنے دونو حملہ آورون کو مار ڈالتا اگر ایک مسلمان گرانڈیر کمپنی کا شیخ پلٹو نامی انکی حمایت کو نہ آتا
جسنے آنکر پانڈے کو پکڑ لیا اور اسکی ضربون کو نہ پڑنے دیا یہہ سب کچھ جو نتیسوین رجمنٹ سے چند گز کے
فاصلہ پر واقع ہوا جہان ۲۵ سپاہی اور ایک جمعدار اپنی خدمت پر موجود تھے بندوقون کے فیر ہونے
کی آواز کے سبب سے اور سپاہی بھی وردی پہنے اور بن وردی کے جمع ہو گئے تھے لیکن سوائے
شیخ پلٹو کے کسی سپاہی نے اپنے افسر کی مدد نہین کی اور نہ مجرم کو گرفتار کیا بعض گارد کے سپاہیون نے
زخمی افسرون کو بندوقون کے کُندے مارے ایک سپاہی نے گولی چلائی جب شیخ پلٹو نے اُن کے
پکڑنے کے لیئے آواز لگائی کہ باغی کو پکڑو تو اسکو گالیان دین اور کہا کہ اگر وہ منگل پانڈے کو نہین
چھوڑیگا تو اسکو گولی ماردین گے لیکن وہ اس باولے پانڈے کو جب تک پکڑے رہا کہ گف اور
سرجنٹ میجر بھاگ گئے اس مین شک نہین کہ شیخ پلٹو کی جانبازانہ خیر خواہی وبہادری سے ان دونو
افسرون کی جان بچ گئی + جب اڈجوٹنٹ لنگڑاتا ہوا جسکے زخمون سے خون جاری تھا اس جنگ سے
واپس جاتا تھا تو وہ اپنی رجمنٹ کی لینون مین گذرا اور جو سپاہی وہان جمع تھے انپر لعنت ملامت کی کہ
تم نے اپنے افسرون کو اپنی آنکھون کے سامنے زخمی ہونے دیا اور انکی کچھ مدد نہ کی سپاہیون نے کچھ

جواب نہین دیا اور منہہ بناتے ہوئے وہ چلے گئے اس اثنا مین ایک سپاہی جنرل ہیرسی کی کوٹھی پر دوڑا آگیا اور اسکو اطلاع دی "کہ بریگیڈ کے تمام سپاہی پریڈون پر گشت کر رہے ہین جنرل نے حکم دیا کہ بہت جلد اسکے گھوڑے پر زین لگایا جائے اور اپنے تمنچون کو بھر کر قبورون مین ڈالا اور پھر اسکے بعد وہ اپنے ڈسک پر گیا اور یہہ دو چھوٹی چھوٹی چٹھیان لکھین ایک کرنیل ریڈ کو جو ملکہ کی ۴۸ وین رجمنٹ کا کمانڈر چنسرہ مین تھا اور دوسری کرنیل ایم سنک لو جو دمدم مین تھا جنکا مضمون یہہ تھا کہ ان چٹھیون کے دیکھتے ہی فوراً سپاہ کو لیکر بارک پور مین آجاؤ اسواسطے کہ یہہ میرا ارادہ ہے کہ اگر برگیڈ برگشتہ ہوکر باغی ہو تو مین گورنر جنرل کی کوٹھی مین (یہہ کوٹھی بارک پور مین تھی) پچاس یوروپین سپاہیون کو جو سٹاف گھاٹ مین ہین اور افسران سپاہ کو اور اُن سپاہیون کو جو گورنمنٹ کی سچے خیر خواہ ثابت ہونگے ساتھ لیکر مقیم ہونگا تم وہان مجھ سے آنکر ملو اور اس مقام کی جب تک حفاظت کرو کہ اور سپاہ تمہارے بدلے آئے یا تمہاری کمک آئے پھر جنرل اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے دو بیٹون کو ساتھ لیا ۳۴ وین رجمنٹ کے پریڈ کے میدان مین گیا اور حقیقت حال پوچھا ان افسرون نے جو اسکے گرد تھے انکو بتایا کہ یہہ واقعہ پیش آیا جنرل نے دیکھا کہ کوارٹر گارڈ سے اسی یا نوے قدم کے فاصلہ پر منگل پانڈے آگے پیچھے گام زنی کر رہا ہے اور زور زور سے اپنے ہمراہیون کو بلا رہا ہے کہ وہ اسکے ساتھ مذہب اور ذات کے بچانے مین جان دینے کے لیئے شریک ہوجائین - جنرل مع اپنے دو بیٹون اور میجر روس اسسٹنٹ ایڈجوٹنٹ کے کوارٹر گارڈ کی طرف گیا اس نے سنا کہ ایک افسر پکار رہا ہے کہ اسکی بندوق بھری ہوئی ہے جنرل نے جواب دیا اسکی بندوق جہنم مین جائے - جب جنرل گارڈ کے پاس پہنچے تو انہون نے حکم دیا کہ وہ میرے آگے پیچھے چلین تو ایک افسر نے کہا کہ اسکی بندوق بھری ہوئی ہے وہ تم پر گولی چلائے گا جنرل نے اپنے تمنچون کو کچھہ اسکی طرف پھیر کر اور ہلا کر دکھلایا اور دوبارہ حکم دیا جمعدار نے جنرل کو ترچھی نگاہ سے دیکھ کر کہا کہ گارڈ کے سپاہی ٹوپیان چڑھا رہے ہین تو جنرل نے پھر انکو زور کی آواز سے حاکمانہ کہا کہ جلدی کرو اور میرے پیچھے چلو اور وہ باغی کی طرف گھوڑے پر سوار گیا گارڈ اسکے پیچھے گیا اور جنرل کا ایڈیکیمپ گھوڑے پر سوار جمعدار کے قریب تمنچون سے مسلح اور دوسرا بیٹا قریب ہندوستانی افسر کے اسی طرح مسلح اور میجر روس جنرل کے عقب مین تھے جب یہہ باغی کے

پاس

پہنچے تو انہوں نے تیز روی اختیار کی جنرل کے بیٹے کپتان جان ہیرسی نے کہا کہ ابا جان باغی آپ کو نشانہ بنا رہا ہے تو جنرل نے کہا کہ اگر مین مارا جاؤن تو جان تم جا کر اسکی جان لینا فوراً ہی باغی نے گولی چلائی اور اسکی سنسناہٹ کی آواز گارڈ نے سُنی ایک آدمی گرا مگر یہ آدمی جرنیل نہین تھا وہ باولا باغی خود ہی تھا آخر وقت مین اُس نے اپنی بندوق کے منہ کو اپنے سینہ کی طرف کر کے پاؤن سے دبا کر اسکو چلایا جب اس پاس وہ گئے تو وہ خون مین لتھڑ پتھڑ تھا اور اسکے کپڑے جل رہے تھے دھوان ان مین اٹھ رہا تھا۔ آگ جلدی سے بجھائی گئی ایک ڈاکٹر موجود تھا اُس نے زخم کو دیکھ کر کہا کہ اگرچہ اسکا زخم سخت ہی مگر گھیرا نہین ہے وہ اسپتال مین بھیجا گیا۔ جنرل ہیرسی ۳۴ وین رجمنٹ پیدل مین گئے اور انسے کہا کہ جب تک مین تمہارا افسر ہون کسی شخص کا یہ مقدور نہین ہے کہ تمہارے مذہب اور جان مین مداخلت کر سکے پھر وہ ۴۳ وین رجمنٹ پیدل مین گئے اور انکو دھتکار بتائی مگر وہ کچھ بولے نہین اور چپ چاپ رہے سب سپاہیون نے یہہ کہا کہ منگل پاگل ہے وہ بھنگ کے نشہ مین مست تھا جنرل نے جواب دیا کہ کیا تم اسکو پکڑ نہین سکتے تھے اگر وہ تمہارا مقابلہ کرتا تو کیا اسکو گولی نہین مار سکتے تھے یا اسکو لنگڑا نہین کر سکتے تھے اگر دیوانہ ہاتھی یا دیوانہ کتا ہوتا تو کیا اسکا یہ حال نہین کرتے ایک مہلک دیوانے آدمی اور دیوانے ہاتھی یا باولے کتے مین کیا فرق ہے؟ تو انہون نے کہا کہ اسکے پاس بندوق بھری ہوئی تھی تو جنرل نے جواب دیا کہ کیا تم بھری ہوئی بندوق سے ڈرتے ہو؟ وہ سب چپ تھے جنرل نے حکم دیا کہ وہ اپنی لینون کو چپ چاپ چلے جائین انہون نے حکم کی تعمیل کی اسطرح ایام بغاوت کا روز اول ختم ہوا اور ایک پرانے سپاہی نے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک باولے باغی کو گرفتار کیا یہہ ایک بہادرانہ مہم تھی*

منگل پانڈے کی بغاوت کے دو دن بعد ۱۹ ہندوستانی پیدل رجمنٹ بارک پور مین آئی۔ جنرل ہیرسی چھاونی سے ایک میل کے فاصلہ پر اس پلٹن سے ملا اور اسکے ساتھ سوار پریڈ پر گیا۔ وہان ۸۴ وین رجمنٹ پیدل اور ۵۳ وین رجمنٹ کا ایک بازو اور دو یوروپین توپخانے اور گورنر جنرل کا بوڈی گارڈ اور ہندوستانی برگیڈ یہہ سب موجود تھے۔ جنرل نے چند الفاظ ۱۹ رجمنٹ کی مخاطبت مین کہے اور پھر حکم دیا کہ رجمنٹ کی برطرفی کا حکم پڑھا جائے اس حکم مین برہام پور کے بلوہ کی بُری باتون کا بیان تھا اور پھر یہ بیان کیا گیا کہ گورنمنٹ کا یہہ حکم ناطق ہے کہ ہر درجہ کے سپاہی کو خواہ کسی قوم کا ہو

۱۹ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کا برطرف ہونا

سب وقتون اور حالتون مین بے تامل اطاعت کرنی چاہیئے سپاہیون نے اس اطاعت کے کرنے کی قسم کھائی ہے کہ گورنر جنرل کبھی اسکی صحیح تعمیل کو فروگذاشت نہین کریگا کوئی ستغیث جو ہتھیارون کو ہاتھ مین لیکر شکایت کریگا اسکی شنوائی نہین کریگا۔ پھر جنرل نے یہہ بتایا کہ اگر سپاہی باطل و لغو باتون پر جو جھوٹے بدباطن آدمیون نے انکی فریب دہی کے لیئے بنائین تھین سفیہانہ کان نہ لگاتے تو انکے مذہبی اوہام استوار رہتے اور وہ خود جیسے کہ اب تک جان باز و وفادار تھے ایسے ہی رہتے اور سرکار انپر اعتماد کرتی اور آیندہ سالون مین وہ اپنی طویل اور معزز خدمات کا صلہ پاتے لیکن گورنر جنرل مع کونسل اب آیندہ اس رجمنٹ کا اعتماد نہین کرسکتا جسنے اپنے تئین بدنام کیا اور اس پاس و لحاظ و دلداری و شفقت کو کھویا جو گورنمنٹ اسکی کرتی تھی گورنر جنرل مع کونسل حکم صادر کرتے ہین کہ ۱۹ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ برطرف کی جائے۔

جب یہ حکم پڑھا جاچکا تو حکم ہوا کہ پلٹن ہتھیار رکھ دے جب اس حکم کی تعمیل ہوچکی تو انکو حکم ہوا کہ اپنی پیٹیون کو اتار کر اپنی سنگینین آویزان کرین اس حکم کی بھی فوراً تعمیل ہوئی تو پھر النسے علم لیکر بندوقون کے انبار پر لگا دیئے پھر انکو ان ہتھیارون سے کچھ دور لے جاکر تنخواہ جو انکی واجب الادا تھی تقسیم کردی گئی پھر جنرل نے سپاہیون سے کہا کہ اگرچہ گورنر جنرل نے اسکو مختصر سزا دی کہ خدمت سے جدا کردیا لیکن وہ انکو بے عزت کرنا نہین چاہتے کہ انکی وردیان چھین لیتے اور یہہ بھی انکو اطلاع دی کہ براہ بارکپور سے سفر مین جو تم نے اپنا نیک چلن رکھا اور اپنے کیئے سے پشیمان ہوئے تو ان کو گھر جانے تک کا خرچ راہ دیا جائے گا۔ جنرل نے لکھا کہ یہہ جو فضل و کرم کا کام ان کے ساتھ کیا گیا تو ان کے دلون پر بڑا اثر ہوا اور انہون نے اپنی قسمت پر افسوس کیا اور بہت سے سپاہیون نے کہا کہ ۳۴ وین پیدل رجمنٹ نے ہم کو گمراہ کیا جنسے کہ انکو کینہ ہوا پھر جنرل برگیڈ کی طرف مخاطب ہوا اور گورنمنٹ کے رحم اور انصاف کے بتلانے کے بعد سپاہیون کو یقین دلایا کہ کہین سے انکی جان اور مذہبی تعصبات کے مضرت پہنچانے مین کسی طرح کی کوشش نہین کی گئی کہ ۱۹ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ جس مین چارسو سے زیادہ برہمن اور ڈیڑھ سو رجپوت ہین وہ اپنے اپنے گھر بھیجے جاتے ہین اور انکی تنخواہ کی کوڑی کوڑی دے دی گئی ہے اور سفر خرچ گھر جانے کا دیا گیا ہے اور انکو آزادی دی گئی ہے کہ وہ جس مندر مین چاہین جاہین اور اپنے دیہات مین جنمین وہ پیدا ہوئے ہین

ان سندرون مین پوچھا کرین جنہین انکے باپ داوا انسے پہلے پوچھا کیا کرتے تہی ثابت ہوتا ہے کہ جو باہر بد افواہین اڑی تہین وہ محض جہوٹی تہین ۔ سپاہیون نے ان باتون کو بہت توجہ سے سنا اور چپ چاپ اپنی لینون مین چلے گئے ۔ سپاہیون کو تنخواہ مل چکی تو وہ پورہ وہین پہرہ مین بارک پور سے باہر نکال دیئے گئے جب سپاہی پریڈ سے چلے ہین تو انہون نے جنرل کو چیرز دی اور دعا دی کہ اسکی عمر دراز ہو اور جنرل سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے گہرون کو راہ مین نیک چلنی کے ساتھ جائین گے ۔ جنرل ہیرسی نے جو اسوقت سپاہ کی تالیف قلوب کی اور اپنی عنایت و شفقت کو اسپر ظاہر کیا تو لارڈ کیننگ نے لکھا " کہ کمنڈر پر جو بڑا امتحانی فرض ہوتا ہے اسکو کامل کامیابی کے ساتھ اسنے ادا کیا "

باب سوم

بغاوتون کا ہونا ۔

بارک پور اپریل ۱۸۵۷ء

گورنر جنرل نے اپنے ایڈس ڈی کیمپ کپتان بیرنگ کو انیسوین رجمنٹ کی برطرفی کی کیفیت حال دیکھنے کے لیئے بارک پور بہیجا تہا کہ وہ اسکی فوراً اطلاع دے جب انکے پاس یہ مژدہ آیا کہ سب کام بخیر و عافیت تمام انجام ہوا تو انہون نے اس نوید کو تار پر کمانڈر انچیف پاس بہیجا اور دار السلطنت مین ان لوگون کو جو اس خوف مین بیٹھے تہے کہ ساری ہندوستانی سپاہ باغی ہو گی تشفی و تسلی دی اب ۱۹ وین رجمنٹ برطرف ہوئی اسلیئے اب ۳۴ وین رجمنٹ کی سزا کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت ملی وہ بہ نسبت انیسوین رجمنٹ کے زیادہ مجرم تہی لیکن اب تک اسکو سزا نہین ملی تہی ہتہیار اسکے ہاتہون مین تہے اسلیئے بارک پور مین ایک انگریز ایسا نہین تہا جو اپنے تئین ایمن جانتا ہو ۔ رات کو جب افسر اپنی رجمنٹون کی سکوٹ سے واپس جاتے تو انکو یہہ ڈر لگتا تہا کہ ہماری ہی رجمنٹ کے سپاہی ہم کو نہ مار ڈالین اور انگریزی لیڈیون نے تو خوف کے مارے رات کو آپس مین ملنا جلنا چہوڑ دیا تہا ۔ ۳۴ رجمنٹ کی سزا کے ملنے مین التوا ہونے مین بہی خرابی تہی اور جلد سزا دینے مین بہی برائی تہی ۔ اسکو ناواجب سخت سزا دینے مین یہہ اندیشہ تہا کہ بغاوت کے لیئے اشتعال زیادہ ہو گا اسلیئے گورنر جنرل نے اسکے باب مین بڑی چہان بین اور موشگافیان کین اس مین سارا

مہینہ اپریل کا گذر گیا مگر پلٹن کی نسبت کچھ حکم نہین صادر ہوا۔ ۳۴ وین رجمنٹ اپنے افسرون کی خدمت
مین ایسی بے ادب تھی کہ افسرون نے کہدیا تھا کہ اگر یہہ رجمنٹ کسی خدمت پر معین کی جائے گی تو
ہم اسکے ساتھ نہین جائینگے آخر کو یہہ راے لکھی گئی کہ ہندوستانی رجمنٹ مین سکھ اور مسلمان تو
سرکار کے اعتبار کے قابل سپاہی ہین مگر ہندو اکثر قابل اعتبار نہین اس لیئے گورنمنٹ نے ارادہ کیا کہ
رجمنٹ برطرف کی جائے مگر اس مین سے وہ افسر اور سپاہی مستثنےٰ گنے جائین جو بارک پور مین ۲۹ مارچ کو
بلوہ کے وقت موجود نہ تھے یا بالفعل کے واقعات مین انہون نے گورنمنٹ اور اپنے افسرون کے ساتھ
اپنی خیرخواہی اور وفاداری کی صحیح وجوہ بیان کین ہین۔ چونتیسوین رجمنٹ کی تین کمپنیان چاٹگانو کو
بھیجی گئین تھین انکی نسبت کوئی نافرمانی کا گمان نہین کیا گیا تھا انہون نے بارکپور کا واقعہ سنکر
گورنر جنرل کو ایک عرضداشت بھیجی تھی کہ "ہم کو منگل پانڈے کی ذلیل اور بیحیایانہ حرکتون کے سننے سے
نہایت افسوس و رنج ہوا ہم خوب اچھی طرح جانتے ہین کہ ہمارے مذہب مین گورنمنٹ کبھی مداخلت نہین
کریگی ہم ہمیشہ سرکار کے وفادار اور خیرخواہ رہین گے" ہم نے جو گورنمنٹ کے ساتھ اپنے خیرخواہانہ
فرائض ادا کیئے تھے اسکو انہون نے داغ لگا دیا ہم خوب اچھی طرح جانتے ہین کہ گورنمنٹ ہم کو ایساہی اپنا
خیرخواہ اور وفادار سمجھیگی جیسے کہ وہ پہلے سے سمجھتی رہی ہے"۔

ابھی اس رجمنٹ کے باب مین حکم آخر صادر نہین ہوا تھا کہ یہہ معلوم ہوا کہ جس رجمنٹ مین نئے کارتوس
بھیجے گئے تھے وہ سرکشی پر آمادہ ہے۔ انبالہ مین نئی بندوق کی تعلیم کا ڈپو تھا جس مین مختلف رجمنٹون کے
منتخب سپاہی مختلف چھاونیون سے نئی رفل کے چھوڑنے کی تعلیم کے لیئے آئے تھے ان کے معلمون نے
کارتوس کے شبہات کو ان کے دلون سے دور کر دیا تھا وہ پریڈ پر بغیر کسی بدگمانی کے قواعد سیکھتے
تھے ہنوز انکی تعلیم کی نوبت یہانتک نہیں آئی تھی کہ انکو نئے کارتوس دئے جاتے اور اب تک یہہ
نئے کارتوس ان کے لیئے میرٹھ سے آئے بھی نہ تھے۔ چھتیسوین[۳۶] رجمنٹ کمانڈر انچیف کے ساتھ
تھی اسکا ایک دستہ رائفل ڈپو مین آیا تھا۔ مارچ کے تیسرے ہفتہ کے آخر مین اس دستہ مین سے
دو نون کمشنڈ افسر اپنی رجمنٹ مین آئے کہ انکے صوبہ دار نے علی الاعلان کہا کہ وہ کرسٹان ہو گئے ہین۔
جب وہ ڈپو کو واپس گئے تو ان مین سے ایک افسر بچون کی طرح روتا ہوا اپنے معلم لفٹنٹ مارٹنیو پاس
گیا اور کہا کہ مین جات باہر ہو گیا اور میری رجمنٹ کے سپاہیون نے میرے ساتھ کھانے سے انکار کر دیا۔

مارٹی نیو صاحب بڑے صاحب فراست افسر تھے وہ سمجھ گئے کہ یہہ امر بڑا دہشت ناک ہے وہ ڈپو کے سپاہیون مین زیادہ تحقیقات کے در پے ہوئے اس تحقیقات کے بعد کوئی شبہ انکے دل مین نہین رہا کہ ہر رجمنٹ کے دستہ کے دل مین اس خوف کا بڑا اثر ہے کہ مبادا انہئے چکنے کارتوس استعمال کرنے پڑین یا انکے استعمال کرنے کے شبہ مین اپنی رجمنٹ مین وہ جات باہر ہو جائین اور جب اپنے دہات کو واپس جائین تو انکی برادری انکے ساتھ کھانے پینے مین پرہیز کرے - یہ وہم محض ہی نہ تھا انہون نے مراسلت مفصل کی رجمنٹون سے کی انہون نے اپنے دور کے ہمراہیون کو خطوط لکھے مگران کے جوابات کچھ نہ پائے اب انہون نے استدلال کے ساتھ سوال پیش کیا کہ جب ایک صوبہ دار نے جو کمانڈر انچیف کے کیمپ مین انکی ذات خاص کی خدمت مین تھا جات سے باہر ہونے کا طعنہ دیا تو پھر جب ہم اپنی رجمنٹون مین جائین گے تو وہ ہمین کس طرح سے اپنے ساتھ جات مین بلائین گے؟ جب ہم کو ہمارے ہی ہمراہی جات سے باہر کردین گے تو گورنمنٹ ہم کو کوئی انعام ایسا نہین دے سکتی کہ جات جانے کے نقصان کی برابر ہو- ۱۹ مارچ کو صوبہ دار نے طعنہ دیا تھا- ۲۰- کو کمانڈر انچیف جنرل این سن کو لفٹنٹ مورٹی نیو نے رائفل ڈپو کی رپورٹ بھیجی- ۲۳- کی صبح کو کمانڈر انچیف نے رائفل ڈپو کی سپاہ کے دستون کو ایک خالی مربع کی صورت مین کھڑا کیا اور ہندوستانی افسرون کو اپنے سامنے بلایا اور انکی مخاطبت مین اپنا ایڈریس دیا اگرچہ وہ سپاہیون کی زبان سے ناآشنا تھے مگر مارٹی نیو صاحب نے انکے اسپیچ کے ہر فقرہ کا ترجمہ ہندوستانی زبان مین کرکے سمجھا دیا۔

کمانڈر انچیف کی اس موقع پر یہہ خواہش ہے کہ ڈپو مین جو نئی رفل کی تعلیم کے لئے سپاہیون کے دستے جمع ہوئے ہین انکے افسرون کی مخاطبت مین چند الفاظ کہین- ہندوستانی افسر جس خدمت کے لئے عقل کی بزرگی کی سبب سے انتخاب کئے گئے ہین جو انکو اپنی خدمات متعلقہ مین حاصل ہین کمانڈر انچیف کو یقین ہے کہ وہ اپنی بزرگی عقل کو اور جو انکو اپنے منصب کے سبب سے حاصل ہے اپنے ماتحت سپاہیون کی بھلائی و بہتری مین کام مین لائین گے جس گورنمنٹ کی خدمات کا انہون نے عہد و پیمان کیا ہے اس کے نیتون اور احکام کے باب مین بدگمانیان سپاہیون کے دلون مین سما گئی ہین انکا غلط ہونا نہایت مفید طور سے ثابت ہو سکتا ہے- جب ایک نئی بندوق سپاہ کو دی گئی تو اسکے بھرنے کا انتظام کرنا اور اچھی قسم کے کارتوسون کا استعمال کرنا بھی ضروری معلوم ہوا کمانڈر انچیف کو معلوم ہوا ہے کارتوسون مین جو کاغذ استعمال ہوتا ہے اور

[illegible]

جس مصالح سے وہ اس نمونہ پر بنائے جاتے ہین جو انگلنڈ سے آیا ہے اسکے استعمال پر مختلف مذہب اور جات کے سپاہی اعتراض کرتے ہین اور انکے اغوا مین بڑی کوشش کی گئی ہے کہ وہ اس بات کو یقین کرین کہ گورنمنٹ کا ظاہر مقصد یہہ ہے کہ انکے مذہب کو درہم برہم کردے اور جات کو جسکی وہ بڑی قدر کرتے ہین مٹا دے ۔ اگر ہر ایک سپاہی ایک لمحہ بھی سوچے گا تو اسکو یقین ہو جائیگا کہ یہ کیا بے اصل اور محال امر ہے جسکے اشتباہ پر سچ کی پرچھائین بھی نہین پڑی اس طرح سے گورنمنٹ کا کوئی فائدہ ہو سکتا ہے ؟ کوئی شخص یہ بیان کر سکتا ہے کہ گورنمنٹ کا مقصود اس سے کیا حاصل ہوتا ہے ؟ کمانڈر انچیف یقینی جانتا ہے کہ اس بات کو سب مانتے ہین کہ یہہ شک بھی نہین ہو سکتا کہ کبھی گورنمنٹ نے یہہ چاہا ہو کہ ہندوستانیون کے مذہبی امور مین دست اندازی کرے اور بے ضرورت انکی رسم و رواج مین مداخلت کرے جو انکی مختلف جاتون سے متعلق ہین ۔

کمانڈر انچیف کو اس بات کے سننے سے افسوس ہوا ہے کہ سپاہ مین انکے افسر جب ان کی دلجمعی کرنی چاہتے ہین کہ انسے وہ کارتوس نہین استعمال کرائے جائین گے جو ایسے مصالحہ سے بنائے گئے ہون جنپر وہ معقول اعتراض کرتے ہین تو سپاہیون نے انکے کہنے پر یقین نہین کیا ۔ جسکی بہت سی مثالین ہین اور انہون نے وہ فعل اختیار کیا کہ جس سے وہ سارا اعتبار جو سپاہی پر ہونا چاہیئے غارت ہوتا ہے سپاہی کا اول فرض یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کی جسکی وہ ملازمت کرتی ہے اور اپنے سے برتر افسرون کی اطاعت و فرمان برداری کرے گورنمنٹ جانتی ہے کہ ایسی نافرمانی اور سرکشی مین کیا کرنا چاہیئے اور کمانڈر انچیف اس بات کے کہنے مین کچھہ تامل نہین کرتا کہ انکو سخت سزا ملنی چاہیئے لیکن کمانڈر انچیف کا مقصد یہ نہین ہے کہ وہ دہمکیان دے وہ امید کرتا ہے کہ ان سپاہیون کو جنکی چھاتیان بہادرانہ کامون اور حسن خدمات کے تمغون سے آراستہ ہو رہی ہین یہہ بتلانا بے ضرورت ہے کہ انکا فرض کیا ہے ۔ مین مثل تمہاری سپاہی ہون بس اپنے سپاہی ہونے کی عزت کی قسم کھا کے تم کو یہہ یقین دلانا چاہتا ہون کہ اس ملک عظیم کی گورنمنٹ کی پالیسی کبھی یہہ نہین ہوگی کہ وہ اپنے ملازم سپاہیون کے یا ہندوستان کے مذہب مین دست اندازی کرے یا انکی رسم و رواج مین مداخلت کرے ہندوستان کے افسر جو بالفعل موجود ہین وہ اپنے اپنے رجمنٹون کو بتلا دین اور خود کوشش کرین کہ ان سپاہیون کے دلون سے وہ خوف کم ہو جائے جنکو بدکار مفسدہ پرداز شریرون نے اغوا کر دیا ہے کہ وہ اپنے فرض کو نہ ادا کرین ۔ کمانڈر انچیف کو اطمینان ہے

کہ وہ اس شہر ساری کو روکین گے جوان سب بدواقع ہوئی ہے جو اپنے علمون سے بے ایمانی کرتے
ہین جنکے نیچے انہون نے گورنمنٹ کے ساتھ دوستانہ وفادار رہنے کی قسم کھائی ہے اور وہ
اپنے تئین ثابت کرین گے کہ وہی اعلے درجہ کے خصائل اب تک رکھتے ہین جو انہون نے سپاہ مین پہلے
رکھے ہین۔ کمانڈر انچیف کی ایڈریس کو ہندوستانی افسرون نے جو روبرو تھی بڑی توجہ دلی
سے مودبانہ سنا جب پڑہنا ختم ہوئی تو انہون نے مارٹی نیو صاحب سے اپنے تئین سردارون کی
معرفت کہوایا کہ ہم کو کمانڈر انچیف کے ایڈریس دینے سے بڑی عزت حاصل ہوئی لیکن ہم یہہ
التماس کرتے ہین کہ اگرچہ ہم گورنمنٹ پر ان برے ارادون کا الزام نہین لگاتے جنکا ذکر ایڈریس
مین ہوا ہے مگر یہہ سچ ہے کہ جو بات مشہور ہو رہی ہے اسکا یقین نہ کرنے والا ایک آدمی ہے اور
یقین کرنے والے دس ہزار ہین اسکا علے العموم یقین رجمنٹون مین نہین ہے بلکہ دیہات مین بھی ہر جگہہ ہے
اگر دستون کے سپاہیون مین سے ہر سپاہی تیار ہے کہ جب اسکو کارتوسون کے استعمال کا حکم ہو وہ
اسکی تعمیل کرے لیکن ہم یہہ عرض کرتے ہین کہ کمانڈر انچیف مربیانہ شفقت سے اس بات پر خیال فرماوین
کہ ہماری معاشرت کے لیئے اس سپاہیانہ اطاعت کے نتائج کیا ہونگے ہمیشہ کے لیئے ہم جات سے
خارج ہونگے ہمارے ہمراہی ہم سے اجتناب کرین گے ہم اپنے کنبون سے جدا ہو جائین گے
اس لیئے سرکار کی اطاعت کرنے سے قبل از مرگ بڑی سخت سزا ملیگی۔ مارٹی نیو صاحب نے سپاہیون کی عرض
کی اطلاع حسب ضابطہ کمانڈر انچیف کو کی انکے دل پر بڑا ایک بار گران آنکر پڑا تو انہون نے اسی دن
گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بڑی مشکل پیش آئی ہے مین اس ارادہ مین ہون کہ گرمی
کے موسم کے آجانے کے سبب سے سپاہیون کے دستون کو انکی رجمنٹون مین واپس بھیجدون لیکن
اس امر کو لوگ ہماری نامردی جانین گے اسلیئے مین نے ہدایت کی ہے کہ ڈرل کی ہدایتون پر جب تک عمل نہ ہو
کہ میرٹھ مین جو کاغذ پر شبہات ہو رہے ہین انکی رپورٹ نہ آئے

لارڈ کیننگ نے کمانڈر انچیف کو انبالہ یہہ تار بھیجا کہ سپاہ کے دستون کی ڈرل مین چاندماری کا
التوا کرنا ایک غلطی ہے اسکے یہہ معنی ہین کہ ہم نے سپاہیون کے نامعقول خوفون کو مان لیا جس سے
یہہ ظاہر ہوگا کہ ہم نے قبول کر لیا کہ سپاہیون کا عذر معقول تھا اور اسی مضمون کو چٹھی مین مفصل لکھا کہ مین
آپکی تحریر سے یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ ہنوز آپ نے ڈپو کے توڑنے اور چاندماری کے التوا کرنے کے

باب مین کوئی قطعی فیصلہ نہین کیا مین یقینی اسکا مخالف ہون یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کارتوسون کے استعمال پر سپاہی خود معترض نہین ہین بلکہ انکو یہہ خوف ہو کہ جب انکے ہمراہی ایسے ملینگے تو انکی طعن و تشنیع اس بات پر مبنی نہین ہوگی کہ ناپاک چکنائی کو انہون نے ہاتھ لگایا اسواسطے کہ بدت ہفتے گذر چکے ہین کہ آخر احکام صادر ہو چکے ہین کہ کل سپاہ کے لیئے جو کارتوس بنائے جائین انہین ناپاک چکنائی کام مین نہ لائی جائے اب کاغذ کے باب مین سپاہ کو اشتباہ ہے اگرچہ پہلے سے یہہ احتیاط نہین کی گئی کہ چکنائی مین وہ جزبی خارج رہے جو سپاہیون مین مذہباً ممنوع ہے —— اس لیئے چکنائی کی بابت اشتباہ ہونے مین کسی قدر ہماری غلطی تھی لیکن کاغذ کے باب مین ہم بالکل صواب وحق پر ہین کاغذ کے ایسے اجزا و مقوم نہین ہین کہ وہ سپاہ کی جات کے حق مین مضر ہون سپاہی یہ بات نہین کہہ سکتے کہ کاغذ مین کوئی چیز ایسی ہے کہ ہماری جات کے لیئے مضر ہے اسکے برخلاف یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کاغذ مین کوئی چیز ایسی نہین کہ وہ جات کے لیئے مضر ہو پس اگر ہم اس بات کو مان لین تو مین نہین جانتا کہ ہم کو کہڑے رہنے کے لیئے کونسی جگہہ ملیگی (اکہڑ جائینگے) یہ ہوسکتا ہے جیسے کہ آپ امید کرتے ہین کہ انبالہ مین سپاہ کے دستے ایسے نیک چلن ہین کہ وہ یہہ نہین خیال کرینگے کہ انکی درخواست کا منظور ہونا گورنمنٹ کا ہارنا یا ہمارا جیتنا ہے لیکن مجھے اس مین خدشہ ہے کہ یہہ حال انکی ہمراہیون کا رجمنٹون مین ہو - جب یہہ سپاہ کے دستے اپنے صدر مقامون مین واپس جائینگے تو وہ اس بات کو بیان کرینگے جو گورنمنٹ نے منظور کرلی ہے تو ناگزیر یہہ معقول شبہ ہوگا کہ گورنمنٹ اپنے استحقاق کی حالت مین مشتبہ ہے کسی اور طرح سے اس بات کا سمجھنا نہین ہوسکتا اسکے بعد ہماری مشکلات اور زیادہ ہو جائینگین اسواسطے سپاہیون کو کارتوس استعمال کرنے دو اس مین کوئی سختی انکی اپنی کونشنس پر نہین ہے اسلیئے کہ انہون نے اپنا اطمینان حاصل کرلیا ہے کہ کاغذ مین کوئی قباحت نہین ہے یہہ میری رائے ہے کہ وہ بہت سی رجمنٹون کو عقل کی راہ راست پر لے آنے پر زیادہ تر موثر بہ نسبت جاندماری کے التوا کے ہوگی خواہ انکے اعتراض سچے دل سے ہون یا نہ ہون اسکی سوا مین نہین خیال کرتا کہ ہمارے لیئے کوئی اور مناسب و بہتر طریقہ ہے جو انیسوین رجمنٹ کے باب مین اختیار کیا گیا ہے جسنے اپنے جرم کو ہتھیارون کو لیکر عروج پر پہنچایا اور کارتوسون کے لینے سے انکار کرنے سے اپنے جرم کا آغاز کیا

مجھے یہ بھی پسند نہین کہ ان کامون مین جنکے اندر سپاہیون کا کام سوار اطاعت کرنے کے اور نہین ہے رجمنٹون کے سپاہیون کے مشورات اور رجوعات پر التفات کی جائے مجھے یہ خوف ہے کہ کارتوسون کے معاملہ کے ملتوی کرنے مین یہہ معلوم ہوگا کہ سپاہیون کی معروضات منظور کی گئین پس یہہ فیصلہ کیا گیا کہ نامردی کے ساتھ روز بد کا التوا نہ کیا جائے اور مسکٹری اسکولون مین سپاہ کے دستون کو حکم دیا جائے کہ وہ موافق قواعد جدید اپنی تعلیم کی مدت معینہ تک عمل کرین" یہہ چھٹی پہاڑون کے نیچے جا رہی تھی کہ جنرل این سن جنکی صحت خراب ہو رہی تھی شملہ پر چلے گئے اور گورنر جنرل کو بھی شملہ پر بلایا کہ یہہ مقام ضعیفون کے لیئے بہشت ہے لیکن یہہ وقت وہ نہین تھا کہ شملہ پر عیش و آرام کیا جائے کلکتہ اور شملہ کے درمیان ایک ہزار میل مین سول اور ملیٹری افسر اسیمہ ہو رہے تھے۔ چارون طرف سے خبرین آ رہی تھین کہ سپاہ کے تیور بدلے ہوئے ہین وسط اپریل مین جیسی بارک پور مین آتش زنیان ہوئی تھین ایسی ہی اور چھاونیون مین بھی آگ لگائی جاتی تھی خاص کر انبالہ مین وسط اپریل مین بہت جگہہ آگ لگی مسکٹری اسکولون مین جو سپاہ کے دستے تھے وہ چاندماری کا کام بالاستقلال کرتے تھے وہ موم اور گھی کو ملا کر کارتوسون کو چکنا کرتے تھے اور انکو یقین تھا کہ ہمارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہین کی جاتی لیکن وہ اپنے ہمراہیون کے طعن و تشنیع سے نہین بچ سکتے تھے۔ راتون کو جو آتش زنیان ہوتی ہین انسے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی سپاہی بڑے برافروختہ خاطر ہو رہے ہین۔ یوروپین بارکون مین اور کمسریٹ کے گوداموں مین و اسپتالون مین اور لینون کے چھپرون مین راتون کو مخفی آگین لگائی جاتی تھین۔ ہیڈ کوارٹر مین یہہ یقین کیا جاتا تھا کہ مکانون کی چھتین خشک پھوس کی ہین اس لیئے ان مین آسانی سے آگ لگ جاتی ہے اور یہہ آگ لگانا کچھ چھاونی کی رجمنٹون کے سپاہیون کا اور کچھ مسکٹری ڈپو کے سپاہیون کا ہی کام ہے۔ رجمنٹ کے سپاہی بری نظرون سے مسکٹری کے سپاہیون کو دیکھتے ہین اور کہتے ہین کہ انہون نے ناپاک کارتوس لئے کاٹے ہین کہ ان سے ترقی کا وعدہ کیا گیا ہے اس لیئے وہ غصہ مین آنکر ان دہرم ناستکون کے مکانون مین جب وہ ڈرل کو جاتے ہین آگ لگاتے ہین اور اسکے بدلہ لینے کے لیئے مسکٹری کے سپاہی رجمنٹون کے چھپرون مین آگ لگاتے ہین تحقیقات کے لیئے جو کورٹ مقرر کیئے جاتے ہین تو وہ جو ان آتش زنیون کی تحقیقات کرتے ہین کسی یقینی امر واقعی کے دریافت کرنے مین ناکام رہتے ہین کوئی شخص گواہی نہین دیتا کہ کسنے آگ لگائی اور گواہون پر کوئی تشدد

نہین ہوتا تھا کہ وہ صحیح صحیح اپنا علم بیان کرین۔

سپاہ کے ڈویزن سرہند مین انبالہ سب سے بڑی چھاونی تھی اسکے سرہنری برنارڈ کمانڈنگ افسر تھے وہ بڑے نامور دلاور سپاہی تھے اگرچہ انکو ہندوستان مین چندہی مہینے آئے ہوئے ہوئے تھے وہ یہان کے کام کو پسند نہین کرتے تھے انہون نے لارڈ کیننگ سے درخواست کی کہ جب یہان آتش زدگی کی دیوانگی موقوف ہو تو انکو شملہ پر جانے کی اجازت ملے کمانڈر انچیف نے شملہ سے لکھا کہ برنارڈ اپنا کام سیکہتا ہے وقت چاہیئے کہ جس مین وہ ہندوستانی سپاہ کا مزاج شناس ہو اور اسکے نظام کو سمجھے۔

جنرل این سن کو چار سال ہندوستان مین آئے ہوئے ہوگئے تھے انہون نے یہ اقرار کیا کہ انبالہ مین جو واقعات گذرا ہے انہون نے مجھے سخت متحیر و ششدر کیا ہے انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ یہ تعجب کی بات ہے کہ آتش زنی کے پکڑنے کے لیئے ہر یک شخص مستعد ہے لیکن مجرمون کے سراغ کا کچھ پتا نہین لگا سکتا اس مہینے کے آخر تک انبالہ مین کسی آتش زنی کے مجرمون کو گرفتار نہین کرسکے۔ یہہ ایک بات ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لچے شہدے آدمیون مین آپس مین اتفاق ہوگیا ہے جو اسطرح سے ان باتون کا کینہ نکالتے ہین جنکو وہ خیال کرتے ہین کہ انکی برائی کے لیئے کی گئی ہین اس انتظام قومی کے خوف سے کسی مخبر کا حوصلہ نہین ہوتا کہ وہ اصل حال کی خبر دے" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزون کو ہندوستانیون کی باتون کی تہ پر پہنچنے کی کس قدر کم قدرت ہے اور انکی بے اعتباری ہندوستانیون کی تمام جماعتون مین ہے خواہ ہندوستانیون کے درمیان آپس مین کیسے ہی عناد و فساد ہون مگر یہہ بات عموماً سب کے دل مین ہے کہ انہون نے انگریزون کے برخلاف اپنے دلون کو بند کرلیا ہی اور ہونٹون پر مہر لگا لی ہے۔

میرٹھ کے واقعات

بارک پور مین چونتیسوین رجمنٹ کی تحقیقات مین یہہ ثابت ہوا تھا کہ مسلمان اور سکھ سپاہی سرکار کے وفادار خیر خواہ ہین جب انیسوین رجمنٹ برخاست ہوئی تو ایک دانشمند ہوشیار سول افسر مقرر ہوا کہ وہ مسلمان سپاہیون سے اصل حال دریافت کرے مگر اس افسر کو اپنے کام مین کامیابی نہین ہوئی تو اپریل کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ کیننگ کو یقین ہوگیا کہ ایشیائی قومون کی باہمی عداوت سے جو ہمیشہ سے ہمارے اقتدار اور حکومت کا عنصر عظیم خیال کیا گیا ہے کچھہ فائدہ نہین حاصل ہوسکتا ہمارے برخلاف صاف دونو مسلمانون اور ہندوون نے باہم اتفاق کرلیا ہے اب ایک غیر متوقع مقام سے

یہہ اتفاق ثابت ہوا۔ سرکار کمپنی کی پیدل سپاہ مین زیادہ تر ہندو سپاہی تھے اور سوارون
مین مسلمان اس سبب سے زیادہ تھے کہ وہ ہندوون کی نسبت گھوڑے کی سواری مین
اور شمشیر بازی مین زیادہ چست و چالاک ہوتے ہین پس اس سبب سے گورنمنٹ کو ہندوستانی
پیدل سپاہ کی طرف سے خوف تھا کہ وہ ہندو ہونے کے سبب سے رفل کے چکنے کارتوس
کاٹنے مین انکار کرین گے لیکن اب میرٹھ سے یہ عجیب خبر آئی کہ سوارون کی رجمنٹ نے
بغاوت کی۔ اس رسالہ مین ہندو بہ نسبت مسلمان سوارون کے زیادہ تھے۔ میرٹھ کی چھاونی
بہت بڑی تھی سب قسم کی سپاہ یوروپین اور ہندوستانی اس مین جمع تھی وہان بنگال آرٹلری کا
ہیڈ کوارٹر قائم ہوا تھا اور ڈپٹی کمسریٹ نہایت محنت سے دل لگا کے میگزین سے
خرچ لیکر کارتوس بناتا تھا ساٹھوین رجمنٹ انگلش رائفل بغیر کسی نفرت کے بے مزہ چیزون کو
کام مین لاتی تھی ایک دفعہ سے زیادہ افواہین اڑ چکی تھین کہ میرٹھ مین سپاہیون نے بلوہ مچایا
اور ان کے برخلاف انگریز مستعد نہ ہوئے بالائے ہند کی بڑی بڑی چھاونیون مین ہندوستانی
رجمنٹین فضول شوق کی بھری ہوئی آرزو سے میرٹھ کی طرف دیکھتی تھین کہ وہان سے کوئی اشارہ
ہوگا جسکو وہ جانتے تھے کہ جلدی دیکھنے مین آئے گا۔ سپاہی آپس مین پوچھتے تھے کہ میرٹھ کی
خبر کیا ہے اور دیسی اخبارون مین ان مضامین کی پیشانیون کو دیکھتے تھے کہ جنمین کوئی رمز و
اشارہ ہوتا۔ اپریل کے اس مہینے مین جنمین میرٹھ کی لینون مین بھیڑ لگی رہتی تھی اور بازارون مین
گرما گرمی رہتی تھی انمین بعض آنے والے حادثہ کے غیر محدود خوفون کی تحریکین ہوتی تھین ہر روز برانگیختگی
اس لئے زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ نئی نئی کہانیان گھڑی جاتی تھین کہ جن سے انگریزون کے ان
باجی ارادون کا یقین مستحکم ہوجہ دائر ہورہے تھے ایک بدخبر رسان آوارہ گرد فقیر جو کوئی نہ کوئی رتوب
بدلکر سارے ملک مین پھرتا تھا میرٹھ مین آیا وہ ہاتھی پر سوار تھا اسکے ساتھ بہت سے چیلے و
گھوڑے ورتھ تھے یہ امر تحقیق ہے کہ وہ سپاہیون کے دلون مین برے خیالات پیدا کرتا تھا
مگر یہہ یقین کیا گیا تھا کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کی لینون سے پرے نہین گیا۔ ہندوستانی
رجمنٹون کے سپاہی جب آس پاس بہت آنے لگے تو حاکمون کو اس کے حال پر توجہ ہوئی اور
پولس کی معرفت اسکو حکم دیا کہ وہ چلا جائے اسلئے حکم کی تعمیل کی لیکن لوگ کہتے ہین کہ بیسیون ہندوستانی

رجمنٹ کی لین سے زیادہ فاصلہ پر نہین گیا۔

چکنے کارتوسون کا تذکرہ جیسے شوق سے میرٹھ مین ہوتا تھا ایسا کسی اور مقام مین نہین ہوتا تھا انکے سامنے اس بیان کرنے سے بہت کم فائدہ ہوتا تھا کہ ایک سپاہی سے ہی کارتوس جو دوسرے آدمی کے ہاتھ کے بنے ہوئے ہون نہین کٹوائے جائین گے کارتوس کو وہ خود ہی بنائے گا۔ اسواسطے کہ ان کے قیاس مین تو بہت سی مکر و دغا کی تدابیر مین سے اس تدبیر کا بھی ہر ایک یقین کرتا تھا کہ سوکھے کارتوسون مین چربی مذہب کی غارت کرنے والی موجود ہے اپریل کے چوتھے ہفتے کے شروع مین سپاہ کی برانگیختگی جو کہ ہفتہ سے بڑہتی جاتی تھی کھلی بغاوت مین نمایان ہوئی تیسرے رسالہ کے ترپون نے اول اپنے افسرون کے حکم سے سرتابی کی۔

کرنیل سمائتھ کو جو تیسرے رسالہ لائٹ کیولری کے کمانیر تھے پریڈ کا کرنا مصلحت معلوم ہوا تاکہ وہ سپاہیون کو بندوق کے بھرنے کا نیا طریقہ بتلادین جس مین کارتوس منہہ سے کاٹنا نہین پڑتا تھا ہاتھ سے پھاڑا جاتا تھا۔ ۲۳۔ اپریل کو انہون نے حکم دیا کہ اس طرح کارتوس کٹوانے کے لیئے کل صبح کو پریڈ ہوگی شام کو حولدار میجر نے کرنیل کو اطلاع دی کہ پہلے ترپ کے سوار کارتوسون کو نہین لینگے۔ کپتان کریگی لے جو ایک ترپ کے افسر تھے اڈیجوٹنٹ کو لکھا کہ تم ابھی کرنیل سمائتھ پاس جاؤ اور کہو کہ میرے ترپ کے سارے سوار کل پریڈ پر عدول حکمی کرین گے تمام ہندوستانی سپاہ مین ایک تہلکہ کارتوسون کے سبب سے پڑ رہا ہے کہ اگر وہ کارتوس کاٹ کے فیر کرین گے تو انکی بدنامی ہوگی مین سمجھتا ہون کہ کل چھون ترپون مین اس قسم کی افواہین اڑ رہی ہین۔ یہہ ایک بڑی خطرناک بات ہے۔ اگر ہم اس بات پر غور کرنے مین آدھ گھنٹہ بھی توقف کرین گے تو کل رجمنٹ باغی ہوجائیگی مین التجا کرتا ہون کہ آپ ایک لحظہ کا توقف نکرین اور فوراً کرنیل سمائتھ پاس جائین مگر کرنیل سمائتھ نے یہہ قطعی فیصلہ کیا کہ پریڈ ہو۔ پریڈ ہوئی۔ ہر ترپ کے نوے سپاہی موجود تھے انکے سامنے کرنیل نے پریڈ کرنے کی وجہ بیان کی اور حولدار میجر کو حکم دیا کہ بندوق بھرنے کا نیا طریقہ بتاوے اسنے اپنے کاربن (قرابین) چھوڑ کر بتلادیا۔ کرنیل سمائتھ نے حکم دیا کہ ایک ترپ کو کارتوس دیئے جائین پانچ سوارون نے کارتوس لیئے اور باقی نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر کل رجمنٹ کارتوس لیگی تو ہم بھی لینگے کرنیل نے انکے سامنے بیان کیا کہ یہہ نئے کارتوس نہین ہین بلکہ وہی کارتوس ہین جنکو وہ ہمیشہ استعمال مین لایا کرتے تھے انہون نے پھر درخواست کی کہ سوار کارتوس لے لین اب تم نے دیکھ لیا کہ میجر حولدار نے

کس طرح انکا فیر کیا لیکن پانچ کے سوار سنے انکار کیا اسکے بعد کرنیل اڈجوٹنٹ کو حکم دیا کہ وہ سب سوارون کو پریڈ سے رخصت کرے سپاہی بہت سے تھے وہ حوالات مین نہین بھیجے جا سکتے تھے مگر تخفیفان کے لیے کورٹ مقرر ہوا ❊

آٹے مین ہڈیون کی ملاوٹ کا بیان

لارڈ کیننگ پر خوب ظاہر ہو گیا کہ ہندوستانی سپاہ کے دلون مین نہایت بُرے شبہات نے خوب جڑ پکڑلی ہے پھر انہون نے سپاہ کی ناراضی کے آثارون پر بڑی توجہ کی تو یہہ معلوم ہوا کہ شبہات فقط سپاہی کے دلون مین نہ تھے بلکہ عموماً آدمیون کے دل بے چین ہو رہے تھے صرف میرٹھ ہی مین نہین بلکہ ملک کے اور اطراف مین بھی یہہ یقین تھا کہ دونو ہندو مسلمانون کے دین کو انگریزون نے بگاڑنے کی تجویز کی ہے کہ انکی روزانہ خوراک کو انکی ممنوع و حرام چیزون سے ناپاک کردین - اب اس خوراک کے ناپاک کرنے کی بہت سی صورتین بیان کی جاتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ نے سرکار کمپنی اور ملکہ معظمہ کے حکم سے پسی ہوئی ہڈیان آٹے اور نمک مین ملادی ہین کہ وہ بازارون مین فروخت ہون اور گھی مین جانورون کی چربی ملادی ہے اور شکر کو جلی ہوئی ہڈیون سے صاف کیا ہے اور کنوون مین سور اور گائے کا گوشت ڈلوادیا ہے تاکہ پانی پینے کا نجاست آلودہ ہو جائے یہہ توچکنے کارتوس فقط مذہب خراب کرنے کی تدبیر کا ایک جزو تھا جو سپاہ کے ساتھ مخصوص تھا یہان تو گورنمنٹ سب ہندو مسلمانون کے مذہب کے بگاڑنے کی تجویز کر رہی ہے اور یہہ کہانی بھی گھڑی گئی کہ بڑے بڑے صاحبون نے حکم دیا ہے کہ تمام سلاطین و امرا و تعلقہ دار و زمیندار و رؤسا اہل زراعت و اہل تجارت سب انگریزی روٹی کھائین ان جھوٹ موٹ کہانیون مین آرد استخوان آمیز کی کہانی ہندوستانیون کے دلون پر بڑی موثر تھی وہ اپریل کے شروع مین بارک پور مین مشتہر ہوئی تھی اس مہینے مین یہہ وبا بالائے ہند مین پھیلی کانپور مین آٹا مہنگا ہو گیا تھا میرٹھ کے بنیون نے گورنمنٹ کی چند کشتیان کرایہ لیکر اسمین آٹا لادکر کانپور بھیجا - پہلی دفعہ مین جب یہہ آٹا کانپور مین آیا تو سستا ہونے کے سبب سے فوراً بک گیا لیکن جب اور آٹا آیا تو یہہ گھڑنت ہوئی کہ نہر کی پن چکیون مین یورومین کے اہتمام سے گیہون پیسے گئے ہین اور اس مین گائے کی ہڈیون کی خاکستر ملائی گئی ہے تاکہ ہندوون کی جات آٹے کی کھانے سے جاتی رہے اس بات کی شہرت کانپور کی لینون اور بازارون مین ایسی ہوئی کہ میرٹھ کے آٹے کا بکنا موقوف ہو گیا کوئی ایک سپاہی اسکو ہاتھ نہین لگاتا تھا اور نہ کوئی آدمی اسکو خریدتا تھا اگرچہ وہ کانپور کے بازار کے آٹے سے سستا بکتا تھا - یہہ خبر ایک چھاونی سے

دوسری چھاونی مین پہنچی۔ آٹے کا وہم یہانتک لوگون کے دلون پر چھایا کہ انہون نے آٹا کھانا چھوڑ دیا جو روٹیان پکی ہوئی تھین انکو پھینک دیا غرض لوگون کے دل مین یہہ نقش کالحجر ہوگیا کہ گورنمنٹ انکی جات اور مذہب خراب کرنے کی تدبیر کر رہی ہے۔

لارڈ کیننگ کو یہہ یقین ہوگیا کہ رعایا کو بڑا خوف لگ رہا ہے کہ گورنمنٹ انکے مذہب کے بگاڑنے کے درپے ہے اسلیئے وہ اس سے بڑی نفرت و عداوت رکہتے ہین۔ یہہ خیال کرکے انہون نے ایک دوسری کہانی پر جو چپاتیون کے تقسیم ہونے کی بابت تھی توجہ کی ممالک مغربی سے ان چپاتیون کی تقسیم کی خبر پہنچی جسکی وجہ انکے بڑے بڑے تجربہ کار مشیر بھی نہین بتا سکے یہہ چپاتیان وہ بدہ اسطرح بٹین کہ ایک شخص انکو ایک گاؤن مین زمیندار کو دے جاتا اور اس سے فرمائش کر جاتا کہ تم دوسرے گاؤن مین انکو بھیجدینا بس اسطرح چپاتیان وہ بدہ گشت کرتی پھرتین انکے بابت مین نہ کوئی سوال کرتا نہ کوئی سمجھتا کہ وہ کہان سے آئی ہین اور کیون آئی ہین بے سمجھے دوسرے گاؤن مین بھیجنے کی حکم کی اطاعت کی جاتی ایک مدت کے بعد گورنمنٹ کے عہدہ دارون کو خبر ہوئی بعض نے اسپر بہت بعض نے تھوڑا خیال کیا ہر ایک نے اپنی طبیعت و ذہانت کے موافق اسکے مختلف بیان کیئے اول مسٹر فورڈ کلکٹر گوڑگانوہ نے ممالک مغربی و شمالی کے لفٹنٹ گورنر مسٹر کالون کو ان چپاتیون کا حال لکھا انہون نے حکام اضلاع کے نام سرکیولر جاری کیئے دہلی کے بادشاہ کی تحقیقات جرم مین یوروپین و ہندوستانی گواہون کے اظہارات مین تفتیش کی گئی کہ چپاتیون کی تقسیم کا راز کھلے مگر وہ نہ کھلا بہت سے افسرون نے بیان کیا کہ وہ صرف اس بات کی نشانی ہے کہ آیندہ جو کوئی حادثۂ عظیم واقع ہونے والا ہے اسکے لیئے عین وقت پر سب تیار رہین ایک بڑے مستند حاکم نے گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ چپاتی آدمیون کی خوراک کی ایک علامت ہے اس کے گشت لگانے کا مطلب یہہ ہے کہ آدمیون کو چونکا دے اور انکے دلون پر اثر کرے کہ انکی خوراک حاصل کرنے کے وسائل چھن جائینگے اسلیئے انکو تنبیہہ کی جاتی ہے کہ وہ سب آپس مین متفق رہین۔ اور افسرون نے اس خیال کی بڑی ہنسی اڑائی اور اسکو بیان کیا وہ کل ملک کے اوہام مین سے ہے یہہ بھی کہا گیا کہ یہہ ہندوون کی عادت کے موافق ہے کہ جب کسی ہندو کے خاندان مین بیماری ہوتی ہے تو وہ چپاتیان اس لیئے تقسیم کرتا ہے کہ اسکے گھر سے بیماری کہ چپاتیان اپنے ساتھ باہر

چپاتیون کی کہانی

لے جائین یا جب کسی گروہ مین ہیضہ پھیلتا ہے یا وبائین آتی ہین تو وہ بھی اس طرح کا ٹوٹکا کرتے
ہین اور آدمی یہہ یقین کرتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ کے دشمنون نے ان چپاتیون کو اس مطلب کی لئے
تقسیم کیا ہے کہ جھوٹی باتون کو انہون نے پھیلا رکھا ہے انکے ساتھ یہہ خوفناک دروغ بہی منسلک
ہو جائے جسکا اثر یہہ ہو کہ ان مین گائے کی پسی ہوئی ہڈیان ہین اور انگریزون نے لوگون کے مذہب
بگاڑنے کی ترکیب کا تتمہ انکو بنایا ہے بعض نے اٹکل سے یہہ کہا کہ جیل خانون مین بعض دفعہ مراسلت
اسطرح کی جاتی ہے جسکو شیخ کوڑی خان نے ظاہر کیا تھا کہ جب کوئی قیدی سپاہیون کی سنگینون
کے تلے مقید ہوتا ہے تو اسکو روٹی کھانے کی اجازت دی جاتی ہے روٹی پکانے والے کو رشوت
دی جاتی ہے وہ ایک چھوٹا سا رقعہ چپاتی مین رکھ دیتا ہے یا رکابی پر کوئی فقرہ لکھ دیا جاتا ہے۔
پس جب قیدی روٹی کھاتا ہے تو وہ پڑھ لیتا ہے پس اسی طرح ان چپاتیون کے اندر بغاوت آمیز
فتنہ انگیز خطوط ہین جو دہ بدہ اسطرح پہنچائے جاتے ہین اور انکو گاؤن کا ایک سردار پڑھ کر
ان پر آٹا لپیٹ کر اور چپاتی بنا کر دوسرے پاس بھیج دیتا ہے جو اسکو کھولکر پڑھ لیتا ہے۔
کپتان کیٹینج لکھتے ہین کہ چپاتیون کا گشت ۱۸۵۷ء کے شروع سے ہوا ہے بنارس نے اسکا آغاز ہوا ہے
کہ ایک گانوٴن سے دوسرے گانوٴن مین وہ بھیجی جاتی ہین مجھے معلوم ہوا ہے کہ شمالی ہند مین بہی
یہی حال ہوا ہے اور وہ ایک بلوہ کی علامت بنائی گئی ہے جو اس سال مین پیچھے واقع ہوگا جب وہ
ہمیار ئمن نمایان ہوئی ہین تو وہ سب جگہہ اندور کی طرف سے آئی تھین۔ اندور مین اس وقت ہیضے
کی وبا سخت پھیل رہی تھی اور ہر روز شہر مین بہت سے آدمی مرتے تھے بمار کے آدمی یقین کرتے تھے
اور اب بھی یقین کرتے ہین کہ گیہون کی چپاتیان ایسے منترون کے پڑھنے کے بعد جنسے یہہ یقین ہو کہ
وہ وبا کو ساتھ لے جائینگین باہر تقسیم ہوئی ہین۔ چپاتیان شمال سے جنوب کو براہ راست نہین آتی
تھین وہ پاجانگر مین بھی ۹- فروری کو آئیں جو گوالیار اور اندور کے عین وسط مین واقع ہے اور
مندسور مین وہ ۱۲- جنوری کو تقسیم ہوئین۔ بمار مین ان پاک یا ناپاک ٹوٹکون کے کرنے سے لاعلمی ہین
جب گانوٴن مین مبتلا بچون کو نکلتی ہے تو ایک مینڈھا لیتے ہین اور اسکے گلے مین نایل ڈالتے
ہین اور چوکیدار اسکو سن داتا کی سڑک پر جو گانوٴن اول آتا ہے لے جاتا ہے اسکو بستی کے اندر
آنے کی اجازت نہین ہوتی پھر اسی طرح ایک گانوٴن سے دوسرے گانوٴن مین مینڈھا پھرتا رہتا ہے

اسکو قرار نہین ہوتا۔ یہہ ترکیب دہرم شاستر مین لکھی ہے میجر آرسکن کمشنر ساگر و نربدا رپورٹ بھیجتے ہین
کہ جنوری ۱۸۵۷ء کے پیچھے تک چپاتیان ایک راز کے طور پر اکثر اضلاع مین ایک گاؤن سے دوسرے
گاؤن مین گشت کرتی رہین اگرچہ اسکو کسی آنے والی بات کی نشانی جانتے ہین لیکن کل قسمت مین
کوئی نہین جانتا کہ وہ کیا کارسازی کرتی ہین یا کہان سے وہ آتی ہین اور انکی نسبت بہت ہی کم
خیال کیا جاتا ہے الا ساگر کے مہاجنون کے بازار مین کچھ تھوڑا سا اثر ہنڈویون کے معاملہ مین کرتی
ہین یہ مین اس معاملہ کی رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجتا ہون لیکن یہ امر مشتبہ ہے کہ کوئی شخص ان چپاتیون کے اسرار سے
واقف کار ہو یا انکو وہ آیندہ سرکشی کی طرف راجع جانتا ہو اگرچہ اب ہماری راے اسکی نسبت یہی ہو۔
غرض بعض ان چپاتیون کے گشت کرنے کو بے معنی جانتے تھے بعض اسکے معنی عظیم بیان کرتے تھے
آیندہ زمانہ نے بھی کوئی معانی انکے روشن نہین کیئے اب تک اس کے معانی مین اختلافات چلے
جاتے ہین بعض مورخ یہہ لکھتے ہین کہ لکھنؤ مین ایک مولوی نے ان چپاتیون کو تقسیم کیا
تھا اور اسکا مطلب جہاد تھا مار گھونٹا پھوٹی آنکھہ۔ غرض ان چپاتیون کی بابت قیاسات تو
بہت گھڑے گئے مگر کوئی راز دان ایسا نہین ملا کہ وہ تاریخ مین لکھنے کے قابل افشاے راز
کرتا۔ اب تاریخ صرف اس یقینی امر کو بیان کرتی ہے کہ یہہ عجیب چپاتیان جہان ایک مقام سے
دوسرے مقام مین جاتین تو وہان ہی پراگندگیان اور فضول توقعین پیدا ہوتین۔

لارڈ کیننگ کو علاوہ سپاہیون کی ناراضی اور بدخواہی و بددلی کے بعض اور
باتین بھی ظاہر ہوئین مگر انہون نے اور انکے معتمد مشیرون نے اپنے تئین انکی حقیقت
حال سے آگاہ نہین کیا۔ گورنر جنرل کو یہہ عام خیال تھا کہ بعض کور باطن و بددل آدمی
ہین جنکے دلون مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ کینہ توزی اور انتقام جوئی بھری ہوئی ہے
انکی بڑی خوشی یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کسی طرح غارت ہو وہ اپنے جاسوسون اور گرگون کو
مخفی بھیجتے ہین لیکن وہ باستثنار معزول شاہ اودھہ کے وزرا و کاربردازون کے کسی اور پر
اپنے شبہات کی خصوصیات کو ظاہر نہین کرتے تھے۔ ناناصاحب ادھر اُدھر موشک دوانیان
کرتا پھرتا مگر وہ اسکے حال سے بالکل غافل تھے۔ اودھہ کی ضبطی کے بعد نانا ان سب رئیسون کو

جو گورنمنٹ سے ناراض تھے آپس مین متفق کر کے گورنمنٹ کے خلاف سازش کرنی چاہتا تھا۔

باب چہارم

مئی ۱۸۵۷ء

تسکین کی نشانیان

مئی ۱۸۵۷ء کے شروع مین لارڈ کیننگ کو ایسے آثار معلوم ہوتے تھے کہ جھوٹ موٹ کی باتون سے جو سپاہ کے دلون مین برافروختگی اور برانگیختگی پیدا ہوئی تھی اس مین کمی ہوگئی ہے۔ جو متضاد متناقض رائین انکے پاس مختلف مقامات سے آتی تھین ایسے مشکل تھا کہ کوئی سچی حقیقت دریافت ہوتی لیکن جب بنگال سے کوہ ہمالیہ تک سب باتون پر نظر غائر سے وہ دیکھتے تھے تو شروع ہی مین وہ کالے کالے بادل جو انکے گرد جمع ہو رہے تھے انکو نظر نہ پڑتے تھے سپاہ فرمان داری کے ساتھ کام کرتی تھی دمدم مین نئے کارتوس سپاہ کاٹتی تھی اور امید تھی کہ کلکتہ کے آس پاس جو سپاہ تھی اس کی جو فہمائشین کی گئی تھین انکی وجہ سے بے شک وہ عقل کی راہ پر آہستہ آہستہ آجائینگی بالاے ہند مین رائفل ڈپو مین سب کام ڈرل کے چپ چاپ ہو رہے ہین سیالکوٹ مین پنجاب کی آئینی وغیر آئینی ہندوستانی رجمنٹون کے جو دستے بھیجے گئے تھے وہ نئے کارتوس کے استعمال پر کچھ نہین بڑبڑاتے تھے۔ مئی کے مہینے کے شروع مین جان لارنس یہان آئے کہ نیا سکڑی اسکول ملاحظہ کرین اور سپاہیون کے دلون پر جو کارتوسون کا اثر ہو رہا ہے اس کا امتحان کرین انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا "کہ سب سپاہی نئی بندوق کے ملنے سے بہت خوش ہین اور اسکے قبول کرنے پر سب آمادہ ہین بالفعل وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ کوہستانی لڑائیون مین اس سے کتنا بڑا فائدہ انکو حاصل ہوگا مضرون نے میرے دل نشین کیا کہ سپاہیون نے کوئی برے فیلنگس اپنے نہین دکھائے اور مین خود بھی خیال کرتا ہون کہ سپاہیون کی طرف سے کوئی قابل بااستکراہ نہین ہے۔ جنرل برناڈ نے انبالہ سے پہلی مئی کو لکھا کہ مین نے ہیڈ کوارٹرون کو اطلاع دی ہے کہ اس مقام مین جو نافرمانی کے فیلنگس تھے انسے مجھے اطمینان اس وجہ سے حاصل ہوگیا ہے کہ راتون مین آگون کے لگنے کے سبب سے جو رات کو بکٹ بٹھانے کی ضرورت پڑی اسکے

منتخب کام کو سپاہیون نے بڑے صبر و گرم کوشی و چستی و چالاکی سے انجام دیا اور یہہ اضافہ کیا کہ مین کوئی وجہ نہین جانتا کہ سپاہیون کو اس آتش زنی کا سبب ٹھیرایا جاے نہ کوئی ظاہری فعل انسے سرزد ہوا نہ کوئی نافرمانی کی کوئی مثال واقع ہوئی ہندو چاندماری بر ضا و خوشی نظاہر بڑی گرم کوشی کرتے ہین مین اسے دیکھنے گیا ہون مین اسکا جواب دہ ہون کہ سپاہ کے دستون مین کوئی بدلی نہین ہے۔ مئی کے اول دنون مین گورنر جنرل کو بعض باتین تسکین کی نظر آتی تھین اور یہہ معلوم ہوتا کہ رائیفل ڈپو جو خوفون و خطرون کے مرکز تھے انین خلل و فساد کی طغیانی کا چڑھاؤ اتر گیا میرٹھ سے بھی کوئی دنگا اور فساد کی خبر نہین آئی۔ تیسرے رسالہ کے سوارون کا کورٹ مارشل ہوا اور انکے ہمراہیون مین سے کسی اور نے بھی انکی نافرمانی کی تقلید نہین کی ایسی حالتین تھین کہ جنسے غالباً یہہ معلوم ہوتا تھا کہ جن سببون سے ان سوارون نے بغاوت کی تھی وہ بالکل ایک مستثنیٰ صورت تھی۔ شروع ماہ مئی مین لارڈ کیننگ سارے ملک کے حالات پر فلسفیانہ خیال دوڑا رہے تھے لارڈ الفنسٹن سے ایران کی صلح کی اور خرچ جنگ کی بابت اور لفٹنٹ گورنر کالون سے تعلیم کی گرینٹ کی اور لڑکیون کی تعلیم کی اور دہلی کے بادشاہ کے بعد جانشینی کی بابت (کچھ خیال نہ تھا کہ یہہ اخر بات خود بخود فیصل ہو جائے گی) حیدرآباد کے رزیڈنٹ میجر ڈیوڈسن سے نظام کی جانشینی کی بابت (نظام قریب المرگ ہو رہا تھا) بڑودہ کے رزیڈنٹ شیکسپیر سے گائکواڑ کی مالی حالت کی بابت اور اندور کے ایجنٹ کرنیل ڈیورینڈ سے راجہ کے خزانہ مین زیادہ روپیہ جمع ہونے کی بابت گفتگوئین اور تحریرین ہو رہی تھین گورنمنٹ کے معمولی کامون مین کوئی حرج نہ تھا گورنمنٹ ہوس مین کوئی خوف نہ تھا۔ گورنر جنرل بڑا خوش و خرم تھا اور یہہ یقین کرتا تھا کہ تکلیفات کے جو بادل اوٹھے تھے وہ خدا کے فضل و کرم سے بہت جلد منتشر ہو جائینگے مگر خاص فکر کا سبب یہ تھا کہ شروع مئی مین ۳۴وین رجمنٹ بارک پور مین انتظار مین بیٹھی تھی کہ کیا حکم ہوتا ہے بارک پور مین کوارٹر گارڈ کے جمعدار ایسری پانڈے کو ۲۲۔ اپریل ۱۸۵۷ء کو تمام سپاہ کے روبرو پھانسی ملی اسنے پھانسی پر اپنے جرم کا اقرار کیا اور اپنے ہمراہیون کو نصیحت کی کہ مجھ سے عبرت پکڑو اسنے کہا کہ اے بہادر سپاہیو سنو کہ کوئی تم مین سے میری طرح کام نہ کرے مین نے گورنمنٹ کے ساتھ دہ پاجیانہ کام کیا کہ جسکی سزا مین

اتفاقاً پارہا ہون کوئی بہادر سپاہی یہہ کام نہ کرے جسکے سبب سے اسکو یہہ سزا ملے"
یہہ یقین کیا گیا تھا کہ ایک کمشنڈ افسر کا اس طرح علے الاعلان سزا ملنا کل ہندوستانی
سپاہ پر بڑا اثر رکھے گا لیکن ایک آدمی کا سزا پانا گو یہہ سزا پھانسی ہی کیون نہ ہو نہ وہ جنرل کے
جرم کو مٹاتا ہے نہ گورنمنٹ کی حکومت کو جماتا ہے مصیبت کے وقت مین لارڈ کیننگ
نہایت آگاہ دلی سے کام کرتے تھے انکے رزولیوشن پاس کرنے کا طریقہ بڑا آہستہ تھا
اسلیئے کہ انکو ہر قدم پر نتائج نکالنے مین ایمانداری و دیانت مندی شبہہ پیدا کرتی تھی عدالت اور
پولیسی دونو انکو شبہہ مین ڈالتی تھین کہ چونتیسوین رجمنٹ کا برطرف کرنا عدل و انصاف ہوگا۔
یہہ امر یقینی تھا کہ بعض کمپنیان اپنے علمون کے ساتھ سچی وفادار تھین اور انکو یہہ صاف نظر
آتا تھا کہ باقی سب سپاہی بے وفا تھے انہون نے اس رجمنٹ کی حالت کی تحقیقات مین بڑی
تفتیش کی اور اپریل کے تیسرے ہفتہ تک یہہ امید کرتے رہے کہ صرف اس مقدمہ مین
جتنی باتین کرنی مطلوب ہین وہ ظاہری خطا وار سپاہیون کی موقوفی سے قابل اطمینان
حاصل ہو جائینگین لیکن ملیٹری حکومت رجمنٹ کی برخاستگی چاہتی تھی۔ بارک پور مین جنرل ہیرسی کو
پورا یقین تھا کہ جب تک رجمنٹ موقوف نہین ہوگی حسب دلخواہ مطلب نہین حاصل ہوگا۔
جنرل اینسن نے شملہ سے لکھا کہ اس رجمنٹ کی برخاستگی ضرور ہے کل سوال پر کونسل مین پورا
مباحثہ ہوا آخر کو ۳۰۔ اپریل کو لارڈ کیننگ نے یہہ تحریر کیا کہ" بے شک مجھے خوشی ہوتی ہے
اگر چونتیسوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی کی سات کمپنیون کو جو بارک پور مین مقیم ہین
اس موقع پر تھوڑی سزا دینا مناسب ہوتا مگر مین نے نہایت غور و خوض سے مقدمہ کی
کل روئداد کو جانچا تو مجھے اطمینان ہوا کہ کوئی اور سزا حالت موجودہ مین سوا برطرفی کے مناسب
و موثر نہین بعض سپاہیون کے سزا کے ملنے کے باب مین شبہات تھے اس سبب سے یہ مباحثہ
۴ مئی کو ختم ہوا۔

چونتیسوین رجمنٹ کی برطرفی

دو دن بعد ۶ مئی کو بارک پور مین ساری سپاہ کے اور دمدم کی سپاہ کے دستون
اور ملکہ کی ۸۴ وین رجمنٹ کے روبرو صبح کو چونتیسوین رجمنٹ کی وہ سات کمپنیان جنہون نے
۲۹۔ مارچ کے بلوہ کو دیکھا تھا کھڑی کی گئین کہ وہ اس حکم کو سنین جو انکی نسبت دیا گیا تھا

انکی سزائین اونیسوین رجمنٹ کی طرح سزائین تخفیف نہین ہوئی کہ انکی وردیان نہ آتاری جائین بلکہ انکی وردیان اتارلی گیئین اور چھاونی سے گوِرون کی حوالات مین باہر نکال دی گیئین اور خطاوار ۳۴وین رجمنٹ کا دوبارہ نام سپاہ کی حرکت سے خارج کیا گیا اور پانچ سو بڑے سرکش آدمی جنمین اکثر رجپوت و برہمن تھے چھوڑ دیئے گئے کہ وہ اپنے انتقام لینے کے لیئے دنیا مین اپنے کام کرتے پھرین۔ چونتیسوین رجمنٹ کے جرم اور سزا کے درمیان پانچ ہفتے کا وقفہ ہونا ایک بڑی غلطی خیال کی جاتی ہے اور جرم کے متناسب سزا ابھی نہین سمجھی جاتی لیکن اس بات کا ہمیشہ دل مین یاد رکھنا چاہیئے کہ مارچ و اپریل و شروع مئی مین ملیٹری اور سول افسرون کو خواہ وہ کیسے ہی ملک اور اہل ملک کے واقف کار ہون یہہ شبہہ بھی نہین ہوا کہ بنگال کی سپاہ کے بڑے حصہ نے بغاوت کرنے کا ارادہ مصمم کرلیا ہے۔

اودھ

جب ۴۳وین کے سپاہی اودھ مین پہنچے جہان انسے پہلے اونیسوین رجمنٹ کے سپاہی جا چکے تھے تو تکلیفات و مصائب کے قریب آنے کے آثار زیادہ نظر آنے لگے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک اس اندوہناک زمانہ مین گورنر جنرل کو رنج آمیز فکر اودھ کی طرف سے جیسا تھا ایسا کسی اور طرف سے نہ تھا اودھ بنگال کی سپاہ کی جنم بھوم تھا سر ہنری لارنس نے اپنے خطوط مین لارڈ کیننگ کو بہت باتین جو انکی دل مین کھٹکتی تھین لکھین وہ خوب جانتے تھے کہ یہان گورنمنٹ کے سبب ناراضامندی بدلی کے عام پسند اسباب موجود ہین اور سپاہ کا ایک بڑا حصہ یہین کے باشندون کا ہے ایسی صورت مین وہ اپنے گرد کے سپاہیون کے تیورون اور اوضاع و اطوار کو بڑے فکر و غور سے دیکھتے تھے۔ لکھنؤ مین ایک رجمنٹ تھی گو اسنے کوئی ظاہر نافرمانی اور سرکشی نہین کی تھی لیکن اسکے اوضاع مین دھمکی دینے کا شبہ ہوتا تھا اس سبب سے مناسب معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس صوبہ سے کہین اور بدل جائے اس مین شبہ نہین کہ شہر کے بعض بڑے آدمی اسکے ساتھ خفیہ سازش رکھتے تھے اس سبب سے اسکے اس صوبہ کی حدود سے پرے کسی چھاونی مین بدل جانے مین یہان خوف و اندیشہ مین کمی ہوتی۔ ہنری لارنس نے اس کے بدل جانے کی درخواست کی اور لارڈ کیننگ نے اسکو منظور کیا اور انکو لکھا کہ اس مشتبہ رجمنٹ کو میرٹھ بدل دو۔ لیکن پہلے اس سے

کہ یہ حکم ہنری لارنس پاس پہنچے انہون نے بہت غور و خوض سے اس اپنی تجویز کے نتایج کو سوچا اور پہلی مئی ۱۸۵۷ء کو لارڈ کیننگ کو لکھا "بے شک ۴۸ وین رجمنٹ کے چلے جانے سے ہمارے دل پر اثر اچھا ہوگا لیکن مین اپنے دل مین یہہ نہین جانتا کہ اور رجمنٹون کا حال اس رجمنٹ سے بہتر ہے کہ جسکے سبب سے ہم کو اپنر اعتبار ہوا ور اس مین بہت تھوڑا ہی شک ہے کہ ۴۸ وین رجمنٹ کا حال تبدیلی سے کچھ بہتر ہو جائے گا یہہ ایک امر بڑا اہم ہے کہ سپاہ کی جو فی الحال عام حالت ہو رہی ہے اسپر توجہ کی جائے انکی یہہ رائے بڑی صائب اور پر صواب تھی ایک رجمنٹ کی تبدیلی سے اودھ کو تو کچھ فائدہ نہ ہوتا لیکن وہ سپاہ کے اور حصون مین اپنی برائی پھیلا کے اور نقصان پہنچاتی ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے ۔

بالفعل اودھ کی سپاہ کے اور حصون مین بھی سرکشی کے آثار نمودار ہوتے جاتے تھے۔ ۲ مئی ۱۸۵۷ء کپتان کارنیگی شہر لکھنؤ کے مجسٹریٹ نے جو سپرنٹنڈنٹ پولس بھی تھا سر ہنری لارنس کو رپورٹ بھیجی کہ اودھ کی ساتوین رجمنٹ غیر آیئنی کو کارتوسون پر سخت اعتراض ہے۔ یہ رجمنٹ پہلے بادشاہ کی ملازم تھی اور اب لکھنؤ سے سات میل کے فاصلہ پر مقیم ہے۔ دو ہفتے پہلے انکے ریکروٹ کارتوسون استعمال کرتے تھے مگر جب کارتوسون کی شہرت اُن کے کانون تک پہنچی تو وہ ان کے استعمال سے خائف ہوئے اور سرکشی کرنے کو شروع مئی مین تیار ہوئے انہون نے ۴۸ وین رجمنٹ کو خطوط بھیجے کہ وہ مذہب کے بچانے کے لیئے آمادہ ہون ہر چند افسرون نے انکو سمجھایا مگر اسکا کچھ اثر نہین ہوا ۔ ۲ - تاریخ مئی کو برگ اے ڈیر مع اپنے سٹاف کے ساتوین رجمنٹ کی لین مین گیا اور رجمنٹ کو اسنے دیکھا کہ کارتوسون کے باب مین وہ بڑی سرکش و نافرمان ہو رہی ہے اسنے ہنری لارنس کو رجمنٹ کے حال سے مطلع کیا ۔ رجمنٹ ۳ - مئی کو بالکل سرکش ہو گئی اور کہنے لگی کہ ہم سب افسرون کو مار ڈالین گے ۔ جب ہنری لارنس کو یہہ حال معلوم ہوا تو انہون نے اس رجمنٹ سے ہتھیار لینے کا اور اگر مقابلہ کرے تو بالکل غارت کر دینے کا ارادہ کیا ۔ اتوار کا دن تھا اور چاندنی کھلی ہوئی تھی کہ ہنری لارنس مع اپنے سٹاف اور برگیڈ کے ساتوین رجمنٹ کی لینون کے سامنے گئے ۔ پریڈ پر رجمنٹ کھڑی کی گئی وہ بڑی حیران و پریشان تھی اور یہہ نہین جانتی تھی کہ آج اوائل شب مین اس پریڈ کا مقصد کیا ہے جب انہون نے دیکھا کہ یوروپین سپاہ اور سوار اور توپین ان کے سامنے کھڑی ہین

اودھ مین فوج دیسی کی بغاوت

لبد ہندوستانی رجمنٹین انکے بازو پر اسطرح ایستادہ ہین کہ ان سے جو امداد کی امید تھی وہ بالکل جاتی رہی
اب مقابلہ کرنا بالکل جان کا کھونا ہے باغی رجمنٹ نے لفظ گینڈ (حکم) کی تعمیل کی اور بعض نے اپنے افعال
انفعال ظاہر کیا لیکن غلطی سے توپچیون نے فلیتے روشن کر لیئے تھے اور توپین رجمنٹ کے سامنے لگی
ہوئی تھین اسنے جانا کہ توپین اب ہم کو اڑا دینگی سپاہی ڈر سے پہلے ایک سپاہی پھر دوسرا اور
علے ہذا القیاس ہتھیار پھینک پھینک کر بھاگنے شروع ہوئے صفین چھدری ہوئین لیکن باقی سپاہیون نے
حکم کے ساتھ ہی ہتھیار رکھ دیئے جب مفرورین کے تعاقب مین سوار اور ہنری لارنس گئے تو انہونے
پکار کر کہا کہ جے کمپنی بہادر کی انکے حکم ہوا کہ ہتھیار اور سب سامان حرب رکھ دو تو انہون نے بتامل
حکم پر عمل کیا - آدھی پر ایک بجا تھا کہ برگیڈ لکھنؤ مین واپس آگیا - اسکے ساتھ تمام ہتھیار اور وہ
سپاہی جو تھوڑی دیر ہوئی کہ ان ہتھیارون کے پہنے ہوئے تھے ساتھ آئے اور ہندوستانی
رجمنٹون کی حالت مشتبہ ہو رہی تھی اسلیئے یوروپین سپاہ کا تقسیم کرنا دانائی سے بعید تھا
دوسرے دن ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو لکھا" کہتے ہین کہ، رجمنٹ پر جو صدمہ پہنچا یا
گیا اسکا بڑا اثر ہندوستان پر ہوا لوگ یہانتک کہتے ہین کہ اڑتالیسوین رجمنٹ نے ، رجمنٹ کے بھاگنے پر
پھٹ پھٹ کی اور کہا کہ وہ کھڑی رہی تو اسپر فیر نہین کرتے ان رپورٹون مین سے مین چوتھائی پر
یقین نہین رکھتا" ایک عام برانگیختگی مین باتین بڑے مبالغہ سے بیان کی جاتی ہین -
ہنری لارنس جو باتین سنتے تھے ان پر بڑی خرم واحتیاط سے یقین کرتے تھے ساتوین
رجمنٹ کے پچاس کے قریب سرغنہ گرفتار ہو کر حوالات مین بھیجے گئے اور کورٹ مارشل مقرر
ہوا کہ بغاوت کے اسباب تحقیق کرے لیکن کوئی بات ظاہر نہین ہوئی - انبالہ اور مقامات
مین سپاہیون کے منہ پر مہر لگی ہوئی تھی کچھ بتاتے نہ تھے وہ آپس مین لڑتے تھے مگر
جب انگریز انکی ناراضی کی عمق پیمائی کرتے تھے تو اسکے اخفا مین سب ایک آدمی بن جاتے تھے
۷ - مئی کو اڑتالیسوین رجمنٹ کی لینین جلکر خاک ہوگئین دوسرے دن ہنری لارنس ان
جلے ہوئے گھرون کو دیکھنے گئے تو انہون نے دیکھا کہ سپاہی بڑے مودب اور مطیع
تھے اور اپنے مال واسباب کے جل جانے سے مغموم معلوم ہوتے تھے اودھ کی سپاہ کے
دلون مین بڑے بیہودہ اور مختلف طرح کے اثر تھے انکا دریافت کرنا آسان نہین تھا لیکن

اگر کوئی شخص ان کو جان سکتا تھا تو وہ ہنری لارنس صاحب ہی تھے وہ ان لوگون سے
بے تکلف ملاقات کرتے تھے جو سپاہ و رعایا کے خیالات خوب تشریح سے بیان کر سکتے
تھے اور یہہ ملکہ انکو خداداد ایسا تھا کہ شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان کے دلون
مین اپنا اعتبار و اعتماد پیدا کر دیتے تھے اور لوگون سے انہون نے تحقیقات کر کے دریافت
کر لیا کہ سپاہ کے بگڑنے کا اصلی سبب کارتوس ہین اس باب مین جو انکی گفتگوئین ہندوستانیون
سے ہوئین ان مین سے ایک گفتگو نیچے لکھی جاتی ہے۔ انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ
۹- مئی کو میری گفتگو اودھ کے توپخانہ کے جمعدار سے ایک گھنٹے سے زیادہ دیر تک رہی یہہ
جمعدار برہمن ہے چالیس برس کے قریب اسکی عمر ہے ۔ اسکو جن باتون پر یقین ہے ان کے
سننے سے مین چونک پڑا- اس نے کہا کہ گورنمنٹ دس برس سے ایسی تدبیرین کر رہی ہے
کہ کل ہندوستانیون کو زبردستی یا زیادہ تر دغا بازی سے عیسائی بنائے اس کی دلیل
یہہ تھی کہ جیسے ہم نے ہندوستان مین بھرت پور لاہور وغیرہ کو دغا و فریب سے فتح کر لیا
ہے اسی طرح سے ممکن ہے کہ آٹے مین گائے کی پسی ہوئی ہڈیان ملا کر ہندوون کے
ہاتھ اسکو بیچ دیا ہو جب مین نے اس سے کہا کہ یوروپ مین ہماری کیسی زبردست قوت
ہے کہ ایک سال کے اندر ہم نے روسیون کی لڑائی مین اپنی سپاہ کو چوچند کر لیا اور اگر دوسرے
سال مین اسکی ضرورت ہوگی تو بے حد و پایان لشکر کو ہم زیادہ کرلین گے اور اسی طرح سے
چھ مہینے کے اندر جسقدر یوروپین سپاہ مطلوب ہو ہندوستان مین بلا سکتے ہین اس لئے
ہم کچھہ ہندوستانی سپاہ کے اختیار مین نہین ہین تو اُس نے یہہ کہا کہ مین جانتا ہون
کہ ہم دولت اور سپاہی بہت رکھتے ہین لیکن یوروپین سپاہ کا خرچ بڑا ہے اسواسطے ہم چاہتے
ہین کہ ہندوؤن کو سمندر مین لے جا کر دنیا کو فتح کرین مین نے کہا کہ ہندوستانی سپاہی
اگرچہ ساحل خشکی مین اچھا ہوتا ہے لیکن سمندر کے اندر بہت برا تو اس نے کہا کہ یہہ آپ کا
کہنا بجا و راست ہے ہم چاہتے ہین کہ جو آپ کھائین وہی ہندوستانیون کو کھلائین تاکہ وہ
بڑے مضبوط و توانا ہو جائین اور سب جگہہ جانے لگین اُس نے بار بار یہہ کہا کہ جو مین کہتا ہون
وہ سب ہندوستانی کہتے ہین لیکن جب مین نے اس سے کہا کہ یہہ بات احمق و دغاباز

کہتے ہین لیکن عاقل اور دیانت سند تو یہہ بات نہین کہہ سکتے تم تو یہہ نہین کہوگے کہ مین خود اسکا
یقین کرتا ہون یا نہین تو اسنے کہا کہ مین آپ سے کہتا ہون کہ ہندوستانی تو بھیڑون کی مانند ہین
کہ جہان ایک دھنسی وہان سب اسیر دھنستی ہین (انہین بھیڑ دھسان ہے) ایسا آدمی بڑا خوفناک ہے
وہ برہمن ہے پوری لیاقت رکھتا ہے بیس۲۰ برس سے ہماری نوکری کرتا ہے ہمارے قوت وضعف
سے خوب آگاہ ہے اور ہم سے نفرت کلی رکھتا ہے ہوسکتا ہے وہ اپنے ہمسایون سے زیادہ
دیانت سند و راستباز ہو لیکن ایسے آدمی سے ڈرنا چاہیئے صرف اسنے ایک بات مین ہمکو
معتبر و ممتاز جانا کہ مین نے اس سے کہا کہ ۱۸۴۶ء مین ڈیڑھ سو ہندوستانی بچون کو جو ہماری
سپاہ کے کابل مین رہ گئے تھے بجائے اسکے کہ وہ عیسائی بنائے جاتے مین نے انکو رشتہ دارون
اور دوستون کے پاس بھجوا دیا تو اسنے کہا کہ ہان مین اسکو خوب یاد رکھتا ہون اس وقت مین
لاہور مین تھا لیکن قحط سالیون مین بچون کو خرید کرکے تم نے عیسائی کر لیا آخر دو ہفتون
مین مین نے سب قسم کے سپاہیون سے گفتگوئین کین بہت سے انہین سے ہماری نیک نیتی اور
اچھے ارادون کا اعتبار کرتے ہین لیکن ایک سپاہی اپنا ہی جو اورون کے سرون پر سردار
بنانے کے لیئے انتخاب کیا گیا ہے ایسی رائین رکھتا ہے جو اسکو دل مین دغاباز بناتی ہین"
اسی دن انہون نے مسٹر کالون کو لکھا کہ وہ بالائے ہند مین قلعون کی خبرگیری اچھی طرح کرین
ہنری لارنس کے برابر اس غدر کے باب مین کوئی دور اندیش نہ تھا جب وہ مارچ ۱۸۵۷ء مین
راجپوتانہ سے اودھ کو گئے ہین تو آگرہ کے قلعہ مین وہ اور کالون صاحب لفٹنٹ گورنر فصیل پر
کھڑے تھے کہ سامنے تلنگے جمنا سے نہا کے اینٹھتے اکڑتے ہوئے جاتے تھے تو ہنری لارنس نے
کہا کہ کالون عنقریب وہ زمانہ آتا ہے کہ مجھے اور تمہین دونو کو اس قلعہ مین تلنگے قید کرین گے
سپریم کونسل مین گورنر جنرل اور انکے مشیر اس بات پر مباحثہ کر رہے تھے کہ اودھ کی باغی پلٹن کو
کیا سزا دینی چاہیئے اور ایسی صورت مین سزا کا اندازہ کیا مقرر کیا جائے ۔ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو
لارڈ کیننگ اور مسٹر ڈورن نے اس سزا کے باب مین یہ کہا کہ گورنر جنرل رجمنٹ کی موقوفی کا
حکم صادر کرتے ہین ۔ سینیر (اعلے) ممبر نے لکھا کہ جسقدر جلد بغاوت کی وبا دور کی جائے اسیقدر
بہتر ہے وہ نرم سزاؤن سے نہین رفع ہوگی سختی کی ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ عین وقت پر

سختی آخر کار نرمی ہو جائیگی اس دن جنرل لو صاحب نے اپنی تحریر مین یہہ راے ظاہر کی کہ غالباً رجمنٹون کا بڑا گروہ اس سبب کارتوسون کو نہین کاٹتا کہ وہ بدخواہ یا بے حمیت گورنمنٹ یا اسکے افسرون سے ہو گیا ہے بلکہ وہ اپنے سچے دل سے ایمانداری سے یہ خوف کرتا ہے کہ کارتوس کاٹنے سے اسکا بڑا نقصان یہہ ہوگا کہ وہ جات باہر ہو جائیگا - اسکا سبب یہہ نہین ہے کہ وہ گورنمنٹ کا بدخواہ یا اس سے بددل ہو گیا ہے ۱۱ مئی کو مسٹر گرینٹ لو اور مسٹر بی کوک نے اپنی رائین لکھین کہ اور زیادہ تحقیقاتون کے ہونے کے بعد گورنمنٹ کے احکام جاری ہون - ۱۲ کو اوفس بکس ایک کوٹھی سے دوسری کوٹھی کو جاتے تھے اور اسکے ساتھ یہ چھوٹا سا پرچہ بھی گشت کر رہا تھا جس مین میرٹھ کی خبر لکھی ہوئی تھی جسکی نسبت مسٹر ڈورن ممبر کونسل نے لکھا تھا کہ یہ امید کی جاتی ہے کہ میرٹھ کی خبر جو تار برقی پر آگرہ سے آئی ہے اور اس بکس مین داخل ہے وہ سچی نہین ہے -

آگرہ مین میرٹھ کے پوسٹماسٹر کی بہن کے پاس سے اس کے بھتیجے کے پاس یہہ تار برقی آیا تہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء وقت ۹ بجے رات کو رسالہ نے بغاوت کی اور اپنے گھرون کو اور بعض افسرون کی کوٹھیون مین آگ لگائی اور جو یورپین افسر اور سپاہی انکو لیبون کے قریب ملے انکو مار ڈالا اس تار کو دیکھ کر کالون صاحب لفٹنٹ گورنر آگرہ نے لارڈ کیننگ کو تار بھیجا کہ میرٹھ کی بڑی چھاونی مین آگ کے شعلے اٹھ رہے ہین کل رسالہ باغی ہو گیا اور باغیون کو جو انگریز ملا اسکو قتل کر ڈالا گورنمنٹ آگرہ پاس کوئی خبر حسب ضابطہ نہین آئی تھی -

یہہ خبر جو آگرہ سے کلکتہ مین گئی اسکا اعتبار لوگون نے نہین کیا - مگر تارون مین شمال سے جنوب کو اور جنوب سے شمال کو خبرین متواتر جاری تھین اول میرٹھ مین سپاہیون کا بغاوت کرنا تحقیق ہوا پھر یہہ خبر آئی کہ باغیون نے دہلی اور میرٹھ کی درمیان کی کچھ سڑک پر قبضہ کر لیا ہے پھر یہہ خبر آئی کہ باغی دہلی پہنچ گئے اور دہلی کی آگرہ سے ۱۴ تاریخ کو یہہ پیغام بھیجا گیا کہ دہلی کے بادشاہ کے خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر و قلعہ اور خود بادشاہ پر باغیون نے قبضہ کر لیا اور فریزر صاحب کمشنر اور بہت سے انگریز اور انگریزون کے بچے قتل ہوئے پھر معلوم ہوا کہ خود بادشاہ کو بھی باغیون نے اپنے ساتھ شامل کر لیا اور قلعہ پر باغیون کا جھنڈا اڑانے لگا - انگریزی سلطنت پر سو برس گذر چکے تھے گورنر جنرل کی کونسل کے کمرہ مین کبھی ایسی وحشتناک خبر نہین آئی تھی - لارڈ کیننگ کی آنکھون کے سامنے سوا اس بات کے

کوئی اور چیز نہین تھی کہ دہلی اور میرٹھ کی سپاہین آپس مین مل گئین اور مغلون کی سلطنت کا اشتہار ہوگیا
گرمی کے اس خوفناک ہفتے مین تعجب خیز افکار اور ترددات سے انتظار کرتے رہے کہ مفصل حال
معلوم ہو مگر وہ نہ معلوم ہوا اور سب سے زیادہ انکو اسپر حیرت ہوتی تھی کہ اس وقت مین انکے ہم قوم
کیا کر رہے ہین اور کیا نہین کر رہے ہین ایسی جگہہ جیسی دہلی ہے جو مشکل سے ملیٹری وقت مین
کسی کی برابری کر سکتی ہے مگر پولیٹکل وقعت مین وہ بالکل بے مثل ہے ایک گھنٹہ مین ہاتھ سے
جاتی رہی اسپر اعتبار نہین ہوتا تھا کہ میرٹھ مین ایک رجمنٹ برٹش سوارون کی ہو اور ملک مین سب سے
زیادہ توپ خانون کا مجمع ہو ایسا حادثہ وہان واقع ہو۔ جب وہان نتیجہ ایسا ہو جہان انگلش
افسرون کے پاس سوار اور توپ خانے ہون تو وہان کا حال کیا ہوگا جہان یہ سامان امداد موجود
نہو۔ اب امید نہین ہے کہ ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین آگ نہ لگے اور بہت جلد
کل ملک شعلہ انگیز نہو۔

اب لارڈ کیننگ چہرہ پر استقلال لیئے ہوئے حادثہ کے مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے کبھی
انسان کے سینہ مین انکے دل سے زیادہ بہادر دل نہین پیدا ہوا۔ یہہ قوم کی بڑی خوش نصیبی و بلند اقبالی
تھی کہ ان مین وہ شخص جسکو اس زمانہ مین قوم کی عزت کا باقی رکھنا سپرد کیا گیا تھا وہ بڑی مستقل
جوانمرد اور نہایت عمدہ متحمل طبیعت رکھتا تھا۔ بہت سے خیالات نے انکو دبا یا لیکن سب پر
یہہ خیال غالب تھا کہ وہ سب سے اعلے فرض کو اپنے باوقار متین چہرہ سے ادا کرین کبھی انکے
چہرہ پر سراسیمگی کے آثار نمودار نہین ہوئے انکو یہ بڑا کار عظیم کرنا تھا کہ کل سلطنت کو بچائین جسکی
جوابدہی انکے ذمے تھی وہ لڑائی کے لیئے کمر بستہ ہوئے وہ جانتے تھے کہ انکے اہل ملک کے
بچنے کی تدبیر اعظم خدا پر توکل کرنا اور انکے استقلال و ہمت و شجاعت پر بھروسا کرنا ہے انہون نے صاف
دیکھ لیا کہ بڑا مہلک اور ہیبت ناک خوف ہے اور اس سے مقابلہ کرنے کا سامان ان پاس
کافی نہین ہے لیکن جو لوگ انکے پاس رہتے تھے انہون نے ایک لمحہ کے لیئے بھی کبھی انکو مایوس
و ہراسان نہین دیکھا انہون نے ان وسائل کا اور محافظت کے اسباب کا حساب کر لیا تھا
جو فوراً عمل مین آسکتے تھے اور جو دور سے منگائے جا سکتے تھے۔ اسوقت سارا ہندوستان
یوروپین سپاہ سے سوا پنجاب کے سرحدی اضلاع کے خالی پڑا تھا یوروپین کی سپاہ اتنی

نہ تھی کہ وہ اس سرکشی کے طوفان کو جو ہندوستان مین اُٹھ رہا تھا روک سکتی۔ لارڈ کیننگ نے ۲۲ اپریل ۱۸۵۷ء کو ہوم گورنمنٹ کو لکھا تھا کہ ہوم گورنمنٹ مین اور معاملات عظیمہ السیی پیش رہتے ہین کہ ہندوستان کی اغراض اور مقاصد کو انگلنڈ ہمیشہ نہین سُنا کرتا اس لیئے مین اس امر کے بالکل خلاف ہون کہ اور جگہہ کی ضرورتون کے سبب سے ہندوستان کی قوت عظیمہ (گورون کی سپاہ) کے گھٹانے کے اختیارات ہوم گورنمنٹ کے ہاتھ مین زیادہ ہون "
اسوقت ایران کی جنگ مین ہندوستان سے چھ یوروپین رجمنٹین بھیجی گیئین تھین - ان تمام مصائب مین تسلی بخش باتین یہہ تھین کہ جنگ ایران ختم ہو چکی تھی جسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین وہان سے سپاہ بمبئی مین واپس آ رہی تھی جہان سے ایک حکم مین فوراً اتنی دیر مین سپاہ آسکتی تھی جتنی دیر مین سٹیمر (دخانی جہاز) آسکتا ہے چین کی مہم سے بھی سپاہ اپنا کام بخوبی انجام دیکے انگلنڈ کو واپس جاتی تھی اسکو بھی لارڈ کیننگ نے اپنے دوست لارڈ ایلجن مدار المہام مہم چین کو لکھکر ہندوستان مین بلایا مگر پھر بھی چین اور ایران کی فوجون کے آنے مین ایک عرصہ چاہیئے تھا کہ وہ ہندوستان مین آیئن یہہ بھی ایک خوش نصیبی تھی کہ رنگون سے ۸۴ وین رجمنٹ کلکتہ کے پاس بارک پور مین بلا لی گئی تھی اور گورون کی ۳۵ وین رجمنٹ کے لیئے سٹیمر بھیجا گیا کہ وہ بہت جلد اسکو زنگون اور مول مین سے سوار کرا کے کلکتہ مین لے آئے مدراس کے گورنر کو تار بھیجا گیا کہ ۴۳ وین پیدل رجمنٹ اور مدراس فیوزیلیر کو تیار رکھے کہ وہ فوراً جہاز پر سوار ہو جائین اور ایک معتمد افسر جہاز مین سیلون مین بھیجا گیا کہ وہان کا گورنر جسقدر یوروپین سپاہ بھیج سکتا ہے بھیجدے -
گورنر جنرل نے یہہ ساری تدبیرین یوروپین سپاہ کے جمع کرنے کے لیئے کین اسکے سوار انہون نے تمام دخانی جہازون کو جمع کر کے اضلاع بالا مین سپاہ کے بھیجنے کی تیاری کی اس مین شک نہین کہ جنرل اینسن کمانڈر انچیف کو جب یہ خبر میرٹھ اور دہلی کے غدر کی پہنچی ہوگی تو انہون نے غدر کے مقام مین سپاہ کے بھیجنے کی سب طرح تیاری کی ہوگی اسلیئے کمانڈر انچیف کو گورنمنٹ نے تار بھیجا کہ اسکو یقین ہے کہ وہ جسقدر سپاہ پہاڑ پر سے اپنے ساتھ لے جا سکین گے وہ لے جائین گے - گورنر جنرل کو سب سے زیادہ بھروسا پنجاب کی یوروپین سپاہ پر تھا اور یہہ بھی انکو یقین تھا کہ سکھ بھی امداد کرینگے کہ مغلون کی مشہور دار السلطنت کو خوب لوٹین

کمشنر سندھ کو تار بھیجا گیا کہ وہ ایک انگلش رجمنٹ پنجاب مین بھیجدے کہ وہ اس سپاہ کے قائم مقام ہو جسکی ضرورت اضلاع زیرین مین وہان سے جانے کی ہو۔ ایک اور تار مسٹر کالون کو بھیجا گیا کہ جہان تک ممکن ہو جلد سر جان لارنس کو لکھ بھیجے کہ وہ پنجاب کی رجمنٹین اور یوروپین جسقدر وہ بھیج سکتا ہے روانہ کرے ہر طرح سے یہ کوشش کی جائے کہ دہلی پھر ہاتھ آجائے۔ جنرل ہیوٹ کو حکم دیا گیا کہ وہ اس بات کا زور کمانڈر انچیف پر کرے کہ سپاہ جلد روانہ ہو اور اگر اس کی ضرورت ہو تو گورنر جنرل کے نام سے راجہ پٹیالہ اور راجہ جیند سے مدد طلب کی جائے۔ کولون صاحب نے حتے الامکان جو کچھ کرنا چاہیئے تھا وہ کیا جو خبرین انکے پاس آگرہ مین پہنچی تھین وہ گورنر جنرل پاس پہنچادی جاتی تھین ۱۵۔مئی کو انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین خود یہان کا کمانڈر انچیف بن گیا ہون۔ تیمور کے خاندان سے سیندھیا اور بھرت پور لڑنے کو تیار ہین مین نے راجپوتانہ کی ریاستون کو آمادہ کرلیا ہے کہ جو باغی مغرب کی طرف مفرور ہون ان سب کو گرفتار کرلین تیسرے رسالہ کے مسلمان سوارون نے بڑا خوفناک قتل کیا ہے ایسی بے رحمیون کا خوفناک عوض ہونا چاہیئے۔

لارڈ کیننگ جانتے تھے کہ ابھی وقت خوفناک عوض لینے کا نہین ہے اس وقت تو جان بچانے کے لالے پڑے ہین فقط اس مطلب کے لیئے جو کچھ وہ کرسکتے تھے اب تھوڑے سے وسائل سے انہون نے کیا۔ انہون نے انگلنڈ مین ہندوستان کے وزیر کو لکھا کہ مین دو باتون پر اپنی بڑی طاقت صرف کر رہا ہون اول دہلی سے باغیون کو جلد نکالدون دوم یوروپین سپاہ کو یہان بہم پہنچاؤن جو سارے ملک مین حملہ کرنے کے لیئے کام آئین" ان بعید امدادون مین ایک دن ضائع نہین کیا جاتا تھا جس مین فقط سلطنت ہی کی سلامتی نہین حاصل ہوتی تھی بلکہ قومی نخوت کی حمایت ہوتی تھی کہ دشمنون سے بجا انتقام لیا جائے۔ گورنر جنرل کو یقین تھا کہ بمبئی سے کمک آجائیگی اور اس خیال سے بھی روح تازہ ہوتی تھی کہ اس وقت مین کہ انڈیا کو اپنے سب بہادرون کی ضرورت ہی اوٹرم صاحب مع سپاہ کے آئیگا اگر یہہ گورون کی رجمنٹین خلیج فارس کی لڑائیون مین مصروف ہوتین تو یہان کچھ اور ہی گل کھلا ہوتا۔

گورنر جنرل ہند نے حسب ضابطہ اپنے قدیمی دوست لارڈ ایلجن کو بڑے زور سے لکھا کہ

سلطنت ہند کن بلاؤن مین گھری ہوئی ہے مین حضور کے سامنے مختصر بیان اسکا کرتا ہون مجھے یقین
ہے کہ آپ جلد اس امر کا فیصلہ کر دین گے کہ چین سے ہندوستان کو سپاہ بھیجدین گے اسکی
ساری جوابدہی میرے ذمے ہے - خانگی چٹھی مین ١٩- مئی ۱۸۵۷ء کو یہہ لکھا کہ میرے پیارے
ایلجن دہلی کی حالت ایسی ہو رہی ہے کہ اضلاع زیرین مین عموماً ہندوستانی سپاہ
بغاوت کرے اور وہان یوروپین سپاہ نہین ہے وہان باغی سپاہ ہفتون اور مہینون تک
جو چاہینگی سو کرینگی مین اپنی اس خوف کے دیکھنے مین آنکھین بند نہین کر سکتا مجھے اشد ضرورت
یہہ آنکر پڑی ہے کہ اُن تمام یوروپین کو جمع کرون جو ہتھیار چلا سکتے ہین اور گورنمنٹ کی امداد ایسے
کڑے وقت کے واقعات مین کر سکتے ہین یہہ امر میرٹھ اور دہلی کے سرکشون کے سر کچلنے کے
لیئے نہین چاہتا یہہ کام تو آسانی سے یوروپین سپاہ کے دہلی پر جمع ہونے سے ہو جائیگا
لیکن یہہ جلد نہین ہوگا اس اثنا مین ایک گھنٹہ کا ناگزیر التوا ملک کے اور حصون مین سپاہ کی
بغاوت اور سرکشی پر کربستہ کر دیگا آگرہ کی اسطرف کی رجمنٹون مین جنکی نگہداشت کچھ نہین ہے
ایک رجمنٹ بھی سرکشی کریگی تو کہنا کہ میدانی ملک مین کوئی ایک قلعہ اور چھاؤنی یا اسٹیشن ایسا
نہین ہوگا جو باغی سپاہ کے قبضے مین دو ہفتے کے اندر نہ آجائے گا بعینہ یہی حال
اودھ کا ہے۔ جو مدد آپ مجھ کو دے سکتے ہین وہ اس آفت سے ہم کو سلامت اس
سبب نہین رکھ سکتے کہ وہ عین وقت پر نہین پہنچ سکتی اب خطرناک ساعتین موجود ہین اور
آئندہ دس بارہ روز مین وہ ایسی ہی رہینگی اگر اس عرصہ مین بلوہ فساد نہ ہوا تو خیر ہے ورنہ وہ
دہشتناک نتائج واقع ہونگے کہ اگر ذرا سی بھی غفلت یوروپین سپاہ کے بہم پہنچانے مین کی
جائیگی تو وہ ایک گناہ ہوگا اس یوروپین سپاہ ہی سے ہم اپنی یقینی دہشتون اور خوفون کو دور
کر سکتے ہین اگر سپاہیون کو آپ بھیجدین گے تو وہ ایک گھنٹہ بغیر اشد ضرورت کے یہان
نہین ٹھہرائی جائینگی اگر آپ بھی انکے ساتھ آئین تو نہایت مبارک قدمی ہوگی"
اس چٹھی کے ساتھ ایک اور چٹھی جنرل ایش برن صاحب کو جو مہم چین کا سپہ سالار تھا گورنر جنرل نے
بھیجی اور کورٹ ڈائرکٹرز کے چیرمین کو اور بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ کو بھی لکھا کہ آپ
انگلستان سے حسب مقدار جلد ممکن ہو سپاہ کی کمک کے لیئے بھیجین اور مسٹر مینگلس کو لکھا کہ وہ

وہ تین رجمنٹیں بنگال کے لیئے فوراً بھرتی کرلین کوئی دیوانہ آدمی بھی اس مین شک نہین کریگا کہ یہان
یوروپین سپاہ کی افزائش کی ضرورت ہے اور حتی الامکان یہہ ضرورت بغیر کسی دیر کے
التوا کے دفع کی جائے ۔ بالفعل انگریزون کی قوت کے ضعف سے اس ضرورت کا ہونا ظاہر ہے
مین یہہ نہین چاہتا کہ ملکہ سپاہ کی تعداد جو معین ہے وہ بڑھائی جائے بلکہ مستقل مقاصد
کے لیئے کمپنی کی سپاہ کی افزائش چاہتا ہون اور اس وقت کی ضرورت کے لیئے سوا ے
چین کی شاہی رجمنٹون کی کمک کے اور کمک نہین چاہتا لیکن مین یہہ عرض کرتا ہون
کہ آپ گورنمنٹ مین یہہ تحریک کرین کہ ملکہ کی معینہ رجمنٹون مین جو یہان کمی ہوئی ہے وہ دفعتہً
پوری کردی جائے چین کی سپاہ اسکی جگہہ نہ سمجھی جائے سسٹر ورنن سمتھ کو بھی لکھا کہ وہ
انگلنڈ سے کمک بھیجے کہ آیندہ ایسے حادثات رونما نہ ہونے پائین اور جو بالفعل ہو رہے ہون
انکا انسداد ہو۔

بلائے ہند مین جو آگ لگ رہی تھی جیسی حیوانی زور سے اسکے بجھانے کی طرف گورنر جنرل کی توجہ
تھی ایسی ہی وہ اخلاقی زور سے بھی اسکو ان اضلاع مین روکنا چاہتے تھے جہان وہ مشتعل
نہین ہوئی تھی ۔ یہہ ظاہر ہے کہ ایک خوفناک بدفہمی و بددلی سے سپاہ دیوانی ہو رہی تھی
اسکو یقین اپنے مذہب اور جات کے جانے کا تھا اس لیئے اس یقین دلاتے ہین کہ
برٹش گورنمنٹ کی نیت مین کبھی یہہ نہین آیا کہ انکے مذاہب اور معاشرت کے تعصبات مین
خلل انداز ہو ایک دفعہ اور کوشش کی گئی کہ گورنر جنرل نے یہہ اشتہار دیا کہ گورنر جنرل کو
معلوم ہوا ہے کہ ہندو مسلمان سپاہیون اور رعایا کے بہکانے مین کوشش کی
گئی ہے کہ انکا مذہب علانیہ یا مخفی گورنمنٹ کے افعال سے دھمکایا گیا ہے یہہ یقین کیا گیا ہے
کہ گورنمنٹ اپنے مقاصد و مطالب کے لیئے جات کے جانے کے جال مین پھنسانے
کے لیئے طرح طرح کے پھندے ڈالتی ہے لیکن گورنمنٹ نے کبھی کوئی بات رعایا کو فریب و چل دینے
کی نہین کی اس لیئے وہ اپنی سب رعایا سے چاہتی ہے کہ وہ اپنے اس یقین کو دل سے نکالدین
جو بدمعاش لچون دغاباز مکارون نے اپنے مطلب نکالنے کے لیئے گورنمنٹ کی بدخواہی
کے لیئے جھوٹی جھوٹی باتون کے بنانے اور افترا پردازی سے پیدا کیا ہے یہہ بدذات

آدمی نیک آدمیون کوگمراہ و تباہ کرنا چاہتے ہین - یہہ اشتہار تمام دیسی زبانون مین ترجمہ ہوکر چھاؤنیون مین سپاہیون کو سنایا گیا۔ لفٹنٹ گورنر آگرہ کے پاس تار پر اسکے سارے الفاظ بھیجے گئے اور بڑی زور سے ہدایتین کی گئین کہ اسکو وہ ہر شہر و قصبہ وگاؤن و بازار و سرا ے مین مشتہر کرے یہہ اشتہار جیسا سپاہ کے لیئے ہے ایساہی رعایا کے لیئے ہے یہہ یقین کیا گیا تھا کہ اس اشتہار کے دینے کے نیک ثمر ہونگے اور امن و عافیت و انتظام پھر قائم ہو جائیگا لیکن یہہ امر مشتبہ ہے کہ اس اشتہار کا اثر کچھہ بھی ہندوستانیون پر ہوا ہو انہون نے اسکو بھی منجملہ گورنمنٹ کے فریبون کی فریب و دغا و بالکل جھوٹ جانا

اسوقت گورنر جنرل کو یہہ ضرور معلوم ہوا کہ ملیٹری افسرون کے اختیارات خیرخواہ سپاہیون کے انعام دینے کے لیئے اور بدخواہ سپاہیون کے سزا دینے کے واسطے بڑھانے چاہئین انعام کے دینے کے لیئے توکسی ایکٹ کی ضرورت نہ تھی مگر سزا دینے کے لیئے ضرورت تھی اور اس کے لیئے یہہ ایکٹ جاری کیا گیا کہ ڈویژنون کے برگیڈون کے اور سٹیشنون کے افسرون کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ کورٹ مارشل مقرر کرین اور اسکے حکمون کی تعمیل ہو بغیر اسکے کہ حکام بالا کی منظوری منگائی جائے جیسی ملیٹری افسرون کے خیرخواہ سپاہیون کے انعام اور بدخواہ سپاہیون کو سزا دینے کے اختیار دیئے گئے تھے ایسے ہی سول اور پولیٹکل افسرون کو بھی دیئے گئے مگر اس وقت انگلش حرب و ضرب کام کرتے تھے لفظون سے کام نہین چلتا تھا نہ اشتہارون کو نہ سپریم گورنمنٹ کے احکام کو نہ جنرل اور ڈرون کوئی سنتا تھا۔ لارڈ کیننگ نے وہ کام کیا جو ہوسکتا تھا اور اسکے نتیجہ کا منتظر تھا وہ ایک سمت کے فسادون کی بُری خبرون کے آنے سے خائف ہوتا تھا۔ اور دوسری سمت سے امداد اور کمک کی خوشخبریون سے امیدین باندہتا تھا۔ اس فساد کی خبرین روز مفصل ایسی آتی جاتی تھین جس سے اسکا حال صاف انکو معلوم ہوجاتا تھا اس عرصہ مین انہون نے اپنے دل مین سوچ لیا کہ اس سے بہتر کوئی مخزن تدبیر نہین ہے کہ چند دلیر شیر دلون اور چند عالی دماغون کی بہادری اور تحمل پر اعتماد کرون - لارڈ کیننگ کے دل مین یہہ سخت ملال تھا کہ پریسیڈنسی مین چند یوروپین افسر تھے کہ ایسے کڑے وقت مین اپنا اخلاقی سہارا دیتے کہ جسسے انکا دل تر و تازہ و شگفتہ ہوتا اس توقع کا کرنا اسکا حق تھا یہہ ناممکن ہے کہ اسکا یہہ رنج بیان مین آسکے جہان انکو تقویت کی امید تھی

ایکٹ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۶ مئی ۱۸۵۷ء

وہان ضعف نظر آیا جن آدمیون پر انکو یہہ خیال تھا کہ وہ اور آدمیون کی ہمت افزائی کرین گے اور انکو اپنے استقلال اور مزاکت سے سہارا دینگے وہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جاتے اور اپنے یاس وہراس کی وبا اپنی دوستون مین پھیلاتے ہین اور اپنی شال سے ان دلون کو سرد کرتے جنکو انہین گرم کرنا چاہیئے تھا۔ لارڈ کیننگ جن افسرون کی شکایت کرتے تھے انکو وہ خوب جانتے تھے اور یہہ اقرار کرتے تھے کہ اگر ان افسرون کے پہلو مین تلوار ہو تو کافی بہادر ہین وہ اپنے ملک کی بھلائی و فلاح کے لئے موت کے مقابلہ کو موجود ہین جس مین وہ بہادر و نیکی والا ہمتی اور شہیدون کی عالی ہمتی دکھائین مگر جیسے وہ کامون مین مضبوط اور مستحکم ہین ایسی الفاظ مین ایسے ضعیف ہین وہ ایرانیون کی بیشین گوئیان اور آزادانہ و بیباکانہ اپنے تاریک خیالات بیان کرتے پھرتے ہین جنکو پہلے سے انہون نے سوچ لیا ہے اسطرح دار السلطنت مین انگلش سوسائٹی کے سب طبقات مین وہ خوف اور دہشتین پھیلاتے ہین جنکو اعلے جماعتین اپنے معتمد اوضاع و اطوار سے روک سکتی تھین۔ لارڈ کیننگ کو اس برائی کا خیال ایسا تھا کہ انہون نے انگلنڈ کے حکام کو لکھا کہ کلکتہ سے جو خانگی خطون مین یہان کے حالات تحریر ہوکر انگلنڈ بھیجے گئے ہین انپر یقین کرنے مین بہت حزم و احتیاط چاہیئے۔

کلکتہ مین تو اپنے بغل مین شرمناک عیب اپنے بعض اہل وطن مین لارڈ کیننگ نے دیکھے لیکن انہون نے بڑے فخر اور اعتماد کے ساتھ اپنے سے دور فاصلہ پر اپنے ایسے اہل وطن دیکھے کہ وہ انکے ساتھ ایک جان دو قالب تھے انکی کوششون مین سرتاپا معاون تھے بمبئی کے گورنر ایلفنسٹن اور مدراس کے گورنر ہیرسی نے انکی ساری خواہشون کے موافق بغیر اپنی اغراض پردازی کے کام کیا اور سب طرح سے بدل و جان انکی امداد پر آمادہ ہوئے جنکے وہ دل سے احسانمند ہوئے بعض حصون مین تار برقی شکستہ ہوکر بیکار تھا لیکن بعض حصون مین وہ کام اچھی طرح کرتا تھا۔ ۱۸ مئی کو... کی خبر معلوم ہوئی کہ مدراس فیوزیلر جہاز مین سوار ہوا انہون نے گورنر کا شکریہ ادا کیا ۲۲ مئی کو معلوم ہوا کہ ایران سے بمبئی مین وہ سپاہ آگئی ہے جو پہلے ایران سے روانہ ہوئی تھی اور جو سٹھوین پلٹن کا ایک بازو دخانی جہاز مین کلکتہ روانہ ہوا ہے غرض آتشی جہاز برقی ڈاک خوب کام کر رہی تھے گورنر جنرل کو اس خیال سے بڑی تسکین اور تشفی ہوتی تھی کہ پنجاب مین سرجان لارنس اور

لارڈ ہیرسی و لارڈ الفنسٹن
لارڈ کیننگ کو تار برقی سے
سرجان لارنس و سر ہنری لارنس

اودھ مین ہنری لارنس چیف کمشنر ہیں ان دونو صوبون کی طرف لارڈ کیننگ بڑے غور سے دیکھتے تھے۔ اودھ وہ ملک تھا جسکے باشندے بنگال کی سپاہ کے بڑے حصے مین بھری ہوئے تھے وہ سب سے پیچھے الحاق کیا گیا تھا وہان انقلاب سلطنت کے سبب سے عداوت اور کینہ انگریزون کے ساتھ تازہ پیدا ہوا تھا۔ خاندان شاہی ابھی بالکل نیست و نابود نہین ہوا تھا وہان کی جماعت امرا پر امیری کے جانے کا زخم تازہ لگا تھا وہ اسکے اندمال کے فکر مین بیٹھی تھی لارڈ کیننگ ان باتون کو پیش نظر رکھتا تھا پنجاب ہی مین بیرونی حملون کا مقابلہ ہو سکتا تھا اور وہی دہلی کو دوبارہ حاصل کر سکتا تھا اس خیال سے بڑی تسکین و تسلی ہوتی تھی کہ دوست محمد خان سے مصالحت ہو گئی تھی۔ ملک کے اور حصون مین تو فقط سپاہ کی بغاوت ہی کا ڈر لگا تھا مگر اسکے سوا اودھ اور پنجاب مین رعایا کی سرکشی کا بھی دھڑکا تھا مگر اس سے بڑی خاطر جمعی تھی کہ پنجاب مین جان لارنس اور اودھ مین ہنری لارنس چیف کمشنر تھے۔ لارڈ کیننگ خوب جانتے تھے کہ نیچر کی اس آواز مین کبھی خطا نہین ہوتی کہ مضبوط آدمی جس چیز کو پکڑ کر قبضہ مین کر لیتے ہین ضعیف آدمی اسکو چھوڑ دیتے ہین۔ ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو تار بھیجا کہ مجھے اودھ مین ملٹری اختیارات زیادہ دیئے جائین اسکی منظوری فوراً تار پر ہنری لارنس پاس بھیجی گئی کہ تمکو ملٹری اختیارات پورے دیئے جاتے ہین اور جس بات کو تم ضروری جانوگے اس مین گورنر جنرل تم کو سہارا دیگا۔

جان لارنس سے مراسلت کرنی زیادہ آسان نہین تھی وہ کشمیر جانے کے واسطے اسوقت راولپنڈی مین مقیم تھے۔ اول جان لارنس نے گورنر جنرل سے درخواست کی کہ اجازت ملے کہ مین غیر آئینی سپاہ سکھون کی بھرتی کرلون ہمارے یوروپین سپاہ ایسی تھوڑی ہے کہ وہ بہ تدریج درماندہ ہوکر تباہ ہو جائیگی۔ ضرورت کی صورت مین ایک ہزار سوارون کے بھرتی کرنے کی بھی اجازت ملے مین یہہ بھرتی بغیر اشد ضرورت کے نہین کرونگا۔ اس درخواست کے پہنچنے سے پانچ روز پہلے گورنر جنرل احکام بھیج چکا تھا جنکی سر جان لارنس نے درخواست کی تھی اور انکو لکھ دیا تھا کہ جو تجاویز تم پیش کرو وہ منظور کی جائین گین۔

اب گورنر جنرل نے یہہ سوچا کہ یہہ ہنگامہ فقط سپاہ ہی کی بغاوت ہے یا رعایا اور ملک کی سرکشی بھی اسکے ساتھ شامل ہے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ سپاہیون مین تو اب شعور فطری نہین کہ وہ اس

سپاہ کی بغاوت اور رعایا کی سرکشی

ہنگامہ فساد کے خود مرتکب ہوئے ہون ضرور اسپر انکو باہر کے لوگون نے آمادہ کرایا ہے زمانہ گذشتہ
مین خطاؤن اور غلطیون کے درخت لگائے گئے ہین جنکے کڑوے پھل چکھنے پڑے ہین غرض
انہون نے اب سپاہ کی بغاوت کی جگھہ ملک کی سرکشی سمجھی انہون نے انگلنڈ مین انڈین منسٹر (وزیر ہند)
کو لکھا کہ ملک مین سرکشی گرم ہورہی ہے برہمنون نے مذہب کو اور اورون نے پولی ٹکل سببون کو
اسکا بہانہ بنایا ہے انہون نے خوب جانچ لیا کہ بغاوت سے چند پہلے سالون مین انڈیا مین انگلشمینون نے
اپنے مضبوط ایمان اور اعتقاد سے یہہ قصد کیا کہ غیر معتدل گرم جوشی سے ہندوستان مین سب
چیزون کو اپنے طریقے اور اوضاع و اطوار اور خیالات مین متماثل بنائین جو نئے آدمی انگریزون سے
متماثل بنے انسے مقابلہ کرنے کو پرانے آدمی کھڑے ہوئے۔ اور انہون نے دیکھا کہ یہہ سارے مقابل
کھڑے ہوئے مگر تمام بدعتین موقوف نہین ہوئین تو اسکے انتقام لینے پر آمادہ ہوئے۔ انگریزون کی
قومی خصلت اور سیرت کی خودنمائی نے کل انڈین امپائر مین آگ لگادی لیکن لارڈ کیننگ اسپر
فخر کے ساتھ پورا اعتماد کرتے تھے کہ انگریزون کی خصلت و سیرت مین وہ عظمت و شان ہے
کہ اس نے جو یہہ آگ لگائی ہے اسکو وہ خدا کی عنایت سے پائمال کردیگی جو انکے ہم قوم
مایوس ہوتے تھے انکی مایوسی کا رنج انکو ہوتا تھا مگر وہ جانتے تھے کہ جب ان سے کام لیا
جائے گا تو وہ اپنے بہادرانہ کامون سے اپنے ضعیف الفاظ کو جھوٹا کردین گے وہ آئندہ
کے لیئے دیکھتے تھے کہ آگ پھیلتی جاتی ہے اور ہندوون کا ملک بڑی خونخواری کے ساتھ
ہماری برخلاف ہورہا ہے ایک بڑی سپاہ جسنے ہمارے ہی جنگی مدرسون مین تعلیم پائی ہی
اور ہم ہی نے جو سبق اسکو سکھائے ہین وہ انکے موافق ہم سے لڑرہی ہے۔

کس نیاموخت علم تیر از من ٭ کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

اسکو مولویون اور پنڈتون نے بھڑکادیا ہے اس ملک کے امرا نے اسکی ہمت افزائی
اور امداد کی ہے ملک کے سارے مخازن اسکے قبضہ مین ہین مگر ان سب چیزون کا مقابلہ
انگلنڈ کی جوانمردی بہت دور فاصلہ پر بیٹھی کررہی ہے ٭

حصہ پنجم

ممالک شمالی و مغربی کا غدر

باب اول - دہلی کی تاریخ جبتقدر کہ سرکار دولت اقتدار کمپنی کی حکومت سے ایام غدر تک متعلق ہے

لارڈ کیننگ اور دہلی

لارڈ کیننگ نے جو کلکتہ کے غدر کے غمناک حادثے کے لیئے تدابیر کین اسکا مختصر ذکر اوپر ہوا - اب بڑا معرکہ لارڈ کیننگ کے سامنے یہہ پیش آیا کہ دہلی سے انگریز نکالے گئے اور کچھہ دنون کے لیئے اس شہر مین جو مسلمانون کا مرکز تھا مغلون کا خاندان شاہی بحال ہوا مدتون سے شہنشاہ دہلی کی اصلی حکومت ان آدمیون پر ذرا سی بھی باقی نہین رہی تھی جنپر وہ پہلے حکمرانی کرتا تھا پچاس برس سے دہلی کی لال حویلی کا مالک انگریزون کے تخمینہ مین ایک جھوٹی نقل اور خالی نمائشی سانگ باقی تھا لیکن اس جھوٹی نقل اور خالی نمائشی نسبت اور نام نے اپنا زندہ اثر سلاطین اور رعایا ہند پر کبھی نہین موقوف کیا تھا زمانہ حال تک ہندوستان کے مغل بادشاہون کے نام کے سکے چلتے تھے اور ہندوستان کے سلاطین خواہ وہ مسلمان ہون یا ہندو ہون اپنے جانشینون کے لیئے برائے نام شاہی کے فرمان مانگتے تھے اور انکو سرکار کمپنی کے فرمان سے زیادہ باوقعت و مستحکم جانتے تھے - گو دہلی کے بادشاہ کا افسانہ ہی باقی تھا مگر یہہ افسانہ ع عالم ہمہ افسانہ مادارد وما ہیچ ؛ رعایا کے دلون مین اور زبانون پر یہہ افسانہ بڑا معرز وظیفہ تھا جسکو وہ جپا کرتی تھی +

ہم ایک مختصر سی تاریخ دہلی کی لکھتے ہین جس سے ایام غدر مین اس خاندان تیموریہ کی کیفیت معلوم ہو جائے - پوتڑون کا بادشاہ بہادر شاہ شاہ عالم شہنشاہ دہلی کا پوتا تھا شاہ عالم اندھا بے کس اور مصیبت زدہ تھا جسکو انگریزون نے مرہٹون کے پنجہ سے اسوقت چھڑایا تھا کہ انیسوین صدی کے شروع ۱۸۰۳ع مین لیک صاحب اور ولزلی کے سپاہیون نے مرہٹون کے

زور کو توڑا تھا اور فرانسیسیون کی آرزوؤن کو گشتہ کیا تھا شاہ عالم باوجودیکہ نہایت ضعیفت زدگی اور فرومانڈگی کی حالت مین تھا لیکن بڑے بڑے عالیشان گورنر جنرل اسکو بڑا طاقتور شہنشاہ سمجھتے تھے اسکی حمایت کرنے کو اپنے حق مین مفید جانتے تھے اور اسکی بیخ کنی کو گناہ سمجھتے تھے - لارڈ ولزلی جو بازی کھیلے اس مین کوئی چال پوبارہ کی ایسی جیرت آمیز اور عظیم الشان نہین چلے جیسے کہ تخت شاہی کے غصب کرنے کی مگر ہندوستان کی آب وہوا نے انکی صحت خراب کی اور لیڈن ہال سٹریٹ کی گورنمنٹ نے انکو تھکا یا جسکے سبب سے تخت شاہی لینے کی اولوالعزمی کو انہون نے چھوڑ دیا ایک آنچ کی کسر باقی رہی شاید انکو اور انکی کونسل کے ممبرن کو یہہ یقین تھا کہ یہہ زیادہ صحیح پولیسی جسکا مآل ہماری عظمتُ شان پر ہوگا یہہ ہی کہ پہلے اس بادشاہی کی راہ پہ چلنے کی کوشش کرین اس بادشاہ سے اسکے حامی و محافظ ہونے کا رشتہ پیدا کرکے بتدریج اپنی قوت کو بڑھائین مگر ہر صورت مین وہ اپنے اس خیال سے اس لئے باز رہے کہ انگلستان مین انپر یہہ شبہہ ہوگا کہ وہ مغلون کے تخت سلطنت پر سرکار کمپنی کو اصلی یا بطور قائمقام کے بٹھانا چاہتے ہین ۲ - جون ۱۸۰۵ع کو انہون نے کورٹ ڈائرکٹرز کی سیکرٹ کمیٹی کو لکھا کہ اس گورنمنٹ کو کبھی یہہ تصور نہین ہوا کہ اس بادشاہ کی محافظت اور حمایت سے یہہ استحقاق حاصل کرے کہ سکے بادشاہی حقوق کو ایک آلہ بنائے جسسے کام اپنا نکالے کہ ہندوستان کی ریاستون اور سرداروں پر استیلا اور استعلا پائے اور بادشاہ کی طرف سے ان دعوون کا اظہار کیا جائے جو اسکو ہندوستان کے بادشاہ ہونیکی حیثیت سے ان اضلاع مین جو مغلون کی کل سلطنت میں ہیں حاصل ہین گورنر جنرل مع کونسل نے دہلی کے بادشاہ اور اسکے خاندان کے قائم رکھنے سے اور برٹش گورنمنٹ کی اسکی حمایت کرنے سے جن فوائد کی توقع کی ہے وہ ۱۳ - جولائی ۱۸۰۴ع کے مراسلہ مین آنریبل کمپنی کو یہہ تحریر ہوئے ہین " فرانسیسیون کو جو ہندوستان کے شمال مغربی اضلاع مین قوت و غلبہ حاصل ہوا ہے اسکے پنجہ سے جو شہنشاہ عالم کو چھڑایا ہے اسنے فرانسیسی گورنمنٹ اس زبردست آلہ سے محروم ہوگئی ہے جو وہ ہندوستانی برٹش گورنمنٹ کے ساتھ دشمنانہ ارادون مین کام مین لاتی تھی اور برٹش گورنمنٹ کو یہہ مفید موقع ملا ہے کہ اس کے سبب سے تمام گرد کی ریاستین اس کی مدح سرائی کرتی ہین کہ لوٹے ہوئے معزز بد نصیب تیرہ بخت بادشاہ کا

لئے اور اسکے مصیبت زدہ خاندان کے لئے ایک مامن ہم نے بنا دیا ہے اسکے سبب سے ہمارا اعتماد بہت بڑھ گیا ہے اور بہت سے ہمارے دوست پیدا ہو گئے ہین اگر بادشاہ شاہ عالم اور اسکا خاندان مرہٹون یا فرانسیسیون کے قوت کے قید مین رہتا خاص کر فرانسیسیون کے تو اسکے نام سی یہہ دونو قومین دعوے اور بہانے ایسی پیش کرتین کہ جنسے برٹش گورنمنٹ کو خرابیان اور قباحتین وو قتین پیش آتین وہ سب بادشاہ کے حامی بننے سے جاتی رہین" لارڈ ولزلی کی ذہانت پر اور انکے تجربہ کار مددگار سر جارج بارلو اور مسٹر ایلفنسٹن کی ہدایت پر ملامت ہوتی اگر وہ کوئی سکیم ایسی تجویز کرتے کہ شاہ عالم کی سلطنت ایک چھوٹے پیمانہ پر جاری رہتی یا بحال ہوتی اور وہ پنشندار خالی نمائشی اور کاٹھ کی پتلی سے زیادہ عظمت رکھتا لیکن اصلی بادشاہ ہونے سے کم ہوتا۔ وہ بادشاہ تھا مگر بادشاہ نہ تھا وہ کچھ چیز تھا مگر کوئی چیز نہ تھا وہ ایک ہی وقت مین اصلی اور مصنوعی نقل تھا انگریزون کو اپنی بازی مین یہہ بڑی خاطر جمعی تھی کہ بادشاہ انکے پاس تھا لیکن وہ شش و پنج اس مین تھے کہ بازی کیونکر کھیلین بیشک لارڈ ولزلی نے گورنمنٹ کو بولی ٹکل بات ایسی بنانی پڑی کہ بظاہر باطل اور در اصل حق ہو انہون نے اسکو حالات موجودہ جسقدر بہتر بنا سکتے تھے بنایا جسسے خاندان تیموریہ سے مصالحت نہین ہوئی بلکہ رعایا کی تالیف قلوب بھی ہوئی جنکے دلون مین اس سلمان خاندان کی تعظیم و تکریم جاگزین تھی۔ یہہ فیصلہ کیا گیا کہ ملکی حکومت سے جو عزت حاصل ہوتی ہے اسکی خاص مقدار بادشاہ کی ذات کے لئے مقرر کی جائے یعنی خاص حدود کے اندر اب بھی چشمہ عدالت وہ سمجھا جائے اور اسکے ہاتھ مین زندگی یا موت کا اختیار فیاضانہ رکھا جائے اور ان اضلاع کے سوا جو تخت کے لئے جدا رکھے جائین بادشاہ اور اسکے کنبے کو بارہ لاکھ روپیہ سالانہ دیا جائے اسطرح سے وہ شہنشاہ جو دنیا مین سب سے بڑا تھا تاجرون کی کمپنی کا ایک پنشن خوار ہو گیا اگرچہ اس سے برٹش گورنمنٹ کو بہت سے فائدے حاصل ہوئے لیکن وہ اندیشون اور خرخشون و خوفون سے خالی نہ تھے اس مصیبت نے تنزل کی حالت مین بھی بادشاہ کا نام قوت کا ایک رکن اعظم تھا بادشاہی جیتھڑے پہنے لباس مین بھی اپنا رکن اعظم ادب اور احترام رعایا کے دلون مین رکھتے تھے لارڈ ولزلی نے خوب سوچ لیا تھا کہ اگر یہہ آبائی سلطنت اسطرح دوامی رہیگی اور بادشاہ شاہجہان آباد کے قلعہ مین رہیگا اور اسکی مصاحب جو اس کی